

أَفْضَلُ مَرْجُلٍ لِلَّهِ

هَذَا مِنْ قَضَائِ رَبِّي



١٩٣٨

جلد اول

لاف کرل فاسباف المکرمات کے سی آئی ای ایم وی یاو اے۔ ڈی سی  
کمانڈر افواج باقاعدہ سیکرٹری مالی

طاهر علی خان

# فیاضی گرو سپہ سالار



|  |  |   |
|--|--|---|
| <p>I. Resaldar Major Mirza Zulfikar Ali Beg Khan Bahadur, Hyderabad Contingent (Afsar ul Mulk's uncle)</p> | <p>II. Mirza Mahomed Ali Beg (when 12 years old) Col. the Madras Afsar ul Mulk, Afsar ul Doola, Afsar ul Mulk, C.I.E., M.V.O., A.D.C. (Afsar ul Mulk's father)</p> | <p>III. Resaldar Mirza Vilayet Ali Beg, Hyderabad Contingent (Afsar ul Mulk's father)</p> |
|--|--|---|

مرزا ولایت علی بیگ رسالدار بھادر      مرزا محمد علی بیگ خان بہادر      مرزا ذوالفقار علی بیگ خان بہادر  
 رسالہ سوم حیدرآباد کنٹینٹ      افسر الملک در سن وہ سالگی      رسالدار میجر حیدرآباد کنٹینٹ



هو العیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم



جب میں آغوشِ دایہ سے نکلتا چلتے پھرنے کے لائق ہوا تو میرے والد ماجد نے سواری کے لئے ایک چوٹا سا یا بو مجھے لے دیا اسکی پشت پر کرسی نما ایک زین کساجاتا اور میں سوار ہو کے ہوا خوری کے لئے جایا کرتا تھا میری بڑی بہن بیان کرتی تھیں کہ مجھے اسکی سواری کا اوس زمانہ میں ایسا شوق تھا کہ میرے پہلانے کا یہ ایک عمدہ ذریعہ ہو گیا تھا میری دایہ مجھے اوس کرسی نما زین پر بٹھلائی اور پہلانے کو لیجاتی تھی اگر اس در بیان آیا تک جاتی تو یہ خدمت میری بڑی بہن ادا کرتیں وہ مجھ سے نہایت محبت رکھتی تھیں مجھے اس کو کہنی یا بو پر جب کا نام میرے والد ماجد سے چھینڈو رکھ دیا تھا زنا نہ مکان کے احاطہ میں گھنٹوں پہر تین اور اپنے اوپر کاپٹ گوارا کر کے مجھے بٹھایا کرتی تھیں۔

۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ۱۲۷۳ھ ہجری میں جبکہ میری عمر تقریباً پانچ سال کو تھی ہندوستان میں غدر کی شورش برپا ہوئی میرے والد کو اسی زمانہ میں حیدرآباد کنٹنمنٹ فوج کے ساتھ اوسط فرنٹ کا ایک بڑا سفر پیش آیا اور ایک سال سے نیا ممالک متوسط اور شمالی ہند میں قیام کرنا پڑا۔ اسکا انحصار احوال میں اپنی عمر کے گیارہویں سال کے حالات میں بیان کروں گا۔

جون ۱۸۵۸ء عیسوی مطابق دسمبر ۱۲۷۴ھ ہجری میں غدر کا فتنہ فرو ہونے کے بعد جب میرے والد ماجد ہندوستان سے دکن میں تشریف لائے میرا سن چھ سال کا ہو گیا تھا اسوقت بجائے کرسی نماز میں مجھے ایک چھوٹا سا بانائی خوگیر دیا اور آئی کی جگہ محمد رمضان اردلی میری نگرانی پر مقرر کیا گیا۔ یہ پیش خدمت میرے یاہو کو باگ پکڑے ہوئے صبح و شام ہوا خورمی کے لئے مکان سے باہر قرب و جوار میں مجھے لیجا کر لاتا تھا۔

۱۸۵۹ء عیسوی مطابق ۱۲۷۵ھ ہجری میں ساتویں سال والد ماجد مجھے اپنے ہمراہ نکار میں لیجانے لگے میں ادسی یا بوہر سوار ہوتا اور محمد رمضان اردلی اپنے گھوڑے پر سوار میرے یاہو کی باگ ہاتھ میں لئے رہتا تھا مگر ان ایام میں خادم کا یہ موقعوں پر یاہو کی باگ پکڑنا مجھے سخت ناگوار تھا دل میں ہی تمننا رہتی تھی کہ میں تنہا آزادانہ اپنے یاہو کو جہان چاہوں وہاں دوڑاتا ہوں کسی طرح رمضان کے ہاتھ سے مجھے نجات ملے۔



آٹھویں سال بہالہ کی جگہ بلیہ و کیو مین اپنے ہاتھ میں لیکر والد ماجد کے ہمراہ شکار کو جایا کرتا تھا۔ اس زمانہ میں ایک آئرگن (بھوائی بندوق) بھی میرے والد نے مجھے منگوا دی تھی جس سے میں نشانہ اندازی کی مشق کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نشانہ اندازی میں مشغول تھا اتفاق سے اس وقت میری چھوٹی بہن سامنے آگئیں اور آئرگن کی گولی اون کے پاؤں میں لگ گئی۔ اگرچہ اس چھوٹی گولی سے اونکو کچھ ہرج نہین ہوا لیکن چونکہ میرے والد ماجد بڑے دور اندیش اور انجام بین تھے اونہوں نے اس واقعہ سے خیال کیا کہ اس قسم کی بے احتیاطی کا اگر اس وقت اندازہ کیا جائے گا تو آئندہ خوفناک واقعات ضرور پیدا ہوں گے۔

لہذا اس قصور کی سزا میں فوراً میری بندوق چھین لی اور ایک ہفتہ تک یا پو کی سواری بھی موقوف کر دی۔ اس موقع پر جو بیچ اور صدر نہ میرے دلپر گذرا وہ ایک زمانہ تک فراموش نہین ہوا۔ اور اس واقعہ نے میرے دل میں نہایت ہی مفید اثر پیدا کیا اور مجھے تمام عمر کے لئے محتاط بنا دیا۔ میں ہمیشہ بندوق اور تفنگ پر مکرر کرتے وقت بے انتہا احتیاط کرتا رہا اور میں اپنے والد ماجد کے ایسی اصول پر آجتک کار بند ہوں۔

چنانچہ ۱۸۸۹ء عیسوی مطابق ۱۳۰۰ھ ہجری میں جو کتاب موسوم بہ تفنگ یا فرہنگ سینے لکھی ہے اس کے باب دوازدهم میں بندوق سے احتیاط کرنے کے بارہ میں بہت کچھ تحریر کیا ہے۔

# پاک اسٹنگ

۱۸۶۱ء عیسوی مطابق ۱۳۷۷ھ ہجری میں میرے والد کی رجسٹر تیسرا سال  
حیدرآباد کنٹننٹ اورنگ آباد سے مومن آباد کو آیا یہ مقام حیدرآباد سے ساٹھ کوس  
کے فاصلہ پر عرب کی جانب آباد ہے۔ اس کی مردم شماری بارہ ہزار سے زیادہ ہے  
اس کی شمالی طرف مین کچھ دور پر دریائے گوداوری اور ایسے ہی جنوبی جانب مین  
دریائے مانجرا بہتا ہے جس کے سبب سے یہ قطعہ نشیبی زمینوں میں زیادہ سرسبز و شاداب  
ہے اس کے چاروں طرف جنگل وغیرہ کثرت سے ہے شمال و جنوب بلکہ قریب قریب  
چاروں طرف سے چھوٹے چھوٹے پہاڑی سلسلے دور تک چلے گئے ہیں جن کے  
باعث انواع و اقسام کے درند اور چرند اس نواح میں پائے جاتے ہیں۔ یورپ اور  
خنزیر کا شکار اس مقام کا بہت مشہور ہے پاک اسٹنگ یعنی خنزیر کو بہالہ شکار  
کرنا ہندوستان کے بہترین شکاروں میں تصور کیا جاتا ہے۔

جیسے اس زمانہ میں یورپ کے بڑے بڑے معززین اور شاہزادے پاک اسٹنگ  
کے لئے ہندوستان آتے ہیں اور شمالی ہند جیپو رجوہ پور اگرہ وغیرہ کی طرف اس  
شکار میں شریک ہوتے ہیں ویسے ہی اس زمانہ میں مکن میں اورنگ آباد مومن آباد  
دونوں جگہ جنگلی خنزیروں کا بہالہ سے شکار کرنا بہت مشہور تھا۔  
مومن آباد کی چھاؤنی میں رسالہ کے پہونچتے ہی شکار کا انتظام کیا گیا۔ یہ قاعدہ



تہا کہ شکار سے قبل کاری لوگ جانوروں کی خبر لانے کے لئے جنگل کو پہنچا کر  
جاتے تھے جس وقت خبر آتی کہ جانور موجود ہیں تو سب شکار دوست افسر گھوڑوں  
پر سوار ہو کر جنگل کو جاتے اور ہلکا شروع کیا جاتا۔

جس وقت جانور اپنے مقاموں سے نکل کر میدان کی طرف آتے تو اس وقت  
افسر لوگ اپنے گھوڑے دوڑاتے اور انکو بہانوں سے شکار کرتے تھے۔

خنزیر کے شکاری کوفن سواری اور نیزہ بازی کی زیادہ مہارت درکار ہے  
اور گھوڑا بھی خوب دوڑنے والا اور جاندار اور سوار کے قابو کا ہونا چاہیے ورنہ یہ موذی  
جانور اکثر گھوڑے کو زخمی کر دیتا ہے اسکے علاوہ یہ بھی ہے کہ شکاریوں میں باہم تقدم  
اور سبقت کا بڑا خیال ہوتا ہے۔ ان میں جو شخص اول بہالہ مارتا ہے اسی کا اول نمبر  
شمار کیا جاتا ہے اول بہالہ معنی فرسٹ اسپر چلانے کے لئے بہت کچھ سعی و کوشش  
کیجاتی ہے تاہم وار زمین نالوں اور پہاڑوں میں گھوڑے دوڑاتے وقت اکثر گھوڑی  
گر جاتے ہیں اور سواروں کے سخت چوٹیں آتی ہیں ایسے موقعوں پر سوار کوفن سواری  
کی شق اور گھوڑے کی شایستگی زیادہ بکار آمد ہوتی ہے۔ جب تک میرے والد کی  
رجینٹ مومن آباد میں رہی ہفتہ میں ایک یا دو بار میرے والد ماجد چند اجاب  
فسکار دوست کے ہمراہ پاک اشنگنگ کو ضرور تشریف لیجاتے تھے۔

ایک دن صبح کے وقت مومن آباد کی شمالی جانب سے شکار کی خبر آئی چونکہ  
شکار کا سامان ہیارہا کرتا تھا اس خبر کے سنتے ہی میرے والد اور سٹر واٹسن اور سٹر جانسن

اور سٹر فمیلر لڈ شکار کو روانہ ہوئے۔ مین بھی اپنے چہوٹے دکھنی یا بو پر سوار ہو کر اونکے ساتھ ہو لیا۔ ہر چند میرے یا بو کی باگ اوس وقت محمد رمضان کے ہاتھ میں نہ تھی لیکن پہر ہی بیجا طور پر یا ناہموار زمین اور جنگل وغیرہ میں یا بو کے دوڑانے کی تیزی سخت ممانعت تھی۔ یہ پیش خدمت سایہ کی طرح میرے ساتھ لگا رہتا تھا جو مجھے کمال ناگوار گزارتا تھا۔ صاحبان موصوف کے پہونچتے ہی جنگل میں ہانک شروع ہوا۔ ایک سب صاحبون نے اپنے اپنے گھوڑے دوڑائے اور بہت جلد میری نظر سے غائب ہو گئے۔ ”مین بھی اون کے پیچھے پیچھے اپنا یا بو دوڑا تا چلا گیا“ جب مین کچھ آگے پہونچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نالہ مین نہایت دلہل رہے اور اوس کے اوس پار سٹر جالس سٹر وائٹن میسکر والد کے پاس کھڑے ہیں۔ ”اور کرنل فمیلر میرے والد کے کاندھوں میں ہاتھ دے ہوئے اون کو زمین سے اٹھا رہے ہیں“ جب مین نے اون کے پاس پہونچنے کے لئے نالہ سے گزرتا چاہا تو میرا یا بو دلہل میں پھنس گیا آخر بیکل اوس سے نکلا پہر مین آہستہ آہستہ دوڑ کر کنارہ سے اپنے والد کے پاس پہونچا۔ پہونچنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ شکار کے پاس اول سٹر جالس پہونچنے لیکن اوکا گھوڑا اور اون کے بعد سٹر وائٹن کا گھوڑا نالہ سے عبور کرتے وقت دلہل میں گر پڑا۔ اور اونکے بعد جب میرے والد وہاں پہونچے تو اونکا گھوڑا ایسا بے طور گرا کہ اون کے سخت چوٹ آئی اور کالریون زہلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔



# صومنا باديں پک اسٹاک لينے پالہ سے تيز کر کا شکار

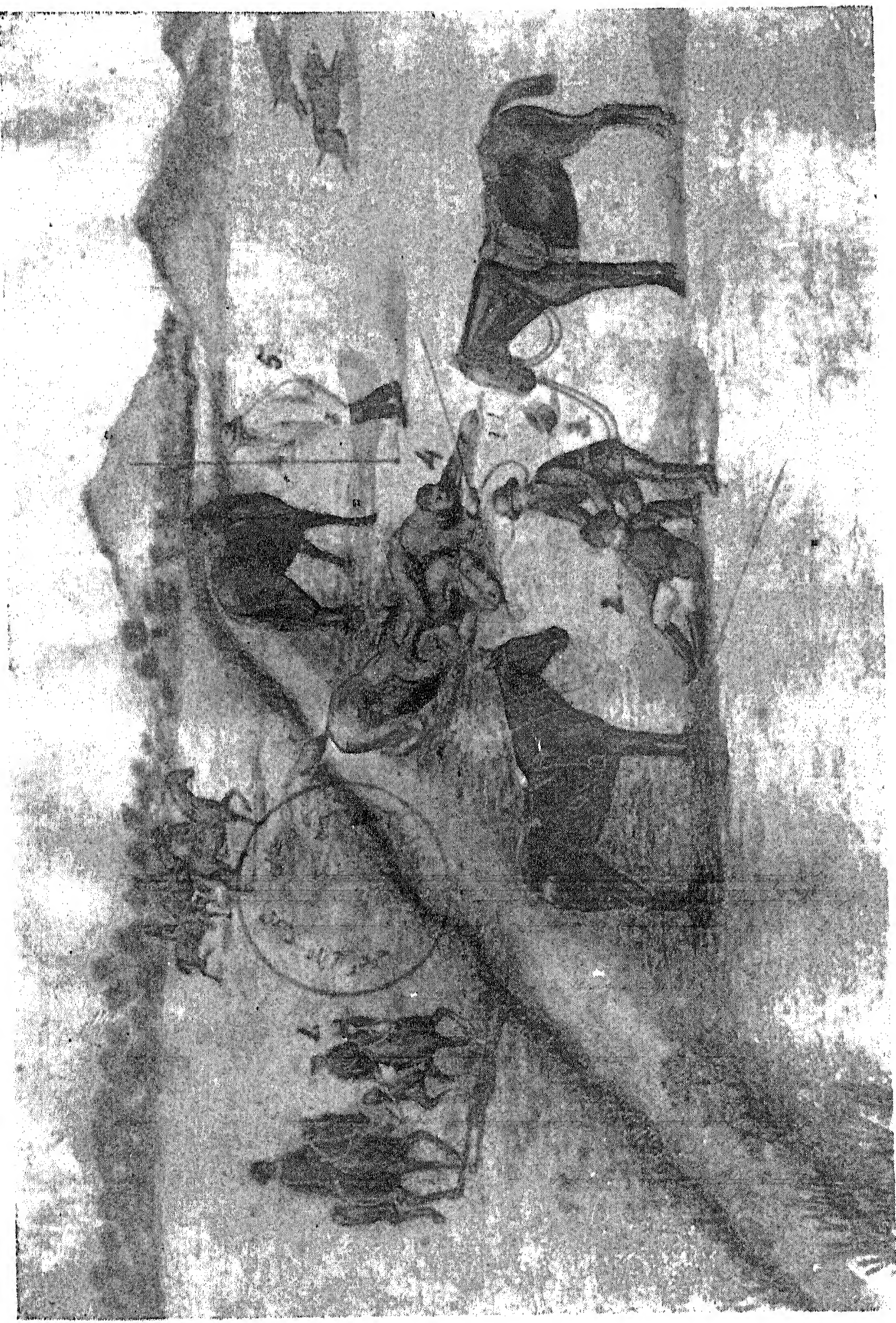


اچھنٹھ، ۱۹۱۱ء، سال المیویر طبعی اکسٹرم، صاف، صومنا باديں پک اسٹاک لينے پالہ سے تيز کر کا شکار۔



صفیہ بیگم (۱۰)

شہزادہ میر علی بیگ لالہ ماجد افسر الملک بھادو کا کھوڑے سے گر کر زخمی ہو کر فرار ہو گیا۔



مرزا محمد علی بیگ افسر الملک درین ہشت سالگی۔ مرزا اولایت علی بیگ کر نزل خزل۔ سطر جانی۔ سطر واط



چونکہ میں نے اس سے پہلے شکار کا ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا تھا میرے دل میں  
 اد کے دیکھنے کا اشتیاق جوش مار رہا تھا میں نے جانتے ہی اون سے پوچھا کہ وہ جانور  
 جسے آپ نے شکار کیا ہے کہاں سے مسٹر جانسن نے کہا وہ تو کھل گیا۔ جب ہم اس  
 نالہ کے قریب پہونچے یکایک ہمارے گھوڑے گر گئے اور تمہارے والد کی  
 کاربون کرنے کے صدمہ سے ٹوٹ گئی اس واقعہ کے سننے پر بھی میرا خیال نہ بدلا  
 میں شکار کے شوق میں ایسا محو تھا کہ پہر میں نے اون سے کہا کہ میرے والد تو اپنی  
 کاربون کے ٹوٹنے کے سبب سے شکار کا تعاقب نہ کر کے آپ صاحبون نے شکار کو  
 کیونکہ گلجائے دیا اور اس کا تعاقب کیونکہ نہ کیا اسپر مسٹر جانسن نے بیاختہ جواب دیا اے  
 ناشکرے لڑکے ہم تیرے والد کی خبر گیری میں رہے اس لئے شکار کے پیچھے نہ جاسکے  
 میری اس کم سنی کے زمانہ کی یہ گفتگو اور صاحبان موصوف کے جواب بعد کو ایک  
 لطیفہ ہو گئے۔ مدت دراز تک مسٹر جانسن مسٹر وائٹن نے میرے اس رپارک کو  
 یاد رکھا ہمیشہ محبت آمیز لب و لہجہ میں اس کا ذکر ملاقات کے وقت کیا کرتے تھے۔  
 میرے والد کو سیر و شکار سے کچھ ایسی دلچسپی تھی کہ جب کچھ دنوں کے بعد اون کو  
 صحت ہو گئی تو پہر سب عادت شکار کے شغل میں مشغول ہو گئے۔

## تیندوے کا شکار

اسی طرح تیندوے کا شکار بھی مومن آباد کے قرب و جوار میں کثرت سے کیا

جاتا تھا شکاری لوگ اکثر تیندوے کی خبر لاستے اور میرے والد تشریف لیجا کے  
 بندوق سے اونکا شکار کیا کرتے تھے۔ حسبِ مادتہ: یک روز شکاری لوگ خبر  
 اسے کہ یوٹا ماتہ کے جنگل میں ۱۰ تیندونے ایک گاؤن کے یل کو مارا ہے  
 اور وہ دونوں ایک نالہ این بیٹھے ہیں۔

اس خبر کے سنتے ہی میرے والد ماجد نے شکار کا انتظام کیا اور ہانکے والے اور  
 بندوقین اور شکار کا جملہ سامان روانہ فرمایا اور خود مع مسٹر جانش و مسٹر وائٹن اور مسٹر فیلڈ  
 کے شکار کو تشریف لے گئے۔ جنگل میں پہونچتے ہی نالہ اور پہاڑوں کے اطراف  
 میں آدمی بٹھلا دے گئے جب یہ خبر آگئی کہ ہانکے والے پہاڑ اور نالہ کے درمیان  
 پہونچ گئے تو میرے والد ماجد سمت راست اور کرنل جانش اور کرنل وائٹن  
 وسط میں اور کرنل فیلڈ جانب دست چپ بندوقین لیکر کھڑے ہو گئے نالہ کے  
 دونوں طرف درختوں پر آدمی بٹھلا دے گئے اور وہ شتر سوار لین میں کھڑے ہو کر  
 گئے کہ تیندوے کی نقل و حرکت کو اونٹ پر سے دیکھتے رہیں اور صاحبان موصوف  
 کو فوراً اطلاع دیں۔ اسوقت مجھے ہی پہاڑ کے ایک ایسے بلند مقام پر کھڑا کروایا گیا تھا  
 کہ سارا جنگل نظر آتا اور میں شکار اور شکار کھیلنے والوں کے حالات کا خاطر خواہ تماشا  
 دیکھ سکتا تھا۔

غرض ہانکے شروع ہوا تھوڑی دیر کے بعد ایک تیندو اپہاڑ سے نکل کر مسٹر وائٹن  
 کے سامنے آیا انہوں نے اسے گولی چلائی تیندو مجروح ہو کر نالہ کے کنارہ ایک

گنجان جہاڑی میں گھسکر بیٹھ گیا۔ ہانکے والے یہہ دیکھ کر اسکی طرف بڑھے۔ جب شترسوار  
 اس جہاڑی کے قریب ہو کر گزرے تیندوے نے اونٹوں کو دیکھتے ہی اپنی جا  
 سے جست کی اور ایک اونٹ کی گردن پکڑ لی اونٹ اس بلائے ناکہانی میں بہتے  
 ہی سخت گہرے پا اور اس نے اوچھلنا کو دنا لاتین مارنا شروع کیا یہاں تک کہ زمین کو تنگ  
 ٹوٹ گئے شترسوار اور زمین دونوں زمین پر گر گئے مگر تیندوے نے اونٹ کی گردن  
 پھنچوڑی اور اسے لپیٹا ہی رہا اونٹ اس کشمکش سے بے دم ہو گیا گردن نیچے ڈال دی  
 اور قریب تھا کہ اسکا کام تمام ہو جائے مگر سیف اللہ خان جعدارا اسوقت قریب  
 میں تھے انہوں نے بڑھکرتیندوے پر بندوق چلائی تیندوہ زمین پر گر گیا اونٹ کو  
 جو اس سے نجات ملی تو وہ اس وحشت اور گہرا ہٹ سے بہاگا کہ کئی ہانکے والے  
 اسکی چیٹ میں آگئے اس اثنا میں دوسرا تیندوہ اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ سیدھا  
 میرے والد ماجد کی طرف چلا آئے دیکھتے ہی اوسپر گولی چلائی تیندوہ زخمی ہو کر ہانکے  
 والوں کی طرف واپس ہو گیا چونکہ اونٹ اور تیندوے کی گڑبڑ سے تمام ہانکے والے  
 پر اکندہ اور منتشر ہو گئے تھے تیندوہ جب ان کے قریب پہونچا تو انہوں نے شور  
 وغل مچایا۔

کریم خان نامی ایک سپاہی نالہ کے کنارہ ایک درخت پر بیٹھا ہوا تھا تیندوہ  
 کی نظر کہیں اوسپر جا پڑی اس نے آدمی کو اپنی زور پر دیکھ کر اوسپر جست کر کے پکڑ لیا اور  
 زخمی کر ڈالا مگر کریم خان اور تیندوہ دونوں درخت پر سے کچھ ایسے بے ترکیب زمین پر



گرے کہ تیندوا گہرا ہٹ سے اوس مجروح سپاہی کو چھوڑ کر ایک گنجان بھاڑی میں جا گہسا چونکہ تھوڑی ہی دیر میں دو تیندو ن سے ایک اونٹ اور ایک آدمی زخمی ہو چکا تھا اب اوس کے پاس جانیکی سیکو جرات نہ ہوئی۔

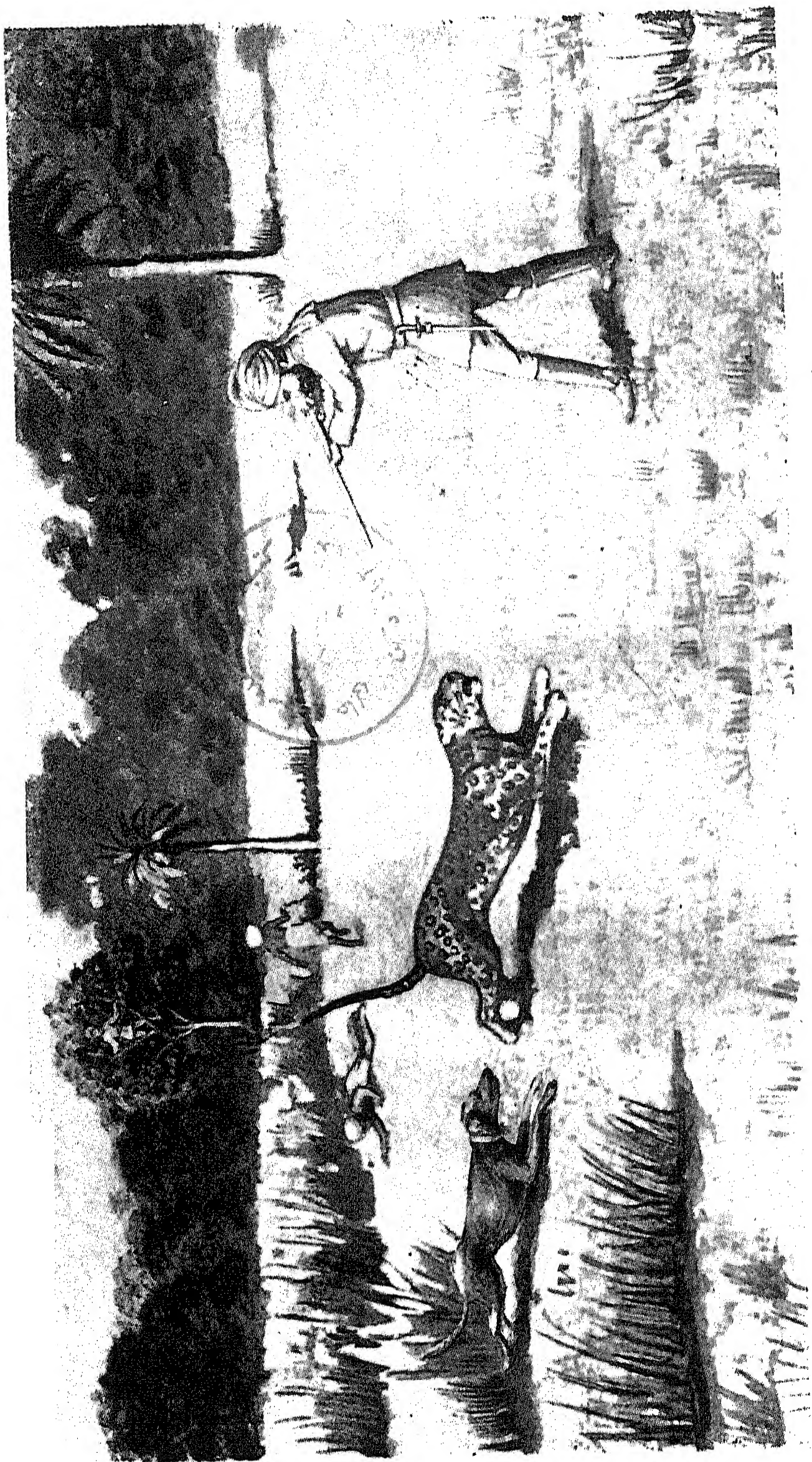
میرے والد ماجد جو نالہ کے کنارہ تیندوے کے انتظار میں بندوق لہی کھڑے تھے جب ہانکہ کو دیر ہوئی تو انہوں نے اردلی کو آگے بھیج کر کیفیت دریافت کی معلوم ہوا دو تیندوے نالہ سے نکلے ایک نے اونٹ کو زخمی کیا اور اوسکو سیف اللہ خان نے مار لیا اور دوسرے کے حملہ سے کریم خان سپاہی مجروح ہوا ہے اوس کے دہنے پاؤں اور بائیں مونڈھے میں سخت زخم آئے ہیں اور یہ تیندو نالہ کے درمیان جہاں گنجان بھاڑی اور لائبنی گھاتس ہے بیٹھا ہوا ہے ہانکہ والے اوسکی طرف خوف سے نہیں جاسکتے یہ سنتے ہی میرے والد نے اپنے اردلی کو ساتھ لیا اور بھاڑی کی طرف تیندوے کی تلاش میں گئے راستہ میں کریم خان کو دیکھا کہ وہ پاپا میں زخمی بیہوش پڑا ہے آپ نے نہایت توجہ سے پہلے اوسکے آسائش کی تدبیر کی اور چند گانوں والوں کو طلب کر کے اپنے اردلی کے ساتھ اوس مجروح کو قریب کے گانوں کی طرف بھجوا دیا اور خود تنہا تیندوے کی جستجو میں آگے بڑھے تھوڑی دیر پہونچے تھے کہ ایک سپاہی نے درخت پر سے اشارہ کیا کہ تیندو آچکے سامنے بھاڑی میں بیٹھا ہوا ہے آپ اوس بھاڑی کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ہانکہ والوں کو اشارہ کیا کہ اوسے بھاڑی سے باہر نکالیں لیکن یہ لوگ ایسے خوف زدہ ہو گئے تھے

کہ کوئی جھاڑی کے نزدیک جانے کی حرات نہ کرتا تھا ہانکے والوں کی جب یہ کیفیت ملاحظہ کی تو میرے والد خود آگے بڑھے جھاڑی بہت گنجان تھی صاف نظر نہ آتا تھا میرے والد تیندوے کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ مجروح درندہ نے اپنی جگہ سے جست کر کے اون پر حملہ کیا۔ انہوں نے بڑے استقلال کے ساتھ نہایت سرعت سے اوسپر گولی چلائی جس سے اوس کا پیچھے کا جیڑا ٹوٹ گیا مگر وہ بھی ایک چشم زدن میں جست کر کے اوسپر آہی پڑا شکار اور شکاری میں ایسی شمشک ہوئی کہ دونوں میں پرگر پڑے۔

تیندوے نے ہر چند چاہا کہ منہ سے سر کو پکڑے مگر پیچھے کا جیڑا ٹوٹنے کی وجہ سے گرفت نہ ہو سکی تاہم اوس کے ناخنوں سے گردن اور مونڈھوں میں گہرے زخم آئے اسی اثناء میں آپ کا اردلی حیدر بیگ نامی پہنچ گیا۔ اور اوس نے تیندوے پر تلوار کا ایک وار کیا اور ہر نیم پنجاری گتے نے دوڑ کر تیندوے کی رائے پکڑ لی جس سے تیندوے نے مجبور ہو کر میرے والد کو چھوڑ دیا اور چند قدم پر جا کر گر پڑا۔

تیندوے کے چوناخن آپ کی گردن اور مونڈھوں میں لگے تھے اوسکے زخموں سے خون اسقدر نکلا کہ آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی اور ہماری کلوگ قریب کے گاؤں سے چار پانی مٹکا کے اوسپر آپ کو مکان کو لائے۔ چونکہ تیندوے کے ناخنوں میں سمیت ہوتی ہے اون کے زخموں سے

مرزا و لایت علی بیگ والد ماجد افتخار الملک بجای پیر تمبند و ہکا حمہ کرتا۔



صفہ نمبر (۱۳۶) والد

کئی مہینے تک آپ کو تکلیف رہی لیکن جب زخم مندمل ہو گئے تو پھر وہی شکار  
تھا اور آیتھے۔ بارش کے موسم میں چار مہینے تک ہر ہفتہ میں ایک دو بار شکار  
دوست افسر گیپ اسٹنگ کو ضرور جایا کرتے اور میں بھی ہمیشہ ان کے ہمراہ رہ کر  
شکار کا تماشا دیکھ کرتا۔

## ریچہ کا شکار

کچھ زمانہ کے بعد حیدر آباد کنٹنٹ کا تیسرا سالہ ہنگولی چلا گیا یہ مقام باسم  
کے جنوب میں برار کی مغربی سرحد کے قریب واقع ہے اور ان دونوں مقاموں کے  
درمیان گنگا بہتی ہے جس کے سبب سے ملک خوب سرسبز و شاداب ہے۔ رونی کی  
پیداوار کثرت سے ہوتی ہے چنانچہ آجکل تو یہ مقام پنبہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی شکار  
گاہ مانا جاتا ہے۔ ہنگولی کے شمالی حصہ میں بڑا جنگل ہے جہاں ریچہ بکثرت رہتے  
ہیں۔ یہ جانور بڑا سخت جان ہوتا ہے اس ملک کا ریچہ گوشت خوار نہیں ہوتا  
صرف درختوں کی جڑوں اور پہلوں پر گزارا کرتا ہے اس سبب سے کسی جاندار پر شکار  
کی غرض سے حملہ نہیں کرتا مگر جنگل کے چلنے پھرنے والوں کو بہت ایذا پہونچاتا ہے  
اگر اسکو بہالہ سے شکار کریں تو سوار کو گھوڑے پر سے اتار کر سخت صدمہ پہونچاتا  
ہے بہالہ سے ریچہ کو شکار کرنا بڑا خطرناک کام ہے اس کے لئے شکاری کو چالاک  
دھست اور نہایت عمدہ سوار ہونا ضرور ہے اور گھوڑا بھی نڈر اور خوب ولیر ہونا چاہیے



ہنگولی کے جنگل میں مہوا بکثرت ہوتا ہے بن و نون میں مہوا پک جاتا ہے۔  
تو ریچھوں کی عادت ہے کہ سر شام کھانے کو نکلتے ہیں اور کچھ اندھیرے سے پہاڑی  
مقامات پر اپنے مسکنوں کو پلٹ جاتے ہیں۔

میرے والد ریچھوں کے شکار کے لئے علی الصبح نکلتے اور چند اجباب  
شکار دوست کے ساتھ اندھیرے ہی میں ایسے مقامات میں پہنچ جاتے جہاں  
ریچھ مہوا کھانے کے بعد پہاڑوں کو واپس جاتے تھے اس وقت جیسا موقع اور  
وقت کا تقاضا ہوتا کہی تو بہالہ سے اونکا شکار کھیلتے اور کہی گھوڑا دوڑا کے پاس  
جاتے اور بندوق سے اونکو مار تے تھے۔

ایک روز قبل از صبح صادق ایسے وقت میں کہ چاندنی رات کچھ کچھ باقی تھی  
میرے والد اور چند شکار دوست لوگ جب عادت کھڑے ہوئے ریچھوں کا انتظار  
کر رہے تھے کہ مہوا کھا کر تین ریچھ پہاڑوں کو واپس آتے ہوئے نظر آئے ایک  
شخص نے جو اسی غرض سے درخت پر بیٹھا گیا تھا ریچھوں کے آنے سے مطلع  
کیا سب شکاری جنگلی تعداد قریب پندرہ کے تھی اونکے تعاقب میں چلے بھکی  
روشنی ابھی طسح نہونے پانی تھی انہوں نے دیکھا کہ ریچھ بڈی کے کنارہ  
کنارہ پہاڑوں کی طرف جا رہے ہیں۔ چونکہ زمین ناہموار اور جا بجا پتھر ملی تھی اور  
نالوں کے نشیب و فراز تھے اسلئے گھوڑوں کو چلنا سخت مشکل تھا دو تین میل  
گھوڑے دوڑا نے کے بعد تین اسپورٹس میں صرف میرے والد اور سیف اللہ خان

جعدار اور ایک اردلی باقی رہ گئے اور دوسرے شکاریوں کے گھوڑے آگے نہ بڑھ سکے  
تھوڑی دور آگے بڑھ کے سیف اللہ خان جعدار کا بھی گھوڑا گر گیا اور اردلی بھی اونکو  
پیچھے رہ گیا۔

اب صرف میرے والد ہی تن تنہا تیرپھون کے تعاقب کے لئے باقی رہ گئے  
اور چار میل کی مسافت طے کرنے کے بعد انہوں نے تیرپھون کو جا لیا۔  
جسوقت تیرپھون کے قریب پہونچے فوراً اپنے گھوڑے کو روک کر تیرپھون  
پر گولیاں چلائیں۔ پھر گھوڑے پر بندوق بہر کے تیرپھون کا تعاقب کیا۔ اور جب  
اون کے نزدیک پہونچ گئے تو اپنے گھوڑے کو روک کے اونپر بندوق فیر کی  
چٹا نیچے پھاڑون میں پہونچنے کے قبل ہی اپنے دور بچہ مار لئے مگر تیسرا بچہ زخمی  
ہو کر بہاڑ میں چلا گیا اور ایک غار میں چھپ کر بیٹھ گیا آپ گھوڑے پر سے اتر کر  
پیادہ پا اوس غار میں گئے تیرپھون اپنے دشمن کو دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھا اور اونپر  
حملہ آور ہوا۔ عین حملہ کے وقت آپ نے فوراً اوس کے سینہ میں گولی مار لی  
وہ تیرپھون اسی جگہ گر پڑا تینوں تیرپھون جتنا تعاقب کیا گیا تھا مار لئے گئے۔

اس قسم کے واقعات بار بار ہوا کرتے تھے۔ تیرپھون کا شکار بندوق سے  
اکثر لوگ پیادہ پا کیا کرتے تھے لیکن گھوڑا اوڑا کر تیرپھون کے قریب پہونچنا اور  
بندوق سے اوسکو مارنا اور بہالہ سے تیرپھون کا شکار کرنا میرے والد ہی کی ایجاد  
تھی۔



اشتر الملک بہادر کے والد ماجد مرزا ولایت علی بیگ کا یہ چھون کو شکار کرنا۔

ایامِ غدیر میں میرے والد کا تیسرا رسالہ حیدر آباد  
گنٹنٹ کے ساتھ ہندوستان جانا اور ایک سال

سے زیادہ رہ کر خدماتِ لالیقہ کا انجام دینا

۱۸۹۳ء عیسوی مطابق ۱۲۹۹ھ ہجری میں جبکہ میری عمر گیارہ سال کی تھی۔  
جنرل ملزون صاحب چھاوتی موہن آباد کے رجمنٹ کے انسپشن کے لئے آئے  
ہوئے تھے میرے والد ماجد مع دوسرے افسرانِ فوج کے ان کی ملاقات  
کو گئے اور مجھے ہی اپنے ہمراہ لے گئے اور وقت میرے والد کی کمزوریاں ایک  
تڑنگار عباسی تلوار تھی۔

جنرل صاحب موصوف نے اثنائے گفتگو میں میرے والد سے پوچھا کہ یہ  
تلوار آپ کو کہاں سے ملی انہوں نے فرمایا کہ ایامِ غدیر میں خدماتِ لالیقہ خصوصاً  
جہانسی کی لڑائی میں جو کارہائے نمایاں مجھ سے وقوع میں آئے تھے ان کے  
صلہ میں سرسپور و صاحب نے یہ تلوار بطریقِ یادگار مجھے عنایت فرمائی ہے جنرل  
صاحب نے میرے والد سے کہا کہ اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو اس لڑائی کا کچھ حوالہ

بیان کیجئے جس کے صلہ میں آپ کو یہ تلوار ملی ہے۔  
آپ نے جہانسی کی لڑائی اور حیدر آباد گنٹنٹ کے رسالہ سے جو لڑائی ہوئی تھی



اور اوس کے بعد ہم ہیور وز صاحب نے پچاس سواروں سے آپ کو دشمن کی  
 خبر لانے کو بھیجا تھا اور جہانسی کے چار سو سواروں نے اونہیں گہرے لیا تھا اور  
 اپنے دشمن کے چند آدمیوں کو ہالہ سے مارا اور بجز ایک سوار کے جو اتفاق  
 سے ماہ گیا آپ اپنے کل ہمراہیوں کو سلامت نکال لائے تھے سب احوال  
 بالتفصیل جنرل صاحب موصوفے سے بیان کیا۔ میں یہ قصہ بیٹھا ہوا دل لگا کر  
 سنتا رہا۔

جنرل صاحب کی ملاقات کے مکان پر واپس آنے کے بعد میں نے اپنے  
 والد ماجد سے عرض کیا کہ اوس لڑائی کی کیفیت آپ پر بیان فرمائے آئیے  
 کہا کہ وقعدار علی شیر خان جو اس وقت میرے ارولی میں رہتے ہیں اوس لڑائی میں،  
 میرے پاس حاضر تھے اون سے پوچھو وہ سب احوال اوس لڑائی اور نیز اون  
 کل لڑائیوں کا مفصل بیان کروں گے جنہیں ایام غدر کے پر آشوب زمانہ  
 میں ایک سال سے زیادہ میں شریک رہا ہوں۔

میں نے علی شیر خان سے اون لڑائیوں کی کیفیت پوچھی اونہوں نے  
 کل احوال مفصل طور سے بیان کیا۔ سب نے دل لگا کر ادت کو سنا ایک بار ہی  
 نہیں بلکہ ایک ایک لڑائی کی کیفیت دو دو تین تین بار میں اون سے پوچھتا  
 اور اون کی زبانی سنتا تھا۔ اوس وقت کے وہ کل واقعات مجھ کو اتنا تک  
 یاد ہیں۔

علی شیر خان کے زبانی بیان کے سوا ایام غدر کے اکثر واقعات پر مجھ کو  
 اوس ڈائری سے زیادہ تر اطلاع ہوئی جسکو میرے والد ماجد نے ایام غدر میں اپنے  
 ہاتھ سے لکھا تھا اور اکثر واقعات بقید تاریخ اوس میں درج کئے تھے اور پھر برٹن  
 کی مولفہ تاریخ حیدر آباد کنٹنٹ جو ۱۹۰۵ء عیسوی میں لکھی گئی ہے اوس کے  
 مطابق تھے لہذا میں آغاز غدر کی مختصر کیفیت اور انگریزی فوج کے ساتھ حیدر آباد  
 کنٹنٹ کی روانگی اور اون چند لڑائیوں کا احوال خمین میرے والد ماجد شریک  
 رہے تھے اس موقع پر تحریر کرتا ہوں۔

۱۰ مئی ۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ۵ ارمضان ۱۲۷۳ھ ہجری کو میرٹھ میں انگریزی  
 فوج نے بغاوت آغاز کی جسکی خبریں مار برتی گئے درلچہ ہندوستان میں چلرون  
 طرف متواتر بھیجی گئیں اور عام طور سے ہر جگہ اسکی شہرت ہو گئی۔

اوس زمانہ میں ناصر الدولہ بہادر فرمائے وکن کا انتقال ۱۸ مئی ۱۸۵۷ء عیسوی  
 مطابق ۲۳ ارمضان ۱۲۷۳ھ ہجری کو ہو گیا اور نواب افضل الدولہ بہادر حضرت  
 مکان اون کے خلف الصدق تخت حکومت پر اونکے جانشین ہوئے۔

سالار جنگ بہادر اولی ۱۸۵۳ء عیسوی سے سلطنت وکن کے مدار الملہام  
 تھے جسکی دانشمندی اور دور اندیشی ریاست کے انتظامی امور اور مہات ملکی میں  
 مشہور تھی۔

جب بغاوت میرٹھ کی خبریں حیدر آباد میں پہونچیں تو بعض بے چین طبعین

قتلہ و فساد کی طرف مائل ہوئیں۔ مگر نقل بالذولہ بہادر نے نواب سالار جنگ اور پھر  
 ڈیوڈسن رزروٹینٹ حیدر آباد کے مشورہ سے ایسا شایستہ انتظام کیا کہ اس قلمرو میں  
 فوراً سکون ہو گیا اور ہر طرح کا امن قائم رہا۔ بھٹی میں اس وقت لارڈ الفکسٹن گورنر  
 تھے اور انہوں نے اپنی فراست اور انجام بخشنی سے یہ باور کر لیا تھا کہ وسط ہند میں  
 بھی ضرورت بغاوت پہیلے گی۔ اس لئے چاہا کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ اگر وہ اور بھٹی کے  
 درمیان راستہ بند نہ ہونے پائے۔

اسی زمانہ میں پھر ڈیوڈسن نے سرکار نظام کے مشورہ سے حیدر آباد کسٹنٹ  
 کا ایک برگید بنایا۔ حسین حیدر آباد کے تین رسالہ اول سوم چہارم اور دو پلٹین سوم و  
 پنجم اور تین تو بچانے تھے۔

اس برگید کی کمانڈ پر جنرل وڈیرن مامور کئے گئے اور انکو حکم دیا گیا کہ حیدر آباد  
 کسٹنٹ کی مختلف چھاؤنیوں سے یہ فوج روانہ ہو کر مقام اورنگ آباد میں جمع  
 کی جائے اس حکم کی بنا پر میرے والد کا رسالہ بھی کپٹن جان آر صاحب کے زیر کمانڈ  
 اورنگ آباد پہنچا۔ اس موقع پر جنرل وڈیرن بیمار ہو گئے اور برگید کی کمانڈ جنرل  
 اسٹوارٹ صاحب کے تفویض ہوئی۔

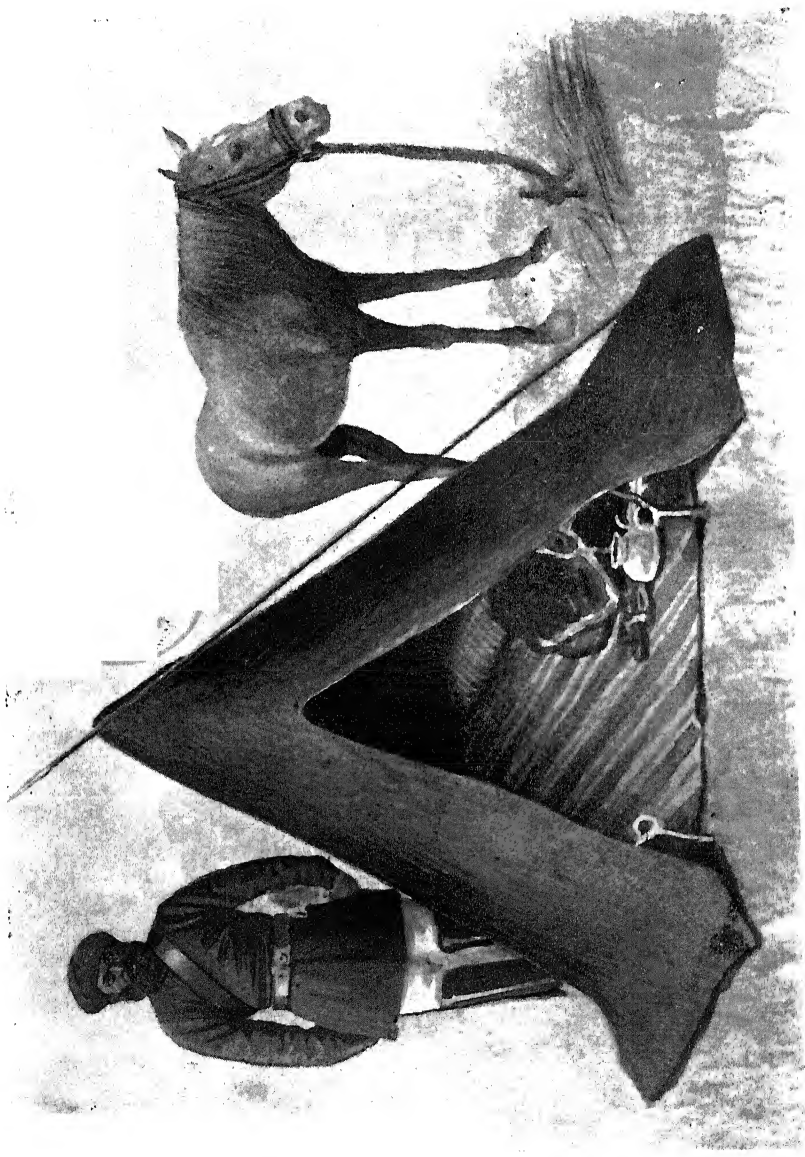
۱۲ جولائی ۱۸۵۷ء عیسوی کو حیدر آباد کسٹنٹ کی برگید اورنگ آباد کے کوچ  
 کر کے بیس روز میں مقام منکو کو پہنچی۔ اس مقام پر انگریزی چودہویں پلٹن اور علاقہ  
 بھی کی ویسی ایک پلٹن اور انگریزی ایک تو بچانہ اس فوج میں اور شامل ہو گیا پھر



اس تمام برگنڈ کا زیر کمان جرنل سٹوارٹ کے آسیر گزہ کی جانب کوچ ہوا جو بران پور سے بارہ میل کے فاصلہ پر ممالک متوسط میں ایک بڑا مضبوط اور مشہور قلعہ ہے۔  
 بارش کا موسم تھا مینیہ ہر روز برستا تھا۔ بعض اوقات ایک ایک ہفتہ علی الاطلاق بارش کی چٹری لگی رہتی تھی مگر اسپر بھی تمام فوج باران بان اوڑھے ہوئے شب روز منزل بمنزل چلی جاتی تھی۔

اگر بارش یاد ہو سکے وقت کیمپ میں اوترتے تو بارانی کوراوٹی کے طور پر کھڑا کر لیتے تھے۔ سپاہی اور اس کے ہتیار اور گھوڑے کا کل سامان دھوپ اور پانی سے محفوظ رہتا تھا اگر پیدل سپاہی اوڑھ لیتا تو سر سے لیکر بخون تک چھپ جاتا اور پانی سے اس کو کچھ ضرر نہ ہوتا تھا۔

بارانی کے سامنے دو بکسوں لگے رہتے تھے سوار ہوتے وقت اون بکسوں کا تسمہ مکرمین باندھ لیا جاتا تھا۔ بارانی میں اگر کچھ نقص تھا تو یہی تھا کہ بارش کے وقت پانی سے ہیگ کے بہت وزنی ہو جاتی تھی اگر اس عیب سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو بارانی کی مذکورہ بالا جتنی خوبیاں تھیں وہ نہایت بکار آمد اور اہل فوج کے لئے زیادہ مفید تھیں میں خیال کرتا ہوں کہ اس بکار آمد بارانی کو کثیر المنافع ہونے سے غالباً اکثر لوگ اس زمانہ میں کم واقف ہوں گے کیونکہ اس زمانہ میں فوجی تہذیب اور اسکی ہر قسم کی شایستگی کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ اور پچھلے زمانہ کے سامان وغیرہ فوجی میں انواع و اقسام کے تغیرات اور تبدیلیاں



حیدر آباد کینٹ کے سوار کا موسم بارش میں اپنی بارانی کو راہی لے لیتے خیمہ کے موافق استعمال کرتا...۔



ایام عذر ہندوستان میں حیدرآباد کنٹنٹ کے سوار کا مارچنک آرڈر یونی فارم



ہو رہی ہیں غدر سے بعد آج تک انڈین آرمی کے ڈریس اور ہتھیاروں میں رد و فرازون  
اصلاح ہوئی جاتی ہے میری یاد میں اس وقت تک سپاہیوں کے ڈیروں اور  
باران کوٹ وغیرہ کی متعدد سکین بدل چکی ہیں اور مختلف قسموں کے باران  
کوٹ اور کلوک یکے بعد دیگرے بدلے گئے ہیں۔ جنوبی افریقہ اور چین کی جنگ  
کے بعد سے برٹش وارم کوٹ اور ہلکا سیکنڈ ہینڈ لینے والے اثر پر وقت سے زیادہ  
پسند کیا جاتا ہے لیکن تجربہ کار قدیم سپاہیوں کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ  
اوس بے سرو سامانی کے زمانہ میں جبکہ نہ ٹرانسپورٹ کا انتظام تھا نہ خیمے تھے اور نہ  
سرکاری بار برداری کا بندوبست تھا تو یہ بارانی ایام غدر میں داخل ہوتے اور راوٹی  
دو دن کا نہایت اطمینان بخش کام دینی تھی۔

غرض کہ دشمن کے مقابلہ کے واسطے دو سواروں میں ایک یا بوسے کے ساتھ  
حیدر آباد کٹنگھٹ کے رسالے بڑی بڑی منزلیں طے کرتے ہوئے جا رہے تھے  
میں نے اپنے والد سے اکثر سنا ہے کہ کمپ میں پہنچنے کے بعد دو تین گھنٹے  
تک کبھی بار برداری کا انتظار کرنا نہ پڑتا تھا۔ اور کمپ میں پہنچتے اور جڑی کالائیں  
اور یا بوسے اگر کمپ میں داخل ہو گیا۔

آسیگرڈ پہنچنے کے قبل دریافت ہوا کہ دشمن کی فوج وہاں سے مند سوری  
طرف کوچ کر گئی ہے۔

کپٹن جان آرنے میرے والد ماجد کو چوبیس سوار دیگر دشمن کی خبر لاسنے کے

واسطے مندسور کی طرف پہنچا آپ فوراً اوسط طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں دیکھتے کیا ہیں کہ دھار کے مقام پر دشمن کی فوج جمع ہو رہی ہے آپ نے اوسکے حالات کا حوالہ دیا۔ یہاں تک کہ دھار ایک سو بارہ میل مسافت تین روز کی آمدورست میں طے کر کے اپنے گیمپ میں واپس آ گئے دشمن کی فوج توپوں کی تعداد رسالہ اور پلٹن کی تفصیل راستہ اور زمین کی ہمواری اور ناہمواری کی حالت کے جنرل صاحب کو تشفی بخش اطلاع دی۔

جنرل اسٹوارٹ صاحب جو اپنی ہمراہی فوج لیکر ایام بارش میں آباد کی طرف چلے گئے تھے بارش کے بعد سرکش زمینداروں کی سرکوبی کرتے ہوئے دھار کے قریب کپٹن جان آر کے شکر سے آئے۔

اوسکے پہونچتے ہی جنگی کارروائی کا طرز جو پہلے اختیار کیا تھا فوراً تبدیل کر دیا گیا اور دھار کے راستہ سے مندسور کی طرف جو اندوسے امداد ہیں میل کے فاصلہ پر مغربی جانب واقع ہے کوچ کر دیا۔

سٹرل انڈیا میں دھار بھی ایک ہندو راجہ کی ریاست تھی راجہ اوسوقت کم سن لڑکا تیرہ سالہ تھا مگر اوسکی مان اور ماسون نے بغاوت پر کمر باندھ ہی تھا اور جنگ پر آمادہ تھے۔

اکٹوبر ۱۸۵۷ء میں کوانگریزی فوج دھار کے قریب پانچ میل کے فاصلہ پر جا کے خیمہ زن ہوئی۔

شام کے وقت افسران فوج نے باہم مشورہ کر کے لڑائی کا طرز کار روائی قرار دیا اور صبح کو اوسکے مطابق صف آرائی کی گئی۔

دشمن کی فوج نے شہر دار کے جنوبی سمت فراہم ہونا شروع کیا اور صبح کے آٹھ بجے تک اپنی چار برجی توپیں ایک بلند ٹیکری پر چڑھا دیں اور سرکار انگریزی کی فوج پر فیر کرنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اونکی پلٹین بھی آگے بڑھیں اور رسالہ ہی دست راست کی طرف سے گھوم کر انگریزی فوج کے عقب میں آیا اور حملہ کاروں کی جھڑپ اسٹوارٹ صاحب نے دشمن کی کارروائی کے آغاز ہی میں حیدر آباد ٹھکانے کے توپخانہ کو حکم دیا کہ آگے بڑھ کر ایک بلند جگہ پر اپنا پوزیشن لے۔ اور اوسکے توپخانہ پر فیر کرنا شروع کر دے اور اپنی پلٹین کو غنیم کی پلٹین کی طرف بڑھایا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ کپٹن جان آر کو حکم دیا کہ تیسرے رسالہ کا ایک اسکوڈرن لیکر توپوں پر حملہ کریں اور باقی دو اسکوڈرن غنیم کے رسالہ کے مقابلہ کو جائیں۔ میرے والد ماجد اوسوقت اوس اسکوڈرن میں تھے جسکو توپخانہ پر حملہ کرنے کے لئے حکم دیا گیا تھا وہ اپنی اسکوڈرن کو لیکر مخالف کے توپخانہ پر چلے اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ آپس میں تھوڑا تھوڑا فاصلہ رکھ کر حملہ کریں اور جس قدر نزدیک ہوتے جائیں اوس قدر باہم ملتے جائیں۔ سپاہیوں نے اپنے اپنے حکم کی تعمیل کی اور سپاہ توپخانہ پر حملہ کیا۔

چونکہ انگریزی توپخانہ کی توپیں غنیم کے توپخانہ پر برابر فیر کر رہی تھیں گونگی

زور سے غنیم کی دو توپیں بالکل بیکار ہو گئیں اور باقی توپوں نے چند فیر کئے تھے کہ  
حیدر آباد کونٹینجٹ کے دلاوروں نے طرفۃ العین میں دشمن کی توپوں کا محاصرہ کر لیا  
اسی اثنائے میں غنیم کی پلٹن کو بھی وسط میں نہایت ہوئی اور ہر حرب انگریزی توپخانہ کو  
خالف کے توپخانہ کے مقابلہ سے فرصت ملی تو اس نے اپنی توجہ غنیم کے رسالہ  
پر کی۔ دشمن کا رسالہ انگریزی توپخانہ اور رسالہ کی تاب مقاومت نہ لاکر بھاگتا رہا  
باغی قلعہ دہار میں جا چہ۔

۲۵ اکتوبر ۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ربیع الاول ۱۲۷۵ھ بمطابق کو قلعہ کا محاصرہ شروع  
ہوا چہ دن کے بعد محصورین قلعہ چھوڑ کر فرار ہو گئے اور انگریزوں نے اونکا  
نواقب کیا۔

میر سے والد ماجد اور کپٹن جان آر اور کپٹن ڈوکر نے اس لڑائی میں بہاؤنگ  
بڑا کام لیا خالف کے متعدد سپاہیوں کو بہالہ سے مارا اور پہنچایت کر دیا کہ بہالہ رسالہ  
کی لڑائی میں نہایت بیکار آمد کر رہے۔

رسالہ اور پلٹن دونوں کے دو طرفہ حملوں سے دشمن کی سپاہ کو بہت  
نقصان پہونچا دشمن کے پندرہ سپاہی مقتول اور کثرت سے مجروح ہوئے۔ اور  
حیدر آباد کونٹینجٹ کے صرف دو سپاہی مارے گئے اور چہ سپاہی زخمی ہوئے انگریزی  
فوج شام تک دشمن کے نواقب میں مصروف رہی اور سر شام اپنے کیمپ کو  
واپس آئی۔



جھوٹا یہ فوج باغیوں کے سر کو بی کوروانہ ہوئی تھی اور سوقت گرم موسم تھا سردی کا نام نہ تھا۔ چونکہ دشمن کو فرصت نہ دینے کی غرض سے عجلت درکار تھی اسوجہ سے فوج نے سرمائی لباس کا کچھ انتظام نہ کیا تھا۔ راستہ میں بارش شروع ہوئی اور وہاں پہونچتے پہونچتے ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ سردی کا موسم آگیا فوج کو سردی سے نہایت تکلیف اڑھانی پڑی۔ لیکن رسالہ کنٹونٹ کی سپاہ اکثر وکن کی مہات میں رہ کر کچھ ایسی گرم دیر و آزمودہ ہو گئی تھی کہ سردی و گرمی و بارش کی کچھ پروا نہ کرتی۔ شب روز اپنی سرکار کی خدمت گزاری میں بدل و جان مصروف رہتی اور بڑی جانفشانی اور خیر خواہی سے اپنے فرائض کو ادا کرتی تھی۔

جب باغیوں کو دھار میں شکست فاش پہونچی تو وہ مند سور میں پناہ گزین ہونے کی غرض سے چار توپیں لیکر فرار ہو گئے اور مہدی پور کی پہاؤنی پر حملہ کر کے کچھ توپیں اور میگزین وہاں سے لیکر چلتے ہوئے۔

اس موقع پر جنرل اسٹوارٹ نے کپٹن جان آڈ کو حکم دیا کہ اس راستہ جو نہایت نزدیک ہے مند سور کی طرف کوچ کریں اور بحالت تمام غنیمت سے آگے پہونچ کر راستہ میں حائل ہو جائیں۔ اور مند سور کی طرف پشت کر کے اڑنے مقابل ہوں۔

کپٹن موصوف نے میرے والد کے ٹروپ کو اپنے ساتھ لیکر ثواب رومی سے اور سوقت کام لیا۔ اور بحالت تمام آگے پہونچ کر رسول گاؤن کے پاس باغیوں کا

راستہ روک لیا۔ اس موقع پر کیپٹن جان آر کے ساتھ فقط ساڑھے چار سو آدمی اور دو توپیں تھیں۔ دہار اور مند سور کے وسط میں شام تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔

میرے چچا ذوالفقار علی بیگ صاحب رسالہ اریجیو ہی اس جنگ میں موجود تھے وہ اور میرے والد اس لڑائی میں بڑی دلیری سے آگے بڑھ کے دشمنوں پر حملہ کر رہے تھے جس کا میجر برٹن نے تایخ حیدر آباد کنٹنجنٹ میں ذکر کیا ہے آخر کار باغی بہاگ گئے آٹھ توپیں اور اپنا کل سامان چھوڑ گئے جو فتح کرنے والوں کے ہاتھ لگا باغیوں میں سے ایک سو پچتر آدمی مقتول اور مجروح اور ستر آدمی مقید ہوئے۔

نومبر ۱۸۵۷ء عیسوی کو اس مقام سے برٹش فوج مند سور کو گئی جہاں پندرہ ہزار سے زیادہ باغی جمع تھے۔

۲۵ نومبر کو سخت لڑائی کے بعد انگریزی فوج نے مند سور کو باغیوں سے خالی کر لیا اسکے بعد حیدر آباد کنٹنجنٹ کی فوج پھجور صاحب کی ماتحتی اور میرے والد کے ہمراہی میں تین مہینے تک اسی علاقہ میں قیام کر کے امن امان قائم کرتی رہی۔ اور تار برقی کا جو سلسلہ پرماتشوب زمانہ میں ٹوٹ گیا تھا۔ اسے نواؤ کے درست اور قائم کرنے میں اہتمام کیا گیا۔

پھر ۲۶ فروری ۱۸۵۸ء عیسوی کو سر ہوروز جو سٹیل انڈیا فیلڈ میں

کی کمان کرتے تھے اپنی فوج لیکر جہانسی کی طرف متوجہ ہوئے اور میجر آر صاحب کو حکم پہنچا کہ آپ اپنی فوج کے ساتھ اوس راستہ میں پہنچ جائیں جو ہمارے راستے کے مقابل ہے۔ میجر آر حیدر آباد کٹنجنٹ کو ہمراہ لیکر جنرل اسٹوارٹ صاحب کے ہمراہ اوس طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں چند روز تک جنگ میں مصروف رہے اور آخرین کامیاب ہو کر اونہون نے سترہ پارچ کو چند بری پر قبضہ کر لیا جب یہ خبر سر ہیوروز صاحب کو پہنچی تو اونہون نے میجر آر صاحب کے پاس حکم پہنچا کہ آپ اپنی فوج لے جا کر جہانسی کا محاصرہ کریں اور خود کوچ کر کے جہانسی سے چودہ میل کے فاصلہ پر قیام کیا۔ اس حکم کے پہنچتے ہی میجر آر جہانسی کو روانہ ہو گئے۔

سر ہیوروز صاحب نے میجر آر کو لکھا کہ ایک ہتھیار لائق بہادر افسران کے اردلی افسر ہی کے لئے حیدر آباد کٹنجنٹ سے مقرر کریں چنانچہ میجر آر نے میرے والد کو اس خدمت کے لئے انتخاب کیا۔ میرے والد مقام جہانسی پر سر ہیوروز صاحب کے اسٹاف میں شریک ہوئے سر ہیوروز صاحب نے میرے والد کو دشمن کی خبر لانے اور ملک کے حالات دریافت کرنے پر مقرر کیا۔ غرض کہ میرے والد نے اس خدمت کو بڑی جفاکشی اور ہشیاری سے بحالائے اور ایک عرصت تک سر ہیوروز کے اردلی میں افسر رہے۔

پھر والد بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ چودہ گھنٹے تک برابر پارچ کر کے

جہانسی کے قریب پہونچنے پہونچنے کے بعد جنرل اسٹوارٹ صاحب نے میجر آر صاحب کو حکم دیا کہ آپ اپنی رجمنٹ سے ایک سکڑی سپاہیوں کی ہجیر دشمن کا احوال دریافت کریں۔ میجر آرنے میرے والد کو اس کام پر مقرر کیا اور آپ پچاس جوانوں کے ساتھ فوراً قلعہ جہانسی کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے بین پہلواری ندی کو عبور کر کے قلعہ جہانسی کے قریب جا پہونچے پہلے آپ نے اپنے سپاہیوں کو ایک محفوظ مقام میں چھپا دیا پھر خود آپ ایک ٹیلہ پر چڑھ کر دورین سے چاروں طرف دیکھنے لگے اور سوقت یہ دیکھا گیا کہ قلعہ جہانسی کے شرقی دروازہ سے جوق جوق سوار اور پیادے نکل رہے ہیں اور ویرہ میل کے فاصلہ پر ایک بڑے وسیع میدان میں جمع ہو رہے ہیں اور اوتکے ہر ایک جوق کے ساتھ دو دو تین تین جہنڈیاں ہی ہیں۔ ہر چند نظر دورائی مگر انہیں تو پختہ کا پتہ معلوم نہواجب چاروں طرف غور سے دیکھا تو ندی کے کنارہ ایک ٹیکری نظر آئی جس سے یہ شبہ ہوا شاید کچھ سپاہی بیان پوشیدہ ہوں اور یہ بھی خیال ہوا شاید یہیں تو پختہ ہی ہو یہ معاینہ فرما کے میرے والد فوراً وہاں سے اوتکے ٹیکری کے طرف عازم ہوئے۔ جب پہونچکر دیکھا تو بائیں چہرہ سپاہی اور اوتکے ساتھ بارہ توہین وہاں موجود تھیں مخالفین انہیں دیکھتے ہی اونپر حملہ آور ہوئے اور بند و تین چلانا شروع کیں اگرچہ فاصلہ بہت کم تھا لیکن میرے والد کے ہمراہیوں میں سے کسی کو کچھ نقصان نہ پہونچا جب یہ سب احوال معلوم ہو گیا تو



آپ وہاں سے پلٹے اور آپ کے ساتھ کل سواروں نے اپنے گھوڑوں کی بائین اوٹھا دیں اور اپنے لشکر میں پہونچ کر جنرل اسٹوارٹ صاحب سے تمام واقعات بیان کر دے جنرل صاحب آپ کی اس مستعدی سے نہایت خوش ہوئے اور اختتام جنگ کے بعد اس کا رگزاری کا احوال خاص طور پر سر ہنروروز صاحب سے بیان کر کے اپنی خوشنودی ظاہر کی۔

جب جنرل اسٹوارٹ صاحب کو دشمن کے حالات سے کافی طور پر اطلاع ہو گئی تو انہوں نے اپنی فوج کو آگے بڑھنے کے لئے حکم دیا۔ ۲۰ مارچ کو دوسرے برگنڈ اور حیدر آباد کنٹنجنٹ کے سواروں اور توپخانہ نے جہانسی کا محاصرہ شروع کر دیا اس موقع پر سر ہنروروز خود بھی آکر جہانسی سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔ جہانسی صوبجات متحدہ کی ایک کمشنری ہے شہر جہانسی اگرہ سے ایک سو بیالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جہانسی میں ایک رانی جو بڑی توہین اور مدبرہ تھی۔

۱۸۵۳ء عیسوی میں جب اوسکا شہر گر گیا تو سرکار انگریزی نے اوسکی ریاست کو ضبط کر لیا اور ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ رانی کے اوقات بسر کے لئے پیش کر دی جس سے وہ ناخوش تھی۔ جب افواج میرٹھ کی بغاوت کی خبر میں پہاڑ پہونچیں تو سرکار انگریزی نے خیر خواہ سمجھ کر اسے اپنی حفاظت کے لئے فوج بہرتی کرنے کی اجازت دیدی۔ شہر کے قریب جوار میں جہانسی کا قلعہ تھا اوس میں انگریزی فوج

کی چہاقلی تھی۔ جب وہاں کی فوج نے بغاوت کی تو اس رانی نے اس باغی فوج کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اسکے پاس شہر اور قلعہ میں دس لاکھ سندی اور ولایتی اور پندرہ سو باغی سپاہیوں کی تعداد ہو گئی تھی۔

اپریل ۱۸۵۷ء عیسوی میں جب جہانسی کا کامل محاصرہ ہو گیا تو سر ہیرو رز نے اپنی فوج کو دو حصوں پر منقسم کیا۔ پہلے حصہ میں حیدر آباد کنٹنٹنٹ شامل تھی سترہ روز تک محاصرہ رہا۔ انگریزی تو پچانہ رات دن گولہ اندازی میں سرگرم تھا۔ رانی بھی قلعہ کے اندر سے خوب جواب دیتی تھی۔ اوسکا تو پچانہ بھی کسی وقت بند نہ ہوتا تھا محاصرین نے ان دنوں میں کہی کپڑے نہ بدے گھوڑوں کی نگاہیں بجز کھانے پینے کے اوقات کے اور کسی وقت نہ اترتی تھیں۔ محصورین بھی بڑی محنت اور جانفشانی کرتے تھے۔ عورتیں بچے تک دیواروں کی مرست میں مصروف دکھائی دیتے تھے۔

رانی بذات خود ہمیشہ فوج میں آتی اور اپنی محبت آمیز باتوں سے ان کی دل افزائی کر کے ہمت اور جرارت بڑھاتی اور ان کے دلوں میں لڑائی کا جوش پیدا کرتی تھی۔ یہاں یہ واقعات تھے کہ ۳۱ اپریل کی شام کو یکایک یہ خبر آئی کہ ایک فوج قلعہ کی جنوبی طرف سے اہل قلعہ کی کمک کو آرہی ہے یہ سپاہ تانٹیا ٹوپیا کی تھی۔

جب تانٹیا ٹوپیا کانپور سے نکلا تو وہ گنگا پارادھرا۔ اور ناتا کے بیچے

راؤ صاحب کے حکم سے نو سو سپاہی اور چار توپین ہمراہ لیکر چرکھاری پہونچا اور گیارہویں دن اسے فتح کر لیا وہاں تین لاکھ روپیہ اور چوبیس توپین اس کے ہاتھ آئیں جب جہانسی کی رانی محصور ہو گئی اور اس نے مانتیا راؤ کے فتح کی خبر سنی تو تانیا ٹوپیا سے لکاک کی استدعا کی۔ اس وقت اس کے ہمراہ یونین پانچ چہرہ رجنٹین گوالیار کنٹنٹ کی اور نیز دوسرے راجاؤں کی سرکش فوجیں شامل ہو گئی تھیں جن کی مجموعی تعداد بائیس ہزار تھی اور اٹھائیس توپین ان کے ساتھ تھیں جس وقت وہ اس فوج کو اپنے ہمراہ لیکر جہانسی کے سامنے آیا اس وقت انگریزی فوج کی حالت نہایت معرض خطر میں تھی اس لئے کہ اس کے آگے ایک غیر مفتوح قلعہ تھا جس میں گیارہ ہزار پر جوش لڑنے والے سپاہی موجود تھے۔ اور دوسری طرف سے بائیس ہزار سپاہ سے یہ ایک نامور سردار بڑھتا چلا آ رہا تھا کہ اسکو برٹش گورنمنٹ سے سخت عداوت تھی اگر حسن تدبیر سے کام نہ لیا جاتا اور فوج کا ایک قدم بھی موقع اڑھتا تو ہلاکت اور تباہی میں کچھ شک نہ تھا۔ سر ہورور نے قلعہ کے محاصرہ کو بحال رکھا۔ اور تھوڑی تھوڑی سپاہ دونوں برگیڈوں سے منتخب کی۔

پہلے برگیڈ کے حصہ کو تو جنرل اسٹوارٹ کے زیر کمانڈ دیا اور دوسرے برگیڈ کے حصہ کو خود لیا۔ جنرل اسٹوارٹ صاحب کے حصہ میں حیدر آباد کنٹنٹ کے سوار تھے جن میں میرے والد بھی شریک تھے۔

سپاہی احتیاطاً راست کو یونی فارم پہنے ہوئے سوئے۔

پہلی اپریل ۱۸۵۸ء عیسوی کو چار بجے راستے کے تانٹیا ٹوپیا نے انگریزی فوج پر حملہ کر کے سیدھا شہر کی طرف جہان رانی کی فوج تہی جانے کے لئے قصد کیا۔ اوسوقت اوسکے فوج کی دونین ہتھین ایک لائن تو یہی تھی جو انگریزی فوج کے سامنے تھی اور دوسری لائن اس کے پیچھے دو میل کے فاصلہ پر تھی۔ تانٹیا تو دوسری لائن کے قریب ایک پہاڑی پر کھڑا تھا۔ اوسے گھنٹے کے بعد سرکاری فوج کو اوسکے پیش قدمی کی اطلاع ہوئی۔ سرہوروز نے بھی اپنی فوج کو آگے بڑھنے کے لئے حکم دیا۔ سالہ سو گز ہی نہ بڑھا ہو گا کہ غنیم کے تو پخانہ نے کین گاہ سے توپین چلانا شروع کیں اور اوسکی پلٹین بھی یاڑہ مارنے لگیں۔ لیکن اسوجہ سے کہ غنیم کی شست برابر نہ تھی توپوں کے گولے نشانہ پر نہ لگتے اور سرون کے اوپر اوپر ہونے کے چلے جاتے تھے تاہم دشمن کی فوج کی کثرت سے جو دونوں بازوؤں کو گھیرے ہوئے بڑھتی چلی آرہی تھی انگریزی فوج کے محصور ہو جانے کا بڑا اندیشہ تھا۔

اس موقع پر زناظرین یہ سنکر نہایت تعجب کریں گے کہ جو انگریزی فوج اوس وقت حملہ آوروں کے روکنے کے لئے گئی تھی اوسکی کل تعداد پندرہ سو تھی دشمن کے مقابلہ میں اتنی قلیل القعد فوج کا کیا شمار ہو سکتا ہے انگریزی سپاہ کو اگر کچھ تفوق تھا تو اچھے ہتھیاروں اور فوجی تعلیم سے تھا اگر اس موقع پر دشمن کی دشجاعت سے کام نہ لیا جاتا تو ناکامیابی کا پورا سامنا تھا۔ سرہوروز نے فوراً اپنی فوجی حالت کو



سمجھ گئے انہوں نے فوراً جنرل اسٹوارٹ صاحب کو اشارہ کیا کہ تو پنخانہ کوندی کے قریب جانے کے واسطے حکم دیا جائے تاکہ گولنڈاز پاک بلند مقام پر تو پنخانہ کو قائم کر کے گولنڈازی شروع کریں۔

ادوہرٹشس اور نیو القنٹری کو بھی حکم کیا کہ اپنے آپ کوندی تک اسطرح پہونچائیں کہ حتی الامکان دشمن کو معلوم نہ ہونے پائے اور پہندی کی آرٹینٹین برقیہ کرنا شروع کریں۔

اسطرح رسالہ کو بھی بائیں طرف سے دشمن کی لین پر روانہ کیا کہ اوس کے سواروں پر حملہ آور ہوا گرچہ اوس وقت مخالف نے بھی اپنی فوج کو اچھے موقع سے بڑھایا تھا لیکن برٹش آرمی کے حسن تدبیر سے فوج غنیم کے پاؤں مقابلہ میں جم نہ سکے اور اون کی جماعت پر اگندہ ہونے لگی اس حملہ میں رسالہ کو آگے بڑھتے وقت معلوم ہوا کہ غنیم کی فوج جو لڑ رہی تھی اوسکی کمک کے لئے اور دوسری لائن بھی موجود رہے جو تقریباً ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پرندی کی آرٹین چھپی ہوئی ہے۔ بعد کو یہ بھی آگاہی ہوئی کہ اوسکا افسر خود تانتیا ہے برٹش کیولری برگیڈ میں اوس وقت چودھویں ڈریگون اور حیدر آباد کنتھنٹل کے رسالے شامل تھے انہوں نے دشمن کے بازو سے بڑھ کر حملہ کیا۔ حیدر آباد کنتھنٹل کے سپاہی دشمن کی منٹ لین میں مل گئے دست بدست تلوار اور بہالہ سے خوب لڑائی ہوئی۔ دشمن کی فوج کی کثرت سے اپنے اور بیگانہ کی تمیز نہ رہی۔

اوس وقت میرے والد ماجد اور کپٹن ڈوکر اور کپٹن جان آئر اور کپٹن رائیٹ اور  
میرے چچا سکندر علی بیگ رسائیدار اور دیگر افسران فوج کے ہاتھوں میں بہا  
تھے۔ یہ وہ اور افسر اوسی طرح جی طرح شکار کے وقت بہا لے کر کام لیتے ہیں  
دشمن کے سواروں پر بہا لے چلاتے تھے آخر کو دشمن کی پہلی لائن کے سپاہی  
انگریزی فوج کے حملوں کی تاب نہ لا کر نہایت بے ترتیبی سے جدھر سے آئے تھے  
اوس طرف کو بے تحاشا بہا گئے اور بہا گئے وقت اپنی کئی توپیں چھوڑ گئے۔

پھر ڈریگون نے انکا تعاقب کیا جس سے وہ اور بھی پریشان ہو گئے اور  
انہوں نے اپنی دوسری لائن پر گر کر اوس میں ہی پراگندگی ڈال دی اس موقع  
پر جنرل اسٹوارٹ نے بھی حیدر آباد کنٹیننٹ کے ساتھ فوراً برٹش ڈریگون  
میں شامل ہو کر بڑی سرگرمی سے دشمن کا تعاقب کیا برٹش کیولری اور  
حیدر آباد کنٹیننٹ نے دشمن کی فوج پر سخت حملے کئے وہ ایسی بدحواس  
ہو کر بہا لگی کہ جو توپیں اون کے پاس رکھی تھیں اون کو بجا بجا چھوڑتی گئی  
اور میدان جنگ میں اون کے بہت سے مقتول و مجروح ہڈے رہ گئے  
اون کی کل توپیں اور تمام سامان جنگ برٹش فوج کے ہاتھ آیا۔

تانتیا ٹوپیا نے جو فوج کی ایسی شکست اور ہزیمت دیکھی نہایت  
شکستہ دل اور مایوس ہوا۔ لیکن ایسی ناامیدی اور شکست کی حالت  
بن عین ہزیمت کے وقت اس آزمودہ کار افسر نے اپنے فوج کے

بچاؤ کی ایک نہایت عمدہ تدبیر سوچی بیٹھے پہلی لائن کے پیچھے جو خشک جنگل تھا اوس نے اوس مین آگ لگا دی اور اوس کے دھوین کی آڑ اور توپوں کی حمایت میں اپنی پیدل اور سوار فوج کو بیٹواندی کے پار اوتار کر کالپی کی سڑک پر چلا گیا۔ میرے والد کا خیال تھا کہ اگر تانٹیا ٹوپیا یہہ تدبیر نہ کرتا تو اوسکی تمام فوج بڑشش رسالوں کے ہاتھ ماری جاتی اور کوئی شخص جانبر نہ ہوتا۔

ہر چند کہ تانٹیا نے جنگل کو آگ لگا دی تھی اور آگ کے شعلے ہر طرف بلند ہو رہے تھے لیکن اسپر ہی جبر آباد کنٹینٹ کے ولاور سپاہیوں نے دشمن کا تعاقب نہ چھوڑا۔ اور جلتے ہوئے جنگل میں دشمن کے پیچھے پیچھے چلے گئے اور توپیں وغیرہ سامان دشمن سے چھین لیا۔

دشمن کی ہزیمت کے بعد جنرل صاحب نے فوج کے جماؤ کا قزم بچاؤ کے لئے حکم دیا اور دشمن کی فوج کے مقتولوں کا شمار کیا گیا۔ ۱۵۰۰ ایک ہزار پانچ سو لاشیں میدان جنگ میں پائی گئیں اور اٹھارہ توپیں سرکلنگ ریزی کے ہاتھ آئیں اور متعدد ہاتھی اور اونٹ بھی پکڑے ہوئے آئے۔

اس معرکہ میں انگریزی فوج کے کل شہداء آدمی مقتول اور جو بے گیسپا ہی مجروح ہوئے ان میں ایک مرزا سکندر علی بیگ سردار میری چچا ہی تھے

جنہوں نے زخون کے صدر سے ایک ہفتہ کے بعد انتقال کیا۔

دوسرے روز سر پہور ورنے اس لڑائی کے متعلق ایک جنرل آرڈر شائع کیا اور سین کپٹن آر اور کپٹن ڈوکر اور سالدار میجر احمد بخش خان اور رسالدار علاء الدین خان ناخ اور میرے والد مرزا ولایت علی بیگ اور میرے چچا مرزا ذوالفقار علی بیگ کی جرات اور بہادری کی بہت کچھ تعریف لکھی اور میرے والد کو آرڈر آف میرٹ ملنے کے لئے سرکاری انگریزی سے سفارش کی۔ آرڈر آف میرٹ نیٹو آرمی میں ایک بڑا لائق اور قابل وقت تمغہ تصور کیا جاتا ہے اس معرکہ جنگ میں میرے چچا کے مارے جانے کا جنرل صاحب نے نہایت افسوس ظاہر کیا اور ان کے متعلقین کی پرورش اور دل افزائی کے واسطے معقول پنشن کی سرکار انگریزی سے سفارش کی۔

اپریل ۱۸۵۹ء عیسوی کو لوہاری چندیری کالپی کی طرف سے جاسوس افواج دشمن کے اجتماع کی خبر ملنے لاسے جنرل اسٹوارٹ صاحب نے اسی ہفتہ میں میجر آرم صاحب کو حکم دیا کہ اپنے رسالہ کو بتواندی کے کنارہ لیجا کر ایسا بندوبست کریں کہ بان پور اور شاہ گڑھ کے راجاؤں اور دوسرے سرکشوں میں سے جو لوگ بتواندی کے اوس پار سے جنوب کی طرف آنا چاہیں۔ ان کو روک دیں۔

میجر آرم صاحب حیدر آباد کشتی خنٹ کو ہمراہ لیکر بتیوا پار اوڑھے اور بان پور اور شاہ گڑھ کے راجاؤں کی جمعیت کو انہوں نے پرگندہ کر دیا اور سر پہور ورنے



جہانسی میں اونیس روز قیام کیا تاکہ فوج آرام لے لے اور اس مدت میں دشمن پر حملہ کرنے کے لئے سامان بھی فراہم ہو جائے۔

پھر ۲۵ اپریل ۱۸۵۸ء عیسوی کو وہاں سے روانہ ہوئے کالپی میں باغبیوں کا سلخ خانہ تھا اور تانتیا کے بیٹے راؤ صاحب کا صدر مقام یہاں توپیوں کا سامان اور جنگ کا اسباب بکثرت جمع تھا۔ راؤ صاحب نے تانتیا ٹوپیہ کو گوالیار کنٹونمنٹ اور دو باغی پلٹنوں کے ساتھ انگریزی فوج کے مقابلہ کو روانہ کیا۔

تانتیا اس فوج کو لیکر مقام کوچ میں داخل ہوا جہانسی کی سڑک پر کالپی سے بائیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور نہایت استحکام کے ساتھ برٹش فوج کے انتظار میں اس نے قیام کیا۔

اودھ پھر آرا صاحب جب اپنے مقاصد سے کامیاب ہو گئے اور اون کو یہ علم ہوا کہ سر ہیروز صاحب کو پنج کی طرف آنے والے ہیں تو انہوں نے ۲۰ اپریل ۱۸۵۸ء عیسوی کو غنیم کی خبر لانے کی غرض سے میرے والد کو پکچاس چیدہ سواروں کے ساتھ اوسط طرف روانہ کیا اور غور راستہ میں سر ہیروز صاحب کی سپاہ کو مل گئے۔

میرے والد اپنے سپاہیوں کو لیکر بھلت تمام پچیس میل کی مسافت قطع کر کے سر شام قصبہ لوہاری کے حسیب پہونچے جو مقام کو پنج سے آٹھ میل پر ہے چونکہ تمام دن چلنے سے گہوڑے اور سپاہی ماندہ اور بہت ہو گئے تھے ایک گاؤں

کے پاس آئے قیام کیا تاکہ سپاہی آرام لے لیں اور گھوڑے دانہ کھانسیں کہالیں  
تمام شب گھوڑے و تپیر زین کسے رکھے اور کچھ فاصلہ سے دو چار جوان اطراف میں  
حفاظت کے لئے کھڑے کر دئے۔

جب دس گیارہ بجے شب کے چاند غروب ہو گیا اور وقت آپ نے دو  
سپاہیوں کو حکم دیا کہ گاؤں والوں کا لباس پہن کر گاؤں میں جائیں۔ اور بستی والوں  
سے وہاں کا احوال دریافت کریں۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے اور ایک  
دکان سے کچھ خریدنے کا ارادہ کیا تو دکاندار نے ان سے پوچھا کہ تم کون  
لوگ ہو کہاں سے آئے ہو سپاہیوں نے جواب دیا کہ ہم جہانسی کی رانی  
کے سپاہی ہیں ہماری فوج انگریزوں سے لڑ کر بھاگ گئی۔ ہم اب رانی کے  
پاس جانے والے ہیں۔

دکاندار نے بہت آہستگی سے کہا کہ تمہاری فوج کے چار سو سپاہی یہاں راجہ  
ہیں اور انگریزی رسالہ جو آج شام کو یہاں آیا ہے اس کے محاصرہ کرنیکی فکر کر رہے  
ہیں تاکہ صبح ہوتے ہوتے ان سب کو قتل کر ڈالیں۔ یہ سن کر ان دونوں سپاہیوں  
کے ہوش اڑ گئے۔ لیکن انہوں نے بڑی خود داری سے کام لیا اور استقلال  
مزاج کے ساتھ اس دکاندار کا شکریہ ادا کر کے کہا کہ ہم ابھی جا کر اپنے  
ساتھیوں سے مل جاتے ہیں۔ دکاندار نے کہا کہ ان میں سے بنیں پچیس  
آدمی میرے دکان کے عقب میں بھی بیٹھے ہوئے ہیں تم ٹھہرو میں ابھی اویس

سکیو تمہارے پاس بلا کر لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اوپر کو چل دیا۔ اوسکا پیٹہ پہیرا تھا کہ ان دونوں نے دہان سے قدم اٹھائے اور جلد پہونچ کر میرے والد ماجد سے کل احوال بیان کیا کہ دشمن کے چار سو سپاہی یہاں موجود ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ ہنگو گرفتار کریں۔

چاند غروب ہو چکا تھا چاروں طرف رات کی تاریکی تھی نہ کوئی دہیر تھا اور نہ رہتہ معلوم تھا اوسوقت کہیں جا ہی نہ سکتے تھے میرے والد نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ بار برداری کے یا بو وغیرہ سب ایک جگہ جمع کر لئے جائیں اور گاؤں کی گاڑیاں غور جو کچھ فراہم ہو سکیں وہ ترتیب سے رکھ کر ایک محفوظ جگہ بطور حریہ کے بنالین اور سپاہی لوگ اوسکے اطراف میں مسلح تیار رہیں مگر شب کو دشمن حملہ کرے تو اوسکے آسے سے نجوبی اپنی حفاظت کر سکیں اور یہ ارادہ کر لیا کہ صبح کی روشنی ہوتے ہی جوامر مناسب ہو گا وہ کیا جائے گا۔

تمام شب اس چھوٹی سی ٹکڑی نے اس استقلال سے گزاری کہ اگر اون پر اوس وقت غنیم کے چار سو سپاہی بھی حملہ کرتے تو یہ لوگ اون کے مقابلہ میں اپنا کافی بچاؤ کر سکتے تھے۔ غنیم کی تعداد ہر چند زیادہ تھی مگر پہر بھی اونکو حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ جب صبح کا تارا چمکا اور روشنی کی آمد آمد قریب ہوئی دشمن کا احوال دریافت کرنے کی واسطے دو دو سپاہی ہر ایک سمت کو روانہ کئے اور اونکو یہ ہدایت کی کہ جہاں تک ممکن ہو آہستہ آہستہ چہتے چہتے بلکہ جہاں ضرورت ہو پیٹکے بل چل کر جائیں

اور ہوشیاری سے دیکھیں کہ مخالفین کدھر ہیں اور کیا کر رہے ہیں اور اون کی طرز کار و روانی سے اون کے خیال کا اندازہ کریں کہ کس صورت کو اختیار کرنیکی وہ کوشش کر رہے ہیں۔ یہ سپاہی جا کر خبر لائے کہ گاؤں کی طرف تو کوئی فوج نہیں ہے مگر شمالی جانب کو جھڑپ میدان سے تمام فوج دشمن کی اوتری ہوئی اور پہلی پڑی ہے اور وہ لوگ بیٹھے ہوئے حقہ وغیرہ پی رہے ہیں۔ ان کی باتوں کی آواز کچھ کچھ سنائی دیتی ہے طرز گفتگو سے ایسا قیاس کیا جاسکتا ہے کہ روز روشن ہوتے ہی وہ ہمہ جہت حملہ کریں گے۔

یہ کیفیت سن کر میرے والد خود بہ نفس نفیس اوسط طرف آہستہ آہستہ گئے اور موقع کے دیکھنے سے ظاہر ہوا کہ تمام میدان میں تین چار سو سوار پہلے ہوئے ہیں صرف اوس جانب جھڑپ ایک باغ کی دیوار سے دشمن کی سپاہ نہیں ہے غالباً ان کا یہ خیال ہے کہ اوسط طرف راستہ نہیں ہے دیوار پر سے ہوا نہ سکیں گے اس سبب انہوں نے اوس کو غیر محفوظ چھوڑ دیا ہے۔ وہاں سے پلٹ کر میرے والد نے اپنے تمام ماتحت عہدہ داروں اور سپاہیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ غنیم کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے خیال میں ہمیں محصور کر لیا ہے اب ہم بالکل اون کے قابو میں آچکے ہیں اس واسطے وہ ہم پر حملہ کرنے میں خفاہ جلدی نہ کریں گے۔ غالباً یا تو وہ ہمارے پاس پیام بھیجے کہ ہم ہتھیار رکھ دین اور اپنے آپ کو اون کے حوالہ کر دین یا جب دن روشن ہو جائے گا تو



وہ ہمیں چاروں طرف سے حملہ کریں گے۔ اس واسطے ہمارے لئے کارروائی کا بہتر طریقہ یہ ہوگا کہ صبح کی روشنی سے جب راستہ نظر آنے لگے تو سامنے کے اس باغ کی دیوار پر سے جکی بلندی تھمنا چار فیٹ ہوگی ہم لوگ اپنے گھوڑے کدائیں اور دشمن کے درمیان سے ہو کر نکلیں دشمن کو اس کا خیال ہی نہ ہوگا کہ ہم کچھ روز روشن ہوتے ہی اس طرف سے نکلنے کا ارادہ کریں گے۔ جب ہم نکلیں گے تو ضرور ہے کہ انہیں تیار ہو کر گھوڑوں پر سوار ہونے میں کچھ دیر لگے گی اتنے میں ہم سب لوگ دیوار کے پار ہو جائیں گے اور پار ہوتے ہی لڑتے بڑتے مقابلہ کرتے اپنی فوج میں چلے جائیں گے۔

بار برداری کے یا بوسائیں اور نوکروں کی نسبت یہ صلاح ہوئی کہ سب اسباب بار برداری کے یا بوکھانے پینے کا سامان ہمیں چھوڑ دیا جاوے۔ یہ یقینی امر ہے کہ اسباب اور ملازم لوگ دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو جائیں گے۔ چند روز کے بعد کچھ کچھ ان کے رہائی کی کوئی صورت نکل آئے گی۔ میرے والد کا قدیم ملازم محمد علی خدمتی اور بالوناتھی سائیس تھا ان کو والد نے سب امور سمجھا کے ہدایت کر دی کہ اپنے بچاؤ کے لئے ہر طرح کوشش کریں اور جب موقع ملے سرکار انگریزی کے فوج میں اپنے آپ کو پہنچائیں۔ ان سے خدا حافظ کہہ کے وہاں سے نکلے اور دیوار کدانے کے سب طریقے اپنے اپنے جوانوں کو سمجھاوے اور اپنے آپ کی اس رائے کو پسند کیا اور اپنے ہتھیار وغیرہ لگا کر مستعد ہو گئے اور اپنی

بندوبست سنا کر لین اور رہا لے ہاتھوں میں لے لئے۔

۲۱ اپریل کو جب صبح صادق کی روشنی فی الجملہ نمودار ہوئی تو میرے والد نے پیادہ پا پوشیدہ طور سے تنہا دشمن کی طرف قصد کیا اور اونکی فوج پر نظر ڈالی دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سب سوار گھوڑوں پر سے اترے ہوئے بیٹے ہیں صرف اون کی باگین ہاتھوں میں لئے ہوئے ہیں گویا اون کے ذہن میں یہ ہے کہ سکا دام میں آچکا ہے فقط اتنا موقع بانی رہ گیا ہے کہ جال کی رسی کھینچ کر اسے پھانسلین آپ وہاں سے پلٹے پہلے آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور سب کو پیہر ہا میں کر دی کہ جنگے گھوڑے اچھے اور توانا ہیں وہ پہلے میرے پیچھے آئیں اور اپنی گھوڑے کہ آئیں تاکہ اون کے کودنے سے دیوار کا حصہ جھڑک کر تاجا جائے تو کم زور جانوروں کے کودنے کو آسانی ہو پھر دیوار کا وہ مقام اختیار کیا جو سب سے نیچا تھا اور ٹیٹی، بجا کر سب کو گھوڑوں پر سوار ہونے کے لئے اشارہ کیا سپاہی تو منتظر ہی تھے فوراً گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔

میرے والد کی سواری میں ایک عربی بچکلیاں گھوڑا تھا چونکہ سکا وغیرہ میں میرے والد ہمیشہ اسپر سوار ہوتے تھے اس سبب سے وہ گھوڑا دیوار ٹیٹی وغیرہ نہایت عمدہ کو داتا تھا۔ اپنے اپنے جوانوں کو دیوار سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑا کر کے کہا کہ میں گھوڑے کو خوب تیز بھاگ کر دیوار کا تاجا ہوں تم سب لوگ یکے بعد دیگرے میرے پیچھے اپنے اپنے گھوڑے کے کد او جو شخص گھوڑا کد کر باہر ہو جائے وہ میرے ساتھ

دشمنوں سے لڑنے اور مقابلہ میں میرا شرک پہنچا دے اس لئے کہ جب ہم لوگ ایک ایک دود و آدمی گھوڑے کد کر باہر ہوتے جائیں گے تو دشمن کے سپاہی بھی یکے بعد دیگرے ہمارے مقابلہ کو پہنچتے جائینگے پس جب تک سب سپاہی احاطہ کی دیوار سے اوس پار نہ ہو جائیں تب تک میدان پنجہڑیں اس ہایت کے ساتھ ہی میرے والد اپنے گھوڑے کو خوب تیز دوڑا کر دیوار کے پاس لے گئے اور گھوڑا دیوار سے کود کر احاطہ کے باہر ہو گئے مگر کافر مانا تھا کہ اوس دیوار کی بلندی کہیں زیادہ کہیں کم تھی جس جگہ سے آپنے گھوڑا کدایا تھا وہ جگہ چار فیٹ بلند ہوگی۔ یہہ منظر ظاہر ہے کہ عربی گھوڑوں کے واسطے چار فیٹ کی دیوار کو ذرا بہت ہی دشوار ہے خصوصاً ایسے وقت میں کہ شہادہ روز سفر کرنے سے گھوڑوں کی حالت خستہ ہو گئی ہو۔

آپ کے بعد یکے بعد دیگرے تمام سواروں نے اپنے اپنے گھوڑے کدائے۔ اور پار ہوتے گئے طرفۃ العین میں سب جماعت دیوار سے باہر ہو گئی۔ اور پچاس آدمی بکل گئے صرف ایک سوار واصل خان جبکا گھوڑا ضعیف تھا۔ دیوار سے کوڑتے وقت گر پڑا۔

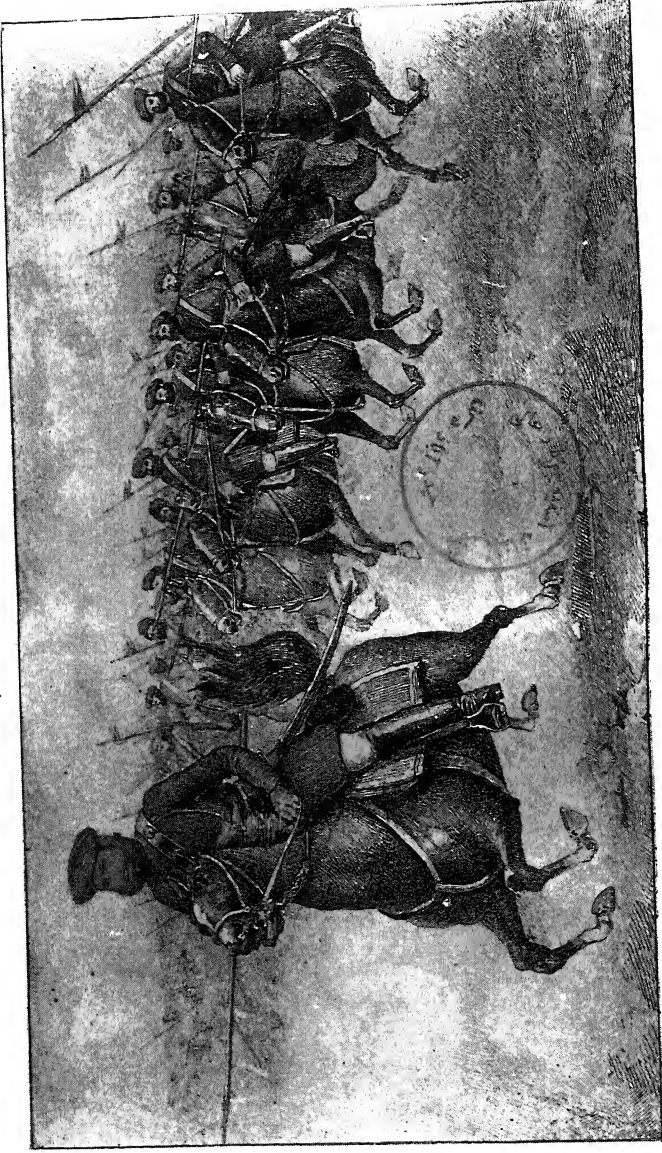
میرے والد کا بیان تھا کہ جو وقت ہم نے احاطہ کے اندر سے اپنے گھوڑوں کی باگین اوٹھائیں اور اذیکو دیوار پر سے کدانا شروع کیا۔ اوس وقت غنیم کے لشکر میں جو ہمارے اس ارادہ سے بالکل خالی الذہن تھا یکا یک کھل پھیل پڑ گئی اور وہ لوگ

اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ہمارے مقابلہ کے واسطے دوڑے۔  
 اندازاً بیس پچیس سوار غنیم کے ہماری پاس پہنچے ہونگے کہ ہمارے تمام سوار دیوار کو پار ہو گئے اور  
 بہت جلد دشمن کی فوج میں لکڑجنگ کرنے لگے۔ طرفین سے ہتھیار چلنا شروع ہو گیا میرے والد مع اپنے  
 سپاہیوں کے دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ اور دشمن سے لڑتے پڑتے تلوار اور بہائے سے وار  
 کرتے ہوئے صحیح و سلامت دشمنوں کے صدر سے باہر نکل آئے غنیم نے اپنے  
 مقابل سپاہ کی ولاری اور جرات کو دیکھ کر اپنے گھوڑوں کی باگین روک لیں۔ اور  
 پلٹ گئے۔ میرے والد اپنے ہمراہی سواروں کے ساتھ آکر اپنی فوج میں داخل  
 ہو گئے۔

اس مقابلہ میں دشمن کے چار آدمی مارے گئے اور متعدد زخمی ہوئے اور  
 ان کے طرف کا ایک ہی سوار واصل خان جکا گھوڑا گر گیا تھا دشمن کے ہاتھ سے  
 مقتول ہوا باقی تمام اسباب و سامان اور بار برداری کے ٹٹو اور سامیں وغیرہ  
 غنیم نے گرفتار کر لئے۔ میرے والد نے لشکر میں آتے ہی یہ تمام کیفیت سر پر روز  
 صاحب سے بیان کی۔ صاحب موصوف نے پہلے تو آپ کے صحیح و سلامت واپس  
 آنے پر آپ کو مبارکباد دی۔ اور اوس کے ساتھ ہی آپ کی تحسین و آفرین تھا  
 درجہ کی کہ آپ نے اپنے ہمراہیوں کو جبکہ وہ دشمن کے قابو میں آچکے تھے۔ مدبرانہ  
 کوشش اور بہادری سے بآسانی بچا لائے۔

اس واقع کے متعلق میجر برٹن ہسٹری آف حیدرآباد کنٹیننٹ کے صفحہ ۲۰۲





ایم غدر میں مقام کو ملواری سپہ سالار مرزا ولایت علی گینگ ڈال دیا جہاں سے لڑا گیا اور ادرائے کے ہر بڑی جوانوں کا جہانسی رانی کی فوج نے محاصرہ کرنا اور محدود الیہ کا اپنے جوانوں کو لے کر دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے صبح و است نخل جانا

24

کے آخر میں فتح کالیپی کے مضمون میں بیان کرتے ہیں کہ لوہاری گاؤں کے باشندے جو کوچ سے آٹھ میل پر آباد ہے سابق میں سرکار انگریزی کے مطیع تھے پھر انہوں نے بغاوت اختیار کی حیدر آباد کنٹنجنٹ کی ایک ٹکڑی سے انہوں نے دغا بازی کر کے اونکا محاصرہ کر لیا جس سے اس ٹکڑی کے سپاہی بشکل تمام اون سے بچکر اپنی فوج میں اگر شامل ہوئے اور ایک آدمی اونین کا مارا گیا۔ اس ٹکڑی کے افسر میرے والد ہی تھے اور جوان جو مارا گیا وہ حاصل خان تیسرے رسالہ حیدر آباد کنٹنجنٹ کا تھا۔ جب سر ہیروز کو دشمن کا احوال معلوم ہو گیا تو وہ آگے بڑھے اور لوہاری میں پہونچکر قلعہ کو فتح کر لیا۔

جسوقت جہانسی کالیپی لوہاری کی فتح ہو گئی اور اس طرف کے مہات اور نشاط سے فارغ ہو گئے تو اسوقت فوج واپس جانے کے لئے حکم دیا گیا حیدر آباد کنٹنجنٹ کی فوج دکن کو جب واپس آنے لگی تو سر ہیروز صاحب نے جنگ لوہاری اور نیز دیگر کارہائے نمایان کے صلہ میں میرے والد کو ایک مرصع شمشیر عباسی جو وہ خود اپنی کمربند باندھا کرتے تھے عنایت کی اور عہدہ رسا سیداری پر ترقی دیکر آرڈر آف میرٹھ کا تمغہ اپنے ہاتھ سے اؤٹکو پہنایا جسکا احوال سیر برٹن نے ہسٹری آف حیدر آباد کنٹنجنٹ کے صفحہ ۲۳۶ میں مختصر طور پر بیان کیا ہے۔

حیدر آباد کنٹنجنٹ کی کل سپاہ کو ایک سال تک ہندوستان میں رہنے کا اتفاق ہوا۔

جو تکہ ۲۰ جولائی ۱۸۵۸ء عیسوی مطابق ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۷۶ھ تک تمام باغی فرار و روپوش ہو گئے اور ملک فتنہ و فساد سے پاک ہو گیا تو وہ سپاہ دکن کو واپس چلی آئی ہندوستان کی ان لڑائیوں میں میرے خاندان کے چار آدمی شریک تھے میرے والد ماجد میرے ایک چچا مرزا ذوالفقار علی بیگ رسالہ امیر جوگیا ذکر کو بھرپورٹن نے ابام غدر کی لڑائیوں میں کیا ہے میرے دوسرے چچا مرزا سکندر علی بیگ جو جہانسی کی لڑائی میں مارے گئے اور میرے تیسرے چچا مرزا صفدر علی بیگ تھے انکا بھی ذکر کو بھرپورٹن نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

چند سال کے بعد میرے چچا ذوالفقار علی بیگ رسالہ امیر نے اپنی دختر جہان پور بانو کی شادی میں میرے والد ماجد کو مدعو کیا میرے چچا کی یہ ایک ہی لڑکی تھی اس لئے انہوں نے اس کی شادی بڑی دھوم دھام سے کی اور یہ لڑکی میرے محمد حسن خان کے ساتھ منسوب کی گئی۔ میرے محمد حسن خان نواب میرزا یحیٰی علی خان المخاطب بن ناظم اسماعیل بہادر کے امون اور سالار جنگ بہادر اولیٰ کے قرابت داروں میں تھے۔ اس شادی میں سالار جنگ بہادر اولیٰ اور اکثر امرا کے حیدر آباد مدعو ہوئے تھے۔

ان کی مہمانی کے لئے میرے چچا نے بہت تکلف سے اہتمام کیا تھا۔ اس شادی کے جملہ اشتغالات میرے والد ماجد کے تفویض تھے وہ انتظامی امور اور مہمانوں کی خاطر داری و تواضع میں مصروف رہتے اور مجھے میرزا یحیٰی علی خان بہادر سے جو میرے ہم سن تھے اکثر ملنے کا اتفاق ہوتا تھا۔

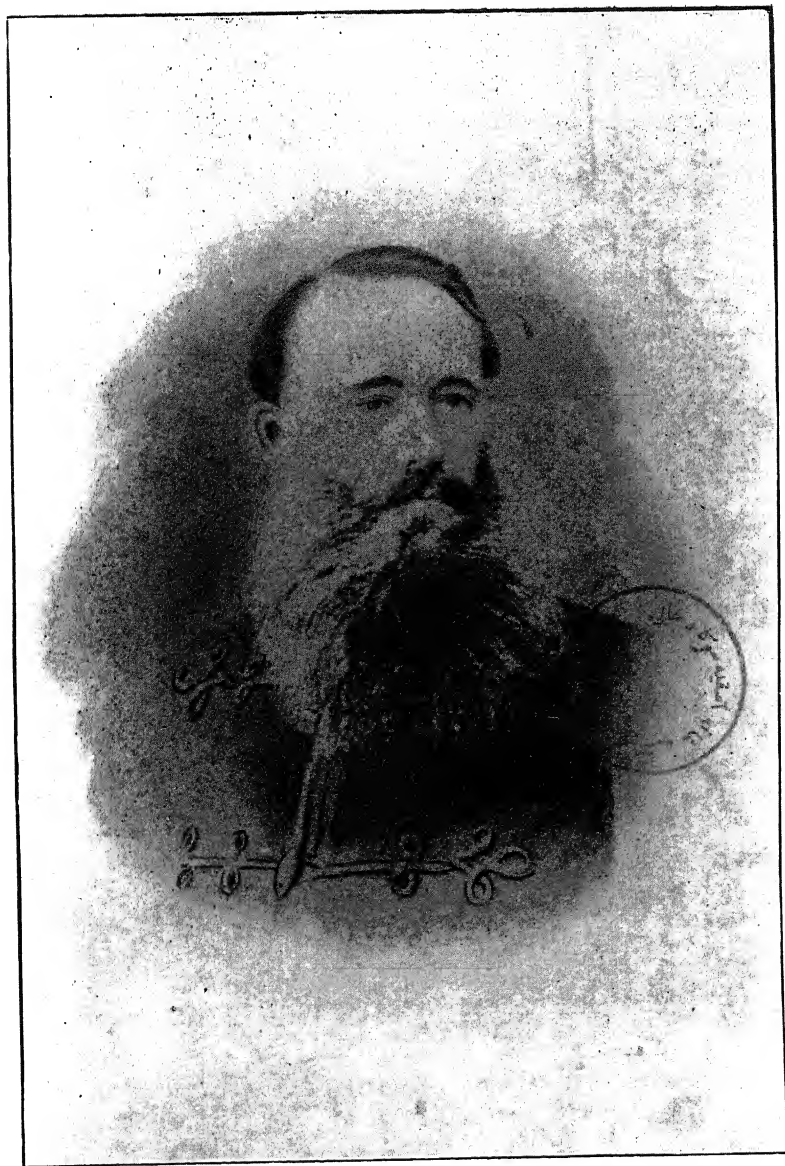


شادی کے رسوم ختم ہونے کے بعد میرے والد ایک مہینے تک بلازمین مقیم رہے اور رخصت ہوتے وقت میرے چچا ووالفقار علیگ صاحب اور میرے والد ماجد کرنل مری صاحب کی ملاقات کے واسطے تشریف لے گئے اور مجھے بھی اپنے ساتھ لیتے گئے۔ کرنل مری صاحب کو فوٹو لینے کا کمال شوق تھا اور وہ اس فن میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ ملاقات کے بعد کرنل مری صاحب نے میرے والد اور میرے چچا کا اور میرا فوٹو لیا اور اسکی ایک کاپی میرے والد کے پاس بھجوائی۔ میرے چچا اور میرے والد کے فوٹو کے ساتھ میرے اوس زمانہ کی تصویر جبکہ میری عمر دس سال کی تھی اب تک میرے پاس موجود ہے۔

میرے چچا مرزا ووالفقار علیگ صاحب نے ایک سال کے بعد ہنگولی کی چھاؤنی میں انتقال کیا۔

اور ۱۸۶۷ء عیسوی مطابق ۱۳۱۳ھ ہجری میں میرے والد ماجد نے ہی وفات پائی۔ قبل وفات کے میرے والد ماجد نے اپنے بڑے دوست کرنل فخر سے کہا کہ میرے بعد آپ میرے فرزند کی نگرانی کریں۔ اور اوس کی تربیت و تعلیم میں ملی توجہ فرمائیں۔

اور جو عباسی ملو اور سرہپور و ز صاحب نے جنگ ہندوستان کے بعد میرے والد کو دی تھی وہ بھی اون کے حوالہ کر دی اور فرمایا کہ میرا یہ فرزند حیب بن شعور کو پہنچ جائے تو یہ امانت آپ اسکے حوالہ کر دیں۔



کرزن سٹنگ بھانڈنگ ٹھوڑا لائسنس حیدرآباد کنٹنٹ جنگی ماتحتی میں افسہ الملک بہادر ابتدائی فوجی تسلیم مائی

of

کرنل فچرل صاحب نے میرے والدہ کی اوس ولی دوستی کا حق پورے طور پر ادا کیا اور ہر صورت سے میری تربیت و تعلیم کی نگرانی میں متوجہ رہے۔ اس موقع پر آون کے قدیمی اخلاق اور زمانہ حال کی توجہ کا بیان بیجا نہ ہو گا۔ کہ جب ۱۸۹۱ء عیسوی مطابق ۱۳۱۶ھ ہجری میں میں نے اپنے تین فرزندوں۔ نادر جنگ۔ حامد پار جنگ۔ خسرو جنگ کو تعلیم کی غرض سے ولایت بھیجا تھا تو میں نے بھی اون کی نگرانی کرنل صاحب مدوح کے سپرد کر دی تھی کرنل صاحب نے مجھے اپنے متعدد خطوط میں اپنی قدیمانہ اور حال کی توجہ کی نسبت تحریر کیا ہے۔ کہ تقریباً چالیس سال پیشتر میں ہندوستان میں جیسے تمہاری تعلیم و تربیت کی نگرانی میں نہایت خود کرتا تھا ویسے ہی اب یہاں ولایت میں تمہارے تینوں بچوں کی بھی نگرانی کر رہا ہوں۔ فی الواقع میں انہی ایسے لوہراتے نہایت مرہون منت ہوں کہ سات سال تک میرے بچے ولایت میں رہے اس طویل مدت میں انہوں نے بچوں کی نگرانی میں نہایت ہی سعی و توجہ فرمائی۔

۱۸۹۷ء عیسوی میں کرنل فچرل صاحب کو کے۔ سی۔ بی۔ کا تمخدا انگریزی سرکار سے عنایت ہوا اور اسکے چند روز بعد (سر چارلس فچرل نے اپنے فوٹو کے۔ سی۔ بی۔ کے تمخو کے ساتھ میرے پاس پہنچوائے)

۱۸۹۸ء عیسوی مطابق ۱۳۱۶ھ ہجری کے آخر میں تیسرے رسالہ کنٹینٹ میں شامل ہوا اور آغاز ۱۸۹۷ء عیسوی میں میں نے عہدہ رسائی دار ہی پر ترقی پائی۔



صفحہ نمبر ۴۵ - احمد علی بیگ خان ناور جنگ - حامد علی بیگ خان حامد یار جنگ - محبوب علی بیگ خان خسر و جنگ

تعلیم علم کے لئے ۱۸۹۸ء عین ولایت کو روانہ ہوئے





پہر اپنے رجسٹر کے ساتھ فٹ ٹرپ کی کمانڈ پر متین ہو کر چلاؤنی اور نگاہ باؤگلیا۔  
اسکے بعد ۱۸ عیسوی مطابق ۱۲۹۳ ہجری کے دربار قیصری میں مجھے دہلی  
جانے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ یہ میرا پہلا سفر تھا اور یہ دربار نہایت شان و شوکت کا  
دربار تھا اس واسطے اس کے مختصر واقعات تحریر کرتا ہوں۔

ہندوستان کی عظیم الشان سلطنت میں بڑش گورنمنٹ کو جو کچھ تسلط  
اور اقتدار حاصل ہے اور جسکو سرکار انگریزی نے ایام غدر میں بزور شمشیر ثابت  
کر دیا ہے یہاں کے تمام چھوٹے بڑے فرمان روا اور کل پاشندے اسے بخوبی  
جانتے ہیں مگر سرکار کے لئے ضرور تھا کہ جوشان سلطنت کی رزمین ثابت کی گئی  
نہی کی وقت وہ شان بزم میں بھی دکھائی جاتی اور امن و چین کے زمانہ میں تمام  
روسائے ہند اور عمائد اقوام کے روبرو عیش و نشاط کے جلسوں میں اسکا اظہار  
کیا جاتا اور سلطنت برطانیہ کی شوکت و عظمت کے اعلان کی غرض سے سلاطین طاہرینہ  
کے اتھاب میں امپیرر آف انڈیا کا لقب اور ڈیا دیا جاتا اس لئے جبکہ  
لارڈ ولٹن ہندوستان کے گورنر جنرل اور ویسیر اسے ہو کر آئے تو انہوں نے  
شاہی احکامات کے مطابق اس لقب کے اعلان کے واسطے ایک عالیشان دربار  
منعقد کرنے کی تجویز کی۔ اس وقت اس موقع پر گورنمنٹ کو ایک ایسے مقام کے  
انتخاب کرنے کی ضرورت داعی ہوئی جو گورنمنٹ کی شان کے شایان ہو اور وہاں  
سے اسکا اثر سلطنت کے ہر گوشہ و کنار تک یکساں پہنچ سکے اور روسائے ہند

اور خاص و عام کے کثیر مجمع کے لئے مناسب اور آمد و رفت اور مسافت کے لحاظ سے سب جگہوں سے وہ مقام زیادہ قرب رکھتا ہو۔

ان کل اعتبارات سے دہلی میں اس دربار کا منعقد ہونا قرار پایا۔ قدیم زمانہ میں اس شہر کو اندر پرست کہتے تھے اور اس زمانہ سے پیشتر کا احوال جسے تاریخ نہیں بتا سکتی اس کے ذکر کی ضرورت بھی نہیں ہے لیکن جہاں تک تاریخ خبر دیتی ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ شہر جس طرح قدیم سے آباد چلا آ رہا ہے اسی طرح ہزارہان میں اسے ہندوستان کے دارالسلطنت ہونے کا یہی فخر حاصل رہا ہے۔ یہ فخر اسے قدرت ہی نے عطا کیا ہے کہ وہ کوہستان ہمالیہ کے جنوبی دامن میں ایک ایسے مقام پر واقع ہوا ہے جہاں تین طرف کی سرحدوں سے اسکی مسافت تقریباً پاکستان ہوتی ہے اور وہ فطرتاً ہندوستان کے پائے تخت ہونے کے لئے سب شہروں سے زیادہ موزون و مناسب ہے۔

جب اس دربار کے منعقد ہونے کی تاریخ یکم جنوری ۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ۵ امواجہ ۱۲۹۳ھ ہجری مقرر ہو گئی تو گورنمنٹ ہند نے اس میں شریک ہونے کے لئے ہندوستان کے کل والیان ریاست اور روسا اور امراء عظام کو مدعو کیا۔ قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور بادشاہ دکن خلیفۃ الملک کی یہی اوس شاہانہ دربار میں رونق افزائی کی تجویز ہوئی۔

اوس وقت ہماری رجمنٹ تھروڈانسس اورنگ آباد کی جہاں میں مقیم تھی۔

سرچرڈ میڈ جو ۵ دسمبر ۱۸۷۵ء عیسوی کو بجائے مسٹری۔ بی سائڈرس حیدر آباد کے  
ریڈنٹ مقرر ہو کر آئے تھے۔

۸ دسمبر ۱۸۷۹ء عیسوی کو ہمارے رجمنٹ کے نام ان کا یہ حکم پہنچا کہ حدود پر نور  
دربار دہلی میں تشریف لیجانے والے ہیں حیدر آباد کنٹنٹ کا ایک ٹروپ حضرت  
مہج کے اسکاٹ کے واسطے دہلی بھیجا جائے۔

کمانڈنگ افسر صاحب نے اس کام کے انتظام اور اتہام کے لئے مجھ کو منتخب کیا۔  
روز جمعہ ۵ دسمبر ۱۸۷۹ء عیسوی مطابق ۲۰ سزولقہ ۱۲۹۳ ہجری کو میں ایک سو سپاہیوں کو  
ساتھ اورنگ آباد سے روانہ ہو کر نانڈ گاؤں کے اسٹیشن پر پہنچا اور وہاں سے  
سب گھوڑوں اور سپاہیوں کو ریل پر سوار کرا کے چوتھے روز دہلی میں داخل ہوا۔  
ہمارے جانے کے بعد سکند انقشری سے بھی دو کمپنیوں کو دہلی جانے کے لئے  
حکم ہوا اور اس تمام فوج رسالہ پٹن کی کمان میجر فخر لڈ کے سپرد ہوئی۔

حیدر آباد کنٹنٹ کی کل فوج دہلی میں ٹسکاٹ ہوس کے کمپونڈ میں مقیم ہوئی  
دہلی میں یہ ایک مشہور مقام ہے سالار جنگ بہادر نے وہاں دہلی کے زمانہ میں  
حضور پر نور کی اقامت کیواسطے سرچرڈ میڈ صاحب ریڈنٹ کی معرفت یہ مکان  
ساتھ ہزار روپیہ کرایہ سے لیا تھا۔ علامہ قدیم کوٹھی کے اوسوقت جدید چار قطعات  
مکانات اور بنوائے گئے تھے اس کا بڑا بال خاص حضور پر نور کے دربار کیواسطے  
آراستہ کیا گیا تھا اور پائین باغ کی چوٹی عمارت کے اطراف زناخانہ کیواسطے خیمہ





مرزا محمد علی بیگ سرفراز لکھنؤی در سال ۱۸۶۶ء عیسوی میں سالہ سوم حیدر آباد کنٹننٹ سے اعطاف کے اسکا میں پہلی روانہ ہونا۔

اور اسکے گرد قنائین کھڑی لگی تھیں۔

۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ء عیسوی کو حضور پر نور کی سواری مبارک لٹھی مین داخل ہوئی

اوسوقت آپ کا سن مبارک دس سال کا تھا۔

سرالار جنگ بہادر۔ امیر کبیر بہادر۔ وقار اللہ بہادر۔ اور چند امراءے ولت تھے

اقدس تھے۔ اسی روز وہ پہرے کے بعد دو بجے لارڈ لٹن گورنر جنرل ولیر سے ہند

مین دہلی پہنچے۔

پہلے سے ہندوستان کے تمام والیان ملک جو اس دربار مین اونکی دعوت

قبول کر کے آئے تھے اور اراکین سلطنت برطانیہ اون کے استقبال کے واسطے

اسٹیشن پر موجود تھے جیسے ہی لارڈ ممدوح ریل سے اترے سلامی کی نوپن سر ہوئی

آپ نے اظہار مسرت کیا ساتھ تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ پھر آپ نے خاص خاص رعایوں

خصوصاً اعلیٰ حضرت حضور پر نور نظام دکن سے ہاتھ ملایا اور مزاج پرسی کر کے اپنے

ہاتھی پر سوار ہو گئے اور جلوس کے ساتھ اپنے خاص خیمہ کو تشریف لے چلے۔

یہہ جلوس قابل دید تھا۔ اوسوقت جس قدر انگریزی فوج دہلی مین موجود تھی انکی

تعداد چودہ ہزار کے قریب تھی سب جلوس کی گزر گاہوں مین وہ صف بستہ کھڑی

تھی اس کے سوا جتنے روسائے ہند دربار مین آئے تھے اون سب کی فوجیں تھیں

عمدہ در دیون سے آراستہ و پیراستہ انگریزی فوج کے درمیان جا بجا موقع موقع سے

استادہ کر دی گئی تھی۔ اور ہمارے دکن کی فوج اور ہمارا جگہ کا بکھوڑا بڑودہ اور ہمارا جہ

بددر کی فوج کے ساتھ اس سڑک کے دونوں طرف قائم کی گئی تھی جو پہاڑی  
 باؤتے تک چلی گئی تھی۔

اس جلسہ کے دیکھنے کے واسطے عام مخلوق استعداد جمع ہوئی تھی کہ جسکے تعداد  
 کی انتہا نہ تھی۔ خصوصاً چاندنی چوک میں اور پہاڑی پیر اور سب جگہوں سے زیادہ جامع  
 مسجد کے برجوں اور جہتوں اور سیڑھیوں پر اتر دھام تھا کہ آدمیوں کو حس و حرکت و شوار  
 ہو گئی تھی۔

ولیس رائے کی سواری تین گھنٹے میں خیمہ تک پہنچی۔ پہلے ریلوے اسٹیشن  
 سے جامع مسجد کی طرف گئی پہر دریا میں ہو کر چاندنی چوک میں آئی پہر لاہور ریلوے ڈاڑ  
 سے ہو کر بنری منڈی کو آئی اور چہرہ میل کا گشت کرنے کے بعد پانچ بجے شام کے  
 کیمپ میں داخل ہوئی۔

نواب ولیس رائے بہادر نے اس ہفتہ میں تمام رئیسوں سے ملاقاتیں کیں  
 اصرار کے بعد بازو دیکھی ملاقاتوں کے واسطے رئیسوں کے پاس خود بھی تشریف  
 لے گئے۔

ملاقاتوں کا یہہ دستور تھا کہ جب کسی رئیس کی سواری ولیس رائے کے لشکر میں  
 پہنچتی تو کچھ افسر سب اغرار رئیس شکر کے سرے پر آکر استقبال کرتے اور خیمہ کی  
 طرف لیجاتے اور اسی وقت ملائی کی توپیں سر ہوتیں۔ پہر فارین سکرٹری ہمراہ  
 لیجا کر ملاقات کے خیمہ میں بٹھلاتے اس کے بعد ولیس رائے بہادر سے ملاقات

ہوتی تھی۔

ولیسرے ہر ایک رئیس کے ساتھ نہایت تپاک سے پیش آتے اور اپنے  
 دھننے ہاتھ کی طرف بٹھلاتے تھے اور آپ ایک تخت پر جو ملکہ معظمہ آنجہانی کی ایک  
 قد آدم برابر تصویر کے نیچے رکھا گیا تھا رونق افزا ہوتے تھے نشست کے بعد رئیس سے  
 گفتگو شروع ہوتی اثنائے گفتگو میں اس رئیس یا اس کے خاندان کے کسی بزرگ کی  
 ایسی خدمت نمایان جو سرکار انگلشیہ کی نسبت ظہور میں آئی ہوتی یا خود اس نے  
 کوئی کام رفاه عام کا کیا ہوتا یا کوئی ایسا امر جو قابل تحسین و آفرین ہوتا ضرور اس کا ذکر  
 آتا تھا۔

اس تقریر کے بعد ویسیرے بہادر ایک طلائی تختہ جس پر ملکہ معظمہ کی تصویر تھی۔  
 اور جہین قرمزی رنگ کا فیتہ لگا ہوا تھا رئیس کے زریب گلو کرتے اور کہتے تھے کہ  
 اس ناریج سعید کی یادگار میں اسکا پہننا آپ کو مبارک ہو۔ اور مدت دراز تک  
 وراثتاً آپ کے خاندان میں یہ قائم رہے۔

۲۶ دسمبر ۱۸۷۶ء عیسوی سے یہ ملاقاتیں شروع ہوئیں اسی روز ہمارے  
 قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور ثواب و لیسرے بہادر کی ملاقات کو تشریف  
 لے گئے ویسیرے بہادر نہایت تپاک سے پیش آئے اور ملکہ معظمہ کو ملاقات  
 باز دید کے لئے حضور پر نور کے پاس تشریف فرما ہوئے۔  
 خطاب قیصری کا اعلان جس میدان میں کیا گیا تھا وہ دہلی سے چار میل کے

فاصلہ پر تھا وہاں پر تین عمارتیں بنائی گئی تھیں۔

اول نواب ولیسر اسے بہادر کی تخت گاہ۔

دوسرے اعلیٰ عہدہ داران انگریزی اور والیان یاست کیوٹا کی ہالی چبوترہ۔

تیسرے غیر ریاستوں کے سفیرون اور وکیلون اور شاہیون کی نشست کے

چبوترے۔

ولیسر اسے بہادر کی تخت گاہ کا چبوترہ تقریباً سب چبوتروں کے بیچ میں واقع تھا

اوسکی عمارت نہایت خوبصورت سرخ نیلی اور سنہرے رنگ کی مسدس شکل پر زمین

سے دس فٹ بلند تھی ہر ایک قطعہ چالیس فٹ اور کل دور دو سو چالیس فٹ

تھا۔ اوس کے آگے چھ پڑھیان جن کے دونوں طرف سنہری ربلنگ تھا۔

چبوترہ کے اوپر شامیانہ اور شامیانہ کی چوٹی پر تاج شاہی رکھا گیا تھا۔ ہر ایک گوشہ

سائن کی تین چھٹیاں اور اونپر چربیس کی صلیب اور یونین جیک سلطنت برطانیہ

کے ملکی نشان بنے ہوئے تھے۔ ہالی چبوترہ ہی نیلے سفید سنہرے رنگ سے آراستہ

اور تخت گاہ کے سامنے آٹھ سو فٹ تک طول میں چلا گیا تھا۔

اس چبوترہ کے چھٹیلے درجے تھے۔ ہر ایک درجہ تیس فٹ لینا اور

بیس فٹ چوڑا اور ہر ایک کی آمد و رفت کا دروازہ جدا تھا ہالی قوس کا مرکز تخت گاہ

سے دو سو چھٹیس فٹ کے فاصلہ پر تھا۔

پہان چبوترہ کے چاروں کونوں پر تاج شاہی کی تصویر تھی۔ سرخ کپڑے کا



فرش اور اوپر پریشمین کپڑے سے مند ہی ہوئی کرسیاں بچی تھیں سامنے کی طرف سارے چبوترہ پر سہرا پٹنگ نصب تھا۔ ان عمارتوں میں بجز رنگ کے ایشیائی طرز کی اور کوئی چیز نہ تھی تماشائیوں کے واسطے نیلے رنگ کے دو چبوترے تختگاہ کی پشت کی طرف تھے اور اون کے درمیان آمد و رفت کا راستہ تھا۔ تختگاہ کے دونوں طرف ہلالی چبوترہ کے نزدیک دروازہ پر سلامی اوتارنے کے واسطے گارڈ آف آنر حاضر تھا۔

ہلالی چبوترہ پر والیان ملک اور مغز افسروں کو ملا جل کر بیٹھا یا تھا اور کسی مقام کا اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ قرار نہیں دیا گیا تھا۔ اس سے یہی غرض تھی کہ کسی کا درجہ فروتر نہیں ہے اور کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے ہر ایک رئیس اور ہر ایک گورنر اور لفٹننٹ گورنر کی پشت پر اون کے علم استادہ تھے اور اون کے افسران اسٹاف اون کے گرد بیٹھے تھے۔ اس ہلالی چبوترہ پر ترسٹ والیان ریاست اردنن افزا تھے اور ان سب کے عین وسط میں چبوترہ پر ہمارے قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور شاہ شاکت سے جلوہ فرما تھے۔

آپ کے دست راست پر راجپوتانہ کے راجے اور دست چپ پر وسط ہند کے روسا تھے اور اوس سے اور آگے پنجاب کے سردار تھے۔ باقی درجون میں مدراس بھٹی بنگالہ مالک مغربی و شمالی اور مالک متوسط کے چھوٹے چھوٹے رئیس تھے۔

یکم جنوری ۱۸۷۱ء عیسوی مطابق ۵ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ ہجری کو سب ریس ڈوگر  
کے سپرد پہلے اپنی اپنی جگہوں میں پہنچ گئے۔

ہمارے قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور بھی دوپہر سے دوپہر منٹ  
پہلے دربار میں شریک ہونے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اس موقع پر مجھ کو بھی  
اول مرتبہ ہمراہ رکاب رہنے کی سعادت اور افتخار حاصل ہوا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے خاصہ کی گاڑی میں سر سالار جنگ اور میجر لیور  
سامنے بیٹھے تھے گاڑی کے دہنی طرف میجر فخر لڈ اور بائیں جانب میں تھا ہمارے  
ساتھ کے ایک سو سو ارکچہ گاڑی کے آگے اور کچھ پیچھے ہمراہ سواری مبارک  
تھے۔

جب حضور کی سواری دربار میں پہنچی اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور اپنی کرسی پر  
رواق افزا ہوئے تو میجر فخر لڈ اور مجھ کو بھی دربار میں حاضر ہونے کی عزت ملی۔

دربار میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے پہنچتے ہی عین بارہ بجے دیس لڑ  
بہادر بھی تشریف لائے گاڑی پر پرنٹ آفس اور بیڈ نے سلامی کا باجا بجایا۔  
تمام حاضرین مجلس تعظیم کے لئے اڑتھہ کھڑے ہوئے تخت پر ویسے بہادر  
کے رولنگ افزا ہوئے ہی تقیب اعلیٰ نے اعلیٰ حضرت ملکہ معظمہ کے انگریزی  
خطاب کا اعلان آواز بلند کیا اور فارین سکرٹری گورنمنٹ ہند نے اس کا ترجمہ  
اردو میں سب کو سنایا جس کا خلاصہ یہہ تھا کہ حضور مہدو ص نے اپنے خطابات سابق

لفظ امپرس آف انڈیا اور بڑا باسے اسکا ترجمہ اردو میں شاہنشاہ اور قیصر ہند کیا جانا ہے۔

غرض جب سلامتی کی ایک سو ایک نوپن سر ہو چکین تب ویسارے بہادر نے کہڑے ہو کر ایک طویل اسپیچ انگریزی میں دی جس میں یہ فقرات خاص وایان ملک کی طرف مخاطب ہو کر فرمائے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔

اے اس سلطنت کے رسوا و امرا آپ کی ارادت استواری سلطنت کی کفیل اور آپ کی خوشحالی اجلاں سلطنت کی دلیل ہے حضرت ملکہ عظیمہ کو بہرہ رسا ہو کہ اگر خدا نخواستہ اس سلطنت کے مصلح پر کوئی حملہ ہو تو آپ لوگ اسکی حفاظت کے واسطے آمادہ ہو جائیں گے حضرت مہدوحہ اس آماوگی پر آفرین فرماتی ہیں۔

مین حضرت ملکہ عظیمہ کی طرف سے آپ صاحبوں کو شہر دہلی آنے پر مبارکباد دینا ہوں اور اس عظیم الشان جلسہ میں آپ کے شریک ہونے کو سلطنت برطانیہ کی نسبت آپ کی اوس حسن عقیدت اور حیرنگالی کی دلیل روشن جانتا ہوں جسکا اظہار جناب پرنس آف ویلز بہادر کی تشریف آوری کے موقع پر بڑے شوق سے ہوا تھا۔

حضرت مہدوحہ اپنی بہلانی کو عین آپ کی بہلانی تصور فرماتی ہیں اور مراسم اتحاد کے استحکام اور قیام کے واسطے حضرت مہدوحہ نے خسروانہ غائبانے خطاب قیصری اختیار فرمایا ہے جسکا ہم آج اعلان کرتے ہیں۔

جب ویسارے کی اسپیچ ختم ہو گئی تو تمام حضار مجلس کہڑے ہوئے اور فوج کے

ساتھ شریک ہو کے تہ ول سے سب سے مسرت و شادمانی بلند کی۔  
 نواب سرسالا رنگ بھادرنے حضور پر نور کے طرف سے کہڑے ہو کر پیہ لپیہ  
 کی حسب الارشاد عالی نواب نظام الملک بھادرنے حضور ولیسرا کے کی خدمت میں ہمیری  
 عرض ہو کہ حضور ولیسرا سے حضرت حضور پر نور کی طرف سے اور نیز ہندوستان کے جملہ  
 ریسوں کی جانب سے اعلیٰ حضرت مکتبہ کی خدمت میں خطاب قیصر ہند اختیار  
 فرمانے کی مبارک باد پہونچائیں۔ اور حضرت مہدوہ کو یقین دلائیں کہ ہم سب لوگ  
 دعا کرتے ہیں کہ خدا او نہیں عمر و راز عطا فرمے اور ہندوستان اور انگلستان کے  
 دونوں ملکوں میں انکاراج اقبال کے ساتھ قائم رکھے۔

اس کے بعد دربار برخواست ہو گیا اور حضور پر نور اوسط جج طرح تشریف لگئے  
 تھے حیدر آباد کٹھنجنٹ کے اسکارٹ کے ساتھ سٹاف ہوس کو واپس تشریف  
 لے۔

سٹاف ہوس کا احاطہ بہت وسیع تھا میں نے اپنی فوج کے کیمپ کے نزدیک  
 ایک میدان میں نیزہ بازی کے لئے جگہ بنوالی تھی۔ وہاں قریب قریب ہر روز  
 تمام کے وقت تمام عہدہ دار نیزہ بازی کرتے تھے۔ نیزہ بازی کا مقام شاہ راہ کے  
 قریب واقع تھا۔ تماشا بینوں کا بڑا ہجوم رہتا تھا خاص کر حضور پر نور کے کیمپ کے لوگ  
 بھی اس کے دیکھنے کو آتے تھے نواب وقار الامرا بھادرنے جو پرنس مانہ میں خواجہ بادشاہ کو  
 نام سے موسوم تھے وہ تو اکثر نیزہ بازی میں تشریف لایا کرتے تھے رفتہ رفتہ بنگال

پنجاب کی فوجوں کے افسر بھی ہمارے کرتبوں میں آکر شریک ہونے لگے تھے۔ جب یہہ کل تماشے اور روسیاء کی ملاقاتیں ہو چکیں تو چوتھے روز بخشبہ کو ایسرا بہاورنے والیاں ریاست سے رخصتی ملاقات فرمائی اور اوسمین اپنی طرف سے ہر ایک رئیس کو تلوار یا ملکہ و کٹوریہ کا نوٹیا اور کوئی تحفہ بطور نشانی کے عنایت کیا۔

ہمارے حضور پر نور بھی ایسرا سے بہادر کی ملاقات کو تشریف لیگئے اوس وقت پچاس سواروں کے ساتھ میں حضور پر نور کی گاڑی کے ساتھ اسکا رٹ میں تھا۔

لارڈ لٹن نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو اپنے دستے ہاتھ کی طرف بٹھلایا اور وہ تک باہم گفتگو ہوتی رہی۔ اثنائے کلام میں لارڈ صاحب نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو ایک کتاب تحفہ آوی اور کہا کہ یہ میری تصنیف ہے اسکے بعد سواری مبارک فرود گاہ شاہی کو واپس ہوئی۔

۵ جنوری ۱۸۷۷ء عیسوی مطابق ۹ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ ہجری روز جمعہ جلسہ فیصلی کا

آخری دن تھا اور سب ساری فوج کی قواعد ہوئی۔

قواعد شروع ہونے سے پہلے ریسان موجودہ کی کل فوج اور تمام جلوس و کیر

بہادر کے سامنے سے ہو کر گزرا۔ یہہ تماشا ایسا تھا کہ مملکت ہند میں اس سے

پیشتر کہی نظر نہیں آیا تھا۔ گیارہ بجے سے دو گھنٹے تک برابر فوج گزرتی رہی مگر

اسکی تعداد کم تھی مگر نمونہ دکھانے کے لئے کافی تھی۔



ہندوستانی رئیسوں کی فوج اور جلوس کے گزرنے کے بعد انگریزی فوج جو دہلی میں اندازاً چودہ ہزار جمع تھی اسکی قواعد بھولی یہ سب فوج بھی ولسرا یہاں کے سامنے سے ہو کر گزری۔

یہاں کچھ احوال شہر دہلی کا لکھنا ضرور معلوم ہوتا ہے جسین نہ صرف یہ ایک عظیم الشان دربار ہوا بلکہ آئندہ کو بھی یہ شہر اس قسم کے درباروں کا مرکز قرار دیا گیا ہے۔

اس کے تین طرف ساڑھے پانچ میل لابی شاہ جہان کی بنائی ہوئی بڑی مرتفع فہیل ہے۔ مشرق کی جانب جدھر دریائے جمنا بہتا ہے کوئی دیوار نہیں ہے۔ مگر شہر کے دس دروازے ہیں شمال میں کشمیری اور موری دروازہ اور مشرق میں کابلی اور لاہوری دروازہ اور جنوب میں اجمیری اور دہلی دروازہ زیادہ مشہور ہے۔

شاہی قلعہ مشرق کی طرف عین دریا کے کنارہ بنا ہوا ہے اس کے تین طرف سنگ سُرخ کی خوبصورت دیوار ہے جسکی خوبی چھوٹے چھوٹے گول برجوں سے اور دو بالا ہو گئی ہے۔

۱۸۵۷ء عیسوی کے غدار کے بعد اسکا ایک حصہ منہدم کر دیا گیا ہے اور وہاں انگریزی بکسین بنا دی گئی ہیں۔ قلعہ کے جنوبی طرف محلہ دریا گنج میں ہندوستانی پیادہ فوج کی چھاؤنی ہے جسکا ایک ننگ یورپین سپاہیوں کا قلعہ میں رہتا ہے۔

اسی کے مقابل دریا کے دوسری طرف قلعہ سلیم گڑھ ہے جسے سلیم شاہ بادشاہ نے سولہویں صدی عیسوی میں سلاطین مغلیہ سے قبل بنوایا تھا۔ اور اب وہ بالکل خراب اور ویران ہے۔ اس جگہ دریائے جہنا پر نہایت عالیشان ایک پل بنا ہوا ہے جس پر سے ایسٹ انڈین ریلوے آتی ہے اور سلیم گڑھ سے گزر کر قلعہ کی دیوار کے نیچے نیچے ہوتی ہوئی شہر کی فیصل کے اندر ریلوے اسٹیشن کو چلی جاتی ہے اس اسٹیشن کے پاس شہر کے شمال و مشرقی گوشہ میں کشمیری دروازہ کے پاس سرکاری خزانہ اور دفاتر کی عمارتیں ہیں۔

غرض جب دربار وہلی ختم ہو گیا تو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک مع اٹاف کے دہلی سے حیدرآباد کی طرف مراجعت فرما ہوئی۔

چونکہ اس وقت دہلی میں خوب بارش ہو گئی تھی اور نواب ولیرا سے لفظ گورنر اور دوسرے عہدہ دار دہلی سے اپنے اپنے مستقر کو روانہ ہو رہے تھے گاڑی مل نہیں سکتی تھی ہم لوگ حضور پر نور کی روانگی سے ایک ہفتہ کے بعد دہلی سے روانہ ہوئے اور چوتھے روز مع انچر اورنگ آباد پہنچ گئے۔

اس کے بعد دو ڈہائی سال تک بجز ادائی خدمت فوجی و کتاب علوم و فنون جنگی اور کوئی ایسا شغل نہ رہا جو قابل ذکر ہو اگر ان امور سے فرصت ملتی تو میں سیر و شکار میں مصروف رہتا تھا۔ چنانچہ حسب معمول ایک مرتبہ ۱۸۷۹ء عیسوی کو رجسٹر کے سالانہ انسپکشن کے بعد میں نے اجازت لی اور چند روز

کے لئے روضہ شریف کیا یہ مقام اورنگ آباد سے شمال اور غرب کو چودہ میل کے فاصلہ پر قرار ہائے ایلورہ کے اوہر واقع ہے چونکہ اسکی سطح سمندر سے دو ہزار فٹ بلند ہے اس سبب یہاں کی آب و ہوا نہایت لطیف ہے۔ ایام گرامین حفاظت کے خیال سے اکثر مغزین یہاں آکر قیام کھاتے ہیں۔ اس خوبی کے سوا ملک و کنین یہ مقام اس وجہ نہایت متبرک اور مقدس سمجھا جاتا ہے کہ کتنے ہی مشاہیر بزرگان دین کے یہاں مزارات پر اتوار ہیں جن میں بعض اکابر اولیاء اللہ کے اسماء مبارک یہ ہیں۔

سید یوسف شاہ راجہ قتال حسینی پدر بزرگوار حضرت سید محمد نبدہ نواز گیسو دراز حضرت شاہ متجب الدین درازی زرخش دولہ میان حضرت خواجہ برہان الدین اولیا غریب نواز۔ حضرت خواجہ شاہ زین الدین مخدوم مشائخ بامیس خواجہ۔ حضرت شاہ جلال الدین گنج روان۔ حضرت پیر مبارک کار روان۔ حضرت پیر بدرا الدین ٹوکی۔ حضرت پیر نصیر الدین پون بیگ۔ حضرت سید خواجہ حسن شیرازی۔ حضرت خواجہ عمر شیرازی۔ ان حضرات کے سوا اورنگ زیب ہندوستان کا آخری زبردست شاہنشاہ اور اون کے فرزند محمد اعظم شاہ اور مغرت تاب آصف جاہ اول بانی سلطنت مبارک آصف جاہی اور ابوالحسن تانا شاہ آخر بادشاہ سلطنت قطب شاہیہ اور نیز و گیکر تانہ ان کوں اسی جگہ زمین کے نیچے آسودہ ہیں۔ چونکہ اورنگ زیب عالمگیر کو وفات کے بعد خلد مکان کہتے تھے اس واسطے

اس مقام کا نام ابھی خلد آباد ہو گیا ہے اسی جگہ ایلورہ کے عہد مشہور و معروف غار میں جو انسان کے دست صنعت کے بنائے ہوئے ہفت عجائب میں داخل اور دیکھنے کے قابل ہیں۔

روضہ میں پہنچنے کے دو روز بعد کمانڈنگ افسر صاحب کا ایک خط میرے پاس آیا جس میں لکھا تھا کہ آپ فوراً واپس چلے آئے میں روضہ سے کرنل ڈوکر صاحب کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ اسٹنٹ جنرل صاحب کے پاس ابھی ایک چٹھی اس مضمون کی آئی ہے کہ سر جیوڈ میڈرز ٹینٹ حیدر آباد اور سر سالار جنگ مدار الملہام سرکار عالی اورنگ آباد اور ایلورہ اور روضہ کی سیر کرنے کی غرض سے آئیو اے ہیں اون کی اسکارٹ دیوٹی کا کام آپ کے تفویض کیا جاتا ہے آپ اون کے آتے ہی اون کے کمپ میں جا کر شامل ہو جائے۔

اس کے بعد یہ بھی معلوم ہوا کہ عہدہ داران ضلع کی طرف سے اون دونوں معزز مہاتون کی خاطر داری و مدارات کے لئے بڑے زور شور سے ہر قسم کا اہتمام ہو رہا ہے۔

اوس زمانہ میں وحید منور خان بہادر (مقرب جنگ مقرب الدولہ پور ملک)

اورنگ آباد کے صوبہ دار تھے۔

چونکہ جنرل رائٹ صاحب نے اورنگ آباد میں ایک کمپ آف کسٹرز سائیکل انشٹام کیا تھا اس لئے چارہم سالہ کو بھی اورنگ آباد آنے کے لئے حکم

ہوا تھا کہ سوم اور چہارم دونوں رسالے باہم ملکر قوا عہد کریں۔

دو چار روز میں سرچرڈ میڈرز ریڈنٹ اور نواب سالار جنگ بہادر مارا ملہام اورنگ آباد تشریف لائے۔ ماہ ستمبر ۱۸۷۹ء عیسوی مطابق رمضان ۱۲۹۶ھ ہجری میں عہدہ داران ضلع کی طرف سے استقبال و ہمان داری کے مراسم نہایت شائستگی سے ادا کئے گئے۔

جنرل رایت صاحب نے یہی تجویز کی کہ دوسرے روز صاحب ریڈنٹ اور مارا ملہام بہادر کو انگریزی فوج کی قواعد دکھائی جائے۔ اس وقت اس وقت تہڑا نسر فور تہہ لانسز اور ایک پلٹن فور تہہ انفنٹری اور باٹری نمبر ۲ حیدر آباد کٹھنٹ کی شریک تھی دوسرے روز جب فوج پریڈ برائی تو کرنل ڈوکر صاحب نے سینئر ہونے کے سبب سے تمام پرگیڈ کی کمان لی۔

کرنل اسٹوارٹ صاحب جو تہڑا لانسز کی کمان پر مقرر تھے آشوب چشم کے باعث شب گزشتہ سے علیل تھے وہ پریڈ پر نہ آ سکے اور انکی عدم حضوری میں کرنل ڈوکر صاحب نے جھبکوا اس رجمنٹ کی کمان پر مقرر کیا۔

تاریخ فوجی میں یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک نیٹو افسر نے برٹش افسر کی جگہ پریڈ پر رجمنٹ کی کمان لی۔

جب صاحب ریڈنٹ اور مارا ملہام صاحب اپنے اسٹاف کے ساتھ پریڈ پر تشریف لائے تو پانچ پاسٹ کا کام شروع ہوا اصاجان موصوف کے



روبرو سے جسوقت فوج گزرتی شرح ہوئی اوس موقع پر کرنل ڈوکر ہر ایک اعلیٰ افسر اور عہدہ دار کا نام بتاتے جاتے تھے جب میری رجمنٹ ان صاحبوں کو سامنے سے گزری تو سالار جنگ بہادر نے دریافت کیا کہ اس افسر کا نام کیا ہے انہوں نے کہا کہ مرزا محمد علی گک رسا ایدار۔

اوس زمانہ میں ہماری رجمنٹ میں برٹش افسر اور نیٹو افسر ایک ہی قسم کی دروی پستے تھے برٹش افسر بھی ہندوستانی عہدہ داروں کی طرح کلاہ و شملہ باندھتے تھے۔ اگر انگریزی اور ہندوستانی عہدہ داروں میں کچھ امتیاز ہو سکتا تھا تو ادن کے رنگوں سے ورنہ ڈریس کی ہیئت سے کچھ فرق نہ تھا لیکن جب کسی ہندوستانی کا رنگ بھی اہل یورپ کے رنگ سے ملتا جلتا ہوتا تو کسی طرح یورپین اور ہندوستانی میں فرق نظر نہ آتا تھا۔

سالار جنگ نے میرا نام شکر تعجب کیا اور فرما باکہ میں نے دور سے ان کو برٹش افسر خیال کیا تھا اس کے بعد سالار جنگ بہادر جنرل صاحب سے دیر تک میرا احوال دریافت فرماتے رہے۔

آغا ناصر شاہ صدر مہتمم علاقہ کوتوالی اضلاع ایک معزز خاندانی اور ہر ماہنہ سرائی خان کے رشتہ دار تھے انہوں نے دوسرے روز شام کو سر سالار جنگ بہادر اور ادن کے دونوں صاحبزادوں میر لایق علی خان بہادر اور میر سعادت علی خان بہادر کی دعوت کی اور اوسی شام کو ٹیٹ پیکنگ کا بھی انتظام کیا۔

صفحہ نمبر ۱۷۷

رسالہ سوم حیدر آباد کالج کے افسروں کا گروپ سال ۱۸۷۱ عیسوی



کرنل رائے محمد مصدق - رسالہ رائے محمد علی گ - کپٹن کون - کرنل واکر - کرنل سٹوارٹ - رسالہ رائے محمد عثمان خان ناغر - رسالہ رائے محمد جبار  
 محمد رائے محمد علی خان - رسالہ رائے محمد عثمان خان - جمہور عبدالقادر - جمہور سید شمس الدین - رسالہ رائے محمد عثمان خان

آغا صاحب نے مجھے ہی مدعو کیا شام کے قریب سر سالار جنگ مع اسٹاف اور دو تون صاحبزادوں کے تشریف لائے۔

اسپورٹس شروع ہوئی نیزہ بازی اور ٹینیٹ پیکنگ میں آغا ناصر شاہ اور میں اور نیز چند عہدہ داران فوجی و کو تو والی شریک تھے۔ جب ہم ان کرتبوں سے فارغ ہوئے تو آغا ناصر شاہ میرے پاس آئے اور کہا کہ نواب سالار جنگ فرماتے ہیں کہ کل آٹھ بجے آپ ہمارے ساتھ ڈنر میں شریک ہوں۔

میں نے نواب صاحب کی یہ دعوت نہایت شکریہ کے ساتھ قبول کی اور دوسرے روز آٹھ بجے قلعہ ارک کو جہان سالار جنگ بہادر مقیم تھے میں دعوت میں گیا وہاں اور بھی متعدد عہدہ دار ڈنر میں مدعو اور شریک تھے ڈنر کے بعد نواب صاحب ممدوح مجھے مخاطب ہو کر دیر تک باتیں کرتے رہے۔

چیدر آباد کونٹنجنٹ کے جدید انتظام کے متعلق چند باتیں آپ نے مجھ سے دریافت فرمائیں۔ مدار الملہام کی دانش مندانہ تقریر سے صاف طور پر یہ مفہوم ہوتا تھا کہ آپ کونٹنجنٹ کے قدیم انتظام کو پسند کرتے ہیں اور آپ کی رائے ہے کہ انتظام جدید سے سوا فوج بنگال کی متابعت کے اور کچھ نفع نہ ہو گا۔ صاحب میں نے دیکھا کہ نواب صاحب چاہتے ہیں کہ میں اپنی رائے ظاہر کروں کہ سابق کے انتظام میں کیا کیا نقصانات تھے اور کس لئے وہ ترک کیا گیا اور جدید انتظام میں کیا کیا نفع ہیں اور کن اصول پر اسے اختیار کیا ہے تب میں نے صاحب ممدوح کی

خدمت میں حیدر آباد کونٹینجٹ کی تبدیلی حالت اور سابق انتظام کے تبدیلی کے وجہ  
 بیان کر کے عرض کیا کہ جو وقت سے حیدر آباد کونٹینجٹ کی فوج کا آغاز ہوا اس وقت  
 سے جتنے افسر اس فوج کی کمان پر مقرر ہوتے گئے وہ مصلحتاً حیدر آباد کونٹینجٹ  
 میں قدیم سپاہیانہ رسم و رواج اور مغربی دستور اور آئین جاری رکھتے چلے آئے  
 ہر جدید فوج ولیری اور بہاوری میں مشہور زمانہ تھی اور اس کا شہرہ نہ صرف ہندوستان  
 بلکہ انگلنڈ تک ہر خاص و عام کے زبان زد تھا لیکن جیسے بنگال بھی اور مدراس کی  
 فوج کے انتظام اور قوانین فوجی تھے ان انتظامات اور قوانین کا اس فوج میں  
 نام و نشان تک نہ تھا۔ چنانچہ جبکہ ہندوستان میں غدر ہوا اور حیدر آباد کونٹینجٹ  
 اس مہم کے سر کرنے پر مامور ہوئی اور اس فوج سے کارہائے نمایان میدان جنگ  
 میں ظہور میں آئے اس وقت میں ہی اسکی قدیم حالت میں زیادہ تغیر نہ ہوا غدر کے  
 بعد رفتہ رفتہ فوجی قوانین اور قواعد مثل بنگال مدراس اور بمبئی کے اس فوج  
 میں شروع ہوئے۔

۱۸۱۶ء عیسوی سے ۱۸۵۷ء عیسوی تک حیدر آباد کونٹینجٹ کی یہ حالت  
 تھی کہ سپاہیوں کے لئے پنشن کی کوئی مدت مقرر نہ تھی نیشنل چالینس سال  
 یا اس سے زیادہ زمانہ تک نوکری کرنے کے بعد جب سپاہی کو پنشن دی جاتی تو وہ  
 اپنی آسامی کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر ڈالتا تھا یعنی جو شخص اسکی جگہ ملازم  
 ہونا چاہتا وہ اسے تین چار سو روپیہ دیتا اور یہ رگڑوٹ جوان کو اپنے کمانڈنگ

انسر کے سامنے پیش کر کے اپنی جگہ ملازم کرا دیتا تھا۔

گہوڑے کی آسامی ہزار بارہ سو پندرہ سو روپیہ تک فروخت ہوتی تھی اور اکثر آسامی وہی لوگ خریدے تھے جو زیادہ گہوڑوں کے سلحدار ہوتے تھے۔

یونکہ اس زمانہ میں نہایت ازراہی تھی اور سلحدار جو چاہتے اپنے گہوڑوں کو کہلاتے تھے اس لئے فی اس سلحداروں کو دس بارہ پندرہ روپیہ تک پس انداز ہوتے تھے۔

گہوڑے کی مالش سائیس کرنے تھے اور گہوڑے پر زین بھی سائیس کتے تھے سپاہی کا گہوڑے کی مالش کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔

مٹ ڈرل یا پیدل فواعسدان رسالوں میں کہی نہیں ہوتی تھی سپاہیوں پیدل چلتے وقت قدم ملا کر چلنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔

رگیولیشن کے موافق افسر سپاہی سلام نہیں کرتے تھے بلکہ یونی فارم پہنے ہوئے منعلیٰ طور پر ہاتھ کی پشت سامنے کر کے سلام کرتے تھے۔ اورنگ آباد ہنگولی۔ بلارم۔ سومن آباد۔ ان چاروں مقامات پر حیدر آباد کنٹننٹل کے ہیڈ کوارٹر تھے۔ سال میں ایک دفعہ موسم سرما میں برگیدیر جنرل صاحب حیدر آباد کنٹننٹل رسالہ اور پلٹن اور توپخانہ کی انسپکشن کو تشریف لاتے اور ہر ایک مقام پر تین چار روز قیام کرتے اور انسپکشن ختم کر کے اپنے مستقر کو چلے جاتے تھے برگیدیر کے آنکئی تاریخ دو مہینے قبل معلوم ہو جاتی تھی۔ کمانڈنگ افسر جنٹل چنڈر دز قبل



قواعد میں فوج سے اسی کام کی مشق یعنی شروع کرتے جو کام کہ جنرل صاحب کی آواز کے بعد اون کے سامنے لیا جاتا۔ اور انسپکشن قریب قریب حسبِ ذیل طریقہ کے موافق ہوا کرتا تھا۔

برگیٹ پر صاحب چھاؤنی میں داخل ہوتے ہی دوسرے روز جو الون کا فیلڈ ریسر سے ملاحظہ فرماتے پیرسکیٹ ڈیوٹی اور اوس کے بعد چاند ماری کی جاتی تھی بندوق کا نشانہ ساٹھ وار سے تفنگچہ کا دس وار سے ایک مربع دو فٹ کی چاند ماری پر لگایا جاتا تھا۔ بے خار بندوقین اور تفنگچے منہ سے بہرنے کے استعمال کئے جاتے تھے۔ رجمنٹ میں نصف جو الون کے پاس بہالے اور تفنگچے اور تلوارین اور نصف کے پاس بندوقین اور تلوارین تھیں۔ قواعد پر ٹیڈ میں فرنٹ ریانگ میں بہالے والے اور ریر ریانگ میں بندوق والے رہا کرتے تھے۔

جنرل صاحب کے سامنے نشانہ اندازی کوئی جوان تین کارتوس دے جاتے ہر ایک ترب کی علیحدہ علیحدہ چاند ماری ہوتی تھی۔ آخر پر ٹیڈ میں فیلڈ ریسر سے پانچ پاسٹ کیا جاتا۔ اور بعد ڈرل کے وہ چند کام لئے جاتے جبکی مشق پہلے سے کی گئی تھی۔ اسکے بعد رجمنٹ سلامی ادا کرتی اور جنرل صاحب آگے بڑھ کر رجمنٹ کی کامونگی بہت تعریف کرتے۔

اڑتالیس سال تک فوج کا فیلڈ ریس اور انڈر ریس تفصیل ذیل کے

موافق رہا۔

جوانوں کے الخالق گھٹنے تک سر پر پگڑی اور ہر شخص اپنے خاندان کی طرز کے موافق پگڑی باندھتا تھا سیاہ چمڑے کا ڈبہ اور بگلوں تلواریں مغلّی قبضہ کی سفید پاجامے لانگ بوٹ سیاہ چمڑے کے افسران فوج رسالدار رسایدار جمدار کی فلڈ ریس مین بھی الخالق ہوتی تھی جب پیر کا کام رہتا تھا سر پر زین مندریلین اور زین ڈبے بگلوں گھوڑے پر بانات کی خوگیرین اور اوسپر سٹخ بانات کے زین پوش ہوتے اور اونکی بانائی و مچیان۔ اور پشش بند۔ پوزی۔ زیر بند۔ اور منہ مین مغلّی لگامین اور سوت کی ٹیپ کی باگسین رہتی تھیں۔

۱۸۶۴ء عیسوی مین کرنل ٹینکل نے تمیرے رسالہ کے لئے ولایت سے کرچین منگائیں اور ۱۸۶۴ء عیسوی مین کرنل ڈوکر صاحب نے کانپور سے زینین اور لگامین اور منہ کا سامان چرمی منگایا۔ اور اسی سنہ مین پگڑیوں کے عیوض نیلگون لگیان اور قرلباش تمیرے رسالہ مین جاری ہوئیں۔ الخالق کے ساتھ ایک زمانہ تک سر پر لنگی باندھی جاتی تھی۔

اسکے بعد ۱۸۷۵ء عیسوی مین الخالق کی جگہ سیاہ سرج کا بلوزیے کرتا پہننے کے لئے حکم دیا گیا اوسوقت مین کل یوروپین افسر اور نیٹو افسروں کا ایک ہی یونی فارم ہو گیا۔

آغاز حیدر آباد کنٹنجنٹ سے پچپن سال کے بعد برٹش گورنمنٹ حیدر آباد کنٹنجنٹ کے فوجی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئی اور لارڈ نار تھہ بروک نے جنرل پٹھنا

عوم رسالہ حیدر آباد کتب خانہ کا یہ فلڈر یسٹینی فارم ۱۸۷۱ء عیسوی تک قائم رہا بعد اس کے تبدیل ہوئی +



رسالہ محمدیہ جدار خان - رسالہ محمد عثمان خان - رسالہ مرزا محمد علی بیگ فسفلک بہادر - رسالہ محمد اکبر خان - جمعہ دار محمد اسمعیل خان +  
محمد دارو کی داد خان - رسالہ خواجہ بخش خان - کاکڑیڈ - سطلہ رست - رسالہ میر احمد بخش خان ناغر - محمد واصل خان - رسالہ محمد قطب خان

کو اس فوج کی برگڈیری کے لئے انتخاب کیا اور اون کو یہ ہدایت کی کہ وہ حیدرآباد کمنٹینٹ میں بنگال اور مدراس و پنجاب آرمی کے قواعد اور قوانین جاری کریں۔ چنانچہ ۱۸۷۷ء عیسوی میں جنرل ریٹ صاحب نے حیدرآباد کمنٹینٹ کے رسالوں میں الش کا قاعدہ جاری کیا یعنی سپاہی اپنے گھوڑے کی خود مالش کیا کرے اور سابق میں جو سلہدار یون کا قاعدہ تھا یعنی ایک ایک سلہدار کے دس دس بارہ بارہ بلکہ بعض افسروں کے پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ گھوڑے رہتے تھے جو پانچواں کے نام سے موسوم تھے وہ قاعدہ بالکل موقوف کر دیا گیا خود اسپیشل جارجی ہوا اسکو سوا اسکے فوجی قوانین جو بنگال مدراس پنجاب آرمی میں جاری تھے وہ سب حیدرآباد کمنٹینٹ میں جاری کئے گئے۔

سر سالار جنگ بہادر سے میں نے بیان کیا کہ ایام خدر کے بعد سے برٹش گورنمنٹ میں حیدرآباد کمنٹینٹ کی بہت بڑی قدر ہوئی اور رفتہ رفتہ برٹش گورنمنٹ نے اس فوج کو اپنی دوسری فوج کی حالت پر لے آنے میں کوشش کی اور بتدریج اس کام میں کامیابی حاصل کی۔

اگر ابتدا میں حیدرآباد کمنٹینٹ کے ساتھ یہ برتاؤ کیا جاتا تو مصلحت ملکی کے خلاف تھا کیونکہ اس وقت میں جو لوگ فوج بے قاعدہ سے بھیجے گئے تھے وہ سب مغرز اور خاندانی اور صاحب وسیلہ تھے اس وقت میں یہ نظام اون کے خلاف مرضی ہوتا اس لئے جو کام برٹش گورنمنٹ کو کرتا تھا۔ وہ

رفتہ رفتہ کیا گیا۔

سر سالار جنگ بہادر نے یہ سب کیفیت سن کر فرمایا کہ حیدر آباد کونٹینٹ کے جدید انتظام کا مسئلہ اب بخوبی ہماری سمجھ میں آ گیا اب اس امر سے ہلکے اتفاق ہے حیدر آباد کونٹینٹ کو جب برٹش آرمی کے ساتھ ملکر کام کرنا پڑتا ہے تو ایسی حالت میں ضرور ہے کہ اوسکی انتظامی حالت بھی اونکی سی ہونی چاہیے۔

دوسرے روز جبکہ تمام افسر مس ہوس میں جمع تھے کہ یکایک اسٹنٹ جٹیل جنرل کی ایک چٹھی اس مضمون کی آئی کہ تھرڈ لائنس اور فور تھ لائنس حیدر آباد کونٹینٹ میں سے ریڈینٹ صاحب اور سر سالار جنگ بہادر کے اسکارٹ میں ایک ایک ٹروپ مقرر کیا جائے۔ چونکہ دونوں رجمنٹوں کے کمانڈنگ افسر بھی اوسوقت مس ہوس میں موجود تھے۔ کرنل جالز کمانڈنگ فور تھ لائنس نے کہا ہماری رجمنٹ کا ٹروپ ریڈینٹ صاحب کے اسکارٹ میں بھیجا جائے اور کرنل ڈوگر کمانڈنگ افسر تھرڈ لائنس نے کہا تہیں ہمارا ٹروپ اون کے اسکارٹ میں بھیجا جائے چونکہ اسٹنٹ جٹیل جنرل کی چٹھی میں کسی قسم کی مہارت نہ تھی اس لئے یہ قرار پایا کہ دو چٹھیوں پر ان رجمنٹوں کے اسکارٹ افسروں کا نام لکھا جائے اور دو چٹھیوں پر سر چرڈ میڈ اور سر سالار جنگ کا نام تحریر کیا جائے۔ سب کو ملکر چٹھی نکالی جائیں جس میں سر کمانڈینٹ صاحب کے نام کیساتھ کلوڈونکو اسکارٹ میں جای اور جگانام سر سالار جنگ کے نام کے ساتھ نکلے وہ اونکی ہمراہی میں ٹھہریں۔



تھروڈ لانس کے میرا نام اور غور تہہ لانس کے ولایت علیخان صاحب رسا بیدار کا نام اسکاٹ ڈیوٹی کے لئے لکھا گیا۔ جب چٹیان ڈالی گئیں تو ولایت علیخان کا نام رڈیڈنٹ صاحب کے نام کے ساتھ اور میرا نام سکرلار جنگ بہادر کے نام کے ساتھ کلا جو میری بڑی دوستی کا سبب ہوا۔ اس لئے کہ پہلی دو ملاقاتوں میں نواب صاحب سے مجھے ایک خاص قسم کی وابستگی ہو گئی تھی اور ان کے اخلاق اور محبت آمیز باتوں نے میرے دل کو گرویدہ کر لیا تھا۔

شام کو ایک گارڈن پارٹی میں نواب صاحب مہرج کے دونوں مندرزندان میرا لائق علیخان بہادر اور میر سعاد علیخان بہادر سے میری ملاقات ہوئی چھوٹے صاحب زادے نے مجھ کو دعوت دی کہ روضہ فیشہر آپ اگر ایک روز ہمارے پاس رہیں اور شکار کا انتظام کریں۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ وہ غیب سے ایک ایسا سامان ہو گیا ہے کہ جب تک آپ اس سمت میں رہیں گے میں آپ کے ہمراہ رہوں گا۔ میں ان سے اسکاٹ ڈیوٹی میں اپنے تقرر کا ذکر کیا۔ اور اسٹنٹ اجینٹ جنرل صاحب کی چھٹی کا آنا اور دونوں کمانڈنگ افسروں میں رڈیڈنٹ صاحب بہادر کے اسکاٹ کی نسبت بحث ہونا اور اس کے بعد چٹیان ڈالنا اور پھر نام نواب صاحب کے ساتھ قرعہ میں نکلنا جو کچھ واقعات گزرے تھے میں نے ان سے سب بیان کئے وہ منکر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا میں ڈنر کے وقت یہ سب احوال بابا سے کہوں گا یقیناً

وہ ہی سنکر بہت مسرور ہون گئے۔ بابا نے چند مرتبہ آپ کا ذکر کیا ہے۔ میر  
سعادت علی خان بڑے ذکی اور تیز فہم تھے۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ کے کمانڈنگ  
افسر آپ کو ریڈینٹ صاحب کے پاس بھجوانا چاہتے تھے لیکن قدر تھا آپ کا نام  
چٹھیوں میں بابا کے ساتھ نکل آیا یہ ایک تائید غیبی ہے۔

دوسرے روز مع ایک سو سواروں کے میں نواب صاحب کے ساتھ روانہ  
کو گیا اپنے راستہ میں مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور یہ کہہا کہ (آپ تو چٹھیوں  
میں ہمارے نام سے نکلے ہیں) نواب صاحب کا یہ فقرہ اس وقت پر اس قدر دلیرا  
اور محبت انگیز تھا کہ جس کا لطف میں بیان نہیں کر سکتا۔ اول تو اون کی تقریر ہی ایسی  
تھی کہ آدمی اون کی سحر بانی سے از خود رفتہ ہو جاتا تھا۔ اور پھر ایسے موقع پر جب کہ  
چند ملاقاتوں میں مجھ کو اونہوں نے اپنے دام عنایت میں گرفتار کر لیا تھا اس  
عنایت و محبت آمیز کلام کا مجھ پر بہت بڑا اثر پڑا۔ میں نے عرض کیا کہ فدوی جو  
سرکار کے نام سے چٹھیوں میں نکلا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ من جانب  
اقتدری فدوی سرکار کا ہو چکا ہے۔ اسپر نواب صاحب مسکرا کر میری سواری  
کے گھوڑے کی کیفیت دریافت فرمانے لگے۔

اور میرے فیلڈریس کو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ یہ فیلڈریس بنگال اور  
پنجاب کے رجمنٹوں کے افسروں کے فیلڈریس سے زیادہ خوش وضع اور نہایت  
موزوں ہے۔



سالار جنگ بہادر اور سرچرڈ میڈ صاحب روضہ شریف میں داخل ہو گئے  
 کیمپ میں اوتھے میر ریاضت علیخان بہادر فرزند تہور علیخان بہادر جلال الدولہ نواب  
 سالار جنگ بہادر کے ہمراہ تھے۔ لیکن ان ایام میں ور و گلو کے سبب سے وہ  
 سواری وغیرہ میں شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ ان کی ملاقات کا مجھ کو بہت اشتیاق  
 تھا۔ زمانہ طفولیت میں میرے چچا مراد و الفقار علیگشتان بہادر رسالہ ارمیجر کی لڑکی  
 کی شادی کی تقریب میں ان سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ میں اوپر بیان کر آیا  
 ہوں کہ وہ لڑکی میر محمد حسن خان بہادر کے ساتھ منسوب ہوئی تھی۔ چونکہ مرزا  
 ذوالفقار علی بیگ خان بہادر کی اوس کے سوا کوئی اور اولاد نہ تھی اسلئے  
 انہیں اپنی اس بیٹی سے کمال درجہ محبت تھی مشیت ایزدی سے اس  
 لڑکی کا انتقال ہو گیا اور اوس کی بہر سالہ ایک لڑکی باقی رہ گئی انہوں  
 نے اپنے انتقال کے وقت سالار جنگ بہادر کو اپنا دھی کیا اور اپنی لڑکی  
 کو مع سامان و اسباب کے نواب صاحب کے سپرد فرمایا۔ نواب صاحب  
 مدوح میر ریاضت علیخان بہادر کو اپنے فرزندوں کے مثل چاہتے تھے جب  
 وہ لڑکی سن شعور کو پہونچی۔ تب نواب صاحب مدوح نے میر ریاضت علیخان بہادر  
 کے ساتھ اوسکی شادی کر دی۔

اس سبب سے عہد طفولیت کے رشتہ محبت کے سوا ان سے قریبت کا بھی  
 ایک نیا سلسلہ قائم ہو گیا تھا۔ دو تین ملاقاتوں میں میر ریاضت علیخان بہادر

کے ساتھ مجھے بہت محبت ہو گئی۔

نواب سر سالار جنگ بہادر کے زمانہ قیام سفر میں۔ میں برائے نام کمپین میں اپنی فوج کے ساتھ مقیم تھا۔ میرے تمام اوقات نواب لائق علیخان بہادر و نواب سات علیخان بہادر و ریاضت علیخان بہادر کی صحبت میں گزرتے تھے سالار جنگ بہادر جب کبھی سوار ہوتے ہیں ان کے ساتھ سوار ہوتا اور جہان کہیں وہ جاتے ہیں ان کے ساتھ جاتا تھا۔ غرض اس نچاچ آف وی اسکار سے میرا درجہ گزر کر میں مدار الملہام سکرکار عالی کے پرنسپل اشٹاف میں ہو گیا۔

ایک مرتبہ صبح کو جنرل رائیٹ صاحب زریڈنٹ صاحب کی ملاقات کے واسطے روضہ میں آئے چونکہ نواب سر سالار جنگ بہادر اور زریڈنٹ صاحب کے کمپ قریب قریب تھے۔ سالار جنگ بہادر بھی ٹھیلے ٹھیلے زریڈنٹ صاحب کی طرف چلے گئے۔ جب معمول میں بھی نواب صاحب کے ساتھ تھا جنرل رائیٹ صاحب میرے ساتھ نہایت مہربانی کرتے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا اب کی ملاقات زریڈنٹ صاحب سے ہے میں نے کہا وہ زمانہ حال میں یہاں ٹیفٹ لائے ہیں اس لئے ابھی ان سے ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا۔ یہ بات شکر جنرل صاحب مجھے زریڈنٹ صاحب کے پاس لے گئے اور انہوں نے صاحب ممدوح سے انٹرویو پس کرا کے میرا احوال بیان کرنا شروع کیا۔

سالار جنگ بہادر ایک ستون کے پیچھے صاحب زریڈنٹ بہادر اور جنرل

صاحب کے قریب کھڑے تھے۔ جو کچھ خبرل صاحب بیان کرتے اوسے نوا جیسا  
نجوبی سن سکتے تھے۔

جنرل صاحب نے انگریزی زبان میں کہا کہ مرزا محمد علی بیگ رسا پیدار سے  
حیدر آباد کنٹونمنٹ کے جدید انتظام میں سرکار کو بڑی مدد ملی اوسکے انتظامات  
و خدمات کے دیکھنے کا مجھے اکثر موقع ہوتا ہے بلا مبالغہ میں کہتا ہوں کہ اس  
لیاقت و انتظامی قوت کا نیٹو افسر بیان تو کیا پنجاب اور بنگال کے رسالوں  
میں ہی کوئی نہیں دیکھا۔ محمد علی بیگ نے اپنی رجمنٹ کے برٹش افسروں سے  
استعداد و ارتہاط پیدا کر لیا ہے کہ وہ لوگ ان سے کسی قسم کی معاشرت  
نہیں کر سکتے میں محمد علی بیگ پر اوسے قدر اعتماد کرتا ہوں جیسا کہ دوسرے  
برٹش افسروں پر سالار جنگ بہادر نے جنرل صاحب کی یہ سب تقریر لفظ  
بلفظ سنی میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ جنرل صاحب کا برسہیل تذکرہ ان سب  
امور کو میرے متعلق رزیڈنٹ صاحب سے بیان کرنا اور نواب صاحب کا بلا  
ارادہ حسن اتفاق سے اونکو سماعت فرمانا میرے لئے استفادہ مفید ہوا کہ غلام  
سفارش سے یہی ممکن نہ تھا۔ اور اگر صاحب رزیڈنٹ اور جنرل صاحب یہی  
میری پہلانی کے لئے انہیں الفاظ سے سفارش کرتے تب یہی اتنا  
اچھا نتیجہ ظہور میں نہ آتا جو بلا ارادہ طرفین کے نواب صاحب کے گوش زد ہونے  
سے پیدا ہوا۔



وہاں سے نواب صاحب اپنے خیمہ کو واپس تشریف لائے اور شب میں  
 مجھے ڈنر پر یاد فرمایا۔ اوسوقت دنر پر فقط مولوی مہدی علیخان اور آغا ناصر شاہ  
 اور سپہ علی صاحب بلگرامی موجود تھے میرے عزیز دوست میرزا باضت علیخان  
 صاحب بسبب علالت طبع ڈنر میں نہ آسکتے تھے نواب صاحب میرے ساتھ  
 خاص عنایت اور مہربانی سے پیش آئے۔

ڈنر کے بعد حیدر آباد کنٹنٹنٹ کے مختلف ابواب میں مجھ سے گفتگو کرتے  
 رہے۔

دوسرے روز صبح کو نواب صاحب کے ودنون صاحبزادے میرزا لائق علیخان بہادر  
 و میرسعادت علیخان بہادر شکار کو گئے میں بھی اون کے ساتھ گیا روضہ تشریف  
 کے قرب میں دو تالاب تھے۔ وہاں بطون کا شکار ہوا۔ سولہ بیلین اور چوبیس  
 اسنیف شکار کئے گئے اسکے بعد ہم سب ایک تالاب کے کنارہ بیہر چائے  
 پی رہے تھے کہ اس اتنا زمین بطون کا ایک غول اوڑتا ہوا آیا۔ اور وہ ہمارے  
 سروں پر سے گزرا۔ میں نے جلدی سے بندوق لیکر اونپر فیر کیا ایک بڑی  
 بطزخمی ہو کر تالاب میں گری۔ چونکہ پانی عمیق تھا اور تالاب میں بیلین پہلی ہوتی  
 تھیں بغیر اعانت کشتی کے اوسکا نکالنا ناممکن تھا ودنون صاحبزادوں نے افسوس  
 کیا کہ بط پانی میں بڑی ہے اور اوسکے نکالنے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ اگر آدمی  
 تالاب کے اندر پہنچا جاتا ہے تو بیلون کے ساسکے سبب اسے اوہین وہ پیر نہ سکیگا

بلکہ بلیون مین اور بھکرا دسکے ڈوب جائیگا اندیشہ ہے باہم یہی گفتگو ہوتی رہی۔  
 جب چائے نوشی سے فارغ ہو کر ہم گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اور چارہ تھے  
 تھے کہ کیمپ کو روانہ ہوں۔ اتنے مین دیکھتا کیا ہوں کہ زخمی بٹ پر ایک بڑی چیل  
 منڈلا رہی ہے۔ مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ چیل اس بٹ کو ضرور اٹھالیا جائیگی۔ مین فوراً  
 کھڑا ہو گیا۔ میرا سات علیخان نے پوچھا کیا ہے مین نے کہا چیل کی عادت ہے  
 کہ زخمی بٹوں کو تالا لے باہر نکال کر لکھایا کرتی ہے یقین ہے یہ چیل اس بٹ کو ضرور  
 اٹھائے جائے گی۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ چیل سمٹ کر بٹ کی طرف  
 اترتی اور اس کا سر چنگل مین پکڑا اور تالا لے اسے لیکر پونچھون مین دابے ہو  
 تالا لے کے کنارہ کنارہ درختوں کے اوپر اوپر اڑتی ہوئی چلی تاکہ کسی محفوظ جگہ  
 بیٹھ کر اسے کھائے۔ مین نے شکاری کے ہاتھ سے بندوق لے لی اور حریف  
 چیل اڑتی جا رہی تھی مین نے فوراً اوسط راستے پر اپنے یا بو کو دوڑایا جب چیل  
 کے قریب پہونچا تو یا بو کے عین دوڑنے کی حالت میں اڑتی ہوئی چیل پر اپنے  
 بندوق چلائی چیل سے بٹ کے میدان میں گر پڑی بٹ ابھی تک زندہ تھی اسے  
 قح کر لیا۔ دونوں صاحبزادوں کو یہ تماشا عجیب و غریب معلوم ہوا خصوصاً  
 سوات علیخان بہادر گھڑی گھڑی فرماتے تھے کہ ایسا تماشا ہم نے دیکھا تو کیا  
 کہی سنا ہی نہیں۔ مین جا کر یہ سب احوال بابا سے بیان کرونگا۔ چنانچہ وہ  
 چیل اور بٹ ایک سوار کو دیکھتی کہ وہ اسے اون دوسرے طیسرے سے جنگا شکار

کیا گیا ہے علیحدہ لائے جب ہم کمپ مین پہنچے تو نواب صاحب کہا نا تناول فرما کے آرام کر رہے تھے۔ چھوٹے صاحبزادے نے وہ چیل اور وہ بٹ نواب صاحب کے خاص آرام کرنے کے خیمہ میں رکھوا دی۔ اور نواب صاحب کے بیدار ہوتے ہی تمام کیفیت شکار کی اول سے آخر تک ان کے سامنے بیان کر دی۔

شام کے قریب کمپ مین ٹنٹ پیکنگ کا انتظام کیا گیا نواب سر سالار جنگ ٹنٹ پیکنگ ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لائے۔ مجھ کو دیکھتے ہی تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ ہم نے آپ کی ایک نئی کراست کا احوال سنا ہے کہ جنگل کے جانور بھی آپ کو مدد دیا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یہ کراست مخصوص سرکاری کی عنایت کے طفیل سے ہے۔

پھر نیزہ بازی شروع ہوئی۔ مسٹر فریدون جی ناظم بندوبست اور احمد رضا ہتھم کو توالی ٹنٹ پیکنگ مین شریک ہوئے اسکے بعد نواب صاحب نے روضہ یفش کے تمام قرار وں کی زیارت فرمائی۔ اور پھر رزیدنٹ صاحب کو اپنے ہمراہ لیکر غار ہائے ایلورہ ملاحظہ کئے اور چوتھے روز اورنگ آباد کو واپس تیفش لائے راستہ میں دولت آباد کا قلعہ دیکھا قدیم زمانہ میں یہ قلعہ نہایت مستحکم سمجھا جاتا تھا یہ ایک پہاڑ پر بنا ہوا ہے جو زمین سے ایک سو چالیس گز بلند ہے اور اس کے گرد چالیس گز چوڑی اور بتیس گز گہری خندق سنگ خارا کی کھدی ہوئی ہے۔

اسی روز شام کو آغا ناصر شاہ صاحب میرے پاس آئے اور پراپوٹ طور پر مجھ سے کہا کہ نواب صاحب نے جس روز سے آپ کو پریڈ پر تیسرے رسالہ کنٹینٹ کی کمان کرتے دیکھا ہے اور اس کے بعد آپ کے حالات جنرل رایت صاحب اور صاحب رزٹنٹ کی زبانی سنے ہیں اوسی روز سے انہیں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ آپ کو حضور پر نور کے اسٹاف میں مقرر کریں اگر آپ اسے قبول کریں تو وہ سرکاری طور پر رزٹنٹ صاحب سے آپ کے لئے لینے کے لئے تحریک کریں گے۔ میں نے یہ عرض کرنا نواب صاحب کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مجھے بدل و جان منظور ہے اس سے زیادہ مجھے اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ نواب صاحب مجھ کو اس خدمت کے لئے منتخب کریں۔ اور حضرت ہنگالٹا حضور پر نور کی خدمت مبارک میں رہنے کا فخر مجھے حاصل ہو۔

دوسرے روز میں نے جنرل رایت صاحب اور کرنل ڈوکر صاحب سے اسکا تذکرہ کیا۔ معلوم ہوا کہ انہیں اس سے پہلے ہی خبر ہو چکی ہے۔ دونوں صاحبوں نے کہا اگرچہ آپ کی ترقی سے ہمیں بہت بڑی خوشی ہے مگر اسکے ساتھ حیدر آباد کنٹینٹ سے آپ کی علیحدگی کا افسوس بھی ہے۔ جس وقت نواب سالار جنگ بہادر نے اورنگ آباد سے حیدر آباد کی طرف واپسی کا عزم کیا روانگی کے وقت مجھ سے فرمایا کہ حضور پر نور کے اسٹاف میں آپ کے تقرر کی نسبت صاحب رزٹنٹ بہادر اور جنرل رایت سے سب

ابواب ملے ہو چکے ہیں حیدر آباد پہونچ کر سرکاری طور پر اس امر میں کارروائی  
کی جائے گی۔

اسکے بعد حیدر آباد کنٹنمنٹ کے تیسرے رسالہ کے ساتھ میں چھاؤنی میں آباد  
کو روانہ ہوا۔ مومن آباد میں آئے ہوئے مجھے دو چار ہی روز گزرے تھے  
اور ایک روز شام کو میں اپنے بنگلہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ کرنل مجرٹ صاحب کی  
ایک چٹھی اس مضمون کی آئی کہ تمام افغان فوج فوراً مس مومن میں جمع  
ہو جائیں جب میں وہاں پہونچا تو کرنل صاحب نے مجھے جنرل رائٹ صاحب کے  
لیٹری سکری کی چٹھی دکھلائی جس میں انہوں نے تھرڈ لائنر حیدر آباد کنٹنمنٹ کو  
مبارکباد کے بعد تحریر کیا تھا کہ آپ کی رجمنٹ کو گورنمنٹ ہند نے جنگ  
افغانستان میں شامل ہونے کے لئے منتخب فرمایا ہے آپ لوگ فوراً  
بکلی روانہ ہو جائیں۔ اور وہاں سے براہ دریا کراچی پہونچ کر جکیب آباد۔ سی  
قندھار۔ ہوتے ہوئے سرفیڈرک رابرٹسن کی فوج کے ساتھ کابل میں شامل  
ہو جائیں جبوقت افسران فوج نے یہ خبر سنی تو اونکے فرحت و سرور کی جوش  
اور اشتیاق جنگ کا احوال کچھ نہ پوچھو۔ فوراً کونسل آف وار منعقد ہوئی اور  
یہ قرار پایا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس سفر کا تمام سامان فراہم کر کے بھی روانہ  
ہو جانا چاہیے۔

ہم اس تباری میں مصروف تھے کہ نواب سر سالار بہادر کی ایک غنایت

آمینز انگریزی چٹھی میرے نام آئی۔ اوسمین لکھا تھا کہ صاحب زرڈینٹ بہادر  
 آپ کا تقرر حضور پر نور کے اسٹاف میں منظور کر لیا ہے۔ آپ فوراً حیدرآباد  
 پہونچکر حضور پر نور کے اسٹاف میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل کریں۔ میں  
 اوسکے جواب میں لکھا کہ میں حیدرآباد آئے کے لئے بدل و جان تیار تھا۔  
 لیکن میری رجمنٹ امروز و فردا میں جنگ افغانستان کو روانہ ہونے والی ہے  
 لہذا ایک ایسے موقع جنگ پر جسکی سپاہیوں کو سالہائے سال سے تمنا  
 رہتی ہے۔ میں اپنی رجمنٹ کو نہیں چھوڑ سکتا اگر میں اس لڑائی سے زندہ  
 واپس آ یا اور اوسوقت تک یہ جگہ میرے لئے خالی رکھی گئی تو بسر و چشم  
 میں حاضر ہونگا۔

ہم ابھی افغانستان کو روانہ نہیں ہوئے تھے کہ میری اس تحریر کا جواب  
 بھی میرے پاس آگیا۔ نواب صاحب نے اول تو نہایت محبت آمیز الفاظ  
 میں مجھے میدان جنگ میں جانے کی مبارکباد دی اور اوسکے بعد یہ لکھا باوجودیکہ  
 گورنمنٹ ہند نے حضور پر نور کے اسٹاف میں آپکے شامل ہونے کو  
 منظور کر لیا تھا۔ مگر اپنے بجائے اس کے جنگ میں جانے کو پسند کیا ہے  
 آپ کی وقت جو کچھ میرے ولین تھی اوس سے دوچند ہو گئی ہے۔ آپکی  
 واپسی تک آپکے لئے حضور پر نور کے اسٹاف کی جگہ ضرور محفوظ رکھی  
 جائے گی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ بھت و سلامت لڑائی سے واپس



آئیگے۔ اور ہم آپ کو اطمینان دلاتے ہیں کہ آپ اس خدمت پر مامور کئے جائیگے جس کے متعلق ہر ایک امر کا فیصلہ ہو چکا ہے اسی طرح سر چرٹو میڈ صاحب اور جنرل رائٹ صاحب اور دیگر اجاڑے بھی مجھے اس ارادہ پر مبارکباد دی۔

لیکن میرا لائق علیخان بہادر۔ و میر سداوت علیخان بہادر صاحبزادگان رسالاز خیل بہادر کی رائے اسکے خلاف تھی۔ اونہوں نے دوستانہ خطوط مجھے لکھے کہ جب حضور پر نور کے اسٹاف میں آپ کا تقرر ہو چکا ہے اور خود ریڈنٹ صاحب اور جنرل صاحب اجازت دے چکے ہیں تو ایسی حالت میں ایسی جلیلہ خدمت اور آسائش و راحت کو چھوڑ کر جنگ کو جانا۔ سفر کی تکلیف اٹھانا خلاف عقل ہے۔

اونکا صاف نشانہ تھا کہ میں اپنے ارادہ کو فسخ کر دوں اور جنگ پر جانے سے درگزر کروں۔ اور حیدر آباد پہونچ کر اپنی تہی خدمت کا چارج لون اور سب دوستوں سے ملوں۔ جس جنگ میں ہماری رجمنٹ کو جانے کے لئے حکم دیا گیا تھا اوسکی آگ افغانستان میں ایک زمانہ سے مشغول تھی اسکے کچھ کچھ حالات مختصر طور پر مین ذیل میں تحریر کرتا ہوں۔ کہ امیر دوست محمد خان نے افغانستان میں ۱۹ جون ۱۸۶۳ء عیسوی کو بیس سال کی حکومت کے بعد انتقال کیا اونکی وصیت کے مطابق شیر علیخان پسر دوست محمد خان افغانستان کے تخت پر بیٹھے۔ شیر علیخان کے عہد حکومت میں روسیوں نے وسط

ایشیامین اپنی سلطنت اتنی بڑھائی کہ اونکی سرحد افغانستان کے حدود سے  
 آکر ملگئی جس سے شیرعلیخان کو اپنے ملک کی طرف سے بڑا اندیشہ پیدا ہوا۔  
 اوسوقت شیرعلیخان نے چاہا کہ روس کے مقابل سرکار انگریزی سے  
 عہد و پیمان کیا جائے تاکہ روس کی پیشقدمی کے خطرے سے امن ملے مگر گورنمنٹ  
 ہند سے اونکو اس ارادہ میں کامیابی نہ ہوئی۔ ناچار انہوں نے روسیوں سے  
 دوستی بڑھائی شروع کی اور جبکہ روس کا سفیر روم پر فتح پانے کے بعد کابل آیا  
 تو شیرعلیخان نے اوسکی بڑی تعظیم و توجہ کی۔ یہ شہیوہ برٹش گورنمنٹ کو ناگوار  
 گذرا۔ اور امیر کابل کی طرف اپنا ایک مشن بھیجا تاکہ سرکار برطانیہ کے رعب  
 داب کا سکہ افغانستان میں اچھے طور پر بیٹھے۔ اور فرمانروائی کی سطوت زیادہ  
 ترقیم و پائیدار رہے مگر امیر نے اس سفارت کو پشاور سے آگے بڑھنے کا  
 موقع نہ دیا۔

لارڈ لٹن اوسوقت ہندوستان میں گورنر جنرل تھے اونہوں نے  
 شیرعلیخان کو لکھا کہ ۲۰ نومبر ۱۸۷۸ء تک ہماری سفارت کو کابل میں آنے  
 کے لئے اجازت دیجائے اور معقول طور پر اس بے اعتدالی کی معافی چاہی  
 جائے ورنہ آپ سے دوستانہ تعلقات بالکل قطع کر دے جائینگے امیر نے  
 اس تحریر کا کچھ جواب نہ دیا۔ جب مدت معہودہ منقضی ہو گئی تو سرکار نے  
 تین طرف سے افغانستان پر فوج کشی کی شرق میں درہ خیبر سے جنرل

براون بھیجے گئے۔

داوی کرم سے جنرل رابرٹسن۔ اور جنوب میں پشین سے جنرل ڈیف  
جنرل براون کی فوج نے جلال آباد پر۔ اور جنرل رابرٹسن کی فوج نے قلات  
غلزئی پر۔ اور جنرل ڈیف کی فوج نے قندہار پر آخر دسمبر اور آغاز جنوری ۱۸۷۹ء  
عیسوی میں قبضہ کر لیا۔

امیر شیرعلی خان۔ کارا انگریزی کے ان سخت حملوں کی تاب نہ لا کر  
فوراً تخت افغانستان چھوڑ کے روسیوں سے مدد لینے کی غرض سے  
بلخ کی طرف چلے گئے اور نہایت یاس و حسرت کی حالت میں ۲۱ جنوری  
۱۸۷۹ء عیسوی کو مقام ناظر شریف میں روانہ ہوئے۔ انتقال کیا۔

امیر شیرعلی خان کے بڑے دو بیٹے تھے۔ یعقوب خان اور ایوب خان  
یعقوب خان سب سے بڑے تھے جس زمانہ میں امیر دوست محمد خان کے  
انتقال سے افغانستان کے تخت کا جھگڑا شروع ہوا تو انہوں نے  
اپنے باپ کو بڑی ملک دی تھی مگر اپنے بھائے اسکے کہ مورد عنایت  
رہتے ان کی سوتیلی ماں کے بھگانے سے قید کر دیا۔

یعقوب خان مدت دراز تک قید رہے۔ اور گوشہ عزت میں رہتے  
رہتے ان کی ذاتی قابلیتیں خاک میں مل گئیں۔ جبکہ وہ تخت افغانستان  
پر بیٹھے تو دشمن کے مقابلہ میں ان سے کچھ ہی نہوسکا بلکہ مجبور ہو کر گندھار

کے مقام پر انگریزی لشکرین چلے آئے اور ۲۶ مئی ۱۸۴۹ء عیسوی کو صلح کر کے عہد نامہ پر دستخط کر دیا اور ایک انگریزی سفیر کو بھی کابل میں رہنے کے لئے اجازت دیدی چنانچہ ۲۴ جولائی ۱۸۴۹ء عیسوی کو برٹش کیونٹاری مع چھپیس سواروں اور ہچاس پیادوں کے نہیرانہ حیثیت سے کابل میں داخل ہو گئے اور اسپر کی طرف سے بڑی دھوم دھام سے سفارت کا استقبال کیا گیا۔

اس بد نظمی کے زمانہ میں امیر کی فوج کو کچھ دنوں سے کہیں کہیں تنخواہ نہیں دیکھی تھی۔ شروع اگست میں جب انہوں نے اپنی تنخواہ کا سخت تقاضا کیا تو امیر کابل اس مجبوری سے کہ خزانہ میں روپیہ نہ تھا ان کی تنخواہ دے سکے نہیں رسالوں نے اسپر اس سے مخالفت اختیار کی اور چونکہ افغان لوگ امیر یعقوب خان کو انگریزی گورنمنٹ کا دست پروردہ عنایت سمجھتے تھے۔ اور اس سرکار کا خبر خواہ اسوجہ سے انگریزی سفیر پر انہوں نے اپنا دلی بخار نکالنا چاہا۔ اور رنڈنسی پر حملہ شروع کر دیا۔ ستمبر ۱۸۴۹ء عیسوی کے آغاز میں انہوں نے اس جھوٹی سی جماعت کو نہایت ہیر جمی سے ایک ہی دن میں قتل کر ڈالا۔ یعقوب خان نے ہر چند اونکی منتیں کیں اور قرآن کے واسطے دسے مگر کسی نے کچھ نہ سنا۔

جو وقت میجر کیونٹاری۔ اور اونکے ہمراہی سپاہیوں کے قتل کی خبر ہندوستان میں پہونچی تو گورنمنٹ ہند کو نہایت افسوس ہوا۔ اور اسکے

ساتھ ہی اہل کابل سے انتقام لینے کے لئے ہندوستانی تمام افواج کی نیابان  
کی گئیں۔

جنرل سابرٹس جو ابھی تک فوجی کمیشن کے باعث ہندوستان میں  
موجود تھے فوج لیکر فوراً گورم کی طرف روانہ ہوئے۔

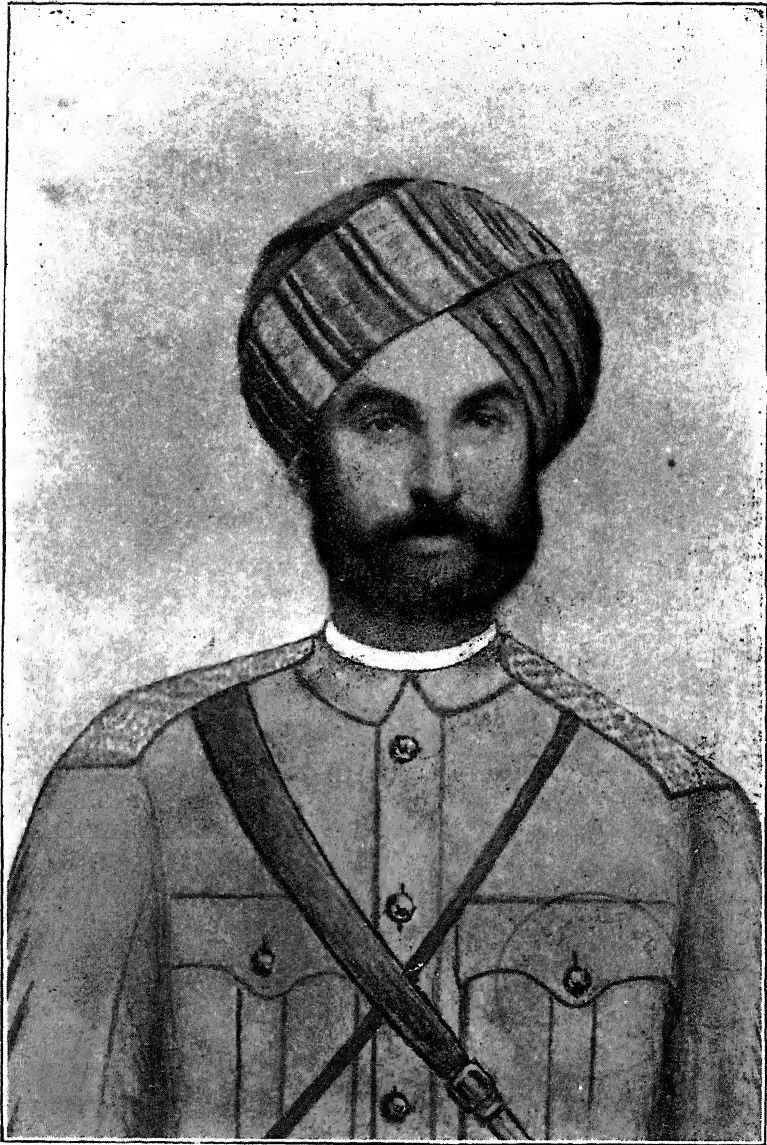
جنرل مین نے درہ شتر گردن پر اور جنرل اسٹوارٹ نے قندھار پر قبضہ کرنے  
کی غرض سے فوج کشی کی۔

گورنمنٹ ہند نے اس موقع پر حیدر آباد کنٹینٹ کو افغانستان جانے  
کے لئے حکم دیا۔ چونکہ ہماری جہٹ ہر طرح جنگی سامان سے تیار اور جنگ پر جانیکو  
آمادہ و مستعد تھی لہذا ۱۵ ماہ ستمبر ۱۸۶۹ء عیسوی کو مین مومن آباد سے اپنی جہٹ  
کے ساتھ جنگ افغانستان کو روانہ ہوا۔

اوسوقت برٹش انسررجنٹ مین کم تھے۔ کرنل فخر لڈ نے مجھے تیسرے  
اسکواڈرن کی کمان پر مقرر کیا۔ اور فٹ اسکواڈرن کے ساتھ خود کرنل فخر لڈ  
بارسی اسٹیشن سے ریل پر سوار ہو کر بھلی پیو پچھے ان کے بعد کرنل اسٹوارٹ  
سکنڈ اسکواڈرن کے ہمراہ۔ اور مین۔ تھرڈ اسکواڈرن کو لیکر ریل پر سوار ہوا  
دوسرے روز ہم سب مع انجیر بی بی مین داخل ہو گئے وہاں دیکھا کہ تین دخانی جہا  
گورنمنٹ کے حکم سے تیار مین تیسرے اسکواڈرن کے ساتھ مین بھلی سے سوار  
ہوایہ میرا پہلا بیانی سفر تھا۔ جہاز کا لنگر اوٹھنا تھا کہ طبیعت پر بال شرم

100





رساندار مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر الملک کا جنگ افغانستان کو ۱۸۶۹ء عیسوی میں روانہ ہونا

ہوئی۔ سرزمین چکر پیدا ہونے لگا۔ جہاز جتھہ آگے بڑھتا گیا طبیعت کی بے لطفی اور سر کا چکر زیادہ ہوتا گیا۔ انتہی درجہ کی تکلیف رہی۔ جب تک میں جہاز میں رہا اس شکایت میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ آخر خدا خدا کر کے تیسرے روز جہاز کراچی پہنچا۔

یہ وہ شہر ہے جسے سرکار انگریزی نے ۱۸۴۹ء عیسوی میں فتح کیا ہے اور دریائے سند کے شمالی انتہا پر ایک پہاڑ کے جنوبی دامن میں واقع ہے یہاں دونوں کین خشکی کی سمندر میں چلی گئی ہیں۔ ایک دس میل لابی چٹان ہے جس کا نام منور ہے اور امواج سمندر کے مقابلہ میں بڑی بہاری روکتے ہیں۔

دوسری کلفٹن ہے۔ جہاں تبدیل آب و ہوا کی غرض سے مغز لوگ جا کر رہا کرتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان اندازاً ساڑھے تین میل کا فاصلہ ہے مگر اس جگہ جو سمندر ہے وہی خلیج کراچی کہلاتا ہے مگر اسکے منہ کو کچھ چٹانی چھوٹے چھوٹے جزیرے جنہیں صدمی چٹانیں کہتے ہیں اور جن کے پیچھے ایک بڑا جزیرہ قماری ہے سمندر میں آنے والوں کی نظروں سے چھپائے ہوئے ہیں۔

شمال میں اس منور سے لیاری ندی کے کنارہ تک پانچ میل میں اور ایسی ہی پراٹے شہر سے شرفاؤ غریبا اس قدر فاصلہ تک یہ بند گاہ پہیلی ہوئی ہے لیکن اس قدر قبہ زمین میں سے بہت ہی تھوڑی جگہ ایسی ہے کہ جہاں بڑے بڑے جہاز آسکیں۔

اس مشورہ پر ایک منارہ بنا ہوا ہے جو سطح سمندر سے ۱۲۰ فٹ بلند ہے۔ یہ منارہ اہل جہاز کو کراچی آتے وقت سے پہلے نظر آتا ہے اور اگر ہوا صاف ہو تو سترہ میل سے دکھائی دیتا ہے اسی مقام پر ایک قلعہ ہے جو ۱۷۹۷ء عیسوی میں بنایا گیا ہے۔ سوا اسکے یہاں بندرگاہ کی خاطر اور ملاحوں کی سکونت۔ اور کام کرنے کے مکانات۔ اور تارگہ وغیرہ کی بھی عمارتیں بنی ہیں۔ لائبریری۔ بیروڈروم۔ یورپین اسکول ملاوٹ کا گرجا بھی بنا ہوا ہے۔

اس کے مقابل دوسری طرف جزیرہ قماری میں مسافروں اور مال و اسباب کے اترنے کی جگہ ہے جہاز اسی جگہ تک آتے ہیں۔ یہاں تین گھاٹ ہیں جو ٹرک کہ نیپیر کے پشتہ پہنچ جاتی ہے وہ تین میل چکر جزیرہ کو کراچی۔ اور ہندوستان سے ملا دیتی ہے۔ سندریلوے بھی قماری تک چلی گئی ہے مگر بجائے نیپیر کے پشتہ کے دوسرے راستے سے ایک بڑے دلدل کے کنارہ کنارہ چکر کھاتی ہوئی جاتی ہے۔ یہاں اس دلدل کا پانی پشتہ کے پیچھے سے ایک عجیب پل بنا کر نکالا ہے جو بارہ سو فٹ لانا ہے اور ۱۸۹۵ء عیسوی میں (۵۰۰۰ م) پونڈ خرچ سے بنایا گیا ہے۔

اس پل کی شمالی انتہا پر مغربی سمت کو کچھ آگے بڑھ گئے ایک پشتہ ہے جسے بناسمین (۳۳۳ م) پونڈ صرف ہوئے ہیں۔

پنجاب۔ افغانستان۔ بلوچستان۔ اور راجپوتانہ کے ایک بڑے حصہ کی بحری تجارت۔ اور مسافروں کی دریائی آمد و رفت اسی بندرگاہ سے ہوتی ہے۔

۱۷۲۵ء عیسوی سے پہلے اس شہر کا نام ونشان یہی نہ تھا۔ جامع دریا خان جو کیا حاکم سند کے زمانہ میں یہاں بندرگاہ کا کچھ نشان پڑا۔ اور تجارت شروع ہوئی تھی۔ مسقط سے ایک توپ بھی یہاں کے قلعہ میں لائے تھے اور اس جگہ کا نام کراچی رکھا تھا پھر اسے خان قلات نے لے لیا اور ایک مدت تک اس کے قبضہ میں رہا یہاں تجارت کو ترقی ہوتی رہی اس کے بعد ۱۷۹۵ء عیسوی میں تالپور کے امیر اسپر قابض ہو گئے۔ اور مشوراً پر ایک قلعہ بنایا ۱۸۳۸ء عیسوی میں یہاں کی آبادی تقریباً چودہ ہزار تھی۔ مکانات غم اور اکثر ایک منزلہ تھے۔

پہر ۱۸۷۲ء عیسوی کی مردم شماری میں یہاں کی آبادی کی تعداد ۵۶۷۵۳ ہو گئی جس میں مسلمان ۲۹۱۵۶ باقی ہندو اور سیٹھ عیسائی وغیرہ تھے اگرچہ اس شہر کی آبادی اور تجارت نے انگریزی حکومت کے زمانہ میں بڑی ترقی کی ہے مگر اسکی تجارت پہلے ہی کچھ کم نہ تھی۔

۱۸۷۳ء عیسوی میں امیر سندھ کے عہد حکومت میں اس شہر کی آمدنی اندازاً تین لاکھ روپیہ ہوتی تھی مگر سابق حکام کی ناقذہ جوانی سے اس مقام کو

زیادہ رونق نہ ہوئی۔ اگر وہ اس جگہ کی قدر و قیمت جانتے تو وہ اس سے بڑا فائدہ اٹھا سکتے تھے اب تو یہاں کی تجارت کا حال نہ پوچھو۔ بمبئی کے بعد مغربی ہند میں اسکی برابر بحری تجارت کا مقام کوئی ہی نہیں ہے۔

جب ہم کراچی پہونچے چیمپسل ٹرینین تیار تھیں جہان سے اترتے ہی تمام رجمنٹ یکے بعد دیگرے ٹرینوں میں سوار ہو کر چکیب آباد جاؤ تری شہر چکیب آباد۔ کرنل چکیب کا آباد کیا ہوا ہے۔ یہ کرنل صاحب بڑے نامی گرامی اور مشہور افسر تھے سرکار انگریزی کی ابتدائی عملداری میں اضلاع کراچی اور سیبی کے پولیس افسر مقرر ہوئے تھے۔ ان آیام میں بلوچستان کا ملک بھی ہندوستان کے دوسرے علاقہ جات کی طرح لیٹون اور ٹہگنڈا گاہر تھا۔ جا بجا چور۔ راہزن اور قزاقوں کے مسکن تھے آوارہ گرد قوموں نے اسے اپنا ملجا اور ادا بنار کہا تھا۔ بلوچی سردار بھی ایک دوسرے سے جنگ و جدال میں مصروف رہتے تھے۔

کرنل چکیب نے تمام علاقہ جات شرقی و شمالی سندھ کو توالی کے تھا نجات مقرر کئے۔ چوری۔ ڈکیتی۔ اور ٹہگی کا انتظام کیا۔ اون کے حسن انتظام سے ریفروزیہہ جرایم کم ہوتے گئے۔ امن و امان بڑھتی گئی۔ صنعت و حرفت پوراحت۔ اور تجارت کیطوف مخلوق کا میلان زیادہ ہونے لگا۔ جہاں یہ شہر چکیب آباد اسوقت آباد ہے وہاں پانی نہ تھا۔ کراچی سے

یسی تک ایک ایسا ریگستان ہے کہ جبین کئی منزل تک پانی نہیں ملتا تھا۔ گرمی کے موسم میں گرمی ایسی شدت سے ہوتی تھی کہ ہر کہہ دہ کے منہ سے الامان و تحفیظ کی صدا بلند ہوتی تھی۔

جو سو لچر کہ قندہار کی طرف سے آئے تھے گرمی کی شدت سے اون کے بدن پر آبلے پڑ گئے تھے۔ بلکہ ریل میں چند آدمی حرارت کی شدت سے بڑی چمکے تھے تہا زت آفتاب سے ریل استقر گرم ہو جاتی تھی کہ باہر کی طرف سے اوسپر پاون رکھنا دشوار ہوتا تھا۔ جس زمانہ میں ہم جکیب آباد پہنچے تو گرمی کا موسم ختم ہو چکا تھا۔ تاہم دکن کی بہ نسبت بدرجہا گرمی زیادہ تھی اسطرح جیسے گرمی کے موسم میں حرارت کی شدت ہوتی ہے ویسی ہی سرما کے موسم میں برودت کی بھی زیادتی ہوتی ہے۔ سیبی سے کچھ آگے بڑھ کر کوئیٹہ میں نورف گرا کرتی ہے۔

کرنل جکیب نے جکیب آباد کے مقام میں ایک باولی بنوائی تھی جبین بمشکل تمام ستر فیٹ عمق پر تھوڑا پانی نکلا ہوا۔ یہاں انہوں نے کوتوالی کا ایک تہانہ مقرر کیا پر فورہ فورہ اسکی آبادی کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ باولی کے اطراف میں اچھے طور پر آبادی ہو گئی۔

مسافرین و مقیمین کی آسائش اور قیام کے لئے متعدد سرائیں اور مکانات تیار ہو گئے اور جب وہاں صاور و دارو کی کثرت نظر آنے لگی۔



مقام کی آپ وہاں ہی خوشگوار معلوم ہوئی تب انہوں نے ایک بڑے وسیع پیمانہ پر شہر کی بنیاد ڈالی۔ اطراف و جوانب کے بلوچ اور ہاشند و نکو وہاں مکانات بنانے اور تجارت کی کوٹھیا قائم کرنے کی تحریص و ترغیب دلائی چنانچہ سات سال کی کوشش سے یہ جیکب آباد ایک خوش عمارت اور وسیع اور بارونق شہر ہو گیا۔

اگرچہ بعد کو شہر کے اور گوشوں میں بھی متعدد باولیان کہودی گئی تھیں اور پانی پینے کے لئے کافی طور پر میسر آسکتا تھا لیکن ریگستانی ملک ہونے کے سبب سے زراعت کے واسطے بالکل پانی نہ تھا۔ اوسکی بڑی ضرورت تھی۔ اس ملک میں بارش بہت کم ہوتی ہے غالباً اس بارش کی سالانہ مقدار ۱۲ انچ سے ۱۶ انچ تک ہوگی چونکہ کرنل جیکب صاحب خود انجینئر تھے اسوجہ سے انہوں نے اس سرزمین کا لیول لیا اور دریائے سندھ سے جو جیکب آباد سے چودہ میل کے فاصلہ پر بہتا ہے ایک نہر نکالنے کا ارادہ کیا اور یہ خیال کیا کہ اگر اوس نہر کے ذریعہ پانی لایا جائے گا تو سندھ کا نام شمالی ملک اوس سے سرسبز و شاداب ہو سکے گا جب یہ تدبیر ممکن العمل ثابت ہوئی تو انہوں نے اپنے ارادہ کی مفصل رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجی اور سرکار کی اجازت سے اوس ریگستان میں دریائے سندھ سے ایک بڑی نہر نکالی۔

یہ نہر شہر جیکب آباد کے قریب سے ہو کر گزرتی ہے جسکی وجہ سے یہ تمام علاقہ شاداب و گلزار ہو گیا ہے۔ نہر کے کنارہ بہت سے چھوٹے چھوٹے دیہات و قریات آباد ہو گئے ہیں۔ جہاں کچھ مدت پیشتر ایک قطرہ پانی نہ ملتا تھا۔ اور چاروں طرف بجز صحرائے لقی و دق اور ریگستان کے نہری کا پتہ نہ تھا۔ وہاں اب جا بجاسر نہری و بہار۔ اور ہرے بہرے درخت دل کو بہاتے نظر آتے ہیں۔ زمین کی فطرتی خوبیاں صرف پھول و پھل ہی میں نہیں بلکہ عام نباتات میں نظر آتی ہیں چنانچہ ہمارے قومی گھوڑوں کو جو کڑبی یہاں دیکھائی تھی وہ ایسی شیریں ہوتی تھی کہ اوسکی حلاوت سے نیشکر کا مزہ پاو آجاتا تھا۔ گھوڑوں کی سبز کھالیں کے ساتھ مزدور لوگ جو خرچہ لگاتے اور کہیں لگاتے تھے وہ نہایت با مزہ اور شیریں ہوتے تھے۔

جب ہماری فوج جیکب آباد پہنچی تو سر فرڈرک رابرٹ کی طرف سے کرنیل فچرل کے پاس ایک تار آیا کہ تاحکم ثانی یہہر جنت جیکب آباد میں قیام پتہ پیر ہے۔ اور دریائے سند کے کنارہ کتارہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں سیپی کے نواح میں بھی جائیں اور جو راستہ یہاں سے قندھار کو جاتا ہے اوسکا کامل انتظام رکھا جائے۔ اور اگر بلوچوں میں کا کوئی سردار بغاوت اختیار کرے یا سرکار سے مخالف ہونے کے کہیں آثار پائے جائیں تو ان سرکشوں کی فرار کر کوئی وٹا دیب کی جائے۔

گورنمنٹ کے اس حکم کی تعمیل کے واسطے کرنل فخر نے مجھ کو حکم دیا کہ سیپی کی لائن کے طرف ریلوے کے برابر اپنے ترپ کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں روانہ کریں چنانچہ چار چار جوانوں کی مع ایک ایک دفعت کے مسند و ٹکڑیاں مختلف مقامات پر مین نے مقرر کیں۔ اور مین خود ریل پر سیپی کو گیلہ اور وہان کے اسٹاف افسر سے ملکر ان کو سب انتظامی حالت سمجھا دی۔

جیکب آباد سے مقام سیپی سید ہاشمالی طرف مین واقع ہے اور سیپی سے داہر جنوب و مغرب کی جانب اور کوئیٹہ و راولان کے اوس پار شمال کی طرف واقع ہے کوئیٹہ سے شمال کو چل کر چین کی راہ سے قندھار کو جاتے ہیں۔ اگر یہ راستہ بند ہو جاتا تو سرکار کی اوس فوج کو جو قندھار گئی تھی۔ یاد رہ کر م سے آگے بڑھی تھی نہایت وقت پیش آتی اس واسطے اس راستہ کی حفاظت نہایت ضرور تھی۔

بلوچی سردار گو بنظام ہر دم نہ مارتے تھے مگر باطن میں سرکار انگریزی سے بد دل تھے۔ اور مخفی طور پر ہجاوت پر آمادہ تھے۔ جب کبھی ہماری فوج کی کوئی چھوٹی ٹکڑی بے موقع لمبائی تو وہ اوس پر بند و قون کے فیر کرتے اور فوراً ہاگ جاتے تھے۔ مگر علانیہ طور پر ہرگز سامنے نہ آتے تھے اسوجہ سے ہماری فوج کو ہر وقت خطر رہتا تھا اور ان چھپے دشمنوں سے اپنی حفاظت کرنی پڑتی اور سخت محنت اٹھانی ہوتی تھی۔

۱۸۷۹ء عیسوی مطابق ۱۲۹۶ھ بحری مین کرنل ڈوکر صاحب جو تہرہ ڈولانسز  
حیدر آباد کنٹنٹ کے مستقل افسر تھے اور فرلوپر ولایت گئے ہوئے تھے  
جہنٹ مین اگر شامل ہو گئے اور جہنٹ کی کمان کا اہتمام انہوں نے اپنے  
ہاتھ میں لیا اس موقع پر امیر یعقوب خان کا کچھ مختصر احوال بیان کیا جاتا ہے  
کہ جب لارڈ رابرٹ کو کیو کناری کے قتل کی خبر پہنچی تو انہوں نے فوراً  
کابل پر چڑھائی کر دی وہ اپنی فوج کو بڑھاتے ہوئے روزانہ لائے لائے  
پاچ کرتے ہوئے جا رہے تھے اور یہی چاہتے تھے کہ جلد ممکن ہو کابل  
پہنچ جائیں۔

جنرل رابرٹ سے ہندوستان میں جو بڑے بڑے نمایان کارنامے ہوئے  
آئے ہیں۔ ان میں کابل کا پاچ بڑا لائق قدر سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ جنرل  
رابرٹ صاحب اس قدر مسافت بعیدہ کو جس تہوڑی مدت میں قطع کر کے  
اپنی ماتحت فوج کو جیسی اچھی حالت میں رکھ کر کابل پہنچے تھے قطعاً اوسکا  
یقین تو کیا کسی کو گمان ہی نہ تھا۔

اس جنگ میں جو کامیابی ان کو ہوئی اسکا بڑا سبب ان کی ہمت و شہادت  
خیاں کی جاتی ہے۔ اور کابل کے سردار اور سپاہ کو بھی ہرگز یہ گمان  
نہ تھا کہ انگریزی فوج اتنی کم مدت میں کابل کو پہنچ کر جنگ میں کامیاب  
ہوگی۔

۲۸ ستمبر کو جنرل ساہرٹ کا کالم۔ خشکی نخود کے مقام پر پہونچ کر دامن کوہین  
 خیمہ زن ہوا۔ شام کے وقت جنرل صاحب نے سب فوجی افسروں کو جمع کر کے  
 مشورہ کیا۔ اور کہا کہ ہماری فوج اب کابل سے اندازاً ۶۰ میل کے فاصلہ پر  
 ہے اور دشمن کے حالات جو کچھ ہم کو معلوم ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا  
 ہے کہ بیگ محمد خان برادر امیر یعقوب خان مع پانسوا فغانوں کے کابل  
 سے دس میل کے فاصلہ پر اس لئے پہاڑوں میں پوشیدہ ہے کہ جب  
 ہم آگے بڑھیں تو وہ ہماری اڈونس کالم کو روکے اور قوم غلزمی کے چار  
 سردار مع ایک ہزار جوانوں کے ہمارے بازو کی فوج پر حملہ آور ہوں۔ بہر حال  
 یعقوب خان کا احوال معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کس فکر میں ہیں لیکن یہ امر  
 بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ کابل کے اطراف و جوانب میں سب لوگ جنگ  
 کے لئے آمادہ ہیں ایسی حالت میں ہماری حملہ آوری کا بہتر طریقہ یہ ہو گا کہ  
 جنرل کمفرس صاحب جو ریر کارڈ کی کمان پر ہیں میل ہماری فوج سے پیچھے  
 ہیں ان کو اطلاع دی جائے کہ وہ تتر و پاک ہو جائیں۔ اور میجر وایٹ صاحب  
 ایک کالم کو لیکر بیگ محمد خان برادر امیر یعقوب خان کے مقابلہ کو جائیں  
 اور ہمارا کالم بڑے راستہ سے کابل پر چڑھائی کرے۔

جنرل صاحب کی اس رائے کے ساتھ سب فوجی افسروں نے  
 اتفاق کیا قبل اسکے کہ یہ مجلس شوریٰ برخواست ہو۔ جنرل ساہرٹ کو یہ خبر

پہونچی کہ یعقوب خان امیر کابل مع چند ہزار ہیون کے کیمپ کے دو میل کے فاصلہ پر آ کے مقیم ہوئے ہیں۔ اور کل صبح کو کیمپ میں آنا چاہتے ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی جنرل صاحب اور سب حاضرین کو نہایت تعجب ہوا دوسرے روز صبح کو دربار کی تیاری کی گئی لیکن ایسے موقع پر فوجی کیمپ میں دربار کا ساز و سامان کہاں مہیا ہو سکتا تھا تاہم چند کرسیاں رکھی گئیں اور سب افسر جمع ہوئے۔

۲۹ ستمبر کو قریب آٹھ بجے صبحکے امیر یعقوب خان برٹش کیمپ میں داخل ہوئے جنرل رابرٹ کے چپ آف دی اسٹاف نے اوکلی پیشوائی کی اور جنرل صاحب کے خیمہ میں اوکلو لائے میجر مکوین صاحب جو پشتو زبان بخوبی بولتے تھے مترجم مقرر ہوئے۔ یہ وہ نامور افسر ہیں کہ بعد کو سر جان مکوین کے خطاب سے مخاطب کئے گئے جنگ ہلاک مومنین ۱۸۸۸ء عیسوی میں مین ماؤنٹ کے اسٹاف میں رہ چکا ہوں۔

جنرل رابرٹ نے۔ امیر یعقوب خان کو کرسی پر بٹھلایا۔ اور اون کی مزاج پررسی کی امیر یعقوب خان نے اپنے واقعات یون بیان کئے جہاں ترجمہ میجر مکوین نے کیا کہ میری عمر کا تمام حصہ ترو و اور تفکر میں گزرا۔ اول تو میرے باپ نے مجھ کو ایک مدت تک قندھار میں قید رکھا۔ جب وہاں سے مجھ کو رہائی ہوئی۔ اور کابل کا تخت نصیب ہوا تو وہاں ہی پریشانی و زحمت کا



سامنا رہا۔ اسکے بعد برٹش گورنمنٹ کے نکل عافیت بین بین نے پناہ لی اور یہ خیال کیا کہ اس گورنمنٹ کے سایہ حکومت بین آرام اور چین سے بسر کر ڈنگا لیکن میری قوم نے یہ ارادہ پورا نہ ہونے دیا۔ برٹش سفیر کو قتل کر کے برٹش گورنمنٹ کو مجھ سے برہم کر دیا ایک طرف کابل کے افغان دل سے ناراض اور دوسری طرف برٹش گورنمنٹ ناخوش۔ ایسی حالت بین جینا اور مزما برابر ہے۔ بین افغانستان کا بادشاہ رہے سے برٹش کیمپ میں سائیس تیکر رہنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ انگریزی گورنمنٹ پر بین ثابت کروں کہ سفیر کے قتل سے مجھ کو کچھ تعلق نہ تھا اور آئندہ کابل کے تخت سے بین اپنی علحدگی چاہتا ہوں۔

جنرل رابرٹ امیر یعقوب خان کی اس تقریر کو شکر اؤن کے ساتھ رطف و مدارات سے پیش آئے۔ اور اؤن سے کہا کہ آپ ہمارے کیمپ میں رہیں آپ کی ہر طرح سے خبر گیری کی جائے گی۔ لیکن جب تک برائے نام آپ اپنے آپ کو امیر کابل سمجھیں کہ برٹش گورنمنٹ کی طرف سے افغانستان کی حکومت پر کوئی امیر مستقل طور سے مقرر کیا جائے۔

چنانچہ امیر یعقوب خان جنرل رابرٹ کے کیمپ میں مقیم ہوئے۔ ۲۷ ستمبر کو جنرل رابرٹ نے کابل پر چڑھائی کی۔

میجر وائٹ صاحب نے بیگم محمد خان کی زوج پر حملہ کیا اور اسکو پکڑ دیا

میجر وائیٹ صاحب کے نام سے شاید بعض حضرات واقف نہ ہونگے کہ یہ کس شان کے افسر ہیں اور ان سے کون کون سے کارہائے نمایاں ظہور میں آئے ہیں اس لئے اس موقع پر ان کے جلیلہ عہدہ اور فوجی ترقی کی فی الجملہ تصریح کی جاتی ہے۔ میجر وائیٹ۔ لارڈ رابرٹ کے بعد ہندوستان کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اور جنگ سمت افریقہ میں۔ لیڈی اسمتھ میں ایک مدت تک محصور رہے اس کے بعد انہوں نے (فیلڈ مارشل) کے اعلیٰ عہدہ پر ترقی پائی۔

غرض کہ اس موقع پر جنرل کمفرس کا کالم بھی اگر رابرٹ صاحب کی فوج کے ساتھ شامل ہو گیا۔ میجر وائیٹ۔ جنرل کمفرس۔ اور جنرل رابرٹ کے کالم تین طرف سے نہایت مستعدی اور عجلت سے بڑھے انگریزی فوج کی نقل و حرکت ایسی جوان مردی و دلیری سے ہوئی کہ دشمن کے قدم جم نہ سکے۔ اور وہ دو نشان اور بیش توپیں چھوڑ کر نہایت اضطراب کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ افغانوں کو اپنی اس شکست پر بہت بڑا تعجب ہوا۔ اونکا یہ خیال تھا کہ سردی کی شدت کے سبب انگریزی فوج کابل پر حملہ نہ کر سکے گی۔ لیکن جو قوت افغانوں نے بڑش آرمی کی جرارت اور بہادری کو دیکھا اس وقت اونکے وہ سب خیالات باطل ہو گئے۔

اس شکست کے بعد افغان ابھی ابھی سرج جمع نہ ہونے پاسے تھے کہ

۷ اکتوبر کو جنرل رابرٹسن کابل سے دو میل پر خیمہ زن ہوئے یہاں خبر آئی کہ دشمن  
بلا حصار کے پیچھے ہٹ گئے ہیں فوراً یہ تجویز ہوئی کہ انہیں جلد حملہ کیا جائے اس کے  
پناہ لینے کی راہ بند کر دی جائے لیکن دشمن پر کچھ ایسا خوف غالب ہوا کہ ۸  
اکتوبر کو بارہ توپیں بلا حصار کے عقب میں اور اٹھ توپیں شیر پور میں چھوڑ کر  
خود بخود پراگندہ ہو گئے۔

۱۳ اکتوبر کو جنرل رابرٹسن کی فوج کابل میں بلا مزاحمت داخل ہو گئی  
امیر ناسازی خراج کے حیلہ سے فوج کے ہمراہ شہر میں داخل نہ ہوئے۔ بالا  
حصار میں سامان جنگ اور خزانہ تو بہت کچھ ملا۔ لیکن زریڈنسی کی جگہ میں چند  
جلی ہوئی دیواریں کہڑی نظر آرہی تھیں۔ جنرل رابرٹسن نے کابل میں پہنچنے  
کے بعد ایک اشتہار جاری کیا کہ کل حکام اور سرداران ملک اپنے اپنے منصبی  
کار میں مشغول ہو جائیں تا وقتیکہ سرکار انگریزی کابل کی حکمرانی کا کوئی دوسرا  
انتظام نہ کرے کاروبار سلطنت افغانستان انگریزی گورنمنٹ کے قبضہ  
اقتدار میں رہے گا اس اشتہار سے امیر یعقوب خان کا افغانستان کی حکومت  
سے علاحدہ ہونا سب کو معلوم ہو گیا۔

بعد چند روز کے سپہ سالار سیف الدین اور کوتوال کابل اور اہل بعض  
اقانوں کو پھانسی دینے کا حکم دیا گیا جو کٹاری صاحب کے قتل میں شریک تھے  
اور کابل میں یہ نظم و نسق ہو رہا تھا۔ اور ہر رات میں بڑی بد عملی ہو رہی تھی۔

غزین مین ایوب خان یعقوب خان کا حقیقی بہائی۔ اور ہرات مین مشک عالم  
سرکار انگریزی کے خلاف مین رہتے اور جنگ کے لئے لوگوں کو ترغیب دتھریں  
ولائتے رہتے۔

اور ہماری فوج جبکہ آباور اور سیبی گے گرد و نواح کا انتظام کر رہی تھی۔  
اور شب و روز اسی انتظار مین تھی کہ کب ہمیں قندہار جانے کے واسطے حکم  
آتا ہے جب سپہ سالاران فوج انگلشیہ کو کابل کے یہہ فتوحات نصیب  
ہو گئے تو اذکا یہہ ارادہ ہوا کہ ہرات کی طرف سپاہ کو بڑھایا جائے اور جنرل  
رابرٹس نے ہیکو ہی ایک تار بھیجا کہ تہڑ لانسز جیدر آباو کنٹنٹ جبکہ آباو سے  
روانہ ہو کر قندہار مین سرکاری فوج کے ساتھ شامل ہو جائے۔ اس تار کے پہونچتے  
ہی ہم لوگ تیار ہو گئے اور فٹ اسکو اوٹرن کے ساتھ کرنل ڈوکر اور کرنل  
فجرلڈ اول اسپشل ٹرین مین سوار ہو کر روانہ ہوئے اور دوسری اسپشل ٹرین بھی تیار  
تھی کہ فوج روانہ ہو۔ مگر وہاں گورنمنٹ کی اسے بدل گئی جنوبی افغانستان  
مین لڑائی کا جو ارادہ تھا اسے بے ضرورت خیال کر کے فسخ کرنا پڑا۔

جنرل رابرٹس نے تار کے ذریعہ ہمیں حکم بھیجا کہ آپ لوگ سیبی کی  
طرف اپنی ریلوے لائن کی حفاظت رکھیں۔ آگے بڑھنے کی کوئی ضرورت  
نہیں ہے لہذا جو سپاہی اور گھوڑے ریل مین سوار ہو گئے تھے وہ اوتار لئے  
گئے اور جو جاچکے تھے وہ بھی واپس آ گئے۔

بعد کو ہمیں یہ حکم ملا کہ ہم اپنی فوج کی وکٹریاں جو چاروں طرف جیکب آباد اور سیبی کے علاقہ جات میں پہلی ہوئی ہیں فراہم کر لیں۔

جنرل رابرٹ جب کابل میں سب انتظام کر چکے تھے تو انہوں نے فوج کو ہندوستان جانے کے لئے حکم دیا۔ اور کابل سے قندھار کو فوجیں روانہ ہونی شروع ہوئیں۔ چونکہ ہماری رجمنٹ سیبی کی جانب مقیم تھی اس لئے یہاں یہ حکم ہوا کہ لاڈ رابرٹ کا کالم پیو پنچنے سے قبل ہم جیکب آباد سے روانہ ہو جائیں۔ بحرحہ اس حکم کے پیو پنچنے کے ہماری رجمنٹ چار اسپیشل ٹرنیوٹیں جیکب آباد سے کراچی کو روانہ ہوئی جسوقت ہم کراچی میں داخل ہوئے تو ہماری رجمنٹ تین جہازوں میں یکے بعد دیگرے کراچی سے بھیجی گئی اور روانہ ہوئی۔ چوتھے روز ہم بھیجی میں داخل ہو گئے۔ اور کلابہ کے قریب میدان میں ہمارا اسکوواڈرن خیمہ لگا کر مقیم ہوا۔ اسوقت ہمیں یہ خیال تھا کہ ہماری رجمنٹ بھیجی سے ریل میں روانہ کی جائے گی۔ مگر جنرل رابرٹ صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ کمانڈر انچیف نے حکم دیا ہے کہ رسالہ بھیجی سے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا اپنے مستقر کو جاتے اس حکم کے منشاء کے موافق کرنل ڈوکر نے یہ تجویز کی کہ بھیجی میں پہنچتے ہی اسکوواڈن فوراً مومن آباد کو روانہ ہو جائے۔

غرض فٹ اسکوواڈن کو کرنل ڈوکر لیکر روانہ ہوئے اور سکند کے ساتھ کرنل فوڈ گئے اور تھروٹ کے ساتھ کرنل استوارٹ کو جانا چاہیے تھا۔ لیکن مزاج

کی علالت کی وجہ سے بھی مین رہ گئے اور تہڑا سکو اوٹرن کی کمان میرے تفویض ہوئی۔ مین بھی سے تہڑا سکو اوٹرن کے دو سو جوانوں کو اپنے ہمراہ لیکر منزل منزل مومن آباد کو روانہ ہوا۔ چونکہ برسات کا موسم ختم ہو چکا تھا۔ اور سرما شروع تھا۔ جنگل چار طرف سے سرسبز و شاداب اور تالاب پانی سے لبالب لہرا رہے تھے۔ سیر و تفریح کا ہر جگہ لطف تھا۔ راستہ میں جا بجا بطون کے پرے کے پرے ملتے تھے۔ شکار کھیلتے ہوئے بھی سے احمد نگر اور پونہ کے راستہ ہو کر روزانہ پندرہ سولہ میل کی مسافت طے کرتے ہوئے ایک مہینہ پانچ روز زمین ہم اپنے اسکو اوٹرن کے ساتھ مومن آباد میں داخل ہوئے جنگ سے جب کوئی شخص صحیح و سالم اپنے گھر پہنچتا ہے اور عزیز اقارب سے ملتا ہے اور سوقت طرفین کو جو خوشی و مسرت ہوتی ہے اسکو وہی خوب جانتا ہے جسکو ایسی خوشی نصیب ہوتی ہے اس موقع کی خوشی بیان نہیں ہو سکتی۔ مومن آباد پہنچنے کے ایک ہفتہ بعد میں نے نواب سالار جنگ بہادر کو جنگ افغانستان سے اپنی والہی کی اطلاع دی۔ اور تحریر کیا کہ حیدر آباد آنے کے واسطے مین اب تیار ہوں۔

نواب صاحب نے میرے بصحت و سلامت واپس آنے پر اظہار مسرت کر کے تحریر فرمایا کہ جلد راجد ہو کے حیدر آباد پہنچ کر آپ کو اپنی خدمت کا جابج لینا مناسب ہے اس حکم کے پہنچتے ہی میں نے حیدر آباد کی روانگی کی تیاری کر دی اور ۲۹ مارچ ۱۲۹۶ ہجری روز یکشنبہ مطابق ۱۴ اپریل ۱۸۷۹ء عیسوی تاریخ



روانگی ٹھہرائی روانگی سے ایک روز قبل تمام یورپین اور نیٹو افسروں نے مس ہوس  
مین میری دعوت کی۔ اور کرمل قجرل نے تمام افسروں کی صلاح سے یہہ پر پوز کیا کہ  
کل افسران فوج کی طرف سے ایک تقرنی پیالہ بطور یادگار مجھ کو دیا جائے چنانچہ  
وہ پیالہ حیدر آباد آنے کے چند روز بعد میرے پاس پہنچایا گیا۔

دوسرے دن میرے سب دوست بچے رخصت کرنے کے لئے ورتاک  
آئے اور مین اون سے رخصت ہو کر حیدر آباد کو روانہ ہوا۔

روانگی کے وقت میری بڑی لڑکی کی عمر سات سال کی تھی اور بڑے فرزند  
اولیت علی بیگ کی عمر پانچ سال کی تھی اور تیسرے فرزند احمد علی بیگ کی عمر  
ایک سال کی ان سب کو مین مومن آباد مین چھوڑ آیا اور یہہ انتظام کیا کہ حیدر آباد  
پہنچنے کے بعد بنگلہ وغیرہ تجویز کر کے اہل و عیال کو طلب کر لیا جائے ۲ محرم  
۱۲۹۷ ہجری کو مین حیدر آباد مین داخل ہوا۔ اور اپنے عزیز دوست نواب  
میر ریاضت علی خان بہادر کے پاس مقیم ہوا۔

دوسرے روز نواب سر سالار جنگ بہادر اور اون کے دونوں صاحبزادوں  
کی ملاقات کیواسطے کیا نواب صاحب نہایت اخلاق اور عنایت سے پیش آئے  
دیر تک جنگ افغانستان کا احوال دریافت فرماتے رہے۔

برخواست کیوقت اپنے فرایا پہلے آپ نواب شمس الملک بہادر سے ملاقات  
کر لیجئے۔ ابھی تو عشرہ شریف محرم کا آغاز ہے اسکے بعد حضرت بندگانی متعالی کی

خدمت میں آپ کی نذر گزرا سننے کا بندوبست کیا جائیگا۔

جب محرم کی تعطیلین ختم ہو چکیں تو ۴۴ تاریخ کو سر سالار جنگ بہادر نے راجہ گروہاری پرشاد کے ہمراہ مجھے حضور پر نور کی خدمت مبارک میں نذر گزرا سننے کے لئے بھیجا۔  
میں اہل وقت جب حضور پر نور کی خدمت میں نذر گزرا سننے گیا اس وقت حضور پر نور سلیمانجاہ کے حویلی میں برآمد تھے۔

نواب مستحکم جنگ بہادر اور بخشی بھان خان ہی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔  
اس وقت حضور پر نور کی عمر مبارک ۳۱ برس نوہینے کی تھی۔

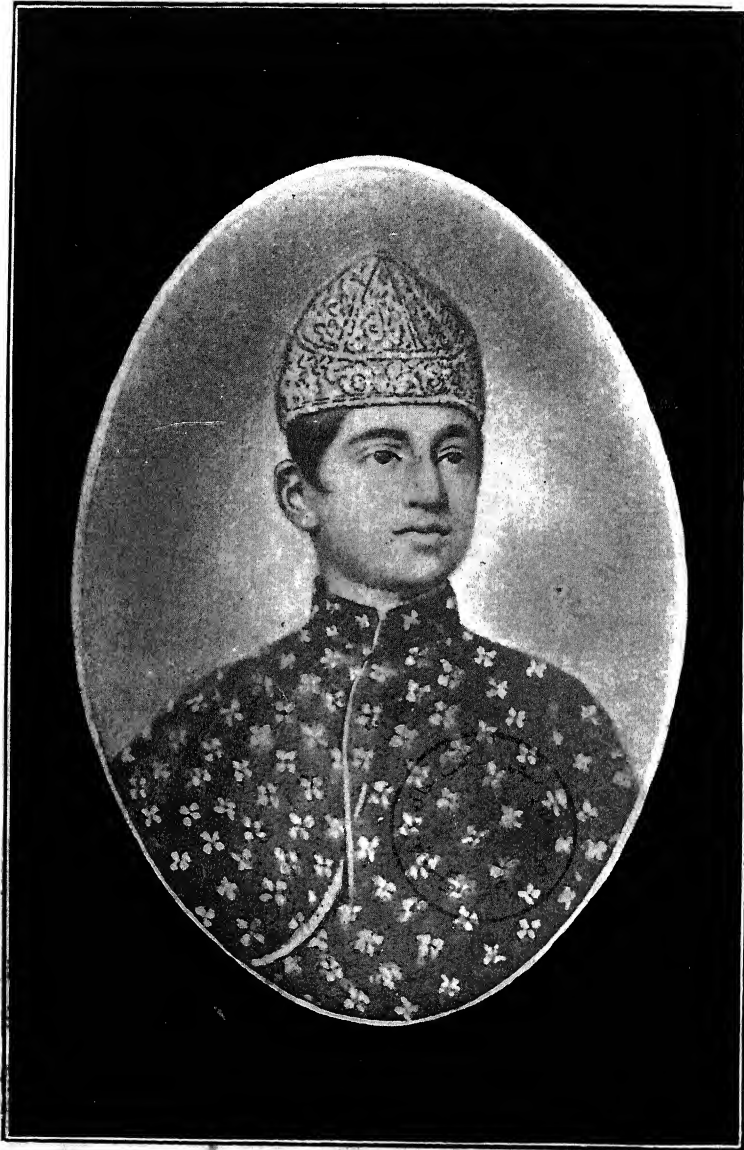
نذر پیش کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے مجھے بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ میں آداب بجا لا کر بیٹھ گیا۔ اور چند منٹ کے بعد پہرہ پوش گاہ خسروی میں آداب عرض کر کے رخصت ہوا اور اپنی فرود گاہ کو واپس آیا۔

دوسرے روز میں سر چرٹو میڈ صاحب زر پٹنٹ سے ملنے کے لئے گیا صاحب مدوح نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ اور کہا کہ حیدر آباد کنٹونمنٹ سے آپ کو ایک سال کی رخصت دی گئی ہے۔ اس مدت تک آپ کا نام رجمنٹ کے ملازمین میں شامل رہے گا۔ بعد ازاں آپ کو اختیار ہو گا کہ آپ چاہیں اپنی رجمنٹ کو جائیں یا سرکار نظام کی خدمت کو قبول کریں۔

اوسے ہفتہ میں کپٹن کلارک سے میں نے ملاقات کی اوش زمانہ میں حضور پر نور کی تعلیم کے وہ مہتمم تھے۔ کپٹن صاحب نے مجھ سے کہا کہ نواب سالار جنگ بہادر

صفحہ نمبر ۱۲۰

شبیبہ مبارک اعلیٰ حضرت حضور پر نور دام سلطنتہ



مرزا محمد علی بیگ افسر الملک بہادر کا حضور پر نور کو سلیمان جاہ کی حویلی میں پہلی نذر گزرا سنا

حضور پر نور کے اسٹاف میں آپ کے تقرر کی نسبت مجھ کو لکھا ہے آپ میرے پاس جو محلہ مبارک میں کل کے روز آئے ہیں آپ کی خدمات اور جو کچھ دوسرے داریان ہو گئی آپ کو اون سے آگاہ کروں گا۔

دوسرے روز میں اور آغا ناصر شاہ صاحب ملکر کلاڑک صاحب کے پاس گئے انہوں نے مجھ سے جملہ ابواب متعلقہ بیان کئے اور کہا کہ آپ ہر روز صبح کے چہرے بچے ڈیوڈ ہی مبارک میں حاضر ہو جائیں اگر حضور پر نور سوار ہو کر کہیں تشریف لیجائیں تو آپ ہمراہ رہیں۔ اور ہفتہ میں دو بار ڈنر ہوتا ہے میں بھی اوس میں شریک ہوتا ہوں آپ بھی شریک ہوا کریں۔

تقریباً ایک سال تک ڈیوڈ ہی مبارک میں میری یہی خدمت رہی۔ چونکہ میں ہمیشہ سے کام کا خوگر تھا۔ اس زمانہ میں کوئی ایسا شغل نہ تھا کہ حسین میرا تمام وقت صرف ہوتا۔ میں اس سب سے نہایت گہرا کیا کرتا اور اکثر نواب میر سادات علی خاں اور نواب میر سقراط حسین خان فخر الملک بہادر کے پاس نیزہ باری اور پو لو وغیرہ کیلئے کے لئے چلا جاتا تھا۔ اور کبھی سکندر آباد اور بلارم کے افسروں کے ساتھ سواری اور شکاریں مصروف رہتا تھا۔

دوسرے سال ۱۲۹۸ھ میں حضور پر نور جو محلہ مبارک سے حویلی قدیم میں تشریف فرما ہوتے۔ اس وقت نواب سالار جنگ بہادر نے بصلاح کپٹن کلاڑک یہہ تجویز کی کہ حضور پر نور کی سواری کا پورشین درست ہونے کے لئے

رائڈنگ اسکول کی تعلیم کا انتظام کیا جائے اور حضور پر نور کے ساتھ ظفر جنگ اور میر سادات علیخان بہادر میر جہاندار علیخان بہادر بھی اس میں شریک کئے جائیں۔ اور یہ کام میرے تفویض کیا۔ کپٹن کلارک نے میرے مشورہ سے بارہویں لانسز کے ایک رائڈنگ ماسٹر کو بھی میری مدد کے لئے بلا لیا۔

ہفتہ میں تین بار رائڈنگ ماسٹر بلازم سے حویلی قدیم میں آتا اور حضور پر نور ایک گھنٹہ تک رائڈنگ اسکول میں مصروف رہتے تھے تھوڑے ہی دنوں میں حضور پر نور کے اس کام میں نہایت ترقی کی اور سواری مبارک کا پوزیشن لیٹری قواعد کے موافق ہو گیا۔

اس اشارے میں سالار جنگ بہادر کی خدمت میں یہ تحریک کی گئی کہ حضور پر نور کو نیزہ بازی اور پولو کی بھی تعلیم دیجائے تو بہتر ہے۔ انہوں نے حضور پر نور کے پولو کھیلنے کے نسبت تو اپنی بالکل ناراضماندی ظاہر کی مگر ٹینٹ پنگ کیلئے نہایت خوشی سے اجازت دی میں نے اپنی اس رائے کو کپٹن کلارک سے بیان کیا کہ حضور پر نور کے ساتھ اس کہیں میں اور بھی چند معزز نوجوان شریک کئے جائیں تو انحضرت کی زیادہ دلچسپی کا سبب ہوگا انہوں نے میری اس رائے کو نہایت پسند کیا۔ چنانچہ مسٹر ہوگاٹ فرزند میجر گاٹ۔ میر حافظ علی۔ میر ممتاز علی حضور پر نور کے ساتھ نیزہ بازی میں شریک رہنے کے لئے منتخب کئے گئے۔ ہفتہ میں دو مرتبہ نیزہ بازی اور دو بار شوٹنگ کی پریکٹس برابر ہوا کرتی تھی

اس باب میں جو چٹھی میجر کلارکس نے مجھے تحریر کی تھی اوسکا ترجمہ مجسٹریٹ لکھنا ہوں۔  
حیدر آباد دکن ۲۵ فروری ۱۸۹۱ء عیسوی مطابق ۲۵ مارچ

بیچ الاول ۱۲۹۱ھ ہجری۔

مائی ڈیر مزا محمد علی بیگ۔ مجھے امید ہے کہ ٹینٹ پکنگ نہایت خوش سلائی کے ساتھ انجام پاتی ہوگی۔ میری خواہش ہے کہ جسوقت حضور پر نور ٹینٹ پکنگ کرتے ہوں یا بندوق سے نشانہ مارتے ہوں تو آپ ہمیشہ اوسوقت موجود رہا کریں میں نے ہدایت کر دی ہے کہ اس کے شروع ہونے سے پہلے آپ کو ہمیشہ اطلاع کر دیجائے گی چونکہ آئندہ حضور پر نور آپ کی عدم موجودگی میں نہ بندوق سے نشانہ مارین گے اور نہ ٹینٹ پکنگ کی پریکٹس کریں گے لہذا توقع کہ آپ اطلاع ہوتے ہی پالیس میں تشریف لانے کا خیال رکھیں۔

آپکا صادق الوداد۔ سی کلارک

حضور پر نور نے ٹینٹ پکنگ کی کثرت حویلی قدیم میں شروع کی اور تھوڑے زمانہ میں حضور پر نور اس کلام کو نہایت عمدگی سے انجام دینے لگے۔ ایک روز نیزہ بازی کے وقت حضور پر نور نے مجھ سے استفسار فرمایا کہ ٹینٹ پکنگ کی کثرت کا بانی کون شخص ہے اور یہ کثرت ابتدا میں کطسج شروع ہوئی ہے اوسوقت میں نے فقط اسقدر عرض کیا مجھ کو آتنا ہی علم ہے کہ ملک پنجاب سے اس کلام کا آغاز ہوا ہے لیکن یہ کثرت کب اور کس سے اور کطسج شروع ہوئی۔



اسکا مجھے برابر علم نہیں ہے چنانچہ اس روز سے مجھے اس امر کی تلاش تھی کہ ٹینٹ  
 پکننگ کا آغاز کیونکر ہوا ہے۔ جسوقت کہ مین مرو کی کیا سٹ آپ آف اکسٹریسٹ مین  
 لارڈ رابرٹ کے ساتھ گیا تھا کیمپ کے بعد مین لارڈ رابرٹ سے اجازت لیکر مقام  
 کالا باغ کو جو دریائے اٹک کے کنارہ واقع ہے اور یاں کے شکار کے واسطے گیا۔  
 ملک یار محمد خان والی کالا باغ کے ایک صاحب سکھ سردار گرویاں سنگھ نامی  
 مجھ سے وہاں ملے اثنائے گفتگو میں جب ٹینٹ پکننگ کا ذکر آیا تو انہوں نے  
 مجھ سے رنجیت سنگھ والی پنجاب کے عہد کی ایک نقل بیان کی جس کے سننے سے  
 مجھے یہ بات ہو کہ ٹینٹ پکننگ کے آغاز کی نسبت جس قدر اقوال میں نے سنے تھے  
 ان سب سے یہ قول زیادہ تر قریب القیاس ہے اس لئے اس موقع پر ٹینٹ  
 پکننگ کے آغاز کی مختصر کیفیت تحریر کرتا ہوں۔

راجہ رنجیت سنگھ فرمان روا ہے پنجاب کو گھوڑے کی سواری نیزہ بازی  
 اور فوجی کرتبوں کا کمال درجہ شوق تھا اس راجہ کے زمانہ میں گھوڑا دوڑا کر زمین  
 سے رومال اوٹھانا زمین پر ترخ یا لیون رکھ کر چیری یا خنجر یا کٹار سے کاٹنا گھوڑا  
 دوڑا کر بندھن سے نشانہ لگانا زمین خالی کرنا دوڑتے گھوڑے پر سے کود پڑنا  
 اور پہر اوپر سوار ہو جانا یہ سب کثرتین رنجیت سنگھ کے لشکر میں ہمیشہ ہوتی  
 تھیں۔ پنجابی سوار بہت سے اتنے لائبے کہتے تھے کہ جب کا طول اندازا بارہ فٹ  
 تک ہوتا تھا اور بہالہ میں لائینی نوکدار بوڑی بھی لگاتے تھے اکثر اوقات

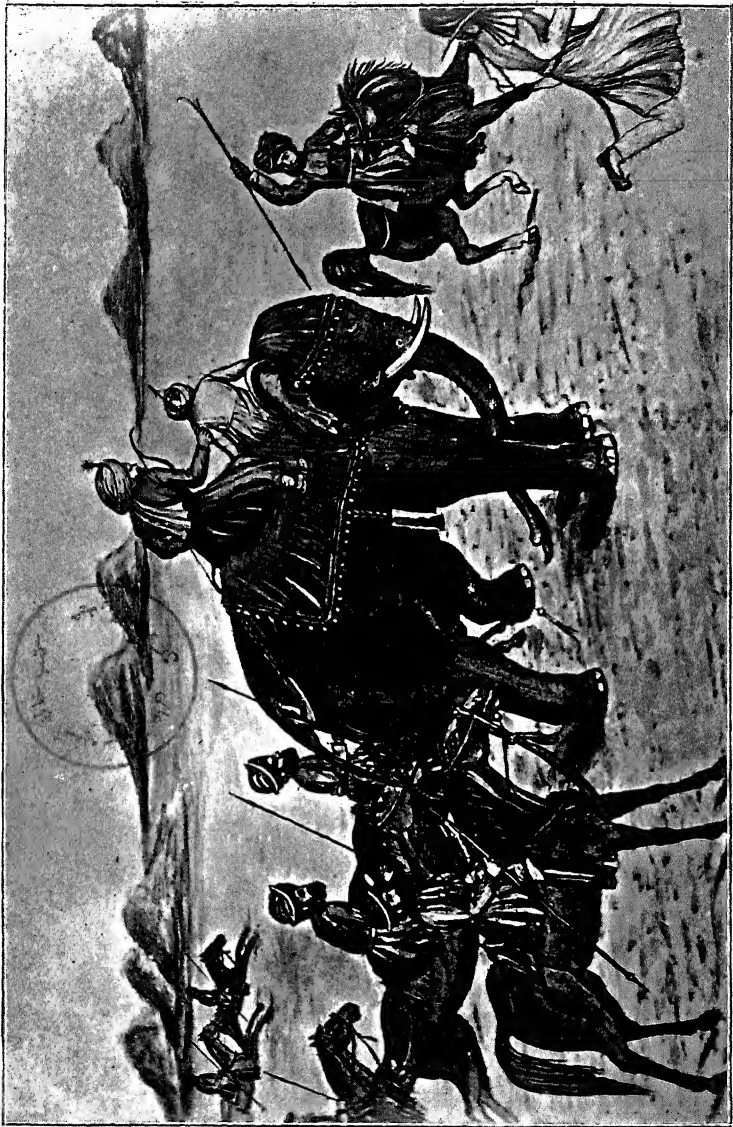
صفحو ۱۲۵ ہندوستان پرینٹنگ پلانگ کی ابتدا



سوار گھوڑے پر سے اتر کر بہالہ کو بوڑی کی طرف سے زمین میں گھاڑ دیتے اور اپنے  
گھوڑے کو بہالہ سے باندھ دیتے تھے لڑائی میں پنجابی سواروں کے بہالے زیادہ  
بلے ہونے کے سبب سے اکثر ٹوٹ جاتے تھے۔ اس لئے بہالہ کا پہل ٹوٹ  
جانے کے بعد وہ لوگ بوڑی سامنے کر کے دشمنوں سے لڑتے تھے ایک جنگ  
میں رنجیت سنگھ کو فتح یابی ہوئی اور دشمن کی فوج کو ہریمیت۔ دشمن سردار ہاتھی پر سوار  
رنجیت سنگھ کے سامنے سے بہا گا جاتا تھا رنجیت سنگھ نے حکم دیا کہ سردار کو جان  
سے نہ مارین اور جسطح ہو سکے ہاتھی کو روکین۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر ہاتھی رکن نہ سکا  
رنجیت سنگھ نے سواروں کو حکم دیا کہ بہالوں سے ہاتھی کو روکین اور سوت عمدہ عمدہ  
سواروں نے شاید گھوڑوں پر سے ہاتھی کے دھننے بائیں جانب سے بہالے  
مارے لیکن ان کے بلے بلے توٹ توٹ کر بانس ہاتھوں میں رہ گئے  
اور ہاتھی بحال خود اپنی چال چلتا رہا کیسے روکے سے نہ رکا۔ رنجیت سنگھ کا ایک  
مصاحب جو فن سپاہ گری میں مشہور تھا وہ اپنے گھوڑے کو ہاتھی کے پیچھے لگیا  
اور بہالہ کی بوڑی سامنے کر کے گھوڑے پر سے خوب جھکا اور اپنے بہالہ کی  
بوڑی ہاتھی کے پاؤں کے تلوے میں زور سے ماری بوڑی ہاتھی کے تلوے  
میں اس قدر سخت بیٹھی کہ بہالہ کا بانس ٹوٹ گیا اور ہاتھی ایک پیچ مار کے اسی  
جگہ گھڑا رہ گیا۔ ہاتھی کے تلوے میں بہالہ مارنے کے لئے سوار کو ضرور ہوا تھا کہ  
اپنے جسم کے حصہ کو اتنا جھکائے اور ہاتھ کو یہاں تک پیچھے لے جائے کہ جب ہاتھی

174

صفحہ ۱۳۱۹ - رنجیت سنگھ کے ایک مصاحب کا اٹھنے کی تصویر - مین بولڈ اور ملنا اور ہاتھی کا بیچ مار کے کھسکا ہوا جانا



اپنا پچھلا پاؤں اوٹھائے تو اس وقت بہالہ کی بوڑی ٹھیک اس کے تلوے میں پورے طور سے بیٹھ جائے۔

رنجیت سنگھ نے اپنے اس نوجوان مصاحب کو بہت کچھ انعام دیا۔ اور خلعت سے مشرف کیا اس روز سے رنجیت سنگھ کی فوج میں یہ کثرت نہایت بکار آمد سمجھی گئی ابتدا میں مشق کے لئے لکڑی کا ایک گروہ ہاتھی کے پاؤں کے تلوے کے مشابہ بنا کر زمین پر رکھتے اور بہالہ کی بوڑی سے اس پر نشانہ لگاتے تھے آخر اس کثرت نے ملک پنجاب میں روز بروز یہاں تک ترقی پائی کہ چند سال میں لکڑی کے گروہ کی شکل بدل گئی اور معمولی گول بیج نرم لکڑی کی زمین میں گھاڑ کر بہالہ کی بوڑی سے اس کے اوکھاڑنے کی مشق جاری ہوئی کچھ زمانہ کے بعد گول بیج کی جگہ چسپی بیج بنائی گئی۔ جیسے کہ آجکل استعمال کی جاتی ہے جسے بہالہ کی جڑ کی طرف بھی پہل لگانا اسی قدیم نمونہ کی تقلید ہے پنجابی سوار حملہ کے وقت آواز دیکر بہالہ کو سر پر گھاتے ہوئے دشمن کا تعاقب کرتے تھے اسی طرح پنجابی اور ملتان رسالوں میں اب تک ٹینٹ پکینگ کرتے وقت بہالہ کو سر پر گھاتے آواز دیتے ہیں۔

غرض کہ حضور پر نور نیزہ بازی اور شوٹنگ وغیرہ میں اکثر بنفس نفیس متوجہ رہتے تھے اور سرجھو کے روز سواری مبارک ہرن کے شکار کو سر وزیر کی طرف رونق افروز ہوتی تھی اور میں ہمیشہ شکار اور سواری کے وقت خدمت



مبارک مین حاضر رہتا تھا حضور پر نور کی نشانہ اندازی کی شق کے زمانہ مین چہرہ اور گولی سے فیر کرنے کے تعلق جو قواعد مین نے مرتب کئے اور وقت بوقت پیشگاہ حضور پر نور مین گزرا نے تھے طوالت کی وجہ سے وہ یہاں تحریر نہیں کئے جاتے لیکن اون کل قواعد کو مین نے تفصیل سے اپنی کتاب تفنگ بافرہنگ مین لکھ دیا ہے۔

اوسی زمانہ مین حضور پر نور کا انگریزی سلخ خانہ اور کلب خانہ ہی میرے تفویض ہوا جتنی بند و قین کہ سلخ خانہ مین موجود تھیں مین نے اون سب کی ایک فہرست مرتب کی اور اون کو علی الترتیب درجہ بدرجہ مناسب موقعون پر رکھا دیا۔

سرکاری کلب خانہ مین اوس وقت جرمن بور ہونڈیل ٹریر فاکسٹریگری ہونڈ وغیرہ سب قسمون کے کتے موجود تھے۔ حضور پر نور کو کتوں کا نہایت شوق تھا عمدہ عمدہ قسم کے ولایتی کتے ہمیشہ اپنے پاس رکھتے اور شکار کے وقت اونہیں سواری مبارک کے ہمراہ لیجاتے تھے سرکاری شکار گاہ مین گری ہونڈ کتوں نے لومڑی اور خرگوش کا شکار کیا جاتا تھا اسکے سوا کبھی کبھی تعلیم یافتہ چیلون سے ہی ہرن کا شکار کھیلا جاتا تھا۔

بصوابدید راستے سرسالا جنگ بھادرتبیل آب ہوا کی غرض سی پندرہ روز کے واسطے حضور پر نور سرورنگ ٹلفٹس فرما ہوئے۔ وہاں پر ہوا خوری اور



شکار گاہ سرورنگر میں حضور پر نور کے سامنے افسر الملک بجاورد کا گھوڑا دوڑا کر بہن کے بچہ کو زمین سے اٹھانا۔

سیر و شکار کے لئے سواری مبارک روزانہ مختلف مقامات میں رونق افروز ہوتی تھی حسب معمول ایک روز سواری مبارک شکار کے واسطے بڑن پیٹھ کی طرف گئی۔ نواب وقار الامرا بہادر اور آغا ناصر شاہ اور مولوی میج الزما ن خان صاحب سواری مبارک کے ہمراہ تھے۔ اتفاقاً ایک ہرن کا بچہ دوڑتا ہوا سامنے آگیا۔ حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ اسے زندہ پکڑنا چاہیے ہم سب نے اس کے پیچھے گھوڑے دوڑائے۔

میں اس وقت سرکاری اصطبل کے ایک عربی کمیت گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ گھوڑا بڑا جاندار اور دوڑ میں نہایت تیز تھا۔ جب اس ہرن کے بچہ نے میدان کا رخ کیا میں اپنے گھوڑے کو تیز کر کے اس بچہ کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اور دوڑ کی حالت میں میں نے گھوڑے پر سے جھک کر اس بچہ کو زمین پر سے ہاتھ میں اٹھالیا۔ گھوڑا دوڑا کے زمین پر سے رومال وغیرہ اٹھانے کی مجھے عادت تھی اور میں اکثر ایسی مشق کیا کرتا تھا کہ جب کہی رومال یا چابک وغیرہ زمین پر رکھ دیا جاتا تو میں اپنی گھوڑے کو نہایت تیز دوڑاتا اور دست راست کی جانب سے جھک کر سیدھے ہاتھ سے رومال اٹھالیتا تھا۔

یہ تماشا ملاحظہ فرما کے حضور پر نور اور سب ہمراہیوں نے اپنی اپنی سواروں کو روک لیا اور حضور پر نور نے نہایت سرور ہو کے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ سن بچہ کو اسی طرح آپ اپنی گود میں لئے ہوئے سرور نگہ چلے آؤ۔ وہ بچہ ہرن کا دیوڑھی مبارک میں حضور پر نور کے پاس ایک مدت تک رہا۔ جب کہی حضور پر نور اس کو

دیکھتے تو اس شکار کی کیفیت کا تذکرہ فرماتے تھے۔

اوسى زمانہ میں کپٹن کلارک صاحب رخت پر ولایت گئے اور میجر ولسن صاحب فٹ اسٹنٹ زریڈنٹ اونکی جگہ کام کرنے کے لئے منصرم مقرر ہوئے تقریباً چھ مہینے تک حضور پر نور سرور نگر میں رونق افزا رہے بعد ازاں بلدہ میں تشریف لواتے کپٹن کلارک کی واپسی تک حضور پر نور کے پروگرام اور نیز پیری معمولی خدمت میں کوئی جدید تغیر نہیں ہوا۔

مارچ ۱۸۸۱ء عیسوی مطابق ربیع الثانی ۱۲۹۹ھ ہجری میں مین نے شیر کے شکار کا ارادہ کیا سالار جنگ بہادر اقل نے نیل خانہ سرکاری سے ایک ہاتھی علی مددائی ساتھ لیجانے کے واسطے مجھ کو اجازت فرمائی۔ ہاتھی اور شکار کا سامان مقام زکیر کوروانہ کیا گیا۔

یہ مقام بلدہ حیدر آباد سے تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے دوسرے روز مین اور میرے بھائی طفیل علی بیگ خان شکار کوروانہ ہو کر قریب گیارہ بجے کو را پچر پہنچے اور وہ بجے ہانک شروع ہوا۔ شیر اپنی جگہ سے پہاڑ کے دامن میں ہو کے میرے قریب سے گزرا۔ علی مددائی نہایت استقلال سے کھڑا رہا مین نے شیر پر بندوق چلائی گولی شیر کے شانہ میں لگی وہ اوسى جگہ گر گیا۔ مین نے شیر کو ہاتھی پر ڈال کے اوسى وقت بلدہ کوروانہ کیا تاکہ شب ہاتھی راہ کی مسافت طے کر کے صبح ہوتے ہی شہر میں پہنچ جائے اور شب کو مین

کیمپ میں رہ گیا دوسرے روز صبح کے چار بجے روانہ ہو کر آٹھ بجے سالار جنگ بہادر  
 کی ڈیوٹر ہی میں پہونچا اور شیر کے شکار کا کل احوال لائق علیخان بہادر اور سعادت علیخان  
 بہادر سے بیان کیا اوہوں نے ہر کارون کو بھجوا دیا کہ شیر رہا تہی پر جو آ رہا ہے۔ اس سے جلد  
 ڈیوٹر ہی میں لے آئیں۔ تھوڑی دیر میں شیر ڈیوٹر ہی کے قریب پہونچ گیا شہر کے  
 صدر ہاتھاشانی ہاتھی کے ہمراہ تھے۔ جب شیر ڈیوٹر ہی میں پہونچا اس وقت  
 سالار جنگ بہادر کو یہی اطلاع دی گئی۔ وہ خانہ باغ میں برآمد ہوئے۔ اور شیر کو  
 ملاحظہ فرمائے دیکھ شکار کا احوال مجھ سے دریافت کرتے رہے اس کے بعد  
 فرمایا کہ دوسرے وقت جب آپ شیر مارین تو حضور پر نور کے ملاحظہ میں بھی لانا۔  
 چاہیے تاکہ حضور پر نور کو بھی شکار کا شوق پیدا ہو اور اپنے صاحب زادوں کو  
 مخاطب کر کے فرمایا کہ تمکو یہی نشانہ اندازی اور شیر کے شکار کی طرف توجہ کرنی  
 چاہیے چند روز کے بعد سالار جنگ بہادر کے بڑے صاحبزادے میر لائق علیخان  
 بہادر نے مجھ سے کہا کہ نواب صاحب نے مجھ کو شیر کے شکار کو جانے کیواسطے  
 اجازت دی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ موسم گرما میں آپ ہمارے لئے شیر کے  
 شکار کا بندوبست کریں۔ اس کے چند روز بعد سالار جنگ اول نے انتقال کیا۔ اور  
 میر لائق علیخان بہادر نے شکار کو جانے کا ارادہ فرمایا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ  
 اول وہ ایک دو تین دن کا شکار کریں اس کے شیر کے شکار کو جا میں۔ چنانچہ سحر  
 کے پہاڑوں میں تیندروں کے شکار کا بندوبست کیا گیا اور لائق علیخان بہادر نے

وہاں دو تیندوے شکار کئے۔

جب اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے لایق علیخان بہادر کے شکار کا احوال سماعت فرمایا مجھے یہہ ارشاد ہوا کہ جس قدر جلد ممکن ہو شکار کا بند و بست کیا جائے مابعد ولت ہی سرورنگر کے جنگل میں تیندوے کے شکار کی واسطے رونق بخش ہوں گے۔

حسب الحکم اقدس فوراً شکاری روانہ کئے گئے اور بڑن پیٹھ کے پہاڑوں سے وہ تیندوے کی خبر لائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور سرورنگر میں رونق افرا ہوئے اور سالار جنگ بہادر کے باغ میں نزول اجلال فرمایا جب شکاریوں نے یہہ خبر دی کہ تیندوے ایک بکری کو مار کر نصف سے زیادہ کھا گیا اور چھوٹے پہاڑ میں موجود ہے اسوقت حضور پر نور وہاں تشریف فرما ہوئے اور علی مدد ہاتھی پر سوار ہو کر پہاڑ کے قریب کھڑے رہے شکاری لوگ شور و غل کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے شکاریوں کی آواز سن کر تیندوے اپنی جگہ سے نکلا۔ اور سید ہافیل خاصہ کو سامنے آیا حضور پر نور نے ایک گولی چلائی وہ گولی تیندوے کے شانہ میں لگی وہ اسی جگہ گر گیا یہہ اول تیندوے تھا کہ حضور پر نور نے شکار فرمایا شام کے قریب سواری مبارک سرورنگر کو واپس ہوئی۔

کلاڑک صاحب کی واپسی کے بعد حضور پر نور نے اپنی خاص سواری کے گھوڑوں کا اصطبل میرے تفویض فرمایا جو اس سے پیشتر نواب قیصر الدولہ بہاؤدین اصطبل کے علاقہ میں تھا۔ حضور پر نور اصطبل کے ابواب میں میں نے جو کچھ اصلاح



وانظام اور ترقی کی ہے وہ مختصر طور سے میں اس موقع پر تحریر کرتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت قدر قدرت نے اپنے سواری مبارک کے گھوڑوں کا اصطبل ماہ ربیع الثانی ۱۲۹۹ ہجری میں میرے تفویض فرمایا اور سوقت سرکاری مختلف چار طویلے تھے جو سواری مبارک کے گھوڑے اور طویلون میں باندھے جاتے تھے۔

اول طویلہ شلی گنج دوم طویلہ قدیم سوم طویلہ سر چہام طویلہ چنگاٹوہ سواری مبارک کے کل گھوڑے دو سو پچاسی راس تھے۔ جو گھوڑے پچھل گڑھ کے طویلہ میں رہتے تھے وہ بالکل ضعیف اور بیکار تھے۔ گھوڑوں کی روزانہ چندی فی راس پندرہ سولہ سیر تک مقرر تھی اس موقع پر میں ایک گھوڑے کی اوس روزانہ چندی کی قداوت تفصیل سے تحریر کرتا ہوں۔

چنے ۶ سیر مونگ چہ سیر شکر اسیر گہی اسیر اور داسیر غرض کہ اصطبل میں گھوڑوں کی روزانہ چندی کم و بیش مرقومہ بالا کے موافق تھی سائیکو فی نفر تین روپیہ ماہوار دیجاتی اور داروغہ کو پندرہ یا بیس ماہوار ملتی تھی اس جزوی ماہوار میں سائیس نہایت مفرط الحال اور داروغہ اصطبل کے امیرانہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے اسکی یہی وجہ تھی کہ گھوڑوں کو فی راس پانچ چہ سیر سے زیادہ چندی نہیں دیتے تھے اور باقی چندی داروغہ اور سائیس اپنا حق سمجھتے تھے۔ اس زمانہ میں اصطبل کا ماہانہ خرچ دس ہزار یا نو روپیہ اور سالانہ ایک لک چوبیس ہزار روپیہ کا تھا۔

جب اصطبل کی ایسی بندھنیں کائین نے معائنہ کیا اور کل حالات سے  
مجھے بخوبی آگاہی ہو گئی تب میں نے انتظام اصطبل کے متعلق ایک مفصل رپورٹ  
سر سالار جنگ بہادر کے ملاحظہ میں پیش کی جس کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے۔

(۱) اصطبل میں جس قدر گھوڑے بیکار اور ضعیف ہیں وہ کل ہراج کہ دسے جائیں۔

(۲) جس قدر گھوڑے رکھنے کے لائق ہیں بجائے اسکے کہ مختلف مقامات میں

رکھے جائیں وہ سب ایک ہی طویلہ میں باندھے جائیں۔

(۳) گہی شکر موزنگ جو پندرہ سولہ سیر روزانہ راتیب کے طور پر فی اس مقررہ

پہرہ اجناس برائے نام گھوڑوں کو دیجاتی ہیں اور اصل وہ سب داروغے اور سائیں  
کہا جاتے ہیں آئندہ سے بالکل موقوف کر دیجائیں۔

(۴) سائیں کو چوتھین تین روپیہ ماہوار دیجاتی ہے بجائے اس کے

سات سات روپیہ ماہوار مقرر کیجائے موجودہ داروغوں کی تبدیلی کر دیجائے  
اس لئے کہ وہ لوگ تغلب اور تصرف کے عادی ہیں اور ان کی جائے دوسرے  
داروغے مقرر کئے جائیں۔

سالار جنگ بہادر نے میری ان تمام درخواستوں کو منظور فرمایا تھوڑے

زمانہ میں سرکاری اصطبل کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے عمدہ طور پر ہو گیا

ایک سال کے بعد جب اخراجات سابقہ حال کا مقابلہ کیا گیا تو یہ ثابت ہوا

کہ قیصر الدولہ بہادر کی مہتممی کے زمانہ میں ۱۲۹۱ء چھری میں ایک لاکھ چھپیس ہزار روپیہ

کنا۔ لانا رنج تھا اور جب سے اصطبل کا کام میرے تفویض ہوا اس کے بعد سے سالانہ اخراجات میں کل پنتالیس ہزار تین سو چوبیس روپیہ صرف ہوئے ہیں۔ اور انہی ہزار چوبیس سو چوبیس روپیہ کی سالانہ سرکاری بجٹ ہوئی ہے۔

کمپن کلابک صاحب کی رائے سے ان دونوں میں مصاحبین کی نشست و بیجا سٹے کے واسطے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ ایک روز میں اور مولوی عبد المجید صاحب اور دوسرے روز مولوی مغل الدین صاحب اور مولوی حسن الدین صاحب حضور پر نور کی خدمت مبارک میں حاضر رہتے تھے ہم چاروں مصاحبین امور خدمت کے نام سے موسم کے گئے تھے انعام شاہ اور میر یاضت جلیخان بہادر جوہ اور یکشنبہ کے روز صبح کے وقت ڈیوڑھی مبارک میں حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ساتھ سواری میں شریک ہوتے تھے۔

جب حضور پر نور حویلی قدیم میں آرام فرماتے تو بیداری کے وقت تک چار منصبدار اور دو مصاحبین امور خدمت کی نشست و دو گھنٹہ باری باری سے حضور پر نور کے پلنگ مبارک کے پاس رہتی تھی۔ اور سواری کا یہہ دستور تھا کہ حضور پر نور ہر صبح کو مع مصاحبین امور خدمت گھوڑوں پر سوار ہو کر پرانی حویلی کے احاطہ میں پہاڑ کرتے تھے اور جمعہ کے روز باہر شکار کیلئے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

۸ فروری ۱۸۸۳ء عیسوی مطابق ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ ہجری روز پنجشنبہ

جس وقت کہ ڈپوک آف کمانبرگ شاہزادہ جرمن جیڈرا آباد میں مہمان تھے۔ اور  
شب میں اونکی دعوت کی تقریب تھی اوسکے دوسرے دن صبح کو نواسب  
سالار جنگ بہادر کے دونوں فرزند اور میں شاہزادے کے ساتھ بہرن کے  
شکار کے واسطے گئے تھے جب قریب گیارہ بجے کے ہم شکار سے واپس آئے  
تو یہ سنایا گیا کہ سالار جنگ بہادر کا مزاج نا ساز ہے اور اذکو مرض اسہال لاحق ہوا ہے  
میں دو بجے کے قریب لایق علیخان بہادر کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹرون کی  
رہے میں یہ ثابت ہوا ہے کہ یہ مرض معمولی اسہال کا مرض نہیں ہے۔ بلکہ  
خاص ہضہ کی شکایت ہے غرض اس واقعہ کی اطلاع حضور پر نور کے پیشگاہ عالی میں  
فورا کی گئی۔ چونکہ سالار جنگ کا مزاج ساعت بساعت بگڑ جاتا تھا۔ اعلیٰ حضرت حضور  
پر نور کو سالار جنگ سے ایک خاص محبت تھی اونکی وقتاً فوقتاً خبر منگانے کے لئے  
ڈیوڑھی مبارک سے اونکے مکان تک ہر کارے بٹھا دے گئے تھے اون کی  
حالت میں جو تغیرات ہوتے جاتے تھے اوسکی اطلاع ہر آن حضور پر نور کی خدمت  
مبارک میں پہنچاتے تھے۔ شام ہونے سے قبل ہی ڈاکٹرون نے اونکی زندگی  
سے مایوسی ظاہر کر دی چنانچہ اوسی شام کو، ۱۰ بجے کے وقت سالار جنگ نے  
انتقال کیا۔ سالار جنگ کے انتقال سے حضور پر نور کو نہایت رنج ہوا۔

چونکہ سالار جنگ بہادر کی سفارش سے میرا تقریر حضور پر نور کی خدمت مبارک  
میں ہوا تھا اور میرے حال پر اونکی کمال درجہ عنایت تھی اونکی وفاسے مجھ کو

ایک خاص طور پر جو صدہ ہوا وہ بیان سے باہر ہے سالار جنگ کی وفات کیا  
 مولیٰ حیدر آباد سے ایک ایسا شخص اوٹھ گیا کہ جسکے احسانات تمام ملک والوں کو  
 مدت و راز تک یاد رہیں گے سالار جنگ بہادر نے بتیں سال تک دکن کے تین  
 ریسوں کے مبارک عہد میں وزارت عظمیٰ کا کام انجام دیا۔ اون کے زمانہ وزارت  
 سے قبل نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد حکومت میں حیدر آباد کی جو حالت تھی  
 اس کے بیان کا یہ موقع نہیں ہے وہ حالت اب تک زبان زد خاص و عام ہے  
 سالار جنگ بہادر کے عہد وزارت میں حیدر آباد کے ہر ایک ملکی و مالی صیغہ نے  
 جو کچھ ترقی کی ہے اس کی پوری تفصیل کے لئے ایک جدا کتاب چاہیے۔ مجھ کو  
 نہایت افسوس ہے کہ سالار جنگ مرحوم سے بے نظیر وزیر کی لالیف اب تک  
 کسی ذی علم لائق کے قلم سے نہیں لکھی گئی۔ اگرچہ بہت سے اون لائق اور جلیل القدر  
 عہدہ داروں کا انتقال ہو چکا ہے جبکہ سالار جنگ مرحوم نے مالک مغربی و شمالی  
 سے طلب کر کے جلیلہ خدمات سے سرفراز کیا تھا اور اون میں ہر ایک قسم کی قابلیت کا  
 کامل مادہ تھا تاہم بعض مجمع کمالات خضرات جو اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ جیسے  
 مولوی سید حسین بلگرامی عماد الملک بہادر۔ مولوی مہدی علی محسن الملک بہادر  
 جو موجود ہیں کیا اچھا ہو کہ ان اعیان زمانہ اور شاہیر روزگار سے کوئی صاحب  
 سالار جنگ مرحوم کی لالیف تحریر کرنے کی طرف توجہ کریں۔ سالار جنگ بہادر  
 کی سوشل۔ اور پولیٹیکل لالیف جو حیدر آباد کی موجودہ ترقی کی جان ہے۔ اگر

نہ لکھی گئی تو بڑے افسوس کی بات ہوگی۔ سالار جنگ بہادر کا انتقال کیبوقت چہین<sup>۵۶</sup> سال کا سن تھا۔ سالار جنگ کی وفات کے بعد ۱۸۸۳ء عیسوی مطابق سنہ ۱۳۰۲ ہجری میں مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر منصرم مدار الملہام مقرر ہوئے۔ اور چند روز تک خدمت وزارت کو انجام دیتے رہے چونکہ سالار جنگ بہادر بیس سال سے بہت سلطنت کے متکفل تھے اور ملکی انتظامات میں ایک اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار ولایت مانے جاتے تھے۔ ایسے وقت میں کہ ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا بن مبارک اٹھارہ سال کے قریب پہنچ گیا تھا ضرورت تھا کہ حضور پر نور غنان حکمرانی و جہان بانی اپنے قبضہ قدرت میں لیکر اپنی رعایا کی دلجوئی۔ اور ملک و کن کا انتظام بنفس نفیس فرمائیں۔ اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اخیر صفر ۱۳۰۲ ہجری میں ہمارے حضور پر نور دام سلطنت لارڈ رپن گورنر جنرل ویکٹر ہند کی ملاقات کے واسطے کلکتہ تشریف لیگئے اور سوقت مجھے بھی ہمراہ رکاب اقدس اس سفر میں جانے کا افتخار حاصل ہوا۔

امراتے دولت اصفیہ سے نواب خورشید جاہ۔ مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر اور مصاحبین میں سے مولوی معین الدین صاحب۔ مولوی معز الدین صاحب۔ بخشی سجان خان صاحب۔ میر ریاضت علیخان بہادر۔ مسٹر بیوگانتہ ہمراہ تھے۔ کلکتہ پہونچکر حضور پر نور اور لارڈ رپن کی پبلک اور پریلوٹ طور پر باہم کئی ملاقاتیں ہوئیں جسے حضور پر نور کے اعلیٰ درجہ کے جوہر ذاتی اور قابلیت جلی کا نقش



صفحه نمبر ۱۳۹ سردار جنگ مختار الملک بہادر اول



179

ولیسراے بہادر کے دلپر بخوبی بیٹھ گیا۔ جب حضور پر نور ویسے سکا کی ملاقاتوں نے  
 فانی ہو گئے تو آپ نے کلکتہ کے اکثر مقامات کی سیر فرمائی۔ صبح و شام کبھی گھوڑے  
 پر اور کبھی گاڑھی میں سوار ہو کر ہوا خوری کو تشریف لیجاتے تھے دس روز تک ان  
 قیام رہا بعد اسکے سواری مبارک کلکتہ سے حیدر آباد میں ۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۲ء کو رونق بخش ہوئی۔  
 کلکتہ سے واپس ہوتے ہی حضور پر نور کی تخت نشینی کی خوشخبری ہم لوگوں کو گوش زد ہوئی۔  
 ۷ جنوری ۱۸۹۶ء عیسوی مطابق ۱۷ ربیع الاول ۱۳۱۲ء بحری انسٹالیشن کی تاریخ  
 قرار پائی۔ بفضلہ تعالیٰ حضور پر نور کی تخت نشینی کا جلسہ بڑی دہم و دھام سے منعقد ہوا۔  
 ہر اسلنسی لارڈ رپین ویسکرا کا کیمپ بولارم میں رزیدنسی کے قریب  
 ایک وسیع میدان میں قائم کیا گیا۔ ویسکرا اور اون کے ہمراہیوں کی مہانداری  
 نہایت اہتمام سے کی گئی۔ خاطر داری و مدارات کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ ہوا۔  
 وایسکرا بہادر و دربار کے روز شاہی مکان خلوت مبارک میں تشریف لائے  
 انسٹالیشن کے روز حضور پر نور نہایت نفیس لباس زیب تن فرمائے ہوئے  
 تہہ جسم مبارک پر سیاہ بانات کی شیروانی گلمے میں موٹیوں کا ایک مالا مبارک  
 پر دستار و دستار پر ایک لباس نگار سر بیچ نہایت زیب سے رہا تھا۔

اوسے روز اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اپنے خاص مراحم شاہانہ و نوازش خسروانہ  
 سے میر لائق علیخان بہادر فرزند اکبر نواب سالار جنگ مرحوم کو دکن کی خدمت  
 جلیلہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور اس جشن مبارک کی تقریب میں جب بار منعقد ہوا

صفیہ ندیمہ انٹالیشن کے روز حضور پر نور دستار مبارک پر سر پہنچا کر صبح  
 اور شگلے میں موتیوں کے ہار پہن کر رونق بخش ہوئے



۱۴۱

تو چھکو خطاب خانی و بہاوری سے سر بلند فرما کر مجھے اور میری ریاضت علیخان بہادر کو اپنی خاص ایڈمی کانی کا عہدہ عنایت کیا۔ اور خدمت ایڈمی کانی کی دو ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ علاوہ اڑبائی سو روپیہ تنخواہ مہتممی اصطبل خاصہ کے میرے نام مقرر فرمائی۔ ایک رات اور ایک دن میری ریاضت علیخان بہادر اور ایک رات اور ایک دن مین ڈیوڈ ہی مبارک مین حاضر رہا کرتے تھے۔

تخت نشینی کے بعد اعلیٰ حضرت قدر قدرت نے یہ دستور مقرر فرمایا کہ چلی شام مین ہر روز صبح کے وقت کرکٹ کے میدان مین برآمد ہوتے۔ اور اول تہوڑی دیر تک گھوڑے پر سوار ہو کر نیزہ بازی فرماتے پہر پیو مین کی مکان مین رونق بخش ہو کر بندوق سے نشانہ اندازی کی مشق کیا کرتے تھے۔ نشانہ اندازی مین میری لائق علیخان بہادر سالار جنگ ثانی میری سعادت علیخان بہادر۔ آغا ناصر شاہ میری ہاندار علی۔ میری حافظ علی انتخاب جنگ میری ریاضت علیخان بہادر مسٹر ہیوگات ڈیوڈ ہی مبارک مین حاضر ہو کے روزانہ شریک ہوتے تھے۔

نشانہ اندازی کے بعد اعلیٰ حضرت قدر قدرت چھوٹی حاضری تناول فرماتے تھے جس مین صاحبین انہو مغزین جو شوٹنگ اور نیزہ بازی مین موجود رہتے تھے شریک ہوتے تھے۔

نوبت کے بعد مولوی سید حسین صاحب بگرامی جبکہ حضور پر نور نے اپنی متحدی کا عہدہ عنایت فرمایا تھا۔ حویلی قدیم مین باسیاب ہو کر امور ریاست کے کاغذات



صوفی نمبر ۱۴۲ فوٹو نمبر ۱۴۲ میرزا نصرت علی خان محبوب یا چنگ تانم الدولہ ظم الدلکک بمب د



پیش کرتے تھے۔

امراء دولت و منصبداران خاص علماء و مشائخ اور معتبر صرف خاص و غیرہ کی باریابی اور سلام کے اوقات علیحدہ علیحدہ مقرر تھے ہر ایک شخص اپنے وقت پر حاضر ہو کر شرف باریابی حاصل کرتا تھا۔

علاقہ دیوانی کے کاغذات سالار جنگ ثانی بذات خود ہفتہ میں دو بار پیش کیا ضروری میں حاضر ہو کے پیش کیا کرتے تھے۔ اور مولوی مہدی علی خان صاحب سالار جنگ ثانی کے پاس چیف سکرٹری کا کام انجام دیتے تھے اس زمانہ میں اگرچہ حضور پر نور کی حکمرانی کا آغاز تھا۔ اور عثمان سلطنت کو ہاتھ میں لئے ہوئے چند روز گزرے تھے مگر شاہانہ قابلیت اور عقل خدا داد سے امور اہم مملکت میں وہ ملکہ حاصل کیا کہ بڑے بڑے وائیاں روزگار خبکو سیاست مدنی کا کمال تجربہ تھا وہ انگشت بزدان ہو گئے ہر ایک صیغہ مالی و ملکی اور نظم و نسق رعایا و برائیاں ایسی اعلیٰ درجہ کی قوت عملیہ صرف فرمائی کہ اس سے بڑے ہر بات مملکت میں فوت صرف کرنی ممکن نہیں۔ یہ زمانہ عامہ خلائق اور خواص سلطنت اصفیہ کے لئے عجب بے غمی کا زمانہ تھا ہر ایک اپنے ولی مقاصد سے کامیاب اور عیش و مسرت سے بہرہ یاب تھا۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں شہر حیدر آباد میں مرض وبا کی کچھ شکایت پیدا ہو گئی۔

امراء دولت اور ڈاکٹروں کے نزدیک بیماری کے ایسے وقت میں

حضور پر نور کا بلدہ مین رونق افروز رہنا قرین مصلحت سمجھا گیا اس لئے اون  
مخلصان دولت کے مشورہ سے حضور پر نور سرگز مگر تشریف لے گئے یہاں کی  
لطیف آب ہوا اور دلکش فضا مشہور ہے اعلیٰ حضرت یہاں اکثر سیر و شکار میں  
مشغول رہتے اور ریاست کے کاغذات بھی ملاحظہ فرماتے تھے۔

ایک روز ساڑھے گیارہ بجے حضور پر نور نے خاصہ تناول فرمایا۔ اور دیر  
تک کاغذات امور سلطنت ملاحظہ فرماتے رہے یکایک نصیب اعداء راج  
مبارک کدھر ہو گیا۔

طبیعت پر کرانی کے آثار محسوس ہوتے ہی ڈاکٹر وزیر علی صاحب کی یاد ہوئی  
جو پیشی خداوندی کے ڈاکٹر تھے وہ فوراً حاضر ہوئے اور اونہوں نے حضور  
پر نور کے نوش فرمانے کے لئے دو آپیش کی مگر مزاج اقدس کا احوال دیکھ کر  
ڈاکٹر وزیر علی صاحب سخت پریشان ہوئے اور کہا کہ اس شکایت سے مرض  
و با کے علامات پائے جاتے ہیں جب مرض میں ترقی ہونے لگی تو ڈاکٹر  
بو من صاحب زیدنسی سرجن کی یاد ہوئی وہ فوراً حاضر ہوئے اور دو  
یونانی اطباء اور تمام ڈاکٹر ان سرکاری بھی جمع ہوئے شب کے نو بجے تک مزاج  
اقدس جاوہ اعتدال سے استقدر منحرف ہوا کہ ڈاکٹر بو من صاحب بھی گہرا گئے  
اور سکندر آباد کے جنرل ڈاکٹر اسمتہ صاحب کو چٹھی لکھ کر طلب کیا میں آغاز علالت  
مزاج سے حضور پر نور کی خدمت میں مشغول تھا ڈاکٹر بو من کی ہدایت کے موافق

وقت بوقت اعلیٰ حضرت کو دوا دیتا تھا وہ گہری گہری مزاج کی حالت کو دیکھتے اور حالت کی مناسبت سے کبھی تو دوا دیتے اور کبھی سینہ اور بازو دیکھنے کو کہتے تھے اعلیٰ حضرت حضور یر نور کی تحت نشینی کو تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ یکایک اس خوفناک مرض کا مزاج مبارک پر اثر ہونے سے تمام شہر کا احوال ایسا پریشان ہو گیا جو بیان کے قابل نہیں۔ مسلمانوں نے مساجد میں نمازین پڑھ پڑھ کے اپنے پاؤں شاہ کی صحت و سلامتی کے واسطے دعائیں مانگیں۔ ہندوؤں نے دیولوں میں۔ عیسائیوں نے اپنے گرجوں میں۔ اور عام و خاص نے جا بجا باہم ملکر صحت ذات مبارک کے لئے بارگاہ الہی میں التجا کی۔

امراء دولت اور مصاحبین خدمت بابرکت کے اضطراب پریشان کا احوال کچھ نہ پوچھو۔ جو کچھ فکر و تشویش اُن کے دلوں پر گزر رہی تھی اُس کا بیان امکان سے باہر ہے۔ خدا خدا کر کے یہ مصیبت کی رات بہتر خلق و اضطراب آخر ہوئی اور دن نکلا مگر مزاج میں ابھی تک کچھ اصلاح نہ ہوئی۔ آخر ہوا خواہوں کی دعاؤں نے جو صدق دل سے نکلی تھیں اپنا اثر کیا۔ اور دریائے رحمت ربانی جوش میں آیا۔ یکایک اصلاح مزاج کے آثار نمودار ہونے لگے جس قدر مزاج مبارک میں بحالی آئی گئی خیر خواہوں کی جان میں جان آئی گئی۔

چوتھے روز ڈاکٹر بیومن صاحب نے عرض کیا کہ مرض کی طرف سے اب کی طرح کا خوف نہیں رہے اب صرف تقاہر ہے یہ بھی عنقریب رفع ہو جائے گی۔

غرض بفضل تعالیٰ چوتھے روز سے صحت شروع ہو گئی اور ساتویں روز بخوبی چاق  
و تندرست ہو گئے۔ ڈاکٹر بومن صاحبیات دن تک شب و روز سرکار کی خدمت  
میں حاضر رہے یہ ڈاکٹر صاحب نہایت طباع اور حضور پر نور کے مزاج شناس  
تھے اور تشخیص انکی نہایت عمدہ تھی۔

دوسرے ہفتہ میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا ڈیڑھ مین سوار ہو کر بلدہ کو تشریف  
لائے اس روز جیسی خوشی سبکو ہوئی اسکا بیان نہیں ہو سکتا۔ اس خوشی کے  
ساتھ اعیان دولت و خدام و حواشی ہی مخصوص نہ تھے بلکہ اس میں تمام ساکنان  
بلدہ حیدر آباد علی العموم شریک تھے۔ جو وقت انہوں نے اپنے آقای ولی نعمت  
کو صحیح و سالم دیکھا تو خوشی سے پہرے نہ سماتے تھے۔

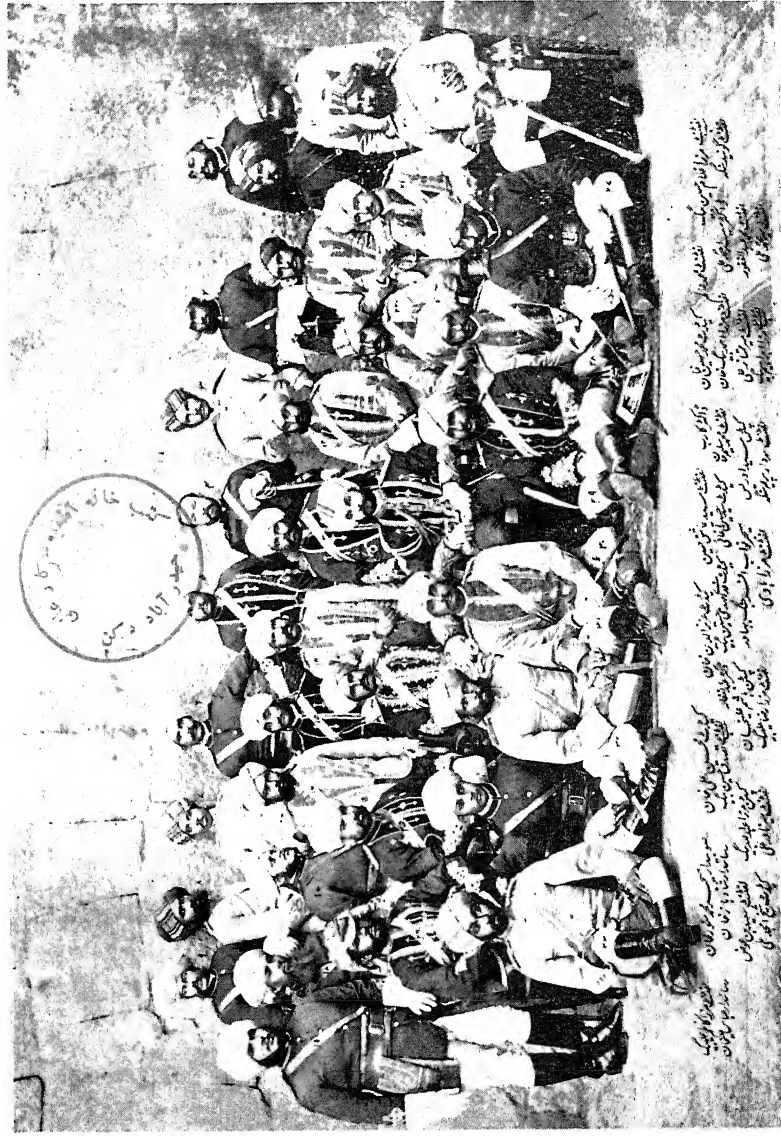
اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک جو وقت کہ سرورنگرین رونق افروز  
تھی اس وقت مجھے بحال رحمت شانہ و عنایت خسرانہ کیٹن قاسم علیچان کی  
جگہ گو لکنڈہ لائبریری کی کمان پر مقرر فرمایا۔

حب الکلم اقدس غرہ جمادی الاول ۱۳۱۰ ہجری کو میں نے گو لکنڈہ لائبریری  
چارج لیا۔ ہر چند کہ اس وقت اس رسالہ کے جوانوں کی تعداد کم تھی لیکن تھوڑی  
مدت میں اسکی تعداد تین سو سواروں تک پہنچ گئی اور یہ رسالہ باقاعدہ فوج  
کے موافق ہو گیا۔

گو لکنڈہ لائبریری کی کمان پر مقرر ہوتے ہی میں نے اسکی اصلاح اور درستی کے

۱۳۹۶/۱۲/۱۳

افسوس کہ گوکنڈہ پر گریب دھڑ ۲۰۱۳ء





طرح توجہ کی سب سے پہلے اس رسالہ کے واسطے یونی فارم تجویز کیا حیدر آباد  
کنٹنٹس کے نمونہ کے کوٹ اور سر پر باندھنے کے سرخ شلے اور زرد قمر لباس بودھیا  
سے مشکوایتیں۔ ساہیون بلٹ۔ اور لائٹک بوٹ کو سرالین کانپور سے اور اورنگ آباد  
ہوج راج کے کارخانہ سے بہانے طلب کئے۔

تلواروں کے لئے ولکتن سورڈ میکر کے پاس لایت کو آڈر بھیجا غرض ہر ایک  
مقام سے ہر ایک فوجی چیز عمدہ اور بہتر آگئی۔ اور گو لکنڈہ لائسنس کا سب فوجی سامان  
درست اور تیار ہو گیا۔ بھٹی سے عربی گھوڑے خریدے گئے مونٹیڈ ڈرل۔  
فٹ ڈرل۔ ریڈنگ اسکول۔ سورڈ اور لائسنس گریڈ سائیز کی تعلیم شروع کی گئی۔  
اور قلعہ میں رسالہ کے جوانوں کے قیام کی واسطے مکانات اور گھوڑوں کے  
لئے طویلے بنوائے گئے۔

خداوند عالم کے فضل اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے اقبال سے گو لکنڈہ  
لائسنس کی انتظامی حالت روز بروز ترقی پذیر ہونے لگی۔

## گو لکنڈہ لائسنس میں پلیٹن اور توپ خانہ کا شامل ہونا

سالار جنگ بہادر نے جو وقت دیکھا کہ گو لکنڈہ لائسنس کی فوجی حالت  
روز بروز ترقی پر ہے نو پنجگاہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور میں عرض کیا کہ ایک پلیٹن  
اب ایک توپخانہ بڑا کر اسے پورا ایک برگیدہ کر دیا جائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور

نے سالار جنگ کی سپہ درخواست منظور فرمائی حسب الحکم اقدس ۱۶ رجب ۱۳۱۵ء کو فرسٹ اور سکند پلٹن فوج بے قاعدہ شہر کو بند پر شاو سے منتقل کر کے گو لکنڈہ لائن کے ساتھ شریک کر دی گئی۔ اس پلٹن کے سپاہی بالکل معمولی حالت اور بے قاعدہ تھے اون کے پاس کسی قسم کا یونی فارم وغیرہ کچھ نہ تھا مین نے اون کی انڈر لیس کے لئے خاکی یونی فارم اور فیلڈ ٹریس کی واسطے خاکی سرج کا یونی فارم منسلک انڈیا کی فوج کی طرح تجویز کیا اگرچہ باقاعدہ افواج سرکار عالی کے دوسرے اقسام کے یونی فارم مین مگر گو لکنڈہ انفنٹری۔ اور گو لکنڈہ پیاشری کا وہی خاکی یونی فارم اب تک چلا آتا ہے انا ز آئندہ مہینے کی مدت میں آخر و یقہ ۱۳۱۵ ہجری تک سپاہیوں کا کل فوجی سامان تیار ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت حضور نور کا شیر کشکا رپو اور میلا رپو طرف شعبان ۱۳۱۵ ہجری مطابق ۱۸ اگست ۱۹۰۱ء عیسوی میں رونق افزا ہونا۔

میلا رپا مری سے جو الاپور کے اسٹیشن سے ۱۲ میل کو فاصلہ پر واقع ہو شکاری بدوشیرو کی خبر لائے۔ حسب الحکم اقدس سامان شکار اور خیمات سرکاری اور اسپان سواری بیٹرم کے اسٹیشن کو بھیجے گئے اور فیلان خاصہ منزل بمنزل روانہ ہوئے سرالیور پنجن منصرم ریزڈنٹ جید رہا وہی اس شکاری مین بندگان حضرت کے مدعو اور ہماہیون مین تھے بندگان حضرت کی اسپیشل ٹرین شعبان ۱۳۱۵ ہجری مطابق ۱۰ جون ۱۹۰۱ء روز شہر بندہ دہارور اسٹیشن کو روانہ ہوئی۔ سرالیور پنجن۔ میجر نیول سکند پلٹن

رزیدنٹ۔ مسٹر وارڈن انجینئر۔ سالار جنگ ثانی۔ منیر الملک۔ میجر افسر جنگ  
 عوام الملک محبوب یار جنگ۔ قاور جنگ۔ نادر جنگ۔ حکیم الملک جلال لدو  
 سردار دلیر جنگ۔ میر ممتاز علی خان۔ میر حافظ علی خان۔ ہمراہ رکاب تھے۔  
 لشکر گاہ کے سامنے اچھا وسیع میدان تھا۔ اس کے اطراف میں چھوٹے  
 چھوٹے پہاڑ نہایت خوشنما معلوم ہوتے تھے۔ پہاڑوں ضروری انتظامات  
 شکار میں گذرا۔

دوسرے روز صبح کو گارے کی خبر آئی۔ دس بجے سواری مبارک مع تمام  
 ہمراہیان شکار کو روانہ ہوئی۔ شیر نے ایک نالہ میں گانا کیا تھا شکاریوں نے اس کے  
 اطراف میں پہرہ کر دریافت کر لیا کہ شیر باہر نہیں گیا۔ سرالیوورنجن اور مسٹر وارڈن بائیں  
 طرف۔ سالار جنگ اور نادر جنگ دہنی طرف۔ بندگان حضرت کافیل خاصہ ان کے  
 درمیان کھڑا کیا گیا تاکہ پیچھے سے پہاڑ کی طرف پڑھنا شروع ہوا۔ تاکہ والوں کے  
 شور و غل اور بائیں طرف کی لین زیادہ تر پڑھنے کی وجہ سے شیر نے نالہ کارہستہ  
 چھوڑ دیا اور پہاڑ کے دامن دامن ہو کر عوام الملک اور محبوب یار جنگ کی طرف  
 اندازاً تین سو قدم کے فاصلہ پر جا نکلا۔ انکا ہاتھی ایک بلندی پر سالار جنگ کے  
 بائیں طرف کھڑا تھا۔ عوام الملک اور محبوب یار جنگ نے شیر کو دور سے دھڑا دیکھا مگر  
 اونکو گولی چلانے کا موقع نہ ملا غرض ہر شام سواری مبارک لشکر گاہ کو واپس آئی۔  
 دوسرے روز صبح کو گارے کی خبر آئی بندگان حضرت حضور پر تو مع ہمراہی

ہاتھوں پر سوار ہو کر جنگ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔

سرایورنجن کا ہاتھی دہنی طرف۔ بندگان حضرت کانیل خاصہ درمیان ہر سالہ جنگ  
بائیں طرف اور باقی ہمراہیان سواری مبارک اپنے اپنے مقررہ مقامات پر کھڑے  
ہوئے ہانکہ شروع ہوا۔ شیر نے دوسرے پہاڑ کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن اس  
پہاڑ کے دامن میں پہلے سے اور ہاتھی کھڑے کر دئے گئے تھے شیر نے جب ہاتھی  
اور آدمیوں کو دیکھا تو فوراً پلٹ گیا۔ اور بندگان حضرت کے نیل خاصہ کی طرف  
چلا اعلیٰ حضرت نے شیر کو دور سے اپنے دہنی جانب چھاڑی میں جاتے ہوئے  
ملاحظہ فرمایا اندازاً انٹی گرن کے فاصلہ پر شیر چڑھ چکا ہو گا کہ اعلیٰ حضرت نے متواتر دو گولیاں  
چلائیں ایک گولی شیر کے دہنے شانہ میں لگی۔ ایک نالہ جو قریب تھا اور اسکے  
کنارہ ایک بڑی چھاڑی تھی شیر اوس میں بیٹھ گیا۔ شکاری لوگ بندوق کے چلتے  
ہی دوڑے اور جس نالہ میں شیر گیا تھا اسکے آگے بڑھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ شیر کے  
پاؤں کا نشان باہر نہیں ہے۔

بدنگان حضرت کا ہاتھی نالہ کے کنارہ کھڑا کیا گیا شکاریوں نے چند ہاتی  
اور تھوڑے آدمی ہمراہ لیکر نالہ میں ہانکہ شروع کیا اور ہانکہ کے باقی آدمی درختوں  
پر چڑھ گئے۔

شیر زخمی ہو کر نہایت غضبناک ہو جاتا ہے ہاتھی یا آدمی جو اس کے سامنے  
آتا ہے وہ اس پر حملہ کرتا ہے اس لئے شیر کے زخمی ہونے کے بعد آدمیوں کے

بچاؤ کے لئے بہت خبرداری کی جاتی رہے جہاں تک ممکن ہوتا ہے ہانکے والے یا  
شکاری یا پیادہ نہیں بھجواے جاتے۔

جبوقت شکاریوں نے ہاتھوں پر سے آتشبازی چلائی اور شور و غل مچا  
ہوئے زخمی شیر کی جگہ پہنچے۔ اتفاقاً ایک گاؤں والا ہائیون کے نزدیک سے  
علحدہ ہو کر جھاڑی میں چلا گیا۔ شیر نے جست کر کے فوراً اوسکو زخمی کر ڈالا چونکہ  
شکاری لوگ قریب تھے اونکی پکار سے شیر نے اوسکو جلد چھوڑ دیا اور پھر جھاڑی  
میں جا بیٹھا۔ شکاریوں نے آکر عرض کیا کہ شیر زخمی ہو کر جھاڑی میں بیٹھ گیا ہے  
اب وہ کسی طرح اپنی جگہ سے نہ اٹھے گا اور جو شخص اوسکے نزدیک چلے گا حملہ کرے  
وہ اوسے زخمی کر ڈالے گا۔ جھاڑی استدر گنجان ہے کہ باہر سے کچھ نظر نہیں آتا بہتر  
ہوگا کہ ہاتی جھاڑی کے نزدیک لیجاہیں۔ جبوقت شیر حملہ کرے اوسوقت اوسکا  
کام تمام کریں۔

میں نے بندگان حضرت سے عرض کیا کہ اگر زیادہ ہاتھی جھاڑی میں جا بیٹھو  
تو شیر گولیاں چلاتے وقت ایک کی گولی سے دوسرے کو ضرور نقصان پہنچے گا  
اگر مجھ کو ارشاد ہو تو ایک ہاتی پر سوار ہو کے شیر کی طرف جھاڑی میں جاتا ہوں  
باقی ہاتی نالے کے کنارے ایک صف میں کھڑے رہیں۔ سرکار نالہ کے آخر  
میں جو راستہ شیر کے جانیگا ہے وہاں تشریف فرما ہوں اگر شیر میرے ہاتی کو  
دیکھ کر نالہ سے جائیگا تو سرکار کی ریفل سے جان بر نہوگا اگر نالہ سے دوسرے

کنارہ کی طرف جست کر گیا۔ تو سالار جنگ اور دوسرے صاحبوں کے سامنے آئے گا۔ اعلیٰ حضرت نے یہ بندوبست بند فرما کے مجھ کو اجازت دی۔ میں بندگان حضرت کی خواہی سے اوترا۔ اور جس ہاتی پر محبوب یا جنگ سوار تھے ان کے ساتھ سوار ہولیا اور میں نے فیصل خاصہ اور دوسرے ہاتیوں کو اپنی جگہ کھڑا کر کے اپنا ہاتی شیر کی طرف بڑھایا۔ سرالیو بدجن۔ اور مسٹر وارٹون بھی اپنا ہاتی میرے ساتھ لائے جھاڑی کے پیچھے سے سرالیو بدجن صاحب نے اور سامنے سے میں اور محبوب یا جنگ نے اپنے ہاتی بڑھائے۔

جب ہم اوس جھاڑی کے قریب پہنچے تب ایک عرب بندوق ہاتھ میں لئے ہوئے ہمارے ہاتی کے سامنے آیا۔ اور کہا کہ شیر سامنے بیٹھا ہے میں نے اوس عرب سے چند ہار کہا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ لیکن اوس نے نہیں سنا جب شیر میرے ہاتی کو دیکھ کر غصے سے لگا تو اب سالار جنگ اور نیر الملک اور بعض دوسرے صاحب لوگ حو کہ نالہ کے کنارہ کھڑے تھے ان کی طرف سے چند بند و قویاں کی ہواڑ ہوئی دو گولیاں ہمارے ہاتی کے نزدیک گئیں ایک گولی اوس عرب کے منڈھے میں لگی اور بائیں پسلی سے پار ہو گئی وہ عرب زمین پر گر پڑا شیر نے جب یہ گڑ بڑ دیکھی تب ہماری ہاتی پر حملہ کیا میں نے اور محبوب یا جنگ نے گولیاں چلائیں ایک گولی شیر کے سر میں لگی شیر اسی جگہ گر گیا۔

جن عرب کے تھکسار میں گولی لگی تھی حکیم اسماعیل نے اس کے زخم کو دیکھا اور



اوسکے اعضا ریسہ میں سے کسی عضو کو نقصان نہیں پہونچتا تھا حکیم الہا لک نے نہایت عہدگی سے اوسکا علاج کیا۔

۲۰ شعبان ۱۳۰۳ ہجری کی صبح کو گارے کی خبر نہیں آئی اس لئے یہ انتظام کیا گیا کہ آج شام کو چیتل سا نبر وغیرہ کا شکار کیا جائے۔

دس بکے بندگان حضرت مع ہمارا ہیان سواری مبارک ہاتھیوں پر سوار ہو کر جنگل کی طرف تشریف فرما ہوئے سب ہاتھی ایک صف میں اور پیادہ شکاری درمیان میں رکھ کر چیتل سا نبر کے شکار کی طرف متوجہ ہوئے یکایک ایک بنجارہ دوڑتا ہوا مجھ کو دور سے نظر آیا جب وہ فیل خاصہ کے نزدیک پہونچا تو اوس نے بیان کیا کہ میں اپنے جانور چرار ہاتھا۔ اوٹکو چراتے چراتے جب اک پھاڑ کے قریب پہونچا تو اوس میں سے دو شیر نکلے اور اون دونوں نے جانور ون پر حملہ کیا اون کے ڈر سے سب جانور پریشان ہو گئے وہ دونوں ابھی تک پھاڑ میں موجود ہیں۔ اور میں نے ایک بنجارے کو پھاڑ پر بٹھلا دیا ہے کہ وہ اوٹکو دیکھتا رہے۔

بنجارے سے شیر ون کی خبر سنکر سب کو نہایت خوشی ہوئی اور فوراً چند شکاری بنجارے کے ساتھ پیچکر پھاڑ کے اطراف میں درختوں اور پتھروں پر بٹھلا دے گئے جو مقام کہ شیر کی گزرگاہ خیال کیا گیا تھا وہاں ایک نالہ کے کنارے بندگان حضرت کا فیل خاصہ کھڑا کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت کے وہی طرف محبوب یاد جنگ اور عاود الملک ایک ہاتھی پر۔ اون کے بعد لار جنگ ثانی اور ناو جنگ اوسکے بعد سرا یوور سنج

اور مسٹر وارڈن تو اس طرح جب سب انتظام کر لیا گیا تب پہاڑ کی پیچھے سے ہانک شروع ہوا تھوڑی دیر میں دو شیر پہاڑ سے نکلے ایک شیر ~~سلا~~ لار جنگ کی طرف دوسرا شیر بندگان حضرت کی جانب آیا اعلیٰ حضرت نے اس شیر کو اندازاً انٹی قدم کے فاصلہ سے ملاحظہ فرما کر گولیاں چلا بن ایک گولی اس کے پیٹ میں لگی شیر زخمی ہو کر جھاڑی میں بالکل پوشیدہ ہو گیا ابھی تک بندگان حضرت کی نگاہ اس مقام کی طرف تھی جس جگہ کہ شیر پہلی گولی چلائی تھی۔ یہ شیر نالہ اور جھاڑی سے ہوا ہوا فیل خاصہ کے قریب پانچ چہرہ قدم کے فاصلہ پر آ پہونچا۔ اس وقت یکا یک اعلیٰ حضرت کی نظر شیر پر پڑی اسل ثنائ میں شیر ہاتھی کے پیچھے پہونچ گیا تھا۔ بندگان حضرت نے نہایت چستی اور مستعدی سے پیچھے پلٹ کر دھڑ دھڑ رفل سر کے اول گولی نے حطاک کی اور دوسری شیر کی شانہ میں لگی شیر جت کر کے نالہ میں چلا گیا اور نظر سے غائب ہو گیا۔

مجھ کو بندگان حضرت کی خواہی میں بیٹھنے کا اعزاز حاصل تھا۔ جو وقت پہلے شیر جھاڑی جھاڑی چلتا ہوا ہاتھی کے قریب پہونچا۔ اس وقت اول حضور پر نور کی نظر پڑی بندگان حضرت نے ایسے استقلال اور دلیری سے عین وقت پر گولی چلائی کہ اگر ذرہ ہی دیر ہوتی یا گولی شیر کے شانہ پر ٹھیک نہ پڑتی تو بے شبہ وہ ہاتھی پر حملہ کرتا مگر یہ آخر زخم ایسا کاری لگا تھا کہ شیر تھوڑی دیر جا کر ایک درخت کے پیچھے گر گیا۔

یہ دوسرا شیر تھا جس کو بندگان حضرت نے اس ہجرت و دلیری سے شکار

فرمایا۔ سواری مبارک قریب چار بجے کے شکرگاہ میں مراجعت فرما ہوئی۔

شکاری شیر کو ہاتی پر ڈال کر بڑے تجل اور تکلف سے لائے جس ہاتی پر شیر  
تھا اسکے عقب میں تمام شکاری ہاتی اور آگے آگے صد ہا گاؤں والے درختوں کی  
ٹہنیاں ہاتھوں میں لئے ہوئے کچھ لوگ ہاتی کے پیچھے۔ ڈھیرے اور کرکری بجانے  
شور و غل مچاتے شکرگاہ میں داخل ہوئے۔

جب شیر کی سواری اس دھوم و ہام سے نزدیک پہونچی بندگان حضرت مع  
صاحب زریڈنٹ بہادر اور سالار جنگ خیمہ سے برآمد ہوئے۔

یہ شیر پہلے شیر سے ماپ میں ویرہہ انچ کم تھا نو فٹ سات انچ لائیا تھا  
فٹ پانچ انچہ اونچا تھا اسکے دونوں کانوں کے درمیان نو انچہ کا فاصلہ تھا سر کا  
دور تین فٹ پنجہ کا اور ایک فٹ ایک انچہ دم تین فٹ لائیا تھا۔

شام کے چہ بجے بندگان حضرت حضور پر نور دام سلطنتہ مع ہمراہیان سواری  
مبارک الاپور کے اسٹیشن کی طرف رونق افروز ہوئے جس شیر کا آج شکار ہوا تھا  
اوسکو ریل میں ہمراہ لے چلنے کے واسطے ارشاد ہوا۔ سرکاری اسپل ٹرین شبکو  
اسٹیشن سے روانہ ہو کر صبح دم جیدر آباد میں پہونچی۔

بندگان حضرت کے معزز مہمان زریڈنٹ صاحب بہادر دادا شکر حضرت  
سے رخصت ہو کر زریڈنٹی کو تشریف لے گئے اور سواری مبارک ڈیوڈ ہی  
رونق بخش ہوئی شیر کو اسٹیشن سے شکاری لوگ ہاتی پر رکھ کر ڈیوڈ ہی مبارک

مین لائے راستہ میں ہاتھی کے ہمراہ تماشا بیون کا بے انتہا ہجوم تھا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیواسطے

یاوگیر پٹی کی طرف رونق افزا ہونا شہبان ۱۳۰۱ھ

کچھ دنوں کے بعد اسی مہینے میں شکاری یاوگیر پٹی سے شیر کی خبر لائے حلاوت  
اقدس شکاری سامان اور خیمات وغیرہ اوسط طرف روانہ کئے گئے۔

سواری مبارک مع سالار جنگ - منیر الملک - نادر جنگ - امیر جنگ

حکیم الملک بلد سے بلارم کو روانہ ہوئی۔ شب کو اعلیٰ حضرت نواب سالار جنگ  
کے جنگلہ میں استراحت فرما کر علی الصبح یاوگیر پٹی کی طرف رونق افزا ہوئے۔

یہ مقام بلارم سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر جانب مشرق واقع ہے اعلیٰ حضرت

نے کیمپ میں تشریف فرما ہو کر چائے خوری کے بعد فیل خاصہ طلب فرمایا۔

اور مع ہمراہیوں کے شکار گاہ کو تشریف لیکے سرکاری ہاتھی ایک پہاڑ کے

قریب کھڑا کیا گیا۔ اور دوسرے ہاتھی پہاڑ کے اطراف میں مختلف مقامات پر

استادہ ہوئے پہاڑ کے عقب سے ہانک شروع ہوا۔ بندگان حضرت نے دور سے

ملاحظہ فرمایا کہ دو شیر ہانک والوں کے سامنے سے ٹکڑے مقابل کے پہاڑ میں چلے گئے

حضرت نے خیال کیا کہ جب ہانک والے کوہ مذکور کے قریب پہنچیں گے تب وہ

دونوں شیر ضرور سامنے آئیں گے۔

غرض کہ جب ہانکے والے اوس پہاڑ کے قریب پہنچے تب اعلیٰ حضرت رفیل دست مبارک میں لئے ہوئے بالکل تیار تھے کہ اب کوئی دم میں شیر نکلتے ہیں اور بڑے لطف سے شکار ہوتا ہے لیکن اس انتظار میں زیادہ وقت گزر گیا اور ہانکے والے خاص اوس پہاڑ کے پتھروں پر چڑھ گئے جس میں کہ شیر گئے تھے اعلیٰ حضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ شیر ہماری نظروں کے سامنے پہاڑ میں آئے اور ہانکے والے شور و غل کرتے ہوئے وہاں تک پہنچ گئے لیکن شیر اب تک پہاڑ سے نہیں نکلے اسکا کیا باعث ہوگا میں نے عرض کیا کہ اس پہاڑ کے اطراف میں سب بندوبست کیا گیا ہے ہر طرف نالوں کے کنارے درختوں پر آدمی بٹھلا دئے گئے ہیں میدان میں سوار کھڑے ہیں ممکن نہیں کہ شیر دوسری طرف نکلیجائے شاید اوس پہاڑ میں غار اور گوبین ہوں۔ اور شیروں نے اپنے آپکو چھپایا ہو۔ اس لئے کہ جب شیر کا چند بار ہانکے ہو جاتا ہے تو وہ چونکہ رہتا ہے اور ہانکے والوں کی آواز سنتے ہی پہاڑ کے غار یا گوبی میں چھپ جاتا ہے اور کسی طرح سے باہر نہیں نکلتا توڑی دیر کے بعد چڑھی رام شکاری ہانکے میں سے دوڑتا ہوا آیا اور اوس نے بیان کیا کہ دونوں شیر اوس کے سامنے گوی میں چلے گئے ہر چند سب شکاریوں نے کوشش کی اور گوی میں آتش بازی بھی چھوڑی لیکن باہر نہیں نکلے۔

گاؤں والے شکاری بیان کرتے ہیں کہ کرنل والٹن صاحب رسالہ کٹنچٹ کے ایک افسر اس جنگل میں کئی بار شکار کو آئے اور یہ شیر ہمیشہ ہانکے کو سامنے

سے نکلا کر پہاڑ میں چھپ گئے آتش بازی وغیرہ چھوڑنے سے ہی باہر نہیں نکلے۔  
 زندگان حضرت نے یہ واقعات سماعت فرما کر فیل خاصہ اس پہاڑ کی  
 طرف بڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا جب سواری قریب پہونچی اعلیٰ حضرت نے  
 ملاحظہ فرمایا کہ پہاڑ میں بڑے بڑے پتھروں کے نیچے بہت وسیع درے اور گوی ہین  
 ہین جنہیں درند جانور ہا سانی رہ سکتے ہین اعلیٰ حضرت نے ہاتھی پر سے اوتر کر ایک  
 پتھر پر کھڑے رہنے کا ارادہ فرمایا۔

سر سالار جنگ ہی دوسری طرف سے تشریف لائے نا اور جنگ اپنے ہاتھی  
 سے اوتر کر ہانک والوں سے کیفیت دریافت کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے جو وقت  
 ایک گوی کے سامنے سے وہ جا رہے تھے اذکو ایک شیر نظر آیا اور قریب تھا کہ  
 وہ اونپر حملہ کرنے نا اور جنگ نے فوراً اوسپر ریفیل چلائی گولی شیر کی گردن میں لگی وہ  
 اوسی جگہ گر گیا۔ اور دوسرا شیر ایک درہ میں جا چھپا۔

بندگان حضرت جس پتھر پر تشریف رکھتے تھے اوسکے بائیں طرف ایک  
 بڑا پتھر تھا ایک گاؤں والے شکاری تو کہا کہ مجھکو اس پہاڑ اور شیر کے رہنے کے  
 مقامات بخوبی معلوم ہین اگر اس پتھر سے ذرا نیچے اوترین تو جس جگہ شیر بیٹھا ہے  
 ضرور نظر آئے گا لیکن وہ پتھر مثل دیوار کے سید ہا تھا میں نے اپنے ساتھ کے  
 شکاریوں کے سر کے چار ٹکوں کے سرے اپنی کمر میں باندھ کر شکاریوں کے  
 ہاتھ میں دے اداؤں سے کہا کہ آہستہ آہستہ مجھکو اس پتھر کے نیچے اوتا رو



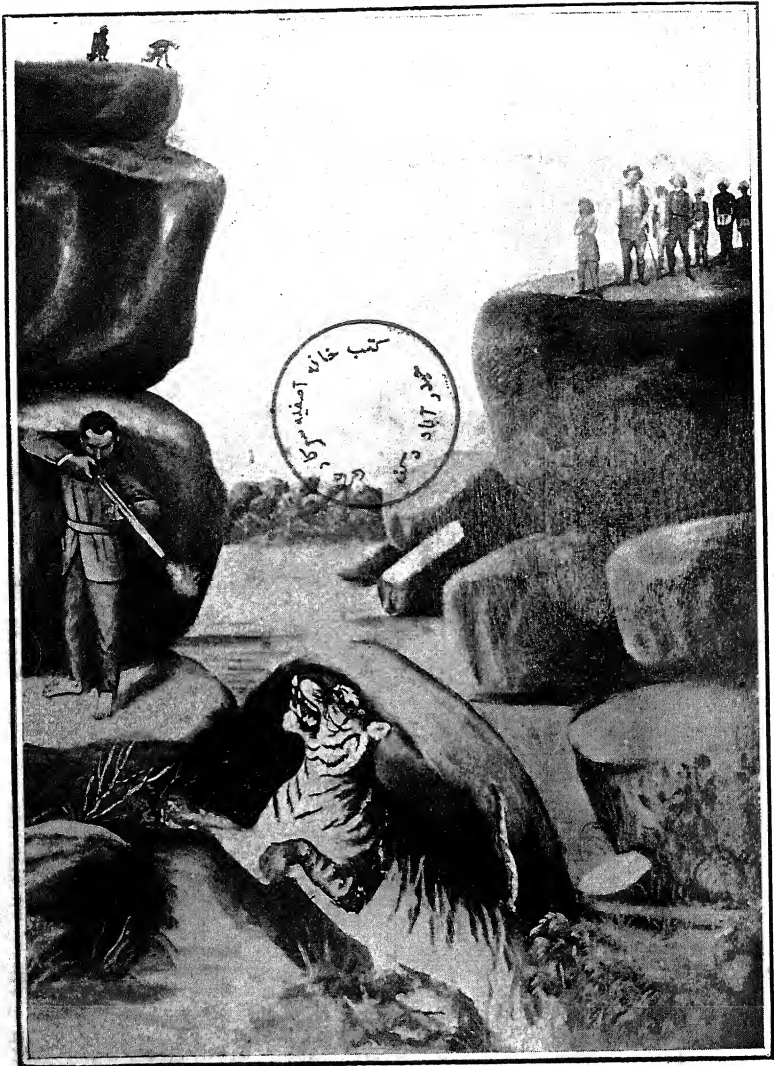
غرض تشکاریون نے ٹیکون کے سرے مضبوط پکڑ کے مجھ کو بسہولت نیچے اوتار دیا  
 شاید سات یا آٹھ فٹ مین نیچے پہونچا ہونگا کہ مقابل کے پتھر کے نیچے کی جھاڑی  
 میں مجھ کو شیر نظر آیا۔ لیکن وہ جھاڑی میں اس قدر چھپا ہوا تھا کہ مجھ کو اس کا کچھ نہ دیکھ  
 اور کچھ سیاہ پٹے معلوم ہوتے تھے مین اس وقت ایسی حالت میں تھا کہ میری پیٹھ  
 پہاڑ کے پتھر سے ملی ہوئی اور دھننے ہاتھ مین ریفیل بائین ہاتھ سے ٹپکے جو مکر مین  
 بندھے تھے مضبوط پکڑے ہوئے تھا بھر شیر نظر آنے کے مین نے ریفیل چالانی  
 چاہی لیکن بائین ہاتھ سے چپکا چوڑا ٹکڑا مجبوراً دھننے ہاتھ کو لانا کر کے ریفیل کی بلبلی  
 دہائی۔ شیر اس قدر نزدیک تھا کہ زیادہ شست لگانے کی ضرورت نہ تھی ریفیل کی آواز  
 پر تشکاریون نے بہت زور سے مجھ کو اوپر کہنچ لیا شیر نے ایک آواز دی اور اپنی  
 جگہ سے کود کر دوسری جگہ چلا گیا تشکاری لوگ جب نیچے گئے تو معلوم ہوا کہ جس جگہ  
 شیر بیٹھا تھا وہاں خون کا نشان ہے اور شیر دوسرے بڑے درہ میں چلا گیا ہے  
 گاؤں کے ایک فکسکاری نے کہا کہ دو بڑے پتھروں کے درمیان ایک غار ہے  
 جس میں آدمی باسانی جاسکتا ہے۔ اگر کوئی صاحب بدوق لیکر اس غار میں چلین  
 تو شیر بے شبہ نظر آئے گا۔

مین بندگان حضرت سے اجازت لیکر اس فکسکاری کے ہمراہ ہو لیا۔ جب  
 پہاڑ کے درہ میں تھوڑی دور تک ہم نیچے گئے تب آدھے منٹ تک کچھ  
 تاریکی رہی بعد کو اوپر کے سوراخوں میں سے روشنی دکھائی دی۔

گاون کا شکاری میرے آگے اور فاضل بیگ دوسری بندوق لئے ہوئے  
میرے پیچھے ہم تینوں آدمی بہت آہستہ آہستہ چلے گئے پہاڑ کے اندر اسی قدر  
وسعت تھی۔ کہ کبھی ہم سیدھے اور کبھی جھک کر چل سکتے تھے جب ہم ایک ٹھنڈی  
جگہ پہنچے جہاں چار طرف پتھروں کے سوراخوں سے سرد ہوا آتی تھی اور زمین  
پر نرم مٹی مثل باریک ریت کے بچھی تھی شکاری نے اوس جگہ زمین پر شیر کا  
ماگ دیکھا اور اپنے ہاتھ سے میرے ہاتھ کو زور سے دبایا جس سے یہہ اشارہ  
تھا کہ ہم شیر سے اب دور نہیں ہیں۔

شکاری مجھ کو گھڑی گھڑی اشارہ کرتا تھا کہ پاؤں کی آواز نہ ہونے دو اوسکے  
کہنے سے جو ماتوا دل ہی سے اوتاڑ ڈالا تھا پاسے تالے ہی جھاڑی اور پتھر و نہیں  
پہٹ گئے ٹوپی ہی کہیں گر گئی تھی۔ جتنی ممکن تھا۔ فیف سیونٹی سیون ریفل کو  
فل کاک کے ہوئے ہر گوشہ اور کونہ میں نظر کرتے ہوئے آہستہ آہستہ گوی پز  
چلے جاتے تھے ہر کیف تھوڑی دیر میں ہم ایک گول پتھر کے پاس پہنچے  
جس کے نیچے زخمی شیر بیٹھا ہوا تھا گرمی کے سبب سے شیر جو دم لیتا تھا بخوبی اوسکو ہم  
سے مسکتی تھوڑی دیر گول پتھر ہمارے اور اوسکے درمیان واقع تھا اوسوقت گاون کا  
شکاری میرے پیچھے ہو گیا۔ اور ہم تینوں اس آہنگی سے پتھر پر چڑھے کہ خود  
ہم کو اپنے پاؤں کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔

جب ہم غار سے نکل کر دوسرے پتھر پہنچے اوسوقت شکاری نے



حضور پر نور کمرسای افشار الملک بیاد کا پها لکی گویا جاکر زخمی شیر کو قتل کرنا

اشارہ سے بتایا کہ شیر سامنے کے پتھر کے پچھے ہے یا یکا یک جب شیر کی نظر مجھ پر اور  
میری نظر شیر پر پڑی اور سوت یہ شیر مجھ سے اندازاً نو فٹ کے فاصلہ پر تھا۔ شیر کا مجھ پر  
جست کر کے حملہ کرنا۔ اور میرا اوپر رفل چلانا یہ دونوں امر شاید ایک ہی وقت میں ہوتے  
ہوتے گولی شیر کے سر میں لگی وہ چار فٹ تک اپنی جگہ سے جتا کر کے گر پڑا۔  
بندگان حضرت قریب میں ایک چتر پر رونق افروز تھے شیر کو گوی میں سے  
نکال کر ملاحظہ اقدس میں لائے۔ یہ شیر بہت زبردست دس فٹ لانا اور تین فٹ  
دس انچ اونچا اور اس کے سر کا دور تین فٹ تھا۔

غسکاریوں نے بیان کیا کہ یہ شیر بہت سے صاحب لوگوں کے سامنے سے نکلتا  
اور ہمیشہ اگر اس پہاڑ میں چہپ رہتا تھا۔

تین بچے سواری مبارک یاد گیر پہلی سے روانہ ہوئی اور قریب چہچہ کے

الوال میں پہونچی۔

صاحب ریڈنٹ سرالیویر سجن باغ میں لائٹس کھیل رہے تھے دو شیر ونگے

شکار کا احوال شکریت خوش ہوئے۔

قریب شام کے بندگان حضرت کی سواری مبارک بلدہ میں رونق افروز ہوئی۔

اگرچہ رسالہ گو لکنڈہ ایک مدت سے میرے تقویض ہو چکا تھا لیکن قلم گو لکنڈہ

ہی قلم گو لکنڈہ ہی کی نگہ رانی میں تھا ماہ ذیقعدہ کے اول ہفتہ میں تیسری پارچ کو علحقہ  
میرے قلم گو لکنڈہ کا تمام انتظام بھی میرے سپرد فرما دیا اور سالار جنگ بہادر کو

یہہ ارشاد ہوا کہ قلعہ دارگو لکندہ سے سلخ خانہ قدیم کے کوٹھیاں بارود خانہ اور بتا رہا  
کی کنجیاں بیکریں سپرد کر دیں قلعہ گو لکندہ میں نظام علیخان بہادر آصفیہ ثانی کے  
عہد سے چوبیس کوٹھیاں متعلق تھیں اور بعض کے دروازے تیجا گئے ہوئے تھے  
اور عام طور سے یہ مشہور تھا کہ ان میں قدیم شاہی خزانہ بہرہ ہے۔

میں نے سالار جنگ بہادر مارالمہام سے درخواست کی کہ کوٹھے کہنے کے  
وقت آپ ہی تشریف فرما رہیں چنانچہ سالار جنگ بہادر ۱۵ ماہ و بقعہ کو تشریف  
لائے غیر اس ملک بہادر بھی ان کے ہمراہ تھے مارالمہام بہادر کی موجودگی میں ان  
کوٹھریوں کے دروازے کھولے گئے مشرقی چار کوٹھریوں میں تیر اور کمان بہرے  
ہوئے تھے اور چند اور کوٹھریوں میں قدیم وضع کی جانا ترین اور قالین اور شکستہ  
آئینے وغیرہ بھی تھے۔

شمال رو یہ حجرون میں سے سات حجرون میں قدیم چینی کے برتن تھے اور بعض  
میں توڑاوا بند و قین اور چھوٹی چھوٹی توہین تھیں۔

مغرب رو یہ کوٹھریوں میں سے ایک میں سونے اور چاندی کے علم تھے۔  
ایک کوٹھری میں بڑے بڑے دو صندوق تھے جن میں قدیم سکے کے روپیے نکلے۔  
سدی عنبر مارالمہام صاحب کے خاندان نے ان روپیوں کو اپنے سامنے  
گنوا یا تو انتہر ہزار روپے تھے تیر اور کمان جیسے رکھے تھے انہیں کوٹھریوں میں  
اتکے بدستور موجود ہیں اور ویسے ہی علم ہی اس تحریر کے وقت تک بچنے اپنے

معام پر رکھتے ہیں لیکن برتنوں کی نسبت کارنل مارشل۔ نے جو حضور پر نور کے مقبرہ پر  
 لکھا تھا کہ جو محلہ مبارک میں پہنچ دیجائیں۔ اونکی تحریر کے موافق برتن ٹوٹوڑ ہی مبارک  
 میں بھیج دئے گئے تھے۔ ۱۰۰ ہزار روپیے جو صندوق میں تھے وہ حسب احکم  
 حضور پر نور ﷺ کی مین خزانہ چیب خاص شاہی مین داخل کر دئے گئے۔

چونکہ قلعہ گوکنڈہ کے متعلقات کا اس موقع پر ذکر آیا ہے اس لئے قلعہ گوکنڈہ  
 کا بھی کچھ احوال مختصر طور پر بیان کروں گا مناسب معلوم ہوتا ہے واضح ہو کہ اس قلعہ کے  
 گرد ایک مضبوط سنگین فصیل ہے جسکا محیط اندازاً تین میل سے زیادہ ہے اس کے  
 گوشوں پر چار بجا بڑے بڑے بلند برج ہیں جنپر اس وقت تک بعض بعض جگہ قدیم  
 قطب شاہی توپیں رکھی ہیں پانچ چہرہ توپوں کے سوا اور کسی توپ پر کتبہ نہیں ہے۔  
 قلعہ گوکنڈہ کے انتظام کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے توپخانہ قلعہ کا بھی  
 انتظام از دیقہہ ﷺ کی کو میرے تفویض فرمایا۔ لیکن چونکہ غنسی کا یہ توپخانہ قدیم  
 سے بیلون کا تھا۔ اور توپیں ٹوپیلو پائڈز زیادہ وزنی تھیں اونہیں کسی قسم کی اصلاح  
 کرنا ناممکن تھا میں نے قلعہ کے متعلق جو کچھ اصلاح کی تو یہی کی کہ قلعہ کے دروازوں کا  
 اور اسکی صفائی وغیرہ کا انتظام کیا اور اس کے برجوں پر جو توپیں رکھی ہوتی تھیں۔ اور  
 اونکی خراب و خستہ حالت تھی اونہیں درست اور صاف کرایا تاکہ سلامی کے وقت  
 وہ کام آسکیں۔

چونکہ اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور گوکنڈہ میں تشریف رکھتے تھے۔



صبح کے وقت اکثر ہوا خوری کو تشریف لیجاتے اور شام کے وقت گو لکنڈہ پولو گروڈ پر رونق افروز ہو کر چوگان بازی کی مشق فرماتے تھے دن کو تو اکثر پولو ہوتا ہی تھا لیکن اس سال بارش کم ہوئی تھی۔ اگست کا مہینہ تھا اور گرمی زیادہ پڑتی تھی اسوجہ سے ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت نے حکم دیا کہ الگٹرک لائٹ بجلی کی روشنی میں شب کو پولو کھیلا جائے حسب حکم اقدس پولو گروڈ پر الگٹرک لائٹ کا انتظام کیا گیا اور اعلیٰ حضرت نے شب میں چوگان بازی فرمائی اور اسی زمانہ میں بی ایچ کی پانچویں تاریخ کو حضور پر نور نے گو لکنڈہ رگید کی پر پڑ ملاحظہ کر کے اظہار خوشنودی فرمایا۔

سنہ ۱۳۰۲ ہجری میں جہنٹ میرے تقویٰ میں ہوئی تھی اور سنہ ۱۳۰۲ ہجری گو لکنڈہ لائٹر کے ساتھ جو مجھے لنگر مبارک کی پر پڑ میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ پہلا لنگر تھا جو تھی محرم کی شام کو پانچ بجے سواری مبارک پرانی حویلی سے بیچ محل میں رونق افروز ہوئی اور پانچویں تاریخ کو حسب قاعدہ تمام افواج باقاعدہ اور بقیاعدہ کا پانچ پاسٹ ہوا۔ چونکہ سالار جنگ ثانی کو رسالہ گو لکنڈہ سے بڑی دلچسپی تھی۔ ترتیب افواج متعلقہ میں جسے یہاں شلبندی کہتے ہیں تمام فوج باقاعدہ جو کرنل نیول کے ماتحت تھی اس سے گو لکنڈہ لائٹر کا نمبر اول رکھا گیا لنگر مبارک میں جسوقت یہ رسالہ مدار المہام بہادر کے روبرو سے گزرا۔ اسوقت سرچارلس گارف اور دوسرے افسران سکند آباد نے اونکا یونی فارم اور اونکی سپاہیانہ وضع اور قطع کو دیکھ کر ہتھ پند کیا۔

لنگر کے بعد جو وقت میں سالار جنگ اور اون کے بھائی نیر الملک سے ملا تو انہوں نے گو لکنڈہ لانسر کی عمدہ سپاہیانہ طور سے مارچ پاست کرنے کی مجھ کو مبارکباد دی اور آخر میں یہ فرمایا کہ تمام افسران سکندر آباد اور حیدر آباد متفق الکلام تھے کہ حیدر آباد کے تمام قدیم فوج باقاعدہ میں جو اس وقت سامنے سے گزری اس نے رسالہ گو لکنڈہ کی سپاہیانہ طرز اور وضع اور بیٹ سب سے بہتر اور زیادہ پسندیدہ تھی۔

سلطان نواز جنگ بہادر کے عربوں اور کوتوالی کے

جوانوں کی باہم تکرار

دسویں جون ۱۸۵۷ء کو جب معمول خوب دھوم دھام سے تفرے اوٹھے دوپہر کے بعد جب تفرے شہر سے باہر جا رہے تھے تو ہر کارے یکایک یہ خبر لائے کہ پرانے پل پر سلطان نواز جنگ بہادر کے عربوں کی کوتوالی والوں سے کچھ تکرار ہوئی اور آپس میں کشت و خون تک نوبت پہنچی ہے تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ عرب تمام شہر میں بلوہ کر رہے ہیں جہاں کہیں کوتوالی والوں کو پاتے ہیں جان سے مار ڈالتے ہیں کوتوالی کے کئی سپاہی مارے ہی گئے ہیں اور شہر کی تمام دوکانیں بند ہو گئی ہیں تمام شہر میں عربوں کے سوا کوئی بھی نظر نہیں آتا۔

اس واقعہ کے متعلق سالار جنگ ثانی مارا المہام سرکار عالی کی جو عرضی اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ملاحظہ مبارک میں پیش ہوئی اس کا یہ مضمون تھا کہ آج سلطان نواز جنگ بہادر

کے عربوں اور اہالیان کو توالی میں پرانے پل پر باہم کچھ تکرار ہوئی جس پر سلطان نواز جنگجو  
نے اپنے عربوں کو حکم دیا کہ کو توالی والوں کو جہان پائین مار ڈالیں۔ چنانچہ عرب لوگ  
تمام شہر کے گلی کو چون مین پہل گئے ہیں اور اب تک پولیس کے ساتھ سپاہیوں  
کو قتل کر چکے ہیں۔ جس سے تمام اہالیان کو توالی فرار ہو گئے۔ اور شہر کے کل تھا بچا  
کو توالی پر عربوں نے قبضہ کر لیا ہے اور کو توالی صاحب کی تلاش میں ہیں خاتہ زانو  
صن بن عبداللہ اور راجہ سری نواسراؤ کو سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس پہنچا تھا  
کہ وہ اپنے عربوں کو اپنے پاس بلا کر ان حرکات سے انکو منع کریں لیکن وہ کہتے  
ہیں کہ اہالیان کو توالی میرے آدمیوں کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آئے  
اور انکو مارا پٹیا جس سے میرے سارے عرب افرختہ ہو گئے اور میرے قابو میں  
نہیں رہے۔ راجہ سری نواسراؤ وغیرہ کا بیان ہے کہ سلطان نواز جنگ عربوں کو  
بغاوت اور فساد سے منع کرتے ہیں مدد نہیں دیتے اسی حالت میں اگر حضور پر نور  
افسر جنگ بہادر کو انتظام کے لئے فوراً حکم دین تو نہایت مناسب ہوگا۔

اس بلوہ کی اطلاع تو چوہدری بدرون کے ذریعہ حضور پر نور کو پہلے ہی سے ہو چکی تھی  
جس وقت مدارالمہام صاحب کی یہ عرضی پہنچی تو جو صاحبین وہاں حاضر تھے۔  
آپس میں رائے ترقی کرنے لگے کہ اگر بواسطہ کرنل نیول صاحب اسکا انتظام کیا  
جائے گا تو بہت ہی مناسب ہوگا لیکن اعلیٰ حضرت نے میری طرف مخاطب ہو کر  
ارشاد فرمایا کہ مدارالمہام صاحب کی درخواست کے موافق تم فوراً اپنے گوالکنڈہ بریگیڈ

کو لیکر اس بلوہ انشٹام کرو۔

مین نے اس وقت حضور پر نور کی خدمت اقدس میں بعد ادب عرض کیا کہ اس وقت قریب قریب تمام شہر پر عربوں کا تسلط ہے کو تو والی کے تمام تہاؤں پر وہ قبضہ کر چکے اور جوش مین بہرے ہوئے ہیں اگر ایسی حالت مین فوج شہر کے اندر لائی جائے گی تو کشت و خون کا سخت اندیشہ ہے بہتر مصلحت وقت تو یہ ہے۔ کہ بلوہ رفع ہو جائے اور کشت و خون کی نوبت نہ آئے اعلیٰ حضرت نے استفسار فرمایا وہ کیسے اور کیونکر مین نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس خود جاتا ہوں اور اون سے گفتگو کر کے اون کو اس بات پر مجبور کرتا ہوں۔ کہ تمام شہر سے وہ اپنے عربوں کو خود اڈھالیں۔ اور ساتھ ہی اسکے شہر کے چاروں دروازوں پر گولکنڈہ برگید کے رسالہ اور پٹن کو تیار کہ جو وقت سلطان نواز جنگ بہادر کے سب عرب اپنی جگہ جمع ہو جائیں تو ایک اشارہ مین گولکنڈہ برگید کے سپاہی تمام کو تو والی کے ناکون پر اپنا قبضہ کر لیں اور جہان جہان پولیس کے پہرے رستے تھے وہاں وہاں کی نگرانی مین وہ خود مصروف ہو جائیں۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے میری اس رائے کو پسند فرمایا۔ لیکن بعض مقتدا جین کی رائے اسکے ہی خلاف ہوئی۔ وہ یہ کہنے لگے کہ ایسے جوش و غصب کی وقت مین سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس تشہا جانا مقتضائے مصلحت اور اندیشہ سے خالی نہیں۔

مین نے اعلیٰ حضرت کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ یہ امر میری رائے پر  
 چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت نے مجھے اجازت دے دی مین فوراً ڈیوڈ ہی مبارک  
 سے ٹکرا کر گھر وڑے پر سوار ہوا۔ کپٹن میر ہاشم علی اور کپٹن عبداللہ بیگ ڈیوڈ ہی مبارک  
 کے باہر میرے منتظر تھے یہ دونوں صاحب ہی میرے ساتھ ہوئے مین نے اپنی  
 روانگی سے پہلے ایک چوہدار کو سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس بھیجا تاکہ ان کو  
 اطلاع کروے کہ مین حسب احکم اقدس حضور پر نور کے آپکے پاس آتا ہوں۔

راستہ میں جب ہم آگے بڑھے تو ہم نے دیکھا کہ شہر کی تمام دوکانیں بند ہیں۔  
 شہر میں ایک عجیب سا ٹما ہے کہیں کہیں بالائے خانوں پر چہرہ کون اور کھڑکیاں مین سے  
 چھپ چھپ کر لوگ جھانکتے ہیں مگر باہر نکلنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا۔ پولیس والوں کی  
 لاشیں جا بجا پڑی ہیں۔ چارمینار تک ہمیں سات لاشیں ملیں۔ چار سو کے حوض کے  
 قریب جب ہم پہونچے تو یہ دیکھا کہ حوض میں پولیس والوں کی پکڑیوں اور کوٹوں  
 کا اتنا رنگا ہوا ہے جو قوت عربوں نے اہالیان کو توالی کا عاقب کیا تھا تو انہوں  
 نے اپنی شناخت نہونے کی غرض سے اپنے کوٹ اور پکڑیاں اوتار کر کے پھینک  
 دے ہیں اور اپنے معمولی لباس میں ہو گئے تھے تاکہ عربوں کی مار پیٹ اور کشت و خون  
 سے بچ جائیں غرض شہر میں اسوقت ایک ہو کا عالم تھا۔ البتہ عرب توڑہ دار بند قین  
 لے جا جاٹھل رہے تھے جب انہوں نے راستہ میں آتے ہوئے مجھے دیکھا تو مجھ کو  
 پہچان لیا اور کو تو ال صاحب کی نسبت بڑے سے بڑے الفاظ استعمال کر کے مجھ سے



یہ وہاں کہ وہ کہان سے جو کوئی مجھ سے راستہ میں ملا وہ ہایت اور بڑے عظیم سی پیش آ یا یہاں تک کہ میں کہ مسجد کے قریب سلطان نواز جنگ بہادر کو مکان میں پہنچ گیا سلطان نواز جنگ بہادر میرے آنے کی خبر سنتے ہی باہر نکلائے میں نے اس کو کہا کہ حضور پر نور نے مجھے آپ کی پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کو اس بلوہ کا سبب سے یافت کروں اور آپ یہ بھی پوچھوں کہ یہ باقاعدہ الی جو آپ کو برون ہوئی ہے اور جس سے ساری شہر میں عظیم تہلکہ مچ رہا ہے اس کا وہ کاروں سے سلطان نواز جنگ بہادر نے مجھے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ جو اصل کیفیت ہے وہ حضور پر نور کی نیت مبارک میں عرض کی جائے وہ یہ کہ میرے پوتے کو ہونا سوار ہو کر تیرے پاس آتا ہے وہ دیکھنے کو پڑنے پر گئے تھے تو والی والوں نے ان کی ہاتھی کو راستی سے ایک طرف کالہ یا حسب میر علم کو عربان سے ہو کر اس وقت کو تو والی والوں نے ان کو لاٹھیوں سے مارا اور یہ نوبت پہنچی کہ اسی گڑ بڑ میں میرے پوتے کو بھی لاٹھا لگیں جب عربوں نے دیکھا کہ میرے پوتے کو تو والی والی اس قسم کا برا بھلا کر رہے ہیں تو وہ بھی بکڑ گئے اور جوش میں آ کر انہوں نے کو تو والی والوں سے ایک ظلم فریاد کی کا بدلہ لینا شروع کر دیا اس وجہ سے معاملہ کو طول ہو گیا یہ ظاہر ہے کہ عرب لوگ وحشی ہوتے ہیں کو تو والی والوں کے جبر اور ظلم کی وہ برداشت نہ کر سکے اور بڑا اختیار ہو کر وہ اس قسم کی حرکات کو مرتکب ہو اس وقت وہ بالکل میرے اختیار میں نہیں ہیں میں نے خود ہون سوا اس بلوہ میں کل عرب میرے ہی نہیں بلکہ اور جہازوں کی بھی عزت شامل ہو گئی ہیں یہ شک نہ ہو ان کو جواب دیا کہ اس وقت اگر آپ میرے ساتھ چلیں یا اپنے فرزند کو میرے ہمراہ کر دیں تو جو عرب کہ تمام شہر کو چھو بہاڑا کر گویا میرے ہون میں بہرے ہیں ان کی ہم فہمائش کو تو کہہ کہ وہ ان جگہوں کو چھوڑ کر آپ کی پوڈھی میں گئے ہو جائیں گے اور میں جو عرب کہ آپ کے علاقہ کو میں وہ بیان چلاؤں گے باقی جو آپ کے علاقہ کو نہیں ہیں ان کو ہم خود دیکھ لیں گے چونکہ سلطان نواز جنگ بہادر کا مزاج کچھ علیل تھا وہ خود تو میرے ہمراہ نہ آ سکے مگر اپنے فرزند کو میرے ساتھ بھیج دیا وہ چند عربوں کو ساتھ لیکر میرے ہمراہ آئی اس وقت سلطان نواز جنگ بہادر کو فرزند اور میں اور کپٹن میرا شرم علی اور کپٹن مرزا عبدالرشید بیک چاروں آدمی شہر کے تمام گلی



کو جو نہیں گئی اور پہرے پہر تیرا ت آخر یہ وہی سلطان نواز جنگ بہاؤ فرزند اپنی عربوں کو عربی زبان میں سمجھاتے  
 جاتے تھے اور وہ ان کی کہنی سے ان کی کمان کی طرف چلا جاتے تھے اس طرح تین بجے تک شہر کی کل کو جو وہ باز اے عربوں کی خالی ہو گئی  
 جس وقت سلطان نواز جنگ بہادر کی پاس میں آیا اس وقت قبل ہی مینو ٹنٹ سید عاشق حسین کو قتل کی طرف روانہ کر کے حکم دیا تھا  
 کہ رانا پل بیر پورہ افضل گنج علی بابا کی چاروں دروازوں پر سالہ اور پٹن کو سو سو جوان لاکر ٹھہرا دیں اور ان کو یہ حکم دیدیں کہ  
 وہ اس طرح سے مستعد اور تیار رہیں کہ اشارہ کو ساتھ ہی ہر ایک دروازے کی طرف روانہ ہو جائیں اور اپنی فوج کی تمام جو کھات پر جو  
 جوت ہو کو پہل جائیں اور جہاں جہاں نجات میں ان پر قبضہ کر دین ان تمام کروڑیں جبکہ عربوں نے شہر کو کوچہ باز اٹھالی  
 ہو گئی تو فوراً ایک ایک سوار چاروں دروازوں کو روانہ کیا چونکہ افسر فکرو بی بی ہی ہدایت ہو چکی تھی قلعہ کو لگنے والی فوج  
 شہر کو اندر داخل ہو گئی اور ایک دم میں اپنی سمت پر کو تو والی کو ناکو پاس کڑیاں جھجھکیں اور جن جن مقامات پر  
 کو تو والی کو سوار پیادے تھے تو ان میں مقام پر سپاہیوں کا انتظام کر لیا ساڑھے چار بجے صبح کو کل شہر پر فوجی تسلط ہو گیا  
 اس کو بعد میں فوراً اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اگرچہ چوبداروں کو درویشی طحہ کی خبر خدمت مبارک  
 میں پہنچی جاتی تھی مگر یہ خود ہی سب حوالہ حضور پر نور سے عرض کر دیا اس کو بعد میں سالہ اور جنگ بہادر کو مایوس کیا اور یہ  
 سب کیفیت اونیویان کر کے گزارش کی کہ اب شہر میں ہر طرح سے امن و امان قائم ہو چکی ہے اگر صبح ہو تو قبل کہ جنگ بہا  
 کو تو والی اپنی نشست گاہ پر چار منیڈرین چلا جائیں اور اپنی مقامات پر کو تو والی کو یہ ہجرات صبحی دم فایم کروڑیں کو تو والی  
 کی لڑائی وقت فایم ہوگی اور پہلے کو معلوم ہو جائیگا کہ فوج صرف پولیس کی کمک کو آئی تھی جب کمک کی ضرورت  
 نہ رہی تو لوٹھا دی گئی اور پولیس اپنا انتظام خود کر لیا لیکن اس بات کو شکر حسن بن عبداللہ نے دارالمہام بہادر سے کہا کہ اگر کو تو  
 صاحب اس وقت شہر میں کوہلی ڈیکو عرب لوگ نہ کو فوج راجاں مار ڈالیں گے اور نہ ہجرات پر بالیان کو تو والی کو آئیے پر  
 فساد برپا ہو جائیگا کہ جنگ بہا ہی ہاں موجود تھی اس معاملہ میں انکی ایڑی ہی دریافت کی مگر انہوں نے یہی

حسن بن عبداللہ صفا کی رائی سے اتفاق کیا اور کہا کہ میرا جانا اس وقت تہرین سے نہ ہو گا مجھے کبر خبک پہلو اس  
 سے نہایت تعجب ہوا اس کی کہ میری رائی بالکل خلاف تھی اور کہا اس وقت ایسا جہاں نظام ہو چکا تھا کہ اگر کبر خبک اپنی نشست  
 بر جاتی تو ان کی مجال تھی کہ کبر خبک کو ساتھ کسی قسم کی بد اعتدالی و کمرشی کرتی نہ رہا حال اس شمار میں صبح ہو گئی اور کان  
 نے بڑے کٹھکے اپنی اپنی دوکانیں کھولیں۔ اس وقت تمام تہرین کو لکندہ برگٹڈ کا انتظام تھا کہ لکندہ انقشری کو سب سے  
 سپاہی پولیس کے تمام ماکوٹیمبرین تھے اور ایک سو سوار کو لکندہ لانسز کو تمام کل کو چون میں گشت کرتی تھی ہر خیز کو تو والی  
 تہرین میں اپنی کمر و خیم موجود تھے مگر اونچین کوئی شخص بنا پولیس ہنر کار یا زمین نہیں نکلتا تھا اور سطح عرب لوگ  
 بھی بازار میں بلکہ اپنی قریب جوار کو جو زمین بھی بہت کم نظر آتی تھی تیسری روز مینی سالار خبک پہا سہ فوج کو برخواست  
 کو عرض کی سالار خبک پہا ورنی کو تو والی صفا سے اس معاملہ میں دریافت کیا کہ کبر خبک پہا ورنی اس وقت بھی ہے اس کو اپنی کڑا  
 فوجی انتظام رہی خیاں چہ سات روز تک برابر تمام تہرین کو لکندہ برگٹڈ کا بندوبست رہا ساتویں روز تمام کو سالار  
 نے کو تو والی صاحب کو حکم دیا کہ کو تو والی کو آدمی اپنی تہاؤں پر جائیں اور محول کو موافق اپنا انتظام کریں فوج برخواست  
 کر دی جائے خیاں چہ محرم کی تہرین راج کو شام کی وقت کو لکندہ انقشری تہرین برخواست کی گئی اور کو تو والی کو سپاہی اپنی  
 اپنی مقررہ مقامات پر حاضر متعین ہو گئے لیکن ابھی کو تو والی حجازی کہا کہ لکندہ لانسز کو سوار اور در و در تک گشت کرتی  
 رہیں جہاں چہ در و در اور رہے ہر سو میں مارچ کو تہرین وہ بھی برخواست کی گئی اور جب ستور سابق ہا لسان کو تو والی کا سب سے  
 عمل اور دخل ہو گیا۔ اس کو قدر قدرت اعلیٰ حضرت نے اس جہگڑی کی تحقیقات کیو اسلی ایک کمیشن مقرر کی اور حکم دیا کہ  
 سلطان نواز خبک اہلایان کو تو والی کو فساد کی حسین اس قدر گشت و خون کی نوبت پہونچی تحقیقات کی جائے اور فریقین کے  
 اطہارات لیکر مجلس اپنی رائے سرکار میں پیش کرے خیاں چہ جو پہلی قدم کو پولیس میں مجلس منعقد ہوئی اہلیاں کو تو والی اور  
 علاؤ الدین سلطانی نواز خبک پہا کو اطہارات لے گئے کمیشن نے دریافت اور تحقیقات کو بعد سے اس واقعہ کی کہ اس بلوچ

سلطان نواز جنگ اور انکی مانتھوں کا ہر قسم تصور یہی لہذا سلطان نواز جنگ کا در پر ایک لک روپیہ جبران کیا جا اور انکو حکم دیا جاوے کہ آپ بلدہ سی چلو جائیں اور توفیق کے سرکاری حکم ثانی صادر نہ ہو بلکہ یہ آئین یہ سکا مجلس اور لایہ بندہ اور نواب ارالمہام بہادر کی پاس بھیجی اور انہوں نے حضور پر نور کی خدمت میں پیش کر کے اسکی منظوری حاصل لی لیکن حسن بن عبداللہ اور راجہ سرتیو اسلوا فی دارالمہام تہا سکی کہا کہ سلطان نواز جنگ بہادر کو یہ خبر کسنی ریحہ ہی پہنچ چکی ہے اور انہیں بخوبی معلوم ہو گیا ہے کہ کمیشن نے انکی نسبت لک و بیہ حیرانہ اور شہرہ برکی نہر بخوبی کی ہے اور انکا ایسا خیال ہے کہ اگر میریح ہو اور یہ نہر انکو سنائی جائے تو وضع اپنی عیال و اطفال و عورتوں کی اپنی جان و یدین اور اس نوہن کو ہرگز گوارا نہ کریں اسی خیال سے سلطان نواز جنگ بہادر نے اپنی بوڈھی میں پوشیدہ پوشیدہ منون سیسہ پگلا نا اور بند و قون کی گولیاں بنو نا شروع کر دیے اور بارود کو ٹھہر جو انکی گہرین مخفی تھی اور نہین کہول کہول کہ اپنی علاقہ کے عرنو کو تقسیم کر رہے ہیں تاکہ حبس محبس کی بخوبی انکو سنائی جائے تو اپنی عرنو کو لیکر جان بازی کو لیتی تیار ہیں سالار جنگ بہا اس واقعہ کی اطلاع اوسوقت حضور پر نور کی بیت مبارک میں کر دی علی حضرت ز فوراً مجھ کو طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ میں سالار جنگ بہادر کی خدمت میں جاؤں اور اس امر میں جو کارروائی مناسب ہو انکی راکھی موافق اوسے عمل کروں میں فوراً ارشاد کو موافق ساڑھیں دس بجے شب کے سالار جنگ بہادر کی پاس گیا وہاں اوسوقت مولوی مہاراجہ جیانی اور مہاراجہ جیانی بن عبداللہ راجہ سرتیو اسلوا راجہ گڑہاری پرتیلا حاضر تھے سالار جنگ بہادر منکر بیٹھے تھے اور پتھر ہی حسن بن عبداللہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ انکو آپ تمام کیفیت بیان کیجیے حسن بن عبداللہ نے تمام احوال دارالمہام تہا حضور پر نور کی خدمت مبارک میں لکھ کر بھیجے انہا میں عن مجر کہ سنایا اوسوقت میں سالار جنگ تہا سنے عرض کیا کہ آپ اس امر میں کیا فیہ فرمادیں انہوں نے فرمایا کہ حسن بن عبداللہ کی ایسی کوئی شے کی بخوبی کو کنت خون کبھی قبول نہ کریں اسکا نتیجہ یہ ہے کہ تمام شہر کو عرب کہیں اس بلوہ میں شریک نہ ہو جائیں لہذا سرکاری تمام افواج باقاعدہ اور گولہ گار گولہ گار



تیار کیا جا سو لوی ہندوستان کے ہاں کہ سرکاری فوج کو سواختار پڈنٹ ہوا کہ لکھنؤ کے آگے نہ بڑھ سکے اور یہی ملک کیلئے تیار کرنے  
کی تجویز کی جائے کہ بعد اس کے لاخبرانہ ہوا تو میری طرف سے مخاطب ہو کر اس مابین میری سرکاری دریافت کی بنیاد لے کر کہا کہ اگر  
لوگ اڑیں تو ان کو دفع میں بہن سخت وقت پیش آئے گی سلطان نواز جنگ کا مکان پر تو جمع کو قلعہ کے احاطہ سے ان کی رہنمائی  
ان کی جگہ اور مفید ہو گا ان کو مکان کی شرقی اور جنوبی طرف میں مکہ مسجد پر اور غربی جانب میں حضور پر نور کی محلات مبارک اور  
شمالی سمت میں شاہ راہ واقع ہے جو چار دنیاں سے چوک کی مسجد کی طرف ہو کر پہنچے گا کہ یہ جاتی ہے اس طرح ہر ایک مکان و مسجد  
میں مکہ مسجد اور محلات کو قرب کی وجہ سے محفوظ ہے اگر وہاں پالاٹھا پر پڑے تو بیکوڑ پادین اور دروازہ بند کر کے گولیاں مارنی شروع کریں  
تو اس شاہ راہ میں چار دنیاں کے مشرق کو اور چوک کی مسجد تک مغرب کو ان کی بند و بستی ہو چکی ایسی حالت میں حملہ اور فوج کو ان کو  
مکان پر گولہ باری کیلئے جو سمت بانی رہتی ہے وہ وہی ہے جو چار دنیاں کے مشرقی طرف ہے چنانچہ وہم کا تو یہ کہ اگر کیا جاتا ہے لیکن  
اس میں بڑی خرابی ہے کہ یہاں اگر گولہ اندازی کی جائے گی تو وہ گولہ جسکی شست و پوی ہوگی محلات مبارک کے زمانہ میں جا کر گرے گا  
اور بدرون محلات مبارک پہنچے گا اور چوک کی شست و پوی یا بائیں جانب ہوگی تو وہ دونوں جگہ کے باشندوں کی جان و مال  
مال کو ضرر پہنچے گا ایسی صورتیں ان کو مکان کا محاصرہ کرنے والی ہوں تو بچاؤ نہ ہو سکتا ہے اس لئے اب ہی بندوبست ہو چکی ہے  
مکان پر فائر نہ کیا گیا ہے ہوا کہ گولہ اندازی سے فائر نہ کرے گا تو گولیاں صرف ان کی دیواروں پر جا کر لگیں گی اور ان کو مکان کا محفوظ  
رہے گا اور جب ہم فائر نہ کیا جائے گا تو اپنی مکانات کی کھڑکیوں اور دروازوں پر فائر نہ کرے گا اور ہماری سیاح کو جو کہ اس میدان اور چیتوں  
ہوگی سخت نقصان پہنچے گا سو اس کو یہ بھی خیال ہوتا ہے اور وہ میں بھی یا یہ کہ جب ان کا ایسا ارادہ ہو گا تو وہ اپنی کھینچا  
کو لیکر مکہ مسجد پر قبضہ کر لیں گے مکہ مسجد کی طرف ان کو مکان میں ایک دروازہ ہے کہ مکہ مسجد کو پہنچے اور ان کا زمانہ تمام  
نظر آتا ہے معلوم نہیں کہ وہ اپنی آلات حرب کو کہاں تک کام میں لائیں گے اور سوت و قلعہ شہر میں اپنی مکان اور مکہ مسجد پر  
ہوئی جہ سے اپنی بدست تمام ہونے لگا کہ ان کو شہر سے نکالیں مگر ان کی فوج کو بہت بڑی فتنہ پیش آئے گی اس لئے ان کو

نے میری اس سزا کو خونِ جنگ کا اصول پہنچی تھی شکر فرمایا کہ اس سے قبل میں نے ابوالفتح بالکل اطمینان کی تھی واقعہ میں ان کو سزا کا کچھ نہ ملا ہوا اور حضور پر نور کے حرم مبارک کی قوت ایسی ہے کہ جو سخت اندیشہ کا عمل ہے یہ سالِ جنگ بہاؤ کو مہر علیخان اور حسن بن عبداللہ وغیرہ کام حضورِ مبارک کی شکر ہے یہ ہر نوابِ ملک بہائی جو اس وقت معینِ ملہام فوج تھے اپنی بہائی سوغا طبع ہو کر کہا کہ بہائی آپ حضور پر نور کی خدمت میں لکھو کہ اس کا انتظام علی بیگ کے سپرد فرمایا جائے اور یہ عرض کرو کہ ان کو خیالاتِ سلطان نواز جنگ و سکان کے دولہا و شاہی اور مکہ مسجد سے قریب ہونے کی نسبت بہت صحیح ہیں لہذا کل انتظام اس کا انہیں کے تفویض ہونا مناسب ہے اس میں جو کچھ ان کی مصلحت ہو وہ کریں لیکن جس قسم کی کاروائی کرنا چاہیں پہلی اس کی اطلاع سرکار میں دیدیا کریں چنانچہ مولوی مہر علیخان نے ایک عرضداشت کا مسودہ سباسب میں پیش کیا اور دارالملہام بہائی حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرضداشت پہچاؤی اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا پیشگاہ سودیجہ اس کی جواب میں فرمان صادر ہوا کہ سلطان نواز جنگ کے فساد کو رفع کرنے کا انتظام بالکل فخر جنگ کی رائے بر جہوڑ دیا جائے پھر صبح تک اسی امر کا ذکر ہوتا رہا باتیں کرتی کرتی صبح ہو گئی چہرہ بخیر وہاں آؤں گے میں اپنی سکان کو آیا فرماؤں گا

ہاشم نواز جنگ کیپٹن سید ادریس عوض بن بالبلال فسران فوجی کو مئی طلب کیا اور انہیں ہر ایک فسر کو علی و علی و جوہر آئین مناسب ترین کر دین اور اس وقت اس انتظام کے متعلق جو کیفیت مئی بطریق رپورٹ لکھی تھی وہی دلیل میں طرح کی جاتی ہے۔

**رپورٹ۔** بخدمت شریف نواب دارالملہام بہادر سرکار عالی

حسب منشاء سرکار کل شام کو میں ہوا حوری کو طور پر کہ مسجد کی طرف گیا تھا کہ مسجد کو چار تیار سلطان نواز جنگ بہائی کے مناکو اطراف میں بھی سب جگہ پہنچ کر مئی دیکھا اس کو ساتھ ہی مئی ایک نظری نقشہ مرتب کیا ہے جو ملاحظہ میں پیش کرتا ہوں اس نقشہ کو دیکھ کر مئی ظاہر ہوگا کہ سلطان نواز جنگ بہادر کا مکان جنوبی جانب میں بالکل مکہ مسجد کی دیوار سے ملحق ہے اور اس کو مغربی سمت کو حرم سرکاری شاہی کے محلات واقع ہیں مشرق کی جانب بازار و انوکلی دوکانیں اور دیگر باشندوں کو۔

مکانات ہن شمال کی جانب شجاع عا کی ٹرک ہی جو چار بنیادیں پر چلی گئی ہو اس نقشہ میں چار مینار کھڑی  
 جہان نشان طائف اور چوڑا کپڑاں موتی گلی پر جہان نشان دب، بنایا گیا ہے یہی وہ دو منام میں سلطان نواز خجنگ  
 کو مکان پر مغرب اور شرق کی طرف سے فوج کا حملہ ممکن ہو جب سلطان نواز خجنگ ہوا آبادہ بغاوت ہوئی تو ان کا پہلا کام  
 یہ ہو گا کہ مسجد پر قبضہ کر لیں اور جب مکہ مسجد مستحکم تمام ہو تو قبضہ میں آگیا تو شہر کا بہت بڑا حصہ حسین اعلیٰ خٹ  
 کو زمانہ مبارک کو محلات ہی داخل ہن ان کی زمین آجائے سلطان نواز خجنگ کی پاس تو کو ذاتی سات سو عرب  
 اس وقت موجود ہن اس کے علاوہ سعید بن عبداللہ سالم بن احمد صالح بن احمد ان کی یہ تین معتبر چاروش ہن یہ ہفتہ  
 گزشتہ سے بلکہ کو عربوں اور مولدوں کو اس وقت تک تو کر رہے تھے ہن اور ان کا خیال ہو کہ یا سو عربوں کو قریب اور ہر  
 کر لیں اس طرح سلطان نواز خجنگ کو پاس بارہ سو تلخ عربوں کی جمعیت ہو جائیگی حسین نصف تو وہ غالباً مکہ مسجد پر  
 رکھینگے اور اس کی بہت پر وہ ہن چڑھا کر چار مینار کو استون کو روک لینگے اور شاہ علی بندہ مالک میر حلیہ پتھر کی طرف سے  
 سرکاری فوج کو آئے تو ان کی باقی نصف جمعیت شمالی اسے جو چار بنیادیں پر نزل کی جانب گیا ہو وہ اس کو باستان بند کر دیو  
 ایسی حالت میں بارہ سو عربوں کو نشانہ کر سانسو الیونگ استون سے ان کی مکان کے فوج کو پہنچو میں بہت کچھ شت خون ہو گا چونکہ  
 قلب شہر میں ان کا مکان واقع ہو اس لیے تو بچانہ سوان ہم کچھ کام نہیں لیکے تو پہلا فیصہ صرف ان کی مکان ہی نقصان  
 نہ ہو چکا بلکہ محلات حرم شاہی اور شہر والوں کا تو کو ہی نقصان عظیم ہو گا اس لیے میری رائے کہ جس وقت تک ہم اپنا فوجی  
 انتظام نہ کریں اس وقت تک ان کو مجلس کی تجویز سنائی کوئی تیار نہ ہو سکتا ہے اور فوجی انتظام ہو گا تو ضرور ہو گا وہ سب  
 ہے کہ سب سے اول ہمیں مکہ مسجد پر پورا قبضہ کر لینا چاہیو ان ایک سو جوان اور ایک تو پے سبھی بہت چڑھا کر ان کو اندر باہر  
 جند فوج مناسب ہے کہ طری کر دی جائے چار بنیادیں سلطان نواز خجنگ کے مکان کو دروازہ پر ہو کر نزل کو جاتا ہو اور شاہی  
 سمت میں علی اتصال مکانیں اور کو عقب میں پہل شہر کو مکان ہن زمین ایک منزلہ اور دو منزلہ طے حک عاتین ہن اور ان کی



انوکھو مکان کی شرفی جانبی ہی مکانات اور کونائیں ہیں ان مکانوں اور کونائوں کو مخفی طور پر چھائیں کہ ایسا بندوبست  
 کیا جائے کہ انوکھو مکانوں پر گزری ہوئی چوہاڑی نہج کو آدمی آدمی ٹیپہ جانیں جہت بندوبست ہو جاوے پانچ کونوں میں گئے انوکھو مکانوں پر چوہاڑی  
 یا جہت ہر مناسب فوراً پہنچ جائیں اور ایسی احتیاط وہاں میں کہ کسی کو اسکی ہوا نہ لگے جہت ہر ہوا نہایت ختم و استقلال سے  
 اور بالکل مخفی طور پر ہو کہ بخراون کو کون کے جوہن بندوبست میں ہمارے شریک ہو کیونکہ ان تک اسکی حد نہ ہو چکی اور ہمارے چوہاڑی  
 متاثر ہو جائیں وہ شب نامی اور معمولی سفید لباس میں بندوبست میں پورے مالوں اور چاروں میں اسطور پر چھپا ہو ورنہ موقع معینہ تک  
 پہنچ جائیں کہ سطح اور پورے جہت ہونے کا شبہ ہو کسی کان میں سپاہی کسی میں پتھر چھین یا اس سے زیادہ غرض مکان کی گنجائش اور  
 ضرورت کو لحاظ سے ہر جگہ سپاہی بٹھا دے جائیں اور وہ ایسی موقع سے پہنچیں کہ انکی بندوبست کی ضرورت نہ ہو اور انکا  
 ہر مالہ بجا مخالفت نہ ہو کہ وہینو کا نہ کالہ ہی کلام تمام کر دیا جائے گا اسکو کہ وہ ہمارے ہتھوڑے کو مقابلے والا خانہ بن کر سطح ہم کو  
 کل استورک لیتا اگر یہ بندوبست خاطر خواہ کامیابی کیلئے مجلس تجویز سلطان اور جنگ کو سنائی دے ایک بات ہو جاوے جو  
 اسکو کہ سہاری فوج کو بوری کامیابی ہوگی جسوقت سلطان اور جنگ کو مجلس تجویز سنائی جاوے اسکو کہ ہمارے کار کا  
 زنجیرالہدم یا لحفظ اپنا فوجی نظام اپنی طرح سے کر لیا ہے انوکھو مکان کے سامنے کانون اور کونائیں میں پانچ سپاہی شب گذشتہ مسلح  
 موجود اور تیار ہیں اور ایسی ہی مسجد کے جہت اور ہر ایک نوپ گاہ کی بھی ہے اور پانچ مسلح سپاہی ان تیار ہیں اگر آپ یہ بھی  
 یاد دہانی کے تو ایک شاہ میں آپ کا مکان تو چون اور ایا جائیگا چونکہ توپ مسجد کے چیت پر رکھی گئی ہے اسکی زبرد حاصل کے  
 مکان ہی ہے اور مقابلے کی طرف ملین کہ سپاہی پلو آدینو کو چن چکر مار ڈالیں گے سامنے کی طرف بھی گرا پکا کوئی آدمی لگا  
 تو وہ بھی ہر گز جانہ نہیں دے گا اس شطلم کو شہر ہی یقیناً سلطان اور جنگ کے خیالات ٹھیک سے جانیں گے اور انکو تحسین حکم کا  
 کہہ دو اور کوئی چارہ نہ ہو گا یہ کلام آج شکر میں کہ انوکھو مکان مسجد کو اور مخفی طور پر توپ چڑھا کر اسکو بالاحاقہ کا دروازہ میں  
 بند کر دوں گا کہ وہاں کوئی دوسرا آدمی جائے اور اس میں کوئی رشتہ والوں اور دوکانداروں کے انفاق سے مخفی طور میں

[illegible]

جلتے ہوئے چرائی جی طرح نظر آتی تھی شمال کی جانب سلطان نے از جنگ کا کمالی جہت اور اندر کا صحیح غیرہ اور نوک چرائی جلتے ہوئے کھائی  
 قی تو بہر ہم توپ کو کٹر شین کہو لا اور تمام ہر دو مکو لا کپڑیوں پر چڑھایا اور توپ کا رخ سلطان نے از جنگ کے کمالی جانب کی کریش  
 اسکی فست کا خباں کیا تو معلوم ہوا کہ اگر توپ کا ایک گولہ بھی ہاں چلا یا جا سکا تو نوک بلنگ تک پہنچ سکتا اور نوک لہر کے  
 اندر ہی اندر ہم اذکر تمام آدمیوں کو چن چکر مار سکتا اور چن ایک ہی ہمارے قہر کی زد کو ساسی چکر مار سکتا بلکہ اس کے دو گولوں  
 اوکا سار اگر تروبالا ہو جائیگا یہ مرنے سے پہلے ہی ہر ایک نوک کو دھات چھوڑا اور نوک یہ کہہ دیا کہ دروازہ کو اندر ہی بند کر لینا اور کیا  
 لفظ مخفی تیروں کا انکو تباہ کیا کہ جو شخص بیان کرے اس سے وہ تیروں کو چھین کر تباہی تو اسکو اندر تو دینے نہ کسی شخص کے لئے دروازہ بند ہونے  
 بہر ہم دیر ہی بیچے اور نوک دروازہ سے باہر نکلتی ہی سپاہیوں نے اوپر کا دروازہ بند کر لیا جب ہم باہر تو حیرت علی صفا بہت پریشان کہہ رہے  
 کہنے لگو کہ تیروں کی آواز سن کر سب اس شہر سے بے وقوف ہو کر توڑی سا گئی ہیں اور آج تو جو محسوس ہو رہی ہے وہ کیا ہے میں نے کہا میں نے جان بڑھ کر دیا  
 یہاں کچھ نہیں ہے یہ شکوہ لوگ ایسے چلے گئے اور کھینچ سیر لیں یہی کیا کام اور اگر لیا چاہتا اور پڑ پڑ کے راستے شمالی کانوں سے کانوں کے  
 بالا خانوں سے بھی کر رہے ہیں کہ وہ سوچو انکو لا کر تباہ دیا اور نوک کو بہت کر دی کہ سوقت چار دنیا کر رہے ہیں کہ کینے علی التباہ  
 چھوڑی جائیں تو اسوقت جو سلطان نے از جنگ کے دروازہ آتی جاتی دیکھیں انہیں بہت قہر کیا میں اس کا کام کیسی جی طرح مستعد رہیں اسکو  
 ہم لوگ لہو لہو قدم اٹھاتی ہوئی باخیا تمام سال از جنگ ہوا کہ اس چھ سو سال از جنگ پہا اسوقت تک بیدار ہوئے ہوئے ہمارے لگو  
 کہ مجھ کو بہت فکر تھی کہ اگر نوک معلوم ہو جائیگا کہ اسے خباںات خود توپ لیکر تنہا مکہ مسجد پر پہنچیں تو وہ لوگ ضرور فراموش ہو کر  
 بہر خدا جانی کیا پیش آتا ہے۔

غرض کہ میں نے سال از جنگ بہادر سے سب کیفیت بیان کر کے عرض کر دیا کہ اب نظام  
 ہو گیا ہے آپ صبح ہوتی ہی سلطان نے از جنگ بہادر کو کمیٹی کی تجویز سے اطلاع دے سکتے ہیں چونکہ میں اس وقت  
 تہک گیا تھا اس کے سال از جنگ ہی کی ڈیوڈ ہی میں سوراہا سوقت صبح کو اٹھا تو راجہ گردہاری پرشاد

گھوڑے پر سوار ہو کر فرن ہل کو تشریف لائے۔ اور اس مقام کو ملاحظہ فرما کر بہت پسند فرمایا۔ مین نے اس وقت عرض کیا کہ اگر ایک روز بندگان عالیٰ غریب خانہ میں تشریف فرما ہو کر طعام خاصہ نوش فرمائیں تو عین بندہ نوازی ہوگی۔ بندگان حضرت نے میرے اس موضوعہ کو بمقتضائے مراحم خسروانہ منظور فرمایا۔ اور ساتویں جمادی الاول ۱۳۰۲ھ بمطابق ۱۸۸۵ء کو حضور پر نور کو لکنڈہ فرن ہل میں ڈنر کے لئے رونق افزا ہوا۔

امراء دولت سے سالار جنگ بہادر۔ نواب نیر اسلمک بہادر ہمارے ہمارے اقدس سہنے اور باجائزت حضور پر نور۔ کپٹن کلارک صاحب اور مسٹر کروں بھی ڈنر میں مدعو کئے گئے اور صاحبین وغیرہ کل ملکر چوبیس مہمان میز پر بیٹھے۔ ڈنر کے بعد قدر قدرت اعلیٰ حضرت دیر تک روشنی اور آتش بازی ملاحظہ فرماتے رہے۔ فرن ہل کے سامنے جو بڑا حوض ہے اس کے اطراف میں روشنی کی گئی تھی اور بالا حصار پر آتش بازی گاڑی گئی تھی۔ اعلیٰ حضرت قریب گیارہ بجے شب کے فرن ہل سے مجلس شامی واقع کو لکنڈہ مین مراجعت فرما ہوئے۔

سالار جنگ بہادر کپٹن کلارک صاحب گاڑی میں سوار ہو کر چاندنی مین گبن دون کی طرف ڈرائو کو گئے۔ اسکے بعد قریب دس روز کے سواری مساک کو لکنڈہ مین رونق بخش رہی پھر اعلیٰ حضرت بلکہ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔



اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیلئے توپران

کی طرف ۲۳ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ کو رونق افزا ہونا

امرا آباد جو کہ صوبہ جنوبی مین واقع ہے وہاں کے جنگل اور شکار کا احوال شنکر

خواجہ امین الدین۔ فاضل بیگ۔ کو مدد چند شکار یون کے مین نے روانہ کیا۔

اوس شیخ عبدالرحمان۔ مرزا بہادر بیگ۔ توپران کو بھیجے گئے دو نوں سمتو نہیں

سواروں کی ٹوک بٹھلا دی گئی تاکہ وقت بوقت گارے کی خبر پہنچائیں۔

توپران کے جنگل سے، وشیرون کی کیفیت معلوم ہوتے ہی شکار یون کو

گارے باندھنے کے لئے حکم دیا گیا اور شکاری سامان اور خیمہ جات سرکاری اوس  
طرف بھیجے گئے۔

حضور پر نور مع نواب وقار الامرا بہادر لارڈ رائڈ الف چرچیل جو کہ ولایت سے

بقریب سیر بیان آئے تھے۔ کرنل گیانی کا نواب مختار الملک۔ منیر الملک۔

افسر جنگ۔ نادر جنگ۔ میر ممتاز علی خان۔ محبوب یار جنگ۔ میر حافظ علی خان۔

قادر جنگ۔ سید علی صاحب۔ حکیم الممالک۔ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ بحری مطابق

۱۱ مارچ ۱۸۸۵ء عیسوی روز چار شنبہ کو بلدہ سے سوار ہوئے۔ توپران بلدہ سے

۳۶ میل پر واقع ہے مقام میٹر چل تک سواری مبارک بگھیون مین رونق افروز

ہوئی۔ اور وہاں سے توپران تک تانگوں مین اور اوس سے آگے چار میل تک

گھوڑوں پر سوار ہو کر دس بجے لشکر میں داخل ہوئے۔

اعلیٰ حضرت نے چائے نوش فرما کر فیل خاصہ یا وکیا شیر کا جنگل اس مقام سے قریب تھا ۱۲ بجے تک سب انتظام کر لیا گیا ہر ایک شخص اپنے مقام پر استراحت ہوا ہانکہ شروع ہوتے ہی ایک گاؤں والے نے جو سامنے کے درخت پر بیٹھا ہوا تھا آواز دی کہ شیر جاتا ہے حضور پر نور نے اوپر ایک گولی چلائی اسکے بعد لارڈ رائڈلف چرچیل نے بھی دو ضرب ریفل سرکے۔ شیر زخمی ہو کر دوسری جگہ چلا گیا۔ تھوڑی دیر تک اسکی تلاش کی گئی لیکن کچھ سراغ نہ ملا۔

قریب مغرب کے سواری مبارک کیا مپ مین واپس آئی۔ دوسرے روز گارامین ہوا اس لئے ٹینٹ پگیا و شپ کٹنگٹ غیرہ کا انتظام کیا گیا۔

حضور پر نور دام سلطنت مع لارڈ رائڈلف چرچیل سر شام برآبر ہوئے۔

دیر تک نیزہ بازی اور دوسری اسپورٹس ملاحظہ فرماتے رہے لارڈ رائڈلف چرچیل نے واپس جانے کے لئے اجازت چاہی وہ رخصت ہو کر ریزیدنسی کو گئے کرنل گیائی کا بھی سکندرا باد کو روانہ ہوئے۔

دوسرے روز قریب آٹھ بجے کے جنگل سے گارے کی خبر آئی ہانکہ کا بندوبست حضور پر نور کا ہاتھی ایک ایسے مقام پر کھڑا کیا گیا جس جگہ دونوں کی شاخیں ملتی تھیں ہاتھی ایک درخت کے پیچھے کھڑا کیا گیا تھا کہ جب شیر نالہ سے کھلمکھدا مین آئے تو یکایک اسکی نظر ہاتھی پر نہ پڑے۔



حضور پر نور کے دہنی طرف سرسالا جنگل کے مع نادرجنگل کے اور بائیں طرف  
نواب وقار الامراؤ بخشم جنگل نے اپنے اپنے ہاتھی کھڑے کئے اطراف کے درختوں  
پر آدمی بٹھلا دئے گئے تاکہ شیر پر بخوبی نظر رکھیں۔

اندازاً دیر ۵ میل سے ہاتھ شروع ہوا۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اس وقت  
ملاحظہ فرمایا کہ چند طاؤس آواز دیتے ہوئے ایک سینہ چاڑھی میں سے اڑ گئے۔

میں نے بندگان حضرت کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ طاؤس ہمیشہ اسی  
وقت آواز دیتے ہیں جب وقت شیر اڑنے کو نظر آتا ہے یا جبکہ شیر نزدیک ہوا اور شیر اڑنے لگا  
جائے تو اس وقت طاؤس اس قسم کی آواز دیکر اڑ جاتے ہیں۔ جنگل میں شیر کے  
تزوید کوئی جالوز نہیں جاسکتا۔ سب چرند اور پرند اس سے خوف کرتے ہیں بخلاف  
طاؤس کے کہ وہ جس جھاڑی میں کہ شیر بیٹھا ہو چلا جاتا ہے شیر کے نزدیک پہنچتا ہے  
اور جب شیر سو جاتا ہے تو وہ اس کے جسم کی گونچ پٹیاں چن چن کر کہتا ہے اور ہمیشہ شیر کو  
دیکھ کر ایک خاص قسم کی آواز کرتا ہے جس کو تجربہ کار شکاری سن کر سمجھ سکتے ہیں کہ  
طاؤس نے شیر کو دیکھا۔

غرض جس جھاڑی میں طاؤسوں نے آواز دی تھی اس میں سے شیر اڑنے لگا  
سیدہ سالا جنگل کی طرف آیا لگرا اتفاق سے سالا جنگل کسی ضرورت کی وجہ سے  
اپنے ہاتھی کو میدان میں لیجا کر اتر گئے تھے اور نادرجنگل ہاتھی کے نزدیک  
پیادہ کھڑے ہوئے تھے۔ جب ہاتھی کو اپنے راستہ میں کھڑا دیکھا تو وہاں سے

پلٹ کر ایک جھاڑی میں بیٹھ گیا خواجہ امین الدین جن کے تفویض سگان شکاری ہیں وہ سب شکاری کتوں کو علیحدہ کھڑا کر کے خود ایک درخت پر بیٹھ ہوئے تھے۔ انہوں نے جب شیر کو آتے ہوئے دیکھا قبل از آنکہ ہانکے اون کے پاس پہنچنے اور انہوں نے درخت سے اوتر کر شیر پر کتے چھوڑ دے اور جھاڑی کے پیچھے سے مع چند شکاریوں کے شور و غل کرنا شروع کیا تاکہ شیر بندگان حضرت کی طرف جائے شیر نے جب کتوں کو دیکھا۔ اور آدمیوں کے شور و غل کی آواز سنی اور سیوقت اپنی جگہ سے اٹھ کر نالے نالے سید ہا بندگان حضرت کی طرف چلا۔ حضرت نے جس وقت ریفیل اٹھائی میں نے خواہی سے ہر چند دیکھا لیکن مجھے سامنے کچھ نظر نہ آیا۔

یہاں تک کہ شیر نے جھاڑی میں سے سر نکالا اور سیوقت میں نے دیکھا کہ حضرت خاص اوس مقام پر اول سے اپنی ریفیل کی شست باندھے ہوئے نظر آئے۔

اور ہر شیر کا نالے کی جھاڑی میں سے سر نکالنا۔ اور اوپر حضرت کا ریفیل چلانا گولی فور ففٹی اکسپرس کی برابر گردن میں لگی شیر کا سر اور شانہ جھاڑی کے باہر اور سر اور پیچھے پاؤں جھاڑی کے اندر رہے اور اوس جگہ زمین پر گر گیا۔

چند منٹ تک حضرت نے اوس جگہ پر توقف فرمایا تاکہ ہانکے کے لوگ

نزدیک آجائیں۔

اور سیوقت جنگل میں ہانکے والوں کا شور و غل کرتے ہوئے نزدیک آنا۔ اور

جو لوگ کے درختوں پر بیٹھے تھے انکا درختوں پر سے اوتر اوتر کر ٹھانڈا ہوا

لئے ہوئے شیر کی طرف دوڑنا، شکاریوں کا فرط خوشی سے آسمان کے طرف  
بند و قین چلانا۔ اور آواز کرتے ہوئے ایک دوسرے کو مبارکباد دینا۔ اپنی مہرون  
کی پگڑیاں اوتار کر ہپ ہپ ہرا کے لغزے مارنا یہ سب امور ایک عجیب  
کیفیت دکھا رہے تھے۔

شکاری لوگ شیر کو ہاتھی پر ڈال کر باجا بجاتے ہوئے بڑی شان و شوکت  
سے لشکر گاہ میں لائے شب کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے خیمہ میں استراحت فرمائی  
دوسرے دن صبح کو وہاں سے روانہ ہو کر شام کے قریب بلدہ میں رونق بخش ہوئے۔

## راولپنڈی کا دوبارہ

گذشتہ سال سے اخباروں میں یہ خبر مشہور ہو رہی تھی کہ میر عبدالرحمان خان  
والی افغانستان کو لارڈ ڈفرن نے دعوت دی ہے وہ ہندوستان آنے والے  
ہیں چنانچہ راولپنڈی میں اون کے پہونچنے کی تاریخ ۲۷ مارچ ۱۸۸۵ء عیسوی مطابق  
۹ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ ہجری قرار پائی۔ اور اسی کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کی  
طرف سے رزپنڈنٹ صاحب جید راجا کو ایک مراسلہ موصول ہوا جس میں لکھا تھا  
کہ امیر صاحب کابل جب راولپنڈی آئینگے تو لارڈ ڈفرن ویسٹ رائے گورنر جنرل ہند  
وہاں بڑا اور بارشعہ کریں گے اور اوسمیں پنجاب کے رئیس جو راولپنڈی کے قریب و  
جوار میں رہتے ہیں شریک ہونگے اور جو بڑی بڑی ریاستیں دور دور واقع ہیں اون کی

طرف سے دربار کی شرکت کے لئے اون کے سفیر اور قایم مقام آئینگے اگر حضور پر نور کی مرضی مبارک ہو تو حیدر آباد سے بھی ایک ڈپوٹیشن راولپنڈی کو بھیجا جائے اس ڈپوٹیشن کو راولپنڈی میں امیر صاحب کے پہونچنے سے دو روز قبل پہونچ جانا چاہیے تاکہ باطمینان دربار میں شریک ہو سکے۔ اعلیٰ حضرت نے اس ڈپوٹیشن میں جانے کے لئے نواب متیرا ملک بہادر فرزند اصغر سردار جنگ اول۔ اور مجہد کو۔ اور سید کاف صاحب ملٹری سکریٹری اور مسٹر فریدون جی کو منتخب فرمایا۔ حسب حکم اقدس ہم لوگ ۲۱ مارچ ۱۸۸۵ء عیسوی مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۰۵ھ ہجری کو حیدر آباد سے روانہ ہوئے۔

راستہ میں ایک روز بھئی میں قیام کر کے بڑودہ پہونچے۔ اس زمانہ میں ہندو ریلوے کی لائن بھئی سے بڑودہ ہو کر جاتی تھی۔ مہاراجہ بہادر بڑودہ کی طرف سے ہماری مہمانی کا انتظام کیا گیا۔ اور اون کے خاص باغ میں ہمارے قیام کے لئے تجویز ہوئی۔

اس زمانہ میں رانی صاحبہ کا مزاج کچھ ناساز تھا مہاراجہ اور رانی صاحبہ شہر کے باہر ایک باغ میں قیام پذیر تھے جس روز ہم بڑودہ پہونچے اون سے اس روز ملاقات ہوئی لیکن قاضی شہاب الدین صاحب مدارالمہام ریاست بڑودہ چار بجے ہماری ملاقات کے لئے آئے شب کو بڑودہ کے رزیدنٹ سر جان واٹسن نے رزیدنسی میں ہکوڈنر کی دعوت دی

دوسرے روز ہم مہاراجہ صاحب بڑودہ کی ملاقات کو گئے یہ مہاراجہ نہایت تخلیق ہیں اور ریاست کے کاموں میں بدل سکتے ہیں حیدر آباد کی الگ راجی کے متعلق دیر تک باتیں کرتے رہے اور اپنے ملک کے فوائد آبپاشی وغیرہ کا بھی ذکر

نواب میر اسحاق بہادر سے کیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ مہاراجہ صاحب کو انتظامی ابواب میں بخوبی معلومات ہے۔

دوسرے روز ہم مہاراجہ صاحب سے رخصت ہو کر بڑودہ سے روانہ ہوئے اور ۲۵ مارچ کو راولپنڈی میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر مین راولپنڈی کا مختصر احوال کچھ تحریر کرتا ہوں۔

راولپنڈی افغانستان کی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں سے آٹھ میل پر قلعہ جردوس ہے اور اس کے آگے قریب آٹھ میل سے خیبر شروع ہوتا ہے۔ راولپنڈی کے پہاڑوں کا سلسلہ مری کے پہاڑوں سے ملکر دریائے جہلم کے کنارہ کشمیر کی سرحد تک منہی ہوتا ہے۔ افغانستان کی سرحد پر ایک فوجی چھاؤنی رہتی ہے گویا یہ جگہ افغانستان کا دروازہ سمجھی جاتی ہے۔ راولپنڈی سے جرد و اور جردوس سے گزر کر خیبر کے پہاڑوں پر سے گزر کر علی مسجد اور علی مسجد سے سیہ ہے جلال آباد کو جاتے ہیں۔ راولپنڈی میں امیر کے آنے کا اسی راستہ سے انتظام کیا گیا تھا۔

گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ہمارے قیام کے لئے ایک بنگلہ کرایہ لیا گیا تھا ہم اسی بنگلہ میں فریو کش ہوئے۔

بنگلہ کمپ ہماری فرودگاہ سے قریب تھا۔ سر چارلس گارف اور سر ہیو گارف اسی کمپ میں رہتے تھے۔ میجر گارف صاحب جو ڈپوٹیشن میں شریک تھے اپنے بہاویوں سے ملاقات کر کے خوش ہوئے۔ ان سے ہماری پہلی ملاقات ہوئی۔ کرنل مارشل اور دوسرے

چند فوجی افسروں سے بھی جو اس کیمپ میں شریک تھے ملاقات کا اتفاق ہوا پنجاب کیمپ کے افسروں نے ہکو اپنے مس ہوس کا آنریری ممبر بنایا ہم اکثر صبح و شام اوس جگہ جاتے اور اپنے اجاب سے ملتے تھے۔

۲۷ مارچ ۱۸۸۵ء عیسوی کو امیر عبدالرحمان خان والی کابل راولپنڈی میں داخل ہوئے امیر صاحب کے لئے راولپنڈی میں ایک بڑا عالیشان مکان آراستہ کیا گیا تھا اوس میں کشمیری شال کا ایک خیمہ اور شال ہی کا شامیانہ نصب کیا گیا تھا اور وازون پر برٹش فوج کے پرے تھے شام کے چار بجے امیر صاحب مع اپنے ہمراہیوں کے اپنی فرودگاہ میں داخل ہوئے صبح کو تمام فوج کی پریڈ تجویز کی گئی تھی۔ مقررہ جگہ کثرت باش کے سبب پریڈ کے قابل نہ رہی تھی اسلئے دوسری جگہ تجویز کرنی پڑی۔

دس بجے لارڈ ڈفرن اپنے خیمہ سے پریڈ کے ملاحظہ کے لئے نکلے امیر صاحب کی قیام گاہ راستہ پر تھی اس واسطے یہہ انشٹام کیا گیا تھا کہ جو وقت لارڈ مہدوح امیر صاحب کی فرودگاہ پر پہنچیں تو امیر صاحب اپنے مکان سے پریڈ کو جانے کے لئے اونکے ساتھ ہو جائیں۔ لیکن لارڈ صاحب جب اون کے قیام گاہ پر پہنچے تو امیر صاحب کو تیار نہ پایا اس واسطے جناب مہدوح کو پانچ منٹ تک انتظار کرنا پڑا۔ جب باہر نکلے تو اس شان سے نکلے کہ ایک ترکی یا بوہر سوار تھے سر پر استراخان کی ٹوپی۔ مکرین تلواری اور کوٹ پر وہ افتالی تمنے لگے تھے جنہیں خود امیر صاحب نے اپنے واسطے ایجاد کیا تھا ساٹھ ستر سپاہی ہمراہ تھے جنہیں سے نصف سوار اور نصف پیادہ تھے امیر صاحب کے



خاص گہوڑے کے چھپے چار پانچ سائیس ستھے اونہیں ایک قلیان برادر ہی تھا جو  
حفہ لئے ساتھ تھا۔

لارڈ ڈفرن کی سواری کے ساتھ اونکا باڈی گارڈ اور برٹش رجمنٹ کا ایک  
اسکارٹ تھا یہ فوج پہلے نہایت قاعدہ اور تہذیب سے چل رہی تھی جب امیر  
کے آدمی ایک پیراکنڈہ خول کی طرح اندر سے نکلے لارڈ ڈفرن کے اسکارٹ کے  
اوپر اوپر ایسے منتشر ہو گئے جیسے کسی میلے یا تماشے میں جاتے ہوں۔ لارڈ ڈفرن کی  
سواری کا قاعدہ اسکارٹ اور باڈی گارڈ اون سے درہم برہم ہو گیا غرض امیر صاحب  
نے ٹھکر پہلے لارڈ ڈفرن سے ہاتھ ملایا پھر اون کے ساتھ ساتھ پربڈ گاہ کو روانہ ہو  
ساڑھے دس بجے پربڈ گروڈ پریہو پنچے سلامی کی توپیں سر ہوئیں سر ڈانڈ اسٹوارٹ  
کمانڈ انچیف آف انڈیا نے سلامی ادا کی۔ لارڈ ڈفرن نے جھنڈے کے پاس قیام کیا  
اور اون کے دست راست پر امیر صاحب اور دست چپ پر جنرل ہارڈنگ کمانڈر  
انچیف بمبئی آرمی میر فریڈرک رابرٹ کمانڈر انچیف مدراس آرمی۔ ٹنٹ گورنر  
پنجاب ٹنٹ گورنر بنگال اور دوسرے سیول اور ملیٹری افسر کھڑے ہوئے ہماری  
حیدر آباد پوٹیشن۔ اور نیپال ڈپوٹیشن دونوں کو شاہی نشان کے قریب جگہ دی گئی  
جہاں سے لارڈ ڈفرن اور امیر صاحب کی گفتگو بخوبی سُن سکتے تھے کرنیل ٹالبرٹ صاحب  
جو ولسر اسے اور امیر صاحب کے درمیان ترجمان تھے دونوں کے درمیان پیادہ  
کھڑے تھے جو کچھ امیر صاحب کہتے وہ اوسکا ترجمہ لارڈ ڈفرن کو انگریزی میں اور جو

لارڈ ڈفرن فرماتے اور سکا مترجمہ فارسی میں سمجھا دیتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد فوج کا  
 مایج یاسٹ شروع ہوا سٹرائلڈ اسٹوارٹ کمانڈر ایچیف انڈین آرمی سب فوج سے  
 اگے گزرے جو انسر لوگ سکے بعد دیگرے سلامی دیتے جانے لگے۔ امیر صاحب خود اونکا  
 سلام لیتے تھے جب فوج کا مایج یاسٹ ختم ہو گیا تو لارڈ ڈفرن نے امیر صاحب سے  
 واپسی کے لئے اشارہ کیا۔ امیر صاحب نے مختصر الفاظ میں برٹش آرمی کی خصوصاً  
 انگریزی کوچمانہ کی بہت تعریف کی بعد ازاں ویسراے بہادر اور امیر صاحب دونوں  
 جس راستہ سے آئے تھے اوسی راستہ سے اپنے مستقر کو واپس گئے دوسرے روز  
 شام کے وقت ویسراے بہادر نے امیر صاحب کے لئے ایک گارڈن پارٹی قرار دی  
 تیسری روز دربار کی تاریخ تھی لیکن پریڈ کے بعد سے پانی اس کثرت سے برسا شروع ہو گیا  
 تھا کہ ہر ایک کام درستی سے کرنا دشوار تھا

پریڈ کے دوسرے روز شام کو ہنر رائل ہائیس ڈیوک آف کناٹ بھی آکر کمپ میں  
 شامل ہو گئے تھے اور کاکیمپ جس موقع پر تھا اتفاقاً وہ مقام شیب میں واقع ہوا تھا  
 تمام کمپ میں پانی بہر گیا۔ پانی سے ساماں کی حفاظت میں کاریرو ازاں لشکر کو بڑی وقت  
 پیشانی آخر کاریہ مناسب سمجھا گیا کہ دربار کی تاریخ کچھ روز کے لئے ہٹا دیا جائے۔

جب میں نے سنا کہ دربار کی تاریخ بڑھا دی گئی ہے تو دلیں یہ خیال آیا کہ درہ خیبر  
 کے مقامات شتر گرون اور علی سجد کے دیکھنے کا یہ اچھا موقع ہے فرصت کو بیکار نہ کرنا  
 چاہیے جب میں جنگ افغانستان میں گیا تھا تو قندھار کی جانب کوئٹہ اور سیبی کے

اطراف کا علاقہ دیکھ لیا تھا۔ لیکن خیبر کی طرف جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا اس لئے میں اس طرف کو عازم ہوا۔ نو اب خیبر اسٹاک بہاؤ اور میجر گارف صاحب سے جب میں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور کہا کہ اگر آیکادل چاہتے تو آپ ہی تشریف لے چلیں کیونکہ درخیبر اور علی مسجد دیکھنے کے لائق مقامات ہیں۔ انہوں نے غدر کیا کہ بارش کے موسم میں تکلیف ہوگی اگر موسم اچھا ہوتا تو ہم خود ارادہ کرتے غرض خوب بارش ہو رہی تھی میں عین بارش میں خیبر کی طرف گیا چونکہ گورنمنٹ کی جانب سے تنہا جانے کے لئے مخالفت تھی اس واسطے کمشنر صاحب پشاور نے آٹھ سپاہی اور ایک دفعتار کا اسکاٹ میرے ہمراہ متعین کر دیا میں دس بجے کے قریب مقام جمرو میں پہونچا جہاں سے درہ کا آغاز اندازاً آتین میل کے قریب رہ جاتا ہے۔

اس مقام پر خیبر پلٹن کی چھاؤنی تھی۔ اور اسکے کمانڈنگ افسر امیر دوست محمد خان شاہی خاندان سے تھے وہ میرے ساتھ نہایت خاطر داری سے پیش آئے اور چار اور قہوہ کی توفیح کی۔ اس کے بعد میں یہاں سے بارہ بجے کے قریب درہ خیبر کو روانہ ہوا تین میل چلنے کے بعد درہ کی چڑھائی شروع ہوئی اسکی چڑھائی استدر سیدھی اور بلند ہے کہ تین چار میل اوپر چڑھنے کے بعد نیچے کو دیکھنے سے اکثر لوگوں کے سر میں جگر آجانا ہے اور راستہ بھی ایسا تنگ ہے کہ بعض مقامات پر بجز ایک سوار کے دوسرا آدمی نہیں چل سکتا اور راستہ بھی ایسا ہے اسکے سوا دوسرا کوئی راستہ نہیں۔

دو بجے کے قریب ہکو شتر گردن اور علی مسجد دکھائی دی۔ علی مسجد پہونچنے کے

قبل ہکوا بک پہاڑ پر سے گزنا پڑا جو اونٹ کی گردن کی طرح کچھ نیچا ہو کر پیر بلند ہو گیا  
اس لئے اسکو شتر گردن کہتے ہیں۔

علی مسجد۔ ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو پہاڑ کے اوپر بنی ہوئی ہے لیکن وہاں کے  
لوگوں سے کچھ دریافت نہوسکا کہ اسکی وجہ تسمیہ کیا ہے میری ہمراہی مین ۱۸ انگال لٹنر  
کے ایک وفدار تھے وہ علی مسجد کی لڑائی میں شریک رہے تھے جن جن مقامات  
سے سرکاری فوج نے چڑھائی کی تھی۔ اور جہان جہان لڑائی ہوئی تھی اونہوں نے  
مجھکو وہ سب مقامات دکھائے جن لوگوں کو اس دشوار گزار مقام کے دیکھنے کا انفاق  
ہوا ہے اونہیں اس امر کے سننے سے تعجب ہوگا کہ ایسے صعب الطور راستہ مین  
انگریزی فوج کا گزر کیسے ہوا اور اسقدر جلد یہ مقام کیونکر مفتوح ہو گیا اسکی بڑی وجہ  
یہ تھی کہ کابل اور ہندوستان کے درمیان تمام کوہستان مین افغانی نسل کے لوگ  
رہتے ہیں خصوصاً درہ خیبر کے اندر آفریدی قبائل کے افغان قابض اور وخیل ہیں۔  
امیر کابل کو ان لوگوں پر بڑا بہرہ و سہ تھا۔ اور اونہیں ہمیشہ سے کامل یقین تھا کہ درہ خیبر  
سے کسی شخص کل آنا ممکن نہیں اسلئے کہ درہ خیبر خود بھی دشوار گزار مقام ہے اسکے علاوہ  
بیس ہزار آفریدی افغان اس درہ کے قرب و جوار مین رہتے ہیں۔ سب وہ ان کے  
ہاتھ مین ہے اگر کوئی فوج ہندوستان سے کابل پر حملہ آور ہوگی تو آفریدی افغان  
درہ کو سد و دکر کے اون سے مقابلہ کریں گے انہیں خیالات سے اونہوں نے اسکی  
وجہ مضبوطی کا کچھ انتظام نہیں کیا تھا نہ علی مسجد نہ جلال آباد نہ گندمک مین کہیں زیادہ

فوج نہیں رکھی تھی اور نہ استحکام کیا تھا۔ البتہ علی مسجدین میرا خور کچھ تھوڑی سی فوج کے ساتھ باطمینان تمام آرام سے بیٹھے تھے اؤکو کہی وہم ہی نہ ہوتا تھا کہ انگریزی فوج درہ خیبر سے گزر کر سبکی چونکہ گورنمنٹ برطانیہ ایک کام کو بڑی خرم اور دانشمندی سے کرتی ہے کرنل واٹسین صاحب کمیشنر پولیس جو ایک بڑے دانشمند اور مدبر افسر تھے انہوں نے انگریزی فوج کے کابل پر حملہ کرنے سے قبل ان آفریدیوں کو ہموار کر لیا تھا ان مفلس و رساوہ لوگوں کا رجوع کر لینا کچھ زیادہ مشکل کام نہیں۔ تھوڑے سے تحفہ تحالیف اور زر نقد سے یہ لوگ قابو میں آجاتے ہیں آفریدی قبائل کے اغماض اور چشم پوشی سے برٹش فوج ان دشوار گزار مقامات سے بہت جلد بلازحمت گزر گئی۔

جب وقت برٹش آرمی نے خیبر سے گزرنا شروع کیا تو آفریدی افغان پہاڑوں کی چوٹیوں پر بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے جو افسر کہ اس پانچ مین شریک تھے اؤکا یہ بیان سے کہ اگر آفریدی لوگ اوپر سے پتھر ہی پھینکا شروع کر دیتے تو فوج کو ایک قدم بھی آگے بڑھانا مشکل ہو جاتا۔ انگریزی فوج کے درہ خیبر سے گزرنے کی خبر علی مسجدین میرا خور کو اوس وقت پہونچی جب وقت انگریزی فوج کا اڈونس گارڈ جسمین گور کہا پلٹن تھی درہ خیبر کی مسافت قطع کر کے شتر گردن کے پیچے پہونچ چکا تھا ایسے وقت میں طاہر ہے کہ میرا خور سے کیا ہو سکتا ہر چند میری آخو نے اپنی تھوڑی سی فوج لیکر مقابلہ کیا اور شتر گردن پر خوب لڑائی ہوئی۔ لیکن برٹش آرمی نے تین طرف سے حملہ کر کے علی مسجد

پر قبضہ کر لیا افغان وہاں سے شکست کھانے کے بعد سخت پریشان ہو کر بہاگے  
 درہ خیبر سے برٹش آرمی کے گزرے اور علی مسجد پر قبضہ کرنے سے یہ ثابت ہو گیا کہ  
 افغانستان کی کبھی انگریزی سرکار کے ہاتھ میں آگئی اب انگریزی فوج کو کابل پر چڑھائی  
 اور فتح کرنے میں کچھ وقت باقی نہ رہی۔

میرے ساتھ جو وفدا رہتے تھے ان کی زبانی مجھے وہاں کے کل حالات بخوبی  
 معلوم ہو گئے دو بجے سے شام تک ہم علی مسجد کے سب مقامات دیکھتے رہے۔  
 اسکے بعد وہاں سے واپس ہو کر قریب چھ بجے کے راولپنڈی میں داخل ہو گئے  
 ہر چند بارش کی وجہ سے دربار کے انتظام میں بڑا خلل آ گیا تھا لیکن پہرہ ہی خیمے اور شایاں  
 بڑی شان و شوکت اور اہتمام سے آراستہ کئے گئے اور انکے درمیان ایک تخت  
 بچھایا گیا جس پر رافت کافر ش تھا اور تخت پر تین زرنگار کرسیاں رکھی گئیں دس بجے  
 کے ساتھ ہی اہل دربار کی آمد شروع ہو گئی۔ حیدر آباد اور نیپال ڈپوٹیشن کو تخت کے  
 قریب جگہ دی گئی تھی جبوقت سب اہالیان دربار جمع ہو گئے اور امیر عبدالرحمان خان  
 دربار کے خیمہ کے قریب آ پہنچے تھے کہ یکایک نواب و بسراے بہادر اور دیوک  
 آف کناٹ کی پی آمد آمد ہوئی۔

امیر صاحب کے پیو بچتے ہی فارن سکریٹری۔ ملٹری سکریٹری اور ولسراے  
 بہادر کے دو ایدیکانگ استقبال کے لئے لب قریب تک آئے اتنے میں دیگر  
 بہادر اور دیوک آف کناٹ بھی آ گئے اور تخت کے نیچے دو لونے امیر صاحب



مصافحہ کیا پھر تینوں صاحب تخت پر چڑھ گئے ویسے ہی ہاورد درمیان کی کرسی پر اور اونکے دست راست پر امیر صاحب اور دست چپ پر ڈیوک آف کناٹ رولٹ افروز ہوئے کرنل ٹالبٹ جو ترجمان تھے۔ ویسے ہی ہاورد اور امیر صاحب کے درمیان کھڑے ہوئے چونکہ حیدر آباد پوٹیشن تخت کے قریب تھا اس لئے جو باتیں نواب ویسے ہی اور امیر صاحب باہم کرتے تھے ہم انہیں بخوبی سن سکتے تھے طرفین سے اول مزاج پر سی ہوئی۔ پھر آب و ہوا اور موسم اور کثرت بارش کی نسبت گفتگو ہوتی رہی اس کے بعد نواب ویسے ہی ہاورد نے فارن سکریٹری کی طرف اشارہ کیا انہوں نے ایک کشتی میں ایک تلوار ویسے ہی ہاورد کے روبرو پیش کی جس کے قبضہ پر جو اہر کا کام تھا ویسے ہی نے کشتی کے سرپوش کو اوٹھا کر تلوار کو ہاتھ میں لیا اور ایک مختصر سی اسپیچ دی جس کا حاصل یہ تھا کہ گورنمنٹ برطانیہ اور ریاست کابل کے درمیان رابطہ اتحاد اور وفاق قائم ہے اور اس سے دونوں ملکوں کو ہر طرح کے فوائد حاصل ہیں۔ پھر ویسے ہی نے وہ تلوار بطور اظہار اتحاد فیما بین امیر صاحب کو تحفہً دی۔ اس وقت نواب ویسے ہی ہاورد۔ امیر صاحب اور کل حاضرین دربار کھڑے ہو گئے امیر صاحب نے تلوار کو اپنے ہاتھ میں لیکر آواز بلند فارسی زبان میں یہ الفاظ کہے کہ این شمشیر کہ شما از دست خودمین وادہ اید۔ انشا اللہ باین شمشیر دشمنان شمار نخواہم کشت) اس کا ترجمہ کرنل ٹالبٹ نے زبان انگریزی میں بلند آواز سے سنایا جس پر تمام حاضرین نے چیز دی۔ اور تالیان بجائیں اسکے بعد دربار برخواست ہوا۔ دوسری

شب کو اسی خیمہ میں امیر صاحب کو ڈنڈا گیا جس میں قریب تلوہا نوٹ کے مدعو تھے۔

نواب ولیسر کے بہادر نے امیر صاحب کا جام صحت نوش کیا۔ امیر صاحب نے فارسی میں مختصر اچھی دوی۔ اور ولیسر کے بہادر کا شکریہ ادا کیا۔ اسکے بعد ولیسر کے بہادر امیر صاحب کے درمیان تین روز تک پیرا یوٹ ملاقاتیں اور امور سلطنت میں گفتگوئیں ہوتی رہیں سٹریٹو ریور انڈفارن سکریٹری سٹریٹو انڈسٹریٹ کمانڈران چیف لارڈ رابرٹ سٹریٹو میکینزی وائس پیرا یوٹ سکریٹری نے امیر صاحب سے متعدد ملاقاتیں کیں اور لارڈ ڈفرن کا اس دربار سے جو اصلی مدعا تھا اسے انہوں نے اپنی بلند خیالیوں اور دور اندیشیوں کے ساتھ بخوبی حاصل کر لیا۔ اسکے بعد امیر افغانستان جس راستہ سے کابل سے آئے تھے اسی راستہ سے تشریف لگئے۔

امیر صاحب کی طلبی کے بعد ہم لوگوں نے بھی حیدر آباد کی طرف مراجعت کی والپی کے وقت بجلی میں تین روز قیام کیا غرض ایک مہینہ کی مدت میں اس سفر سے بھرپور خوبی ہم حیدر آباد کو واپس آ گئے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا رایچر کی طرف شیر کے

شکار کے واسطے رجب ۱۳۰۲ھ میں رونق افزا ہونا

آٹھویں رجب ۱۳۰۲ھ بمطابق ۲۴ اپریل ۱۸۸۵ء عیسوی روز جمعہ کو اعلیٰ حضرت

کی سولہوی مبارک شیر کے شکار کے واسطے رایچر کی طرف رونق بخش ہوئی۔

یہ مقام حیدرآباد سے جنوب کی طرف ۳۶ میل کے فاصلہ پر واقع ہے  
صبح کے پانچ بجے بندگان حضرت گاڈی مین سوار ہو کر روانہ ہوئے اور دس بجے  
قیام گاہ راجپوت مین داخل ہوئے۔ مختار الملک۔ محبوب یار جنگ۔ افسر جنگ۔  
محبوب یار اور الدولہ۔ اقبال یار جنگ۔ حکیم الہمالک۔ ماور جنگ۔ سواری مبارک  
کے ہمراہ تھے خواجہ امین الدین قریب لشکر گاہ سے گارے کی خبر لائے لشکر گاہ مین  
پہونچ کر چوٹی حاضری تناول فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت تھاکر کو رونق افروز ہوئے۔  
حضرت کا فیل خاصہ سپاہ کے قریب کھڑا کیا گیا مختار الملک کا ہاتھی بائیں  
طرف اور محبوب یار جنگ کا ہاتھی دہنی طرف تھا۔ جس سپاہ مین شیر نے گار کیا تھا  
اوسکے دونوں طرف سے ہانک شروع ہوا۔ جب وقت ہانک نصف سپاہ مین پہونچا ایک  
گاؤن والے نے آواز دی کہ دوشیر سپاہ سے پیچے اترے ہیں لیکن وہ دونوں شیر  
سپاہ مین اس طرح چرپ گئے کہ دیر تک اوسکا کچھ پتہ نہ ملا۔ جب ہانک بہت ہی  
قریب آگیا اور لین والوں نے بے انتہا شور و غل مچایا۔ اوسوقت ایک شیر چوڑی  
مین سے نکل کر دوڑتا ہوا حضور پر نور کے سامنے سے گذرا حضرت نے دو گولیاں  
چلائیں اول گولی شیر کے پیچھے پاؤں مین اور دوسری شانہ مین لگی شیر نے گولی لگتے  
ہی آواز دی اور گہانے مین بیٹھ گیا پہراوٹھکر آہستہ آہستہ مختار الملک کی ہاتھی  
کی طرف چلا اور تھوڑی دور جا کر زمین پر گر پڑا۔ دوسرا شیر محبوب یار جنگ کی طرف  
نکلا لیکن گہانے بلند ہونے کی وجہ سے شاید اوندکو نظر نہین آیا۔ جو شیر کہ حضرت نے

شکار فرمایا تھا اوسکو ہاتھی پر ڈالکر لشکر گاہ کو روانہ کیا اور سب شکاریوں کی راہ سے  
نزدیک کے پہاڑ کا جبین دوسرے شیر کے جانے کا گمان تھا ہانک کر سنے کی تجویز  
کی گئی۔

یہ پہاڑ اندازاً ویڑھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا گاؤں کے شکاریوں نے  
بیان کیا کہ ہمیشہ شیر اس پہاڑ سے اڑھکر اوسمین جایا کرتا ہے سابق میں کرنل فریڈر  
نے ہی اس پہاڑ میں ایک شیر شکار کیا تھا۔

پہاڑ مذکور کے اطراف میں درختوں پر آدمی بٹھلائے گئے حضرت کا فیض خاصہ  
ایک جگہ پر کھڑا کیا گیا اور پہاڑ کے دونوں طرف سے ہانک شروع ہوا قریب دو گھنٹے  
کے شیر کی تلاش کی گئی شکاریوں نے ہر ایک غار میں اور پتھروں کے نیچے تلاش کیا  
مگر شیر کا کہین پتہ نہ ملا شام سواری مبارک کیا سپین رولن افروز ہوئی دوسرے دن آٹھ  
ستمبر ۱۳۰۲ ہجری روز یکشنبہ کی صبح کو لشکر گاہ سے روانہ ہو کر اعلیٰ حضرت حضور پر نور  
بلوہ من تشریف لائے۔

نواب منیر اسلمک بہادر کا عہدہ کپٹنی سے افواج کو لکندہ

میں شریک ہونا

نواب منیر اسلمک بہادر نے راولپنڈی کے دربار میں بعض روسائے پنجاب  
اور کشمیر کے نوجوان سرداروں کو یونی فارم میں دیکھا تھا اور مجھے کہا تھا کہ حیدر آباد پر چکر

فوج کی آنریری کپٹنی کے لئے مین بھی حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کرینگا  
 چنانچہ جب وہ یہاں آئے تو اپنے بڑے بھائی نواب سالار جنگ بہادر سے اس امر کا  
 تذکرہ کیا سالار جنگ بہادر نے حضور پر نور کے پیشگاہ میں درخواست گزرائی کہ میرے  
 بھائی نیرالملک کو فوج گو لکنڈہ میں آنریری کپٹن ہونے کا اعزاز بخشا جائے سالار جنگ  
 کی یہ درخواست سرکار سے ۵ ابر ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ بمطابق یکم مئی ۱۸۸۵ء عیسوی کو  
 منظور ہوئی۔ نیرالملک بہادر نے چند زمین فوجی قواعد اور نیزہ بازی وغیرہ میں  
 بہت کچھ مہارت حاصل کی۔ نیرالملک ہمیشہ فوجی یونی فارم پہن کر قواعد پریڈ میں تشریف  
 لاتے تھے۔

## جمعیت نظام محبوب کا گو لکنڈہ برگریڈ میں شریک ہونا

گو لکنڈہ برگریڈ کے تقریر کے بعد جب فوجی اصلاح و قوانین اور آئین کی ترقی ایک  
 خاص درجہ کو پہونچائی نو سالانہ جنگ ثانی نے جمعیت نظام محبوب یعنی پلٹن میسر  
 کی اصلاح اور فوجی حالت کی درستی کی غرض سے پیشگاہ اقدس حضور پر نور میں ۱۳۰۲ھ  
 میں ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ اس جمعیت کی نگرانی اسر جنگ کے نظریہ  
 فرمائی جائے۔ سالگرہ مبارک اور دوسرے موقعوں پر جیسے گو لکنڈہ برگریڈ سلامی اور پٹو  
 او کرتی سہ آئندہ سے جمعیت نظام محبوب گو لکنڈہ برگریڈ کے ساتھ پریڈ وغیرہ ادا  
 کیا کرے اعلا حضرت حضور پر نور نے سالار جنگ ثانی کے اس عرضداشت کو صرف قبول



صفوہ ۱۲۰

نواب نصیر الملک بہادر انڈیری کپٹن گولکنڈہ لائسنس





P-4

بشاش حسب الحکم اقدس جمعیت نظام محبوب کی نگرانی راقم کے سپرد ہوئی۔ اس پلٹن کو انگریزی قواعد و پرپٹ کی بالکل مشق نہ تھی اور اسکے افسر عوض بن سعید جان نثار یار جنگ وغیرہ بھی فوجی قوانین سے محض بیگانہ تھے اسلئے پہلے ان افسروں کو قواعد پرپٹ وغیرہ آئین فوجی کی تعلیم دیکنی اور سپاہ نے بھی فوجی اصول سیکھنے میں کوشش کی اس زمانہ سے یہ جمعیت گو لکندہ برگیڈ کے ساتھ قواعد پرپٹ میں شریک ہوا کرنی ہے اس جمعیت کی ابتدائی حالت یوں ہے کہ حیدرآباد میں عربوں اور ان کے جمداروں کا بڑا تسلط اور غلبہ تھا جس سے شہر میں ہیشہ بد امنی رہتی تھی اس زمانہ کے واقعات زبان زد خاص عام ہیں۔

سالار جنگ اولیٰ نے حکمت عملی سلطنتی اصول پر عربوں کی طاقت کم کرنی غرض سے یہ تجویز کی کہ ایک ہزار عربوں کی پلٹن کا تقرر کیا اور فی اسم پندرہ روپیہ جو انہی تنخواہ مقرر کی اس زمانہ میں جو عرب جمداروں کے علاقہ جاٹ میں ملازم تھے ان کو چھ سات روپیہ ماہوار سے زیادہ ماہوار نہیں ملتی تھی جب یہ پلٹن مقرر ہو گئی اور اسکے جوانوں کا مشاہرہ بیش قرار دیکھا تو بہت سے عربوں نے جمداروں کی نوکریاں چھوڑ دیں اور اس پلٹن میں آکر شریک ہو گئے۔

عوض بن سعید جو اس زمانہ میں علاقہ فریکن کیولری گارڈ میں نشنٹ تھے یہ جمعیت ان کے زیرِ نگرانی اور مقام میسر میں اس رجمنٹ کا ہیڈ کوارٹر مقرر ہوا۔ سالار جنگ اولیٰ کے اس حسن انتظام کی عہدہ نتیجہ پیدا ہوا کہ عربوں کی باقاعدہ

ایک پلٹن تیار ہو جانے کے باعث بہت سے عرب اور جمہدار جو اکثر موقعوں پر گورنمنٹ کی نافرمانی کرنے پر آمادہ ہو جاتے تھے اپنے قدیم خیالات و اسد سے باز آئے اور سرکاری انتظامات میں جو خلل کا اندیشہ ہوتا تھا اس کا باب مسدود ہو گیا اس وقت میں اس جمعیت کی حالت بالکل سپاہیانہ اصول پر ہے۔

## سالار جنگ بہادر ثانی کا عہدہ سبوری سے افواج

### گو لکنڈہ میں شریک ہونا

سالار جنگ ثانی کو افواج گو لکنڈہ بریگیڈ کی ترقی اور فوجی اصلاح ہمیشہ مد نظر تھی بارہا قواعدا و پرپٹ کے موقعوں پر وہ تشریف لا کر فوج کا معائنہ فرماتے تھے اور نہایت اظہار مسرت کرتے تھے کچھ زمانہ کے بعد سالار جنگ ثانی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں ہی اس فوج میں کسی خاص عہدہ کو اپنے نامزد کروں اور اسکی قواعد پرپٹ میں شریک ہوا کروں اس خیال کو محرم ۱۳۲۳ھ ہجری میں او نہوں نے پورا کیا اور ایک عرضداشت پیشگاہ خسروی میں اس مضمون کی پیش کی کہ میری خواہش یہ کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے پیشگاہ سے گو لکنڈہ بریگیڈ میں مجھے آنریری سبوری کے عہدہ سے اعزاز بخشا جائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے سالار جنگ ثانی کی اس درخواست کو شاہانہ عنایت سے منظور فرمایا اور آنریری سبوری کا عہدہ گو لکنڈہ بریگیڈ میں عطا کیا سالار جنگ بہادر اسی ہفتہ میں سبوری کا یونی فارم پٹنگر گو لکنڈہ بریگیڈ کی

قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کانپلگری

کی طرف رونق افزا ہونا

۱۳۰۳ھ ہجری کے آغاز موسم گرما میں قدر قدرت اعلیٰ حضرت نے مقام نیلگری میں تشریف لیجانے کا قصد فرمایا۔ نواب سالار جنگ بہادر ثانی کو انتظام سفر اور نیلگری میں فروگاہ شاہی کے بندوبست کے لئے حکم اقدس صادر ہوا نواب صاحب معززاً اس سفر کے ساز و سامان کی طرف متوجہ ہوئے اور مقام نیلگری میں پیروڈ اور وڈاستا دو بنگلے سرکار کی اقامت کے واسطے کرایہ سے تجویز کئے قبل اسکے کہ سواری مبارک نیلگری کو روانہ ہو۔ ریلوے سواریوں وغیرہ سامان کا بندوبست اور اسیان خاصہ۔

۲۹

اور بگھی گھوڑوں اور شاہی ساز و سامان اور کارکنان مختلف کارخانجات  
شاہی کی روانگی کا کل انتظام پیشگاہ خسروی سے میرے تفویض ہوا۔  
بننے بجازت اقدس ایک ہفتہ پہلے کل کارکنان کارخانجات کو نیلگری  
کی طرف روانہ کر دیا۔

۸ مئی ۱۸۸۵ء عیسوی مطابق ۲۲ رجب ۱۳۰۳ھ ہجری کو اعلیٰ حضرت حضور پرنور  
کی سواری مبارک نیلگری کی طرف روانہ ہوئی۔ امرائے دولت اور اعیان سلطنت  
سے حسب ذیل ہم کاب اقدس تھے۔

نواب سالار جنگ بہادر۔ نواب منیر الملک بہادر۔ نواب محبوب یار جنگ  
قادر جنگ بہادر۔ مستحکم جنگ بہادر۔ ڈاکٹر مرزا علی صاحب۔ میر ممتاز علی صاحب  
انسر جنگ۔ بارہوین مئی کو شام کے وقت سواری مبارک نیلگری میں داخل ہوئی  
اعلیٰ حضرت مع زمانہ ہیروڈین قیام فرما ہوئے باقی کل مصاحبین و ڈاکٹراک مین  
فرد کش ہوئے مین نے اپنے لئے ہیروڈ کے دروازہ کے سامنے ٹین کا ایک جھرو  
بنوا کے اوسمیں قیام کیا۔

حضور پرنور نیلگری میں اکثر صبح گو گھوڑے پر سوار ہو کر ہوا خوری کے لئے  
تشریف لیجاتے تھے۔ اور بعض وقت پوگو گروڈ پرنیزہ بازی وغیرہ کی بھی کثرت  
فرماتے تھے نیزہ بازی کی کثرت کے وقت لارڈ رابرٹ جو اوس زمانہ میں مدراس  
کے کمانڈر انچیف تھے اکثر تشریف لاتے اور حضور پرنور کے ساتھ نیزہ بازی



مین شریک ہوتے تھے۔

نیلگری مین فاکس ہاؤڈ کا شکار مشہور ہے ولایتی فاکس ہاؤڈ ولایت سے  
منگوا کے وہاں رکھتے ہیں اور موسم پر اون سے لومڑی کا شکار کہلاتے ہیں اگرچہ فاکس  
ہاؤڈ پشاور۔ پونہ۔ مدہس وغیرہ میں بھی منگوائے گئے اور وہاں اونے شکار کیا گیا  
لیکن تمام شکار دوست متفق الکلام ہیں کہ نیلگری سے بہتر اون کا شکار کہیں نہیں ہوتا  
ہر ہفتہ مین دوروز اس شکار کے لئے مقرر کئے گئے تھے مین بلاناغہ اسمین شریک  
ہوتا تھا۔

اور میسور کے جنگل میں پہاڑ کے نیچے ہاتھی کا بھی شکار مشہور ہے مین نے  
ہاتھی کا شکار بھی نہیں کیا تھا اس لئے مین نے چاہا کہ اس کا بھی شکار کروں۔ چونکہ  
ہاتھی کے شکار کے واسطے گورنمنٹ میسور کی خاص اجازت ہونی ضرورت تھی۔ کپٹن  
نیول جمیبرلین صاحب ایڈیکانگ لارڈ رابرٹ جو میری بڑی دوست تھے جب اس کا تذکرہ اون سے  
آیا تو انہوں نے لارڈ رابرٹ سے کہہ کر میری لئے میسور گورنمنٹ سے ایک ہاتھی کا شکار کیواسطے  
اجازت منگادی اور خود بھی نیول جمیبرلین صاحب نے اس شکار میں جانیکا ارا وہ کیا۔

راقم کامیسور کے جنگل میں فیل کو شکار کرنا

چھٹی ماہ جون ۱۸۸۵ء کو مین اور کپٹن نیول جمیبرلین۔ اور کپٹن چارلس ہوم نیلگری سے بندھلی  
کی طرف روانہ ہوئے اور قریب شام کے وہاں جا پہونچے بندھلی پور نیلگری سے  
۸ اکوس پر میسور کی ریاست کی سرحد میں واقع ہے مسافروں کی آسائش کیواسطے

ایک چوٹا سا مسافر نگلہ ہی وہاں بنا ہوا ہے شب کو ہم نے بنگلہ میں قیام کیا صبح کو شکار کے لئے تیار ہوئے کپٹن نیول چیمبر لین اور کپٹن ہوم نے مجھ کو ہاتھی کی تلاش میں جانے کے واسطے کہا اور خود دونوں صاحب بائین کے شکار کو روانہ ہوئے۔ جب میں ہاتھی کے شکار کو چلا تو خواجہ امین الدین اور دو شکاری اسی ملک کے میرے ساتھ تھے جنگل میں تقریباً دو تین میل چلنے کے بعد ایک شکاری نے جو آگے آگے چل رہا تھا کہا یہاں ہاتھیوں کے پیروں کے نشان ہیں میں نے دیکھا تو ایک نالہ میں دس بیس ہاتھیوں کے پاؤں کے آثار پائے جاتے ہیں اور ان آثار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ہاتھی علیحدہ ہو گیا ہے اور مشرق کی جانب چلا گیا ہے دونوں شکاریوں نے کچھ دیر تک وہاں باہم گفتگو کر کے یہ رائے دی کہ ہاتھیوں کے غول کو چھوڑ کر جو ہاتھی اکیلا گیا ہے اسکی تلاش کی جائے میں نے جب اسکا سبب پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ تجربہ اس امر کو باور کراتا ہے کہ غول میں سب ہتھیاں ہوں گی۔ اور یہ ہاتھی جو علیحدہ ہو گیا ہے۔ یقیناً بڑا اور ونیتلا ہے کیونکہ ونیتلا ہاتھی اکثر سبک اکیلا رہتا ہے۔

غرض ہم اوس ہاتھی کی تلاش میں چلے اور اوسکے پاؤں کے نشان دیکھتے ہوئے ایک میل آگے بڑھ گئے یہاں جنگل نہایت گنجان تھا۔ ساگوان وغیرہ کے بلند اور سایہ دار درخت اسقدر گنجان تھے کہ آگے کچھ نظر نہ آتا تھا اور یہ تعجب ہوتا تھا کہ اس گنجان جھاڑی میں سے ہاتھی سا قوی الجشہ جانور کیونکر گزر رہا ہوگا۔

چونکہ ایک روز پہلے وہاں شب کو بارش ہو چکی تھی اور زمین نمناک اور تر تھی اس لئے  
 ہاتھی کے پاؤں کے نشان بخوبی معلوم ہوتے تھے گاؤں والا شکاری آہستہ آہستہ  
 آگے آگے اور مین اور خواجہ امین الدین اوسکے پیچھے پیچھے خاموش چلے جاتے  
 تھے ایک جگہ جنگل میں پہونچ کر شکاری یکا یک کھڑا ہو گیا اور اوس نے مجھ کو اشارہ  
 کیا کہ ہاتھی کے پاؤں کے نشانوں کی طرف دیکھئے مین نے دیکھ کر پوچھا کیا ہے  
 اوسنے کہا ہاتھی بہت نزدیک ہے مین نے پوچھا یہ کیونکر معلوم ہوا اوس نے کہا  
 ہاتھی نے جس جگہ پاؤں رکھا ہے جو گھاس دب گئی ہے وہ ابھی تک سیدھی نہیں  
 ہوئی ہے اگر زیادہ دیر ہو جاتی تو گھاس سیدھی ہو کر کھڑی ہو جاتی اس سے قیاس  
 کر سکتے ہیں کہ ہاتھی یہاں سے ابھی گزرا ہے پر شکاری نے مجھے اشارہ کیا کہ مین  
 تیار رہو۔ ہاتھی کے شکار کے لئے اکثر ایہٹہ بور بندوق کام میں لائی جاتی ہے  
 حضور پر نور نے مجھے ایک ایہٹہ بور ریفیل ہالینڈ کا بنا ہوا عنایت کیا تھا۔ وہ اونٹ  
 میرے ہاتھ میں تھا اوسکا وزن سولہ پونڈ تھا چونکہ بڑی دیر سے مین اوسکو ہاتھ میں  
 لئے تھا اوسکے وزن سے میرا ہاتھ تھک گیا تھا۔ بہر حال مین نے بندوق تیار رکھ کر  
 شکار کے پیچھے آہستہ آہستہ قدم بڑھائے یہاں جنگل اس قدر گنجان ہو گیا تھا کہ نہ آگے  
 دکھائی دیتا اور نہ وہ بنے بائیں کچھ نظر آتا تھا۔ تھوڑے ہی آگے بڑھے ہون گے کہ  
 سہائے سے درخت کی ٹہنیاں توٹنے کی کچھ آواز آئی۔ میرا سمرا ہی شکلا سی وہین کھڑا  
 ہو گیا اور جھٹک سے آواز آتی تھی اوس نے اوس طرف خیال کیا پھر زمین کی طرف

جھک کر اوس کی تہوڑی سی گھانٹس توڑی اور ہوا میں اوڑالی وہ گھانٹس ہوا سے اودھر  
 کو اوڑی جدھر سے ٹہنیوں کے توٹنے کی آواز آئی تھی شکاری نے آہستہ سے میرے  
 کان میں کہا کہ ہوا موافق نہیں ہے ہاتھی ہماری بوسوں گھبرا جائے گا اس لئے ضرور  
 ہے کہ ہم یہ راستہ چھوڑ دیں اور چکر کہا کے ہاتھی کے دوسری طرف سے جائیں تاکہ  
 ہوا ہمارے موافق ہو۔ آخر شکاری پلٹا اور جدھر سے ہم گئے تھے اودھر کو آیا پھر چکر  
 کہا۔ کے ہم دوسری طرف کو گئے۔ اتنے میں پہر ڈالی کے توٹنے کی آواز سنائی دی۔  
 شکاری نے کہا کہ ہاتھی بانٹس کی ڈالیاں توڑ کر کہا رہا ہے۔ گنجان جنگل ہونے کے سبب  
 ہموں کو کہاں نہیں دیتا۔ میں نے پوچھا کہ ہاتھی کتنی دور ہوگا اوس نے کہا تقریباً دو تین سو وار  
 پر ہوگا اوس وقت ہموں ایک ایسے نالہ سے اوترنا پڑا کہ جسمیں ریت اور سیقدر و دل ہی تھی  
 یہاں ہم لوگ نہایت آہستہ آہستہ چلتے تھے یہ موقع بڑا ہی نازک تھا۔ اودھر میرے ہاتھ  
 میں ایبٹہ بور و فصر لی بریفل اودھر راستہ میں دل۔ آگے سے شکاری برابر اشارہ پر اشارہ  
 کر رہا ہے کہ کچھ ٹہیں قدم رکھنے اور اوٹھانے کی آواز نہ ہونے پائے اور یہ بھی معلوم نہیں  
 کہ ہاتھی کس مقام پر کھڑا ہے ہم صرف اوسکی ڈالیاں توڑنے کی آواز پر جا رہے ہیں۔  
 غرض ہم جتنی زیادہ قریب ہوتے گئے اور سیقدر ڈالیاں توڑنے کی آواز زیادہ آتی  
 گئی تہوڑی دیر کے بعد ہم کروندہ کی بڑی گنجان جھاڑی کے پاس پہنچے وہاں شکاری  
 نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ ٹھہرے اور خود اوس خاردار جھاڑی کے اندر جا کر اطراف  
 کے جنگل کو اوس نے دیکھا پھر مجھے اپنے پیچھے آنے کے لئے اشارہ کیا میں اوس جھاڑی

کے اندر جبک کہ بمشکل تمام شکاری کو پاس پہنچا اور دیکھا کہ ایک نالہ کے کنارہ بانس کی جھاڑی کے قریب ہاتھی کھڑا ہے اور بانس کی ڈالیاں سونڈ سے توڑ توڑ کر کھا رہا ہے میرے اندازہ میں جہاں ہاتھی کھڑا تھا میرے اوپڑاؤ کے درمیان ساٹھ قدم کا فاصلہ تھا میں نے چاہا کہ بندوق چلاؤں لیکن شکاری نے منع کیا اور اشارہ سے سامنے کی ایک دوسری جھاڑی بتائی جو ہمارے اور ہاتھی کے درمیان نصف فاصلہ پر تھی اور اس کے اشارہ سے مجھے معلوم ہوا وہ چاہتا ہے کہ میں اکیلا ہی ہاتھی کی طرف بڑھ جاؤں۔ اور وہ اور خواجہ امین الدین دونوں وہیں کھڑے رہیں۔ اس کے ایسے اشارہ سے میں دوسری جھاڑی کے آسے میں آہستہ آہستہ گھٹنوں کے بل چلا میں اس وقت اس خبر داری سے چل رہا تھا کہ میرے چلنے کی آہٹ خود مجھے سنائی نہیں دیتی تھی۔ جب اس جھاڑی کے آسے میں جا رہا تھا تو ہاتھی مجھے بالکل دکھائی نہیں دیتا تھا اور میں خود بھی اس امر کی کوشش کرتا تھا کہ ہاتھی مجھے دکھائی نہ دے۔ اگرچہ اس جھاڑی کے اور میرے درمیان تقریباً بیس گز کا فاصلہ رہا ہو گا مگر یہ تھوڑی سی مسافت مجھے طے کرنا کئی کوس کی برابر ہو گیا تھا۔

غرض جب میں اس جھاڑی کے پاس پہنچا تو تھوڑی دیر آرام لیا اور ہاتھی کو جھاڑی کے اندر سے جب دیکھا تو وہ بالکل آٹا کھڑا نظر آیا۔ بانس کی ڈالیاں کھاسے میں مشغول تھا اس کے بڑے بڑے دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔ خوشی سے جھوم رہا تھا اپنے اپنے بانسوں کی نرم نرم ٹہنیوں سے توڑ توڑ کر منہ میں رکھ رہا تھا کہ یہی سونڈ زمین

ڈاکر پانی نکالتا اور اپنے بدن پر اوڑھتا تھا۔

اوسوقت میرے قیاس میں ہاتھی مجھے بیس گز کے فاصلہ پر تھا میں نے سوچا کہ ہاتھی کے کس مقام پر شست باند بکر گولی لگائی جائے اسکے ساتھ ہی مجھے اپنے دوست کپٹن جمیر لین کی نصیحت یاد آئی انہوں نے کہا تھا کہ جب تک گولی ہاتھی کے مغز میں نہ پہنچے ہاتھی کبھی زمین پر نہیں گرتا ہاتھی کے مارنے کے لئے ضرور سہلے گولی اوسکے دماغ میں پہنچانی جائے۔ یہہ اس طرح ممکن ہے کہ ہاتھی کے سر میں جہاں جہاں مضبوط ہڈیاں نہیں ہیں اور دماغ کے اندرونی طبقات میں نالیان ہیں وہاں گولی ماری جائے۔ اسکے ساتھ ہی انہوں نے کاغذ پر ہاتھی کے سر کا نقشہ بنا کر مجھے سمجھا دیا تھا کہ اگر ہاتھی اپنے سامنے بالکل سیدھا کھڑا ہو تو اوسکی آنکھوں کے درمیان جو جگہ بلند ہے وہاں گولی ماری جائے اور اگر بالکل آڑا بازو سے کھڑا ہو تو کان کی جڑ سے دوا نیچہ آگے اور اگر اسطور پر کھڑا ہو کہ شکاری ہاتھی کے پیٹھے کی جانب ہو تو کان سے دوا نیچہ نیچے گولی مارنا چاہیے۔ اوسوقت ہاتھی ترچھا کھڑا تھا اس لئے میں نے چاہا کہ اوسکے کان سے دوا نیچہ نیچے شست باند بکر فیر کر دن بکر ہاتھی کی جلد جلد خیش دیکر نبدوق فیر کرنے کا مجھے موقع نہ ملا۔

اوسوقت نبدوق چلانے میں جو مجھے دیر ہوئی۔ میرے شکاری نے گمان کیا کہ کوئی غلطی واقع ہوگئی ہے جس سے نبدوق نہیں چل سکی وہ خود آہستہ آہستہ میرے پاس آیا جب کہانس میں آنے سے اوسکی آہٹ مجھے سنائی دی تو میں پیچھے پلٹ کر دیکھا



میرا شکاری تھا۔ اوس نے مجھے اشارہ کیا کہ بندوق چلائے دیر کر سنے میں کہیں شکار ہاتھ سے جاتا نہ رہے میں نے ہاتھی کی طرف نظر کی تو اوسے ایک گونہ سکون ہو گیا تھا میں نے جلد بندوق فیر کی جب سامنے سے بندوق کا دھوان ہٹا تو دکھائی دیا کہ ہاتھی جو سوڈا پر کئے کھڑا تھا اوس نے اپنے دونوں گھٹنے زمین پر ٹینک دے دیں۔ اور اوسکے دونوں دانت کیچڑھیں گہرے زمین کے اندر آ رہے اور تر گئے ہیں۔

اوسوقت یہ ممکن تھا کہ میں دوسری گولی ہاتھی کے سر میں مارتا لیکن مجھے خیال ہوا کہ جب اوس نے اپنا سر زمین پر رکھ دیا ہے تو کوئی دم میں زمین پر خود ہی گر جائے گا میرا شکاری جو بالکل میرے قریب آ گیا تھا خوشی سے اوچھلنے کودنے لگا لیکن چند سکنڈ میں ہاتھی زمین پر سے اوٹھ کر کھڑا ہو گیا اور سامنے کو آہستہ آہستہ چلا۔ اوسوقت مجھ کو سخت تعجب ہوا اور میں نے فوراً ریفیل کو بہر کے شکاری سے کہا کہ دوڑ کر ہاتھی پر دوسرا فیر کرتا ہوں مگر اوس نے منع کیا اور آہستہ سے کہا کہ اگر یہاں سے ہلے اور زور قدم آگے بڑھایا تو ہاتھی آپ پر حملہ کرے گا وہ بخود ہی کی حالت میں ہے اوس کا اسوقت کا حملہ نہایت خطرناک ہو گا بہتر یہ ہے کہ یہاں کھڑے رہتے ہوڑی دور جا کر وہ خود بخود گر جائے گا۔

جب ہاتھی نظروں سے پوشیدہ ہو گیا تب شکاری مجھے وہاں لے گیا جہاں ہاتھی کھڑا تھا اور کہا کہ جب تک گولی ہاتھی کے دماغ میں نہیں پہنچتی ہاتھی اپنا سر زمین پر کبھی نہیں ٹینکتا زمین پر اس کا سر ٹینکنا اس بات کی دلیل ہے کہ گولی ہاتھی کے دماغ میں

میں پہنچ گئی لیکن وہ اسکے دماغ میں کنارہ کنارہ گئی ہے کہ وہ اندر آگے جا کر وہ ضرور گر جائیگا  
 اگر اس ہاتھی کے دماغ میں گولی پورا اثر کرتی تو وہ ابھی یہیں گر پڑتا۔ شکاری نے یہ باتیں  
 ایسے مدلل طور پر بیان کیں کہ جن سے مجھے ہاتھی کے شکار ہو جانے کا کامل یقین ہو گیا۔  
 اسکے بعد شکاری کی صلاح سے ہاتھی کی تلاش میں آگے روانہ ہوئے تھوڑی دور  
 بڑے ہون گئے کہ ہم نے ہاتھیوں کا ایک غول جانے ہوئے دیکھا اور سوخت میں نہ  
 خواجہ امین الدین سے کہا کہ تم زخمی ہاتھی کے پیچھے جاؤ میں نے شکاری کو ہمراہ لے کر  
 دوسرے غول کا پیچھا کیا جیسا کہ ہم اون سے سوگزن کے فریب پہنچے ہوں گے کہ انہوں نے  
 ہمیں دیکھ لیا اور یکایک زور سے چیخ مار کے سب ہاتھی بھاگے ہم نے اذکار لگائے  
 کیا تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ ایک نالہ آگیا اور انہیں اسکے پار جانا پڑا دوسری  
 طرف کا اوسکا کنارہ بہت اونچا تھا جیسے بڑے بڑے ہاتھی تو دوڑتے ہوئے چڑھ گئے  
 لیکن دس بارہ بچے جو چھوٹے چھوٹے تھے اوپر جانے سکے بڑے بڑے ہاتھی بچوں کو  
 پیچھے دیکھ کر فوراً رگ گئے اور پاٹ کر انہوں نے اپنے گھٹنے زمین پر ٹیک کے  
 سوٹدین بڑبا دین اور چھوٹے بچوں کی سوٹدین بکڑ بکڑ کر انہیں کنارہ کے اوپر کھینچ لیا  
 ہاتھیوں نے یہ کام اس تیزی سے کیا کہ دو منٹ بھی نہ لگے تمام بچے اوپر پہنچ گئے  
 گئے قوی اور توانا ہاتھیوں کا بچوں کی سوٹدون میں سوٹدین ڈالنا اور اؤٹکاو پر لے  
 لینا عجیب و غریب تماشا تھا میں جھاڑی کے کنارہ کھڑا ہوا دیکھتا رہا واقعی درجائوں میں  
 ہاتھی کو زیادہ اور اک ہے۔

جب یہ غول چلا گیا تو شکاری نے بچے کہا کہ آپ ایک جگہ کھڑے رہیں اور  
میں جا کر زخمی ہاتھی کی خبر لاتا ہوں چنانچہ وہ گیا اور بہت جلد واپس آیا اور کہا کہ ہاتھی  
ایک جھاڑی میں گر کر مر گیا۔ خواجہ امین الدین وہاں موجود ہیں اور دوسرا ایک شکاری  
جو مجھے راستہ میں مل گیا تھا میں نے اسکو یہی دیا ہے کہ وہ مردہ ہاتھی کے دانت  
کاٹ کر لے آئے اور سوقت میں لے چا ہا کہ اپنے شکار کئے ہوئے ہاتھی کو جا کر  
میں یہی دیکھوں مگر پانی برسنا شروع ہو گیا تھا۔ اور شام کا وقت ہی قریب آ گیا  
تھا اس لئے شکاری کے ساتھ میں اپنی قیام گاہ کو واپس چلا آیا۔

اور ہاتھی کا قد وغیرہ ناپ نکھا لیکن ہاتھی جوان تھا اور اس کے دانت بہت  
خوش وضع اور پاکیزہ تھے جو اب تک میرے مکان راحت منزل کے ڈرائنگ روم  
میں دیوار سے آویزاں ہیں۔

کپٹن جمبر لین۔ اور کپٹن ہوم میرے آنے سے قبل ہی واپس آ گئے تھے۔  
ہاتھی کے شکار ہونے کی خبر سنکر میرے یہ دونوں دوست بہت خوش ہوئے دوسرے  
دن صبح کو ہم تینوں ملکر نیلگیری کو واپس آئے۔

ہاتھی کے جو دانت میں لایا تھا وہ آٹے ہی میں نے حضور پرنور کے ملاحظہ میں پیش  
کئے۔ اعلیٰ حضرت شکار کا احوال ویر تک دریافت فرماتے رہے میں نے اپنے شکار کا  
کل واقعہ اعلیٰ حضرت حضور پرنور کے پیشگاہ میں عرض کیا دوسرے روز وہ دانت لیکر  
حرفیڈرک رابرٹ کے پاس گیا جنہوں نے گورنمنٹ میوزیم سے مجھے ہاتھی کے شکار

کی اجازت دلائی تھی اور میں نے ان کا شکریہ ادا کیا سفر فریڈرک نے کہا کہ یہ اتفاقی امر ہے کہ آپ کو اول ہی روز ہائی ملگیا ورنہ کبھی کبھی صاحبان شکار دوست آٹھ آٹھ دس دس روز تک شکار کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور بڑے دانتوں والا ہاتھی نہیں ملتا۔ اس زمانہ میں مجھے اور سفر فریڈرک رابرٹ سے اکثر ملاقاتیں ہوتی ہیں بارہا وہ نیزہ بازی اور ٹینٹ پگنگ کے موقعوں پر تشریف لاتے اور مجھے ان کے ساتھ ان کاموں میں شریک ہونے کا اتفاق ہوتا تھا اس لئے میری اور ان کی دوستی باہم زیادہ ہو گئی تھی۔ سفر فریڈرک رابرٹ نے نیلگری سے رخصت ہوتے وقت مجھ کو دعوت دی کہ آئندہ ماہ میں بنگلور میں ہم کیا مپ آف اگسرسائیز کریں گے اس لئے ہم نہایت مسرت کے ساتھ آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ بھی اس کمپ اگسرسائیز میں کرہا انٹسٹاف میں شریک ہوں میں سفر فریڈرک رابرٹ کی اس دعوت کو بڑی خوشی کیساتھ قبول کیا بنگلور کے کمپ اگسرسائیز میں راقم کا شریک ہونا نیلگری سے بدھ حیدر آباد کو مراجعت کرنے کے بعد سفر فریڈرک کا ایک ٹیلگرام مجھے پہنچا جو درجہ انہوں نے مجھے اطلاع دی تھی کہ غرہ ماہ جولائی سے بنگلور میں کمپ اگسرسائیز شروع ہوگا تاریخ مقررہ پر آپ بنگلور پہنچ کر چارے انتسٹاف میں شریک ہو جائیں۔

سفر فریڈرک کا تار میں نے حضور پر نور کے ملاحظہ مبارک میں پیش کیا۔ اور اعلیٰ حضرت سے اجازت حاصل کر کے میں بنگلور کی طرف روانہ ہوا۔

سفر فریڈرک رابرٹ کا کمپ بنگلور سے پانچ میل کے فاصلہ پر تھا دوسرے روز

مین کیمپ مین پہونچا اوسی روز جنرل سر ڈانلڈ اسٹورٹ کمانڈر انچیف ان انڈیا  
بھی شملہ سے بنگلور مین داخل ہوئے تھے سر شام جنرل رابرٹ مع اسٹاف کے سب  
فوج کے ملاحظہ کے واسطے گئے۔

پانچویں تاریخ کو صبح سے شام کے دو بجے تک بنگلور کے مشرقی جانب فوج  
نے جنگ مصنوعی کی پراکٹس کی۔ اور شام کو کل فوج اپنے اپنے مقامات پر اکٹھے  
مین اوتھری۔

شب مین سر فریڈرک رابرٹ کے پاس فوجی چند افسروں کی دعوت تھی  
مین اپنے دوست کپٹن نیول چیمبر لین کے بارو سے بیٹھا کھانا کھا رہا تھا کھانا کھا  
وقت کپٹن چارلی ہوم ایڈیکاناکے کھا کہ کمانڈر انچیف نے کھانا کھانے کے بعد اپنا  
گھوڑا طلب کیا ہے اور اسٹاف کے سب افسروں کو بھی حکم دیا ہے کہ ڈنر کے  
بعد وہ تیار ہو جائیں لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ کمانڈر انچیف صاحب کھان جائینگے  
اور فوج کے لئے اونہوں نے کیا حکم دیا ہے یہ خبر سنتے ہی ہم سب لوگ جلد  
جسد کھانا کھا کر اپنے اپنے خیموں مین گئے اور یوتی فارم پہنکر باہر آئے۔ اس  
اشنا مین ہماری سواری کے گھوڑے بھی تیار ہو کر آ گئے۔

کپٹن نیول چیمبر لین صاحب کمانڈر انچیف صاحب کے خیمہ مین گئے اور  
فوراً واپس آکر کہا کہ پاؤ گھنٹہ ہوا کمانڈر انچیف صاحب سوار ہو گئے۔ ڈاکٹر ٹیلر صاحب  
جو اس وقت وہاں موجود تھے اونہوں نے کہا کہ لیٹری سکریٹری نے مجھے بیان کیا

کہ شام کے پانچ بجے سرفریڈرک رابرٹ نے حکم دیا تھا کہ سرچارلس کینر کی بریگیڈ آفتاب غروب ہوتے ہی اپنے مقام سے روانہ ہو جائے اور شباشب ۲۴ میل پانچ کر کے روز روشن ہوتے ہی قلعہ بندی درگ پر گولہ باری شروع کرے۔ بندی درگ فوج کے کیاپ سے تقریباً ۲۵ یا ۲۶ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور کیاپ سے پہاڑ تک راستہ بالکل ناہموار اور خراب تھا۔ اثنائے راہ میں دنہمٹریاں (دھان کے کہیت) تالاب جھاڑی جنگل اس قدر تھا کہ وہاں سے گزر دشوار ہوتا تھا۔

کمانڈر انچیف صاحب اس موقع پر فوج کا یہ امتحان کرنا چاہتے تھے کہ شبکی تاریکی میں دیکھا جائے کہ دشوار گزار مقامات سے فوج کس طرح گزرے دقت مقررہ پر وہاں پہنچنے کی جہت ہکو یہ خبر معلوم ہوئی اس وقت سو اگٹن چیپیرلین۔ اور کپٹن ایلن کمٹن اور میرے کیاپ میں کوئی افسر موجود نہ تھا سب جا چکے تھے۔ جب ہم تینوں افسر اپنے مستقر سے تھوڑی دور آگے بڑھے تو ہکو مختلف لائینوں کی روشنی نظر آئی جس طرف وہ روشنی دکھائی دیتی تھی اس کے منہ پر ہم ہی آہستہ آہستہ روانہ ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم نے دیکھا کہ رجمنٹوں کے ساتھ جو روشنی تھی وہ ایک دم سب خاموش ہو گئی کپٹن چیپیرلین صاحب نے کہا کہ کمانڈر انچیف صاحب نے پٹ اوٹ دی لیمپ یعنی روشنی خاموش کرنے کا اشارہ لیمپ کے ذریعہ دیا جس کے سبب سے سب لائین خاموش کر دی گئیں جو وقت ہمارے سامنے بالکل روشنی نری تو ہم لوگوں کو ناہموار راستوں اور دنہمٹریوں میں چلنا سخت دشوار ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں ہم



ایک ایسی جگہ پہنچے کہ دونوں جانب دھنڑیاں تھیں اور پانی بھی تھا۔ چونکہ شب کی تاریکی نہایت درجہ تھی نقطہ ستاروں کی روشنی سے اتنا معلوم ہو جاتا تھا کہ یہاں پر پانی ہے اور باقی کچھ نظر نہ آتا تھا غرض اس راستہ میں ہم بدستور چلتے رہے جب ہم اور آگے بڑھے اور راستہ نہایت دشوار گزار آگیا تو ہم لوگ اپنے اپنے گھوڑوں پر سے اتر پڑے اور اونکی باگین ہاتھوں میں لی ہوئی پاسبانہ ایکے یو اور پر سے جو راہ میں حائل تھی اوتر کے آگے کوروانہ ہو کر کپٹن آلن مکٹن مجھے آگے جا رہی تھی گھوڑی کی باگین اونکی کانڈہری پڑی ہوئی تھیں اونکا گھوڑا کسی چیز سے ڈرا اور باگوں کو لایا جیسا لگا کہ اوکو صد کے کپٹن لارڈ مکٹن دھنڑی میں گھر پڑے اور اونکو کپڑی بانی میں بھیسگ گئے چونکہ جاڑوں کا موسم تھا اور شب میں سردی زیادہ تھی اس لئے اونکو سردی سے سخت تکلیف پہنچی۔ کپٹن مکٹن صاحب کا گھوڑا دھنڑیوں میں بہاگتا پھرتا تھا اور اوکی ٹاپوں کی آواز آرہی تھی ہر چند فکر کی گئی کہ اوکو کسی صورت سے پکڑیں لیکن کچھ راستہ رہی کہ دھنڑیوں میں گھوڑے کے پکڑنے کے لئے جانا شب کی تاریکی میں ناممکن تھا ناچار کپٹن مکٹن صاحب نے گھوڑے کو وہیں چھوڑ دیا اور ہمارے ساتھ پاسبانہ رووانہ ہوئے غرض شب کے ایک بجے تک اسی طور پر ستاروں کو دیکھتے ہوئے ہم جا رہے تھے اور کہی کہی میا پس (ویا سلائی) کی روشنی سے گھڑی میں وقت کو دیکھ لیتے تھے ایک بجے کے بعد سکٹہ بریڈ کے کھار اور ہسپتال کے میانے ہکو ملے اس سے ہکو معلوم ہوا کہ انفٹری ہمارے ساتھ ہے اس پتہ سے جہاں تک کہ ممکن تھا ہم نے اپنے قدم تیز کئے وہاں پہنچ کر ہکو

یہ معلوم ہوا کہ تالاب پانی اور دھمڑیوں کا جو سلسلہ تھا وہ اب ختم ہو گیا۔ جب تالاب سے کچھ آگے بڑھے تو ایک بڑی گھانٹ کے رشتہ میں پہونچے اور سوقت ہم نے چاہا کہ گھانٹ جلا کے روشنی کریں لیکن مشکل یہ تھی کہ گھانٹ گیلی تھی اس کا جلنا ناممکن تھا۔

کپٹن مکٹن صاحب کا لباس جو بیگ گیا تھا جس قدر اس سے اونکو تکلیف ہو رہی تھی اویس قدر ہمو افسوس تھا لیکن ہم اونکو کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے تھے۔ اس لئے کہ میرے اور نیول چیمبرلین کے پاس سوا ایک ایک کوٹ کے جو ہم پہنے ہوئے تھے کوئی دوسرا کپڑا نہ تھا چند میل تک ہم اسی طور پر چلے گئے آخر میں گھانٹ کی گریون کے پاس پہونچے اون گریون کے اطراف میں دیوار اور تالی تھی جس کی وجہ سے ہمو اوسطرف سے گزرنے کے لئے کوئی راستہ نکلا ہم اپنے گھوڑے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے اس خیال سے کھڑے رہے کہ رات آخر ہے کوئی دم میں صبح نہوار ہوتی ہے روز روشن ہوتے ہی ہم فوج کی تلاش میں آگے بڑھینگے ٹھوڑی دیر کے بعد صبح کی روشنی شروع ہوئی کچھ کچھ راستہ دکھائی دینے لگا ابھی آفتاب طلوع نہ ہوا تھا کہ مغرب کی جانب سے توپوں کے سر ہونے کی صدائیں ہمارے کانوں میں آئیں توپوں کی آواز سے ہم نے یقین کر لیا کہ لمانڈر انچیف صاحب نے جنرل سر چالس کیئر کو قلعہ مندی درگ پر گولہ باری کے لئے جو حکم دیا تھا اونہوں نے اسکی برا بر تعمیل کی کہ آفتاب نکلنے سے پہلے اونہوں نے مقررہ مقام پر پہونچ کر قلعہ پر گولہ اندازی شروع

کر دی ہم فوراً اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کے آگے بڑھے اور ج طرف سے  
 توپوں کی آواز آرہی تھی اوس طرف ہم نے رخ کیا جب ہم کیا مپ کے قریب پہنچے  
 تو ہم نے دیکھا کہ سرفریڈرک رابرٹ اور سر ڈائلڈ اسٹورٹ فوج کے پاس کھڑے  
 ہیں اور قلعہ کے سامنے سے پلٹن اور اوسکی دہنی طرف سے رسالہ بڑھ رہا ہے جنرل  
 سمن نے کمانڈر انچیف صاحب کے حکم سے قلعہ کی دیوار پر بعض بعض جگہ بارود بچھا دی  
 تھی اور اس سے یہ غرض تھی کہ حوقت گولہ قلعہ پر لگے تو گولہ سے وہ بارود بھی اڑ جائے  
 گولہ باری ہوتی رہی ایک گولہ نشان پر لگا اور وہ بارود جو قلعہ کی دیوار پر بچی ہوئی  
 تھی ایک بارگی اڑ گئی فوج نے نہایت جیتی اور مستعدی سے حملہ کر کے قلعہ کا محاصرہ  
 کر لیا اور یہ جنگ مصنوعی ختم ہو گئی غرض ایک ہفتہ تک اسی طور پر جنگ  
 مصنوعی ہوتی رہی اس جنگ میں ہمارا جہ میسور بھی تشریف لائے تھے یہ جنگ  
 جب بالکل ختم ہو گئی تو ہمارا جہ میسور نے ایک فینسی ڈریس بال کی دعوت دی جہن  
 راقم اور سب افسران فوجی شریک تھے اسکے بعد کیا مپ برخواست ہو گیا اور میں  
 کمانڈر انچیف صاحب اور اپنے سب فوجی اجاب سے رخصت ہو کر حیدرآباد  
 کی طرف راہی ہوا اور بلدہ میں پہنچنے کو جہاں رخصت اور فوجی انتظامات میں مصروف ہو گیا۔  
 مرزا عبد اللہ بیگ ہر خان ہمدان کا گولکنڈہ برگین عہدہ برگین عہدہ برگین عہدہ  
 چونکہ ۱۳۰۶ ہجری میں گولکنڈہ لائسرا اور گولکنڈہ انقشری کی چھاؤنی قلعہ گولکنڈہ  
 میں بنائی گئی تھی اور دونوں رجمنٹوں کی قواعد اور پریڈ اور فوجی قوانین میں بہت کچھ

کوشش اور توجہ مبذول کی گئی تھی اور اس فوج میں میری حیثیت ایک برگیدہ کی تھی اس موقع پر مجھے ایک ایسے تجربہ کار شخص کی ضرورت تھی جو نوچی کاموں میں مہارت تمام رکھتا ہو۔ اور برگیدہ میجر کی خدمت کی واسطے ہر طرح سے لائق اور موزون ہو۔ اس لئے میں نے اپنے دوست مرزا عبداللہ بیگ کو جو اس وقت حیدر آباد کنٹنٹنٹ کے چہارم رسالہ میں وروی میجر تھے اس خدمت کی واسطے انتخاب کر کے تحریر کیا کہ اگر برگیدہ میجر کی خدمت پر حیدر آباد میں آنا آپ پسند کرتے ہیں تو میں بہت خوشی کے ساتھ آپ کو لے سکتا ہوں میرا خط پہنچتے ہی مرزا عبداللہ بیگ اورنگ آباد کی چھاؤنی سے میرے پاس آگئے۔

میں نے انہیں سالار جنگ بہادر کی خدمت میں پیش کیا اور جناب ممدوح نے اسی وقت مرزا عبداللہ بیگ کو گولکنڈہ لائن میں سکندرانگمانڈ مقرر کر کے منصرانہ عہدہ برگیدہ میجر کا کام ان کے تفویض فرمایا۔ مرزا عبداللہ بیگ نے تھوڑے ہی دنوں میں اپنے حسن خدمت کا نمونہ دکھلا دیا اور سالار جنگ بہادر نے ان کے بیٹے شاہ مرزا بیگ کے نام جنگی عمر اس وقت سات سال کی تھی نوا روپیہ کا منصب مقرر کیا۔

اس موقع پر میں تھوڑا سا احوال مرزا عبداللہ بیگ صاحب کا تحریر کرتا ہوں کہ میرے ساتھ ان کے قدیمی کیا کیا تعلقات ہیں ان کے والد مرزا بہادر بیگ چہارم رسالہ حیدر آباد کنٹنٹنٹ میں رسائی دار تھے اور ان کے چچا شاہ مرزا بیگ صاحب

یہی اسی رسالہ میں رسالہ دار میجر تھے۔ شاہ مرزا بیگ رسالہ دار میجر سے آیام غدیر میں جو کچھ نمایان کاڑھوں میں آئے تھے انکو میجر برٹن نے تاپنج حیدر آباد کنٹنٹ میں متحد و جگہ تخریر کیا ہے رسالہ دار صاحب موصوف کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے انہوں نے اپنے پہانی کے بیٹے کو فرزند یمن لیا تھا۔ اور انکی تربیت و تعلیم میں بوجہ حسن کوشش کی تھی۔ میرے والد اور شاہ مرزا بیگ صاحب کے باہم نہایت ربط و ضبط تھا اس لئے میرے اور عبداللہ بیگ صاحب کے درمیان بھی ایام طفولیت سے اتحاد و ارتباط ہو گیا تھا۔

۱۸۷۷ء عیسوی میں جب جنرل رایت صاحب نے حیدر آباد کنٹنٹ کی فوج میں اصلاح کی تو مرزا عبداللہ بیگ نے چوتھے رسالہ میں انکو بڑی مدد دی اور فوجی ابواب میں اپنی حسن لیاقت اور کارگزاری کو اچھی طرح ثابت کر دکھایا۔ حیدر آباد کنٹنٹ کے چہارم رسالہ میں مرزا عبداللہ بیگ کی نیز و بازی و چوگان بازی اور دوسرے فوجی کتب نہایت مشہور تھے انکی لیاقت ہر ایک شخص کے نزدیک فوج میں مسلم تھی جب یہاں آئے تو فوجی انتظام میں مجھ کو ان سے بڑی مدد ملی۔ میں نے کپٹن عبداللہ بیگ کی مدد سے گوکنڈہ برگید کے لئے ایک اسٹنڈنگ آرڈر مرتب کر کے سرکار میں منظوری کے لئے بھیجا۔ جسے سالار جنگ بہادر نے نہایت پسند کیا اور بندریو میٹرو سکریٹری او سکی نسبت شکریہ ادا کیا۔

کپٹن میر باشم علی خان سے بھی مجھے فوجی کاموں میں بڑی مدد ملی ان کے

والد میر سجاد علی خان بہادر تھے اور ان کے نام مرزا منور علی بیگ اول رسالہ حیدر آباد کٹنجنٹ مین رسالہ بدستہ خبکوا یام غد کی کارگزاری کے صلہ میں آرڈر برٹش انڈیا کا تمغہ سرکار سے ملا تھا۔

مرزا ہادی صاحب قلعہ کی پلٹن مین بھدہ نقشبندی شریک ہوئے مرزا ہادی صاحب نہایت ہوشیار اور ہونہار افسر تھے چند سال اس رجمنٹ مین کام کرنے کے بعد مین بے اف کو اپنے اسٹاف مین متعین کیا چنانچہ مرزا ہادی رفتہ رفتہ خطابہ زیر جنگ وزیر الدولہ سے مخاطب ہوئے اور میرے اسٹاف مین کو اسٹراٹیشٹر اور برگینڈیجر ہر نظامت نظم جمعیت کے جلیلہ عہدہ پر انہوں نے ترقی پائی اور اسی طرح اور فوجی افسروں نے میرے اسٹاف مین رکھر فوجی معلومات بڑھائی۔ جب اعلیٰ افسر فوجی کلمونین ماہر ہو گئے اس وقت فوجی حیثیت سے اس برگینڈی کی نہایت ترقی کی شان پیدا ہو گئی۔

بلدہ کلاون مقامات کا مختصر احوال جہان جہان راقم نے قیام کیا ہے گو لکندہ مین جو مین نے ایک بنگلہ تعمیر کیا تھا اس کا مختصر احوال تو مین پہلے اس سے لکھ چکا ہوں لیکن جن مقامات پر مین نے بلدہ مین قیام کیا اس موقع پر ان مقامات کی بھی کچھ کیفیت لکھتا ہوں۔ جو وقت مین ۱۲۹۷ھ ہجری مطابق ۱۸۸۹ء عیسوی مین حیدر آباد آیا تو اول چند روز تک ریاضت علی خان بہادر کا مہمان رہا۔ اس کے بعد سالہ جنگ بہادر اول نے اپنی بارہوری کے مکان مین دو مہینے تک مجھے مہمان رکھا اس کے بعد مین نے توپ کے سانچے کے قریب ایک



بنگلہ کرایہ سے لیکر قیام کیا۔

۱۳۹۰ھ ہجری میں ایک بنگلہ میں نے چادر گھاٹ میں خرید کیا۔ اور وہیں

پانچ سال تک میں قیام پذیر رہا۔

ایک بار حضور پر نور نے سیف آباد میں قیام فرمانے کا ارادہ کیا اور حسین گاہ کے کنارہ ایک عمدہ موقع انتخاب فرما کے وہاں شاہی مکانات تعمیر کرنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ اسی زمانہ میں اعلیٰ حضرت سیف آباد میں رونق افرا ہوئے چونکہ خود بدولت کا ارادہ سیف آباد میں قیام فرمانے کا تھا اسلئے بنوازش خسروانہ حضور پر نور نے دو بنگلے خرید فرما کے ایک بنگلہ مجھے اور دوسرا بنگلہ محبوب یار جنگ کو عطا فرمایا۔

## راقم کے بنگلہ راحت منزل کی تعمیر کی مختصر کیفیت

آغاز ۱۳۰۳ھ ہجری مطابق ۱۸۸۵ء عیسوی میں یہ بنگلہ مجھے عنایت ہوا حضور پر نور

کے اس عنایتی بنگلہ کا نام میں نے راحت منزل رکھا اور اس بنگلہ میں بلحاظ ضرورت اور اہل و عیال کی آسائش کی غرض سے میں نے بتدریج جدید تعمیر شروع کی چنانچہ

۱۳۲۵ھ ہجری مطابق ۱۹۰۹ء عیسوی میں راحت منزل کے پورٹیکو کے اوپر کا بنگلہ

اور اس کے جنوبی حصہ کی کل تعمیر پوری ہو گئی راحت منزل کے مغربی جانب جو ایک

دوسرا حضور پر نور کا بنگلہ تھا اور سرکار نے اسکو کیپٹن ٹام بیلی سے خرید فرمایا تھا ۱۳۲۵ھ

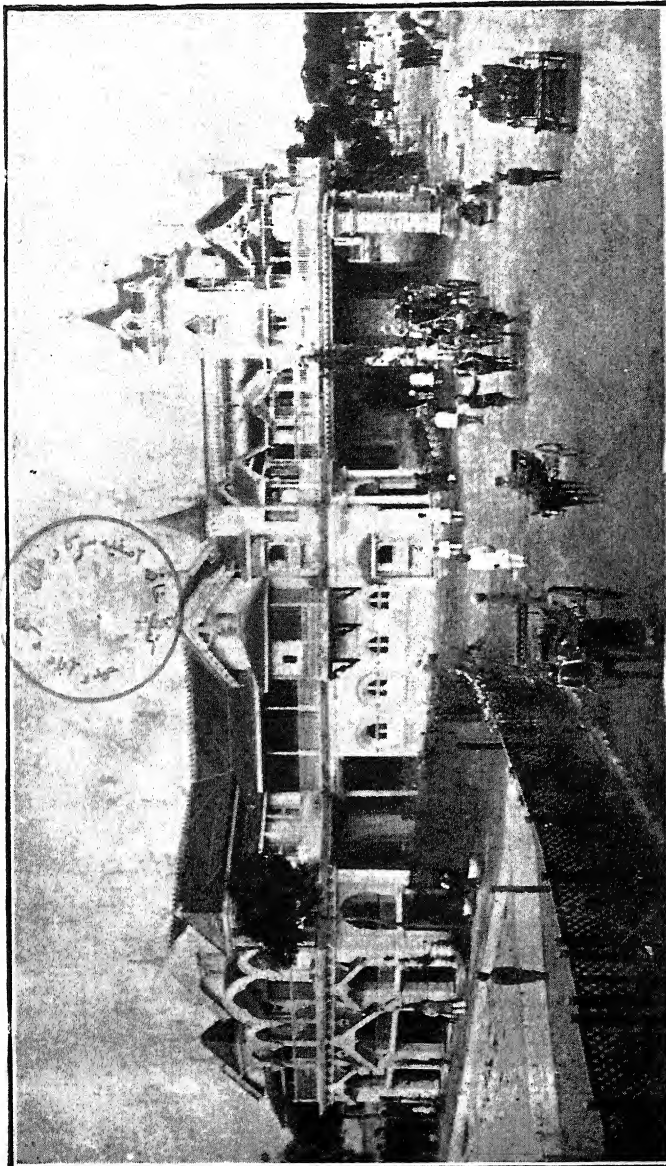
میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے وہ بنگلہ ہی مجھے مرحمت فرما دیا۔ وہ بنگلہ میں نے

اپنے زمانہ کی سکونت کے لئے تجویز کیا اور اسکے بازو کے دوسرے دو ہنگلے میں  
بنات خود خرید کئے یہ کل ہنگلجیات ایک احاطہ میں واقع ہونے کی وجہ سے  
راحت منزل کا احاطہ نہایت وسیع ہو گیا۔

سامنے کی سڑک پر سے راحت منزل کی طرف دیکھا جائے تو شرقی پورٹیکو  
مع لائٹس گروڈ کے اور شمالی پورٹیکو کے سامنے سے محبوب ہنگلہ تک کامل نظر پڑتی ہے  
راحت منزل کے سامنے میں نے ایک ہنگلہ اپنے بڑے فرزند عثمان یا والد  
کے واسطے بنوایا اور اوسکا نام ولایت منزل رکھا۔

آغاز ماہ دسمبر ۱۸۸۳ء عیسوی میں مسٹر کاوٹری زریڈنٹ حیدر آباد نے مجھے  
بیان کیا کہ سر ڈانلڈ اسٹوارٹ صاحب کمانڈر انچیف ان انڈیا اپنی خدمت سے  
عہدہ ہوئے اور انکی جائے سرفریڈرک رابرٹ کمانڈر انچیف مقرر ہوئے سرفریڈر  
رابرٹ نے ایک بڑے کیا مپ اکسپریس سائیز کا انتظام کیا ہے جس میں ہزار فوج  
جمع ہوگی۔ دس ہزار فوج دہلی میں اور دس ہزار انبالہ میں اور غرہ ماہ جنوری ۱۸۸۵ء عیسوی کو  
یہ دونوں فوجیں اپنے اپنے مقاموں سے بڑھ کر پانی پت کے میدان میں سرکہ آرا  
ہونگی اور طرفین سے جنگ مصنوعی کے سب اصول کام میں لائے جائیں گے زریڈنٹ  
صاحب نے مجھے یہ بھی کہا کہ سرفریڈرک رابرٹ نے بچھو لکھا ہے کہ میں حضور پر نور  
کی خدمت میں انکی جانب سے یہ تحریک کروں کہ اگر حضور عالی آپ کو اجازت دین تو  
کمانڈر انچیف اس بڑے کیا مپ اکسپریس سائیز میں آپ کو اپنے اسٹاف میں رکھیں گے

راحت منزل



PMI

چنانچہ مسٹر کاوری نے حضور پر نور کی خدمت مبارک میں اس امر کی تحریک کی اعلیٰ حضرت  
حضور پر نور نے کیا مپ اکسرسائیز میں شریک ہونے کے لئے مجھے اجازت مرحمت  
فرمائی اس زمانہ میں اخباروں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سرفریڈرک رابرٹس نے یورپ  
کی دوسری سلطنتوں کے بعض افسران فوجی کو بھی اس کیا مپ میں شریک ہونیکے  
لئے دعوت دی ہے چنانچہ جرمن روس اسٹریلیا اور فرانس کی سلطنتوں سے دو دوافسر  
آکر اس کیا مپ میں شریک ہون گے۔ (۱)

## دہلی ورنبالہ کا کیا مپ اکسرسائیز

صفر ۱۳۰۳ ہجری مطابق ۷ ستمبر ۱۸۸۵ء عیسوی کو مین حیدر آباد سے دہلی کی طرف  
روانہ ہو کر کیا مپ میں داخل ہوا۔

یورپ کی مختلف سلطنتوں کے افسروں کے واسطے ایک کیا مپ علیہ مقرر  
کیا گیا اور اسکا اہتمام اور انتظام کرنل بلبر کے تفویض ہوا۔

یکم جنوری ۱۸۸۶ء عیسوی مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۰۳ ہجری کو یورپ کی سلطنتوں  
کے کل مدعوافسر دہلی میں پہونچ گئے اور لارڈ رابرٹس نے اپنے کیمپ میں ان کو  
دعوت دی۔

دوسرے روز شمالی فوج نے دہلی سے اور جنوبی فوج نے انبالہ سے کوچ کیا  
لارڈ رابرٹس مع اپنے اسٹاف کے دہلی سے فوج کے ساتھ روانہ ہوئے اور سوقت

اون کے اسٹاف میں میرے سوا افسران ذیل ہی شامل تھے۔  
 کرنل یا لکرویلیٹری سکریٹری کرنل پرنی مین کو اسٹراسٹر۔ کپٹن نیول چیمبرلین ایڈیٹنگ  
 کپٹن چارلس ہوم ایڈیٹنگ مہاراجہ کوچ بہار اسٹاف افسر سٹراسٹر بیکر اسٹنٹ  
 اجیٹن جنرل۔

چونکہ دہلی سے ایٹا تک تقریباً ساٹھ میل کا فاصلہ ہے پانچ روز تک دونوں  
 فوجیں ہر ایک طرف سے مقابلہ کے لئے آگے بڑھتی گئیں۔ لارڈ رابرٹ مع اسٹاف  
 کے شمالی فوج کے ساتھ کوچ کرنے اور جب فوجیں اپنی فرودگاہ پر اتر جاتیں تو اوستو  
 مختلف برگیڈ کے کیمپ وغیرہ کو دیکھنے کے بعد اپنے کیمپ میں اترتے تھے۔ فوج  
 کے روزانہ قطع مسافت کا یہ طریقہ تھا کہ دونوں فوجیں ٹونپے اپنی اپنی فرودگاہ سے  
 روانہ ہو جاتیں اور تین بجے تک برابر قطع راہ کرتی تھیں وقت معینہ پر جو فوج پہان  
 پہنچ جاتی وہیں اتر جاتی تھی اسطور پر کوچ کرنے سے یہ خیال تھا کہ دونوں فوجوں  
 کی اڈوانس پارٹی کا مقابلہ چھٹے روز ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی واقعہ ہوا۔ چھٹی تاریخ  
 کو دونوں فوجیں ایک دوسرے کے قریب قریب پہنچ گئیں۔ لیکن مقابلہ کا موقع  
 نہیں ہوا ساتویں روز لارڈ رابرٹ اول وقت اپنے اسٹاف کے ساتھ سوار ہو کر  
 گھوڑے دوڑاتے ہوئے پانچ چھ میل پر نکل گئے پہر پانی پتہ کے میدان میں  
 ایک بلند پہاڑی پر کھڑے ہوئے دونوں فوجوں کو دور میں سے دیکھتے رہے۔  
 گیارہ بجے کے قریب شمالی فوج کا ایک رسالہ دور سے آتا ہوا دکھائی دیا لارڈ



نے سرتھامس بیکر سے کہا کہ ایک خط لکھ کر سر ہیوگاف شمالی افواج کے جنرل سے دریافت کرو کہ آپ کتنے بجے پانی پت میں پہنچیں گے اور آپ کی یلٹن کتنی دور ہے۔

سرتھامس بیکر اسٹیشنٹ ایجنٹ جنرل نے وہ خط لکھ کر مجھے دیا اور مجھے کہا جتنا جلد ممکن ہو وہ خط آپ سر ہیوگاف کو پہنچا دیں اور اسکا جواب اون سے لیکر واپس اجماعین جنرل صاحب کا خط لیکر میں روانہ ہوا اور آدھے گھنٹے میں شمالی فوج کے جنرل کے پاس میں پہنچ گیا۔ اور کمانڈر انچیف کا خط اذیکو ویکٹر بانی ہی اون سے دریافت کیا۔ جنرل گاف صاحب نے خط کا جواب لکھ کر مجھے دیا اور زبانی ہی کہا کہ ہمارا رسالہ اور توپخانہ پہنچ چکا ہے اور یلٹن کا ہکو انشطار ہے جو غالباً دو گھنٹے میں یہ پہنچے گی اور سوقت ہم اپنے رسالہ توپخانہ یلٹن مجموعی فوج کے ساتھ آگے بڑھیں گے یہ جواب ہیوگاف سے لیکر میں بیس منٹ میں واپس آ گیا اور لارڈ راہرٹ کی خدمت میں پہنچا دیا۔

اور سوقت لارڈ راہرٹ اور سرتھامس بیکر اوس بلند پہاڑی پر سے میرے جانے اور آنے کو دیکھ رہے تھے اور اونہیں شمالی فوج کی دوری اور ندی نالون اور راستہ کی خراب حالت بخوبی پیش نظر تھی سرتھامس بیکر کہنے لگے کہ بہت تھوڑے افسر ہوں گے جو نو دس میل کے فاصلہ پر جا کر اسقدر جلد واپس آ سکیں گے۔

لارڈ راہرٹ اسی پہاڑی پر دونوں فوجوں کو دور بین سے دیکھ رہے تھے دونہ کے قریب دونوں فوجوں کی اڈوائس پارٹیوں کے سوار ایک دوسرے کے

قریب پہونچ گئے اور ایک پارٹی نے دوسری پارٹی پر فیر کرنا شروع کر دیا سر جارج گریو کی جنوبی فوج کی پلٹن رسالہ تو پختانہ نے نہر پر اپنا قبضہ کر لیا چونکہ شمالی فوج کی پلٹن دیر سے پہونچی اس لئے آگے بڑھنے میں وقفہ ہو گیا پہرے تین تین بج گئے جو فوج جہان تھی وہیں پر اور تر پڑی۔ اور نہر پر جنوبی فوج کا قبضہ رہا۔ اور آج کا کام ختم ہو گیا۔

اس جنگ سے مصنوعی میں آج کا دن بڑے معرکہ کا تھا دونوں فوجوں کے درمیان اس وقت تقریباً تین میل کا فاصلہ ہو گا۔ لارڈ ڈراپر نے آج کے روز شمالی فوج کے تمام مواقع ملاحظہ کئے اور ہر ایک فوج کے کمانڈنگ سے ان کے حالات پوچھنے رہے چنانچہ اس روز ہم قریب چھ بجے شام کے گھوڑوں پر سے اترے۔ پہر کمانڈر انچیف صاحب نے کل اسپاير افسروں کو جمع کیا۔ اور دونوں طرف کے جنرلوں کی رپورٹوں کو کو اوٹراسٹر جنرل نے پڑھ کر سنایا۔

شمالی فوج کے جنرل کا یہ دعویٰ تھا کہ دو بجے کے وقت ہماری اوٹوالنس پارٹی نے نہر کے پل پر اپنا قبضہ کر لیا تھا۔ اگر وہ پل دانا مائیٹ سے اسی وقت اوڑا دیا جاتا تو دو منٹ کا کام تھا جنوبی فوج کے رسالہ اور تو پختانہ کو او سپر اور وقت عبور کرنا ناممکن ہو جاتا۔ جب تک جنوبی فوج عبور کا کوئی دوسرا انتظام کرتی ہماری فوج کو اتنا وقت مل جاتا کہ ہماری پلٹن جو پیچھے تھی وہاں پہونچ جاتی۔ اور دریا پر ہمارا مستحکم قبضہ ہو جاتا اور ہم اپنی کل فوج کے ساتھ درستی سے حملہ کر سکتے متعادل کی فوج

ہرگز آگے نہ بڑھ سکتی۔

جنوبی فوج کے جنرل کو اپنی فوج کے فتح کا دعوئے تھا اون کی یہ دلیل تھی کہ نہر پر ہم اول پہنچ چکے تھے اور ہم نے اوس پر قبضہ کر لیا تھا۔

لارڈ رابرٹ نے ہر ایک امپاءیر سے راستے پر چھی آوے گنٹے کے مباحثہ کے بعد جنوبی فوج کے حق میں فتح کا فیصلہ ہوا۔ اور حکم دیا گیا کہ نہر پر جنوبی فوج کا قبضہ رہے اور چونکہ شمالی فوج کی پٹن ویر سے پہنچی آج کے روز اون کی شکست تسلیم کی جائے کل کے دن نئی لڑائی شروع ہوگی شمالی فوج کی اڈوائس پٹی جو آگے بڑھ آئی تھی اوسے ایک میل پیچھے ہٹ جانیکے لئے حکم دیا گیا۔

آج شب کو جب ہم لوگ کمانڈر انچیف کے ڈیرہ میں ڈنر پر جمع ہوئے تو کمانڈر انچیف اپنے لمیٹری سکریٹری اور کوائٹر ماسٹر جنرل سے فوجی اصول اور فنون جنگ کے نکات بیان کرتے رہے جن سے لارڈ رابرٹ کی فوجی قابلیت اور بلند خیالی اور تجربہ کاری کا اندازہ ہو سکتا تھا جس قدر افسر تھے بالاتفاق وہ تسلیم کر رہے تھے کہ لارڈ مسدوح اس فن میں اپنی نظیر نہیں رکھتے ہیں۔

دوسرا دن ساتویں جنوری کا بھی اس جنگ مصنوعی کے لئے بہت ہی بڑا دن تھا۔ اوس روز ورتلی۔ اور انبالہ کی بیس بیس نہراہ فوجوں کا میدان جنگ میں مقابلہ ہونے والا تھا۔ دوسرے سلطنتوں کے جو افسر مدعو تھے اور قواعد دیکھنے آئے تھے اونہیں اس لڑائی کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق تھا کہ اس قدر کثیر العدد فوج کو

اونکے جنرل میدان جنگ میں کس طور پر لڑا کر اپنی فوجی قابلیت دکھلاتے ہیں لارڈ  
 صبح کے آٹھ بجے سے پہلے مع اسٹاف کے ایک بلند مقام پر جا کر کھڑے ہوئے  
 تھے۔ فارن افسر بھی اوس روز اوسى جگہ آگئے تھے سب لوگوں کی نظریں اپنی اپنی گہڑیوں  
 پر تھیں کہ کب نو بجتے ہیں اور جنگ شروع ہوتی ہے۔ نو بجے کا وقت لڑائی کے آغاز  
 ہونے کا ٹھیک وقت تھا چنانچہ نو بجتے ہی شمالی فوج کا توپخانہ آگے بڑھنا شروع  
 ہو گیا لیکن جنوبی فوج کے جنرل نے اپنی فوج کے دھننے حصہ کو پیش قدمی سے روکا  
 تاکہ اونکا رسالہ اور توپخانہ ہر کے قریب آجائے۔ یہ دیکھ کر شمالی فوج کے چار توپخانوں  
 نے ایک بلند مقام پر پوزیشن لیکر جنوبی فوج کی طرف فیر کرنا شروع کیا۔ سر جارج گریو جو  
 ایک بڑے تجربہ کار اور مشہور افسر تھے اونہوں نے اپنی کیولری برگیڈ کو حکم دیا کہ نہرو  
 عبور کر کے توپخانہ پر دہنی جانب سے حملہ کرے چنانچہ جنوبی برگیڈ کے آٹھ رسالے  
 توپخانہ پر حملہ کرنے کے لئے بڑھے شمالی جنرل نے جنوبی جنرل کا ارادہ معلوم کرتے  
 ہی اسی فوج کے ایک کیولری برگیڈ کو حسین تین رسالے تھے حکم دیا کہ اپنے توپخانہ  
 کی کمک کو بڑھے۔

لارڈ رابرٹ اور اون کے تمام اسٹاف نے اپنی اپنی دو رہین اوسط  
 اوٹھائیں۔ اور فوج کی جنگ دیکھنے میں مصروف ہوئے چوبیس توپیں ایک جانب  
 سے رسالوں پر فیر کر رہی تھیں اور دوسری طرف سے بھی تقریباً اتنی ہی توپیں اونکا  
 جواب دے رہی تھیں دو دھنستے سواروں کے جن کی تعداد قریب سات ہزار کی ہوگی

ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے جب دونوں خبر لون نے دیکھا کہ ہمارے رسالے باہم حملہ آوری میں مصروف ہیں تو انہوں نے اپنے باقی سواروں کو جو چاروں طرف پہلے ہوئے تھے اعانت کے لئے اون کے قریب کیا جنوبی رسالوں نے شمالی توپخانوں پر نہایت چستی اور مستعدی سے حملہ کیا اور شمالی رسالے اونکی دہنی جانب سے حملہ آور ہوئے جب طرفین میں سوگڑ کا فاصلہ رہ گیا تو اوسوقت اسپاہیرون کے اشاروں سے ہر ایک فوج اپنی اپنی جگہ کھڑی رہ گئی۔

اوسوقت لارڈ رابرٹ نے مجھے کہا کہ کرنل جرڈ جو اسپاہیرون وہ میدان جنگ میں اوس جگہ میں جس جگہ طرفین کے رسالوں نے باہم حملہ کرنے کے بعد ہالٹ کیا ہے آپ وہاں جا کر اپنے ہمراہ اونکو لے آئے میں اونکے پاس گیا اور لارڈ رابرٹ کا پیام اونکو پہونچا یا کرنل جرڈ اوسوقت دوسرے اسپاہیرون سے گفتگو کر رہے تھے اور آپس کی بحث سن رہے تھے ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ کونسی فوج فتح مند ہوئی اور کسکو شکست ہوئی کرنل جرڈ نے مجھ سے کہا کہ اس جنگ کا فیصلہ کرتی ہی آپکے ساتھ چلتا ہوں۔ آخر دوسرے اسپاہیرون کی رائے سے یہ فیصلہ ہوا کہ شمالی فوج کے پانچ رسالوں نے (جن میں دو نہر اپانسو سوار تھے) جنوبی رسالوں پر (جنکی تعداد تقریباً المصاعف تھی) حملہ کیا لیکن شمالی فوج کے چار توپخانے جنوبی فوج کے رسالوں پر حملہ آوری کے وقت برابر فیر کرتے رہے اسکے سوا شمالی ایک برگیڈرنے فلاگ اٹھا بھی کیا اسکے باعث جنوبی فوج کے سوار بہت کچھ ضائع ہوئے۔ ان

سواروں کے ضائع ہونے کا بڑا سبب یہ ہوا کہ جنوبی فوج کا توپخانہ اس وقت  
 استدر قریب نہ تھا جو اپنے رسالوں کی کمک کے لئے فکر کرتا اور شمالی توپخانہ کو نقصان  
 پہونچاتا اس حملہ میں جنوبی فوج والوں کو ناکامیابی ہوئی۔ لہذا آجکے روز جنوبی فوج کے  
 دو ہزار سوار اوٹ آف ایکشن (بیکار) تصور کئے جائیں اور جنگ میں شریک نہ ہوں  
 جنرل جرڈ اس فیصلہ کے بعد کمانڈر انچیف صاحب کے پاس آئے اور یہ سب احوال  
 بیان کیا۔ اس اثنائ میں پانی پت کی مشرقی طرف پلٹنوں کی لڑائی شروع ہو گئی دونوں طرف  
 کی پلٹین آتش فشاں میں سرگرم ہوئیں اور اس جنگ کے بعد دونوں طرف کے رسالوں  
 کی جتدر فوج باقی رہ گئی تھی اوسکا رخ بھی اسی طرف ہو گیا۔

جنوبی جنرل کی یہ کوشش تھی کہ نہر کو اپنے قبضہ میں رکھیں اور دشمن کی فوج کو پیچا  
 کر دین اور شمالی جنرل یہ چاہتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے دشمن کی پلٹن کو نہر سے پیچھے  
 ہٹا دین اور نہر پر خود قبضہ کر لیں۔

غرض دونوں فوجیں جنگی تعداد میں ہزار تہی قریب ہو گئیں اور بند و فون سے  
 فیر کرنا شروع کیا تو پتخانہ کی ایسی گرج تھی کہ کچھ سنائی نہ دیتا تھا اور خیال ہوتا تھا کہ اگر دشمنوں  
 کی باہم حقیقی جنگ ہوتی تو آج کتنی فوج ضائع ہوتی اور کشتوں کی لاشوں سے میدان جنگ  
 کا کیا عالم ہوتا۔

یہ جنگ ہوتے ہوتے تین بج گئے اور آخر میں حسب قاعدہ مقررہ لڑائی  
 ختم کر دی گئی اور سب اسپاہر لارڈ رابرٹ کے پاس جمع ہوئے اور یہ فیصلہ ہوا کہ



آپکے دن کی فتح سر ہیوگاف صاحب کی فوج کے نام رہی۔

لارڈ رابرٹ شام کے قریب اپنے خیمہ میں داخل ہوئے اور شب کو کل فسر  
برٹش افواج اور افسران افواج سلاطین یورپ کو انہوں نے اپنے پاس ڈنر میں بلایا  
اور سوقت معلوم ہوا کہ یورپ کی سلطنت کے افسروں کو ہندوستان افواج کی عمر  
اور شائستگی کا ایسا خیال نہ تھا اس قواعد سے اوہین معلوم ہو گیا کہ ہندوستانی فوج کی حالت  
بالکل مملک یورپ کی فوج کی طرح ہے۔ انکی دیپن۔ سکھ ساز و سامان انکی حتی وچالاک یورپین فوج سے کسی طرح کم نہیں  
آج یہ جنگ مصنوعی ختم ہو گئی اور سب فوج کو لارڈ رابرٹ نے پارچ پاسٹ  
لینے کے بعد کوچ کا حکم دیا۔ کل فوجین اپنے اپنے مقامات کو روانہ ہو گئیں۔ اور خود  
لارڈ رابرٹ نے دہلی کی طرف مراجعت کی مین لارڈ رابرٹ کے ساتھ دہلی آیا۔ اور  
وہاں دو روز قیام کیا اسکے بعد لارڈ رابرٹ اور دوسرے اپنے دوستوں سے  
رحلت ہو کر حیدر آباد کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۲۷ جنوری ۱۸۵۶ عیسوی کو مین حیدر  
میں پہونچ کر اپنے نئے بنگلہ راحت منزل میں مقیم ہوا۔

## اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا مدراس میں رونق افرا ہونا

ماہ جمادی الاول ۱۲۷۳ ہجری مطابق فروری ۱۸۵۶ عیسوی میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور  
نے مدراس تشریف لیجانے کے واسطے غزم ظاہر فرمایا ان آیام میں لارڈ ڈولن ویلر  
گورنر جنرل ہند ہی وہاں مقیم تھے اس سفر کے ضمن میں ان سے بھی ملاقات کا

اچھا موقع تھا۔ اعلیٰ حضرت کی سواری مبارک ۲۲ جمادی الاول کو مدراس کی جانب روانہ ہوئے اس سفر میں سواری مبارک کے ضروری انتظامات میرے تفویض ہوئے اور ریل گاڑی اور شاہی فروگاہ وغیرہ کا بعض انتظام علاقہ دیوانی کے ذریعہ سے ہوا۔

خیر النساء بیگم صاحبہ رئیسہ کزبانک نے جو نواب نظام یار جنگ حسام الملک خانان <sup>بہادر</sup> کی ہمیشہ رہیں انہوں نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں اس مضمون کی ایک عرضداشت گزرائی کہ مدراس میں تشریف آوری کے وقت اگر میرے مکان اور باغ میں رونق افزوری فرمائی گئے تو میری غرت افزائی کا سبب ہوگا اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اسے اس معروضہ کو ثمر قبول بخشا جب سواری مبارک مدراس پہونچی تو مدراس کے اسٹیشن پر خیر النساء بیگم صاحبہ کے داماد فیروز حسین خان بہادر مع اپنے فرزندوں کے حاضر ہوئے اور سرکار کی سواری مبارک ان کے باغ میں رونق بخش ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور جب تک یہاں تشریف فرما رہے ہر روز شام سے پہلے سواری مبارک چوکرٹے میں دریا وغیرہ مقامات کی سیر کو بغرض تفریح جاتی تھی اس نواح میں جو جو مقامات قابل دید تھے وہ سب اعلیٰ حضرت نے ملاحظہ فرمائے۔

اعلیٰ حضرت ایک روز گھوڑے پر سوار ہو کر دارالجمانین کے ملاحظہ کے لئے بھی تشریف لیگئے۔ اور دیوانوں کے رہنے اور علاج و معالجہ کے مکانات دیر تک ملاحظہ فرمائے رہے۔ ڈاکٹر آرمسٹرانگ جو دارالجمانین کے مہتمم تھے۔ وہ بھی

اس وقت حاضر تھے انہوں نے مجاہدین کے تمام مکانات حضور پر نور کو ملاحظہ کرائے  
اس موقع پر لارڈ ڈفرن ولسر اسے اور مسٹر گرینڈوٹ گورنر مدد راسی بھی حضور پر نور کی  
چند ملاقاتیں ہوئیں۔ دس روز تک یہاں قیام رہا اسکے بعد سوکبہ ہاؤس نہشت  
فرمائے حیدر آباد ہوا۔

لارڈ ڈفرن بہادر ولسر اسے کشور ہند کا حیدر آباد میں

تشریف فرما ہونا اور تین دنوں کا لشکار ملاحظہ کرنا

جس زمانہ میں حضور پر نور مدد راس میں رولت آفراتھے اس زمانہ میں لارڈ ڈفرن  
نے حیدر آباد آنے کے واسطے اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا جب گربا کا موسم گزر گیا تو ۲۴  
نومبر ۱۸۹۴ء عیسوی کو لارڈ مہرج حیدر آباد تشریف لائے جو جو مراسم ہانڈاری و تقسیم اور  
تکریم کے سلطنت کی جانب سے مقرر ہیں ولسر اسے کے تشریف آوری کی وقت  
حسب معمول وہ سب ادا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور اور ولسر اسے بہادر سے باہم  
متعدد ملاقاتیں ہوئیں۔ اسی اشار میں لارڈ مہرج نے یہ خواہش ظاہر کی کہ بہالہ سے  
تین دنوں کے لشکار ہم دیکھنا چاہتے ہیں غرض اس لشکار کے واسطے کوکنڈہ کامیدان  
تجویز کیا گیا اور دوتین دنوں کے جوہوں و ٹون پھروں میں گرفتار ہو کر آئے تھے وہاں  
بھیجے گئے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور اپنے معزز مہمان کو اپنے ہمراہ گاڑھی میں لیکر کوکنڈہ

کے میدان میں رونق افزا ہوئے اور یہاں ہاتھی پر سوار ہو کے ایک ایسے بلند مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں سے شکار کا تماشا بخوبی ملاحظہ ہو سکتا تھا۔ لارڈ ولیم بیرسفورڈ ولیمز کے میٹری سکریٹری کیپٹن گارڈن ایڈیکانگ۔ اور سکندر آباد کے چند فوجی افسر بھالے لے لیکر گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ لارڈ ولیم بیرسفورڈ کو مین نے اپنا ایک بہتر گھوڑا سواری کے لئے دیا جس پر مین نے متعدد بار تیندوں کا شکار کیا تھا۔

جب سب افسر شکار کے لئے تیار ہو گئے اور تیندوے کے پتھر کا منہ کھولا گیا تیندو ایک ایک پتھر سے ٹکڑے ٹکڑے قلعہ کے تالاب کی طرف بھاگا سب فسون نے اس کے پیچھے گھوڑے ڈالے لارڈ ولیم بیرسفورڈ کا گھوڑا بہت تیز تھا وہ سب سے آگے بڑھ گئے اور تیندوے کے قریب پہونچ کر بہالہ مارنا چاہا تیندوہ جو سیدھا بھاگ رہا تھا یکایک پیچھے کو ہلٹا۔ اور گھوڑے کے پاؤں میں آگیا۔ لارڈ ولیم بیرسفورڈ اور اون کا گھوڑا اور تیندو تینوں ایک کے اوپر ایک گہرے اور سخت مین اونکو قریب پہونچا تھا مین نے خیال کیا کہ اگر تیندوے کو ذرا ہی فرصت ملی تو اوٹھتے ہی وہ لارڈ ولیم پر حملہ کرے گا مین نے فوراً تیندوے کے بہالہ مارا قبل اس کے کہ دوسرا بہالہ اس کے آگے وہ سیدھا اون مکانوں کی طرف بھاگا جو وہاں سے تھوڑے فاصلہ پر تھے اور اون مکانوں کے نزدیک پہونچ گیا اب یہ اندیشہ ہوا کہ تیندوہ ان مکانوں میں جا کر عورتوں بچوں کو ضرور زخمی کرے گا اتفاق سے وہ مکانات غائب

اور مزوری پیشہ لوگوں کے تھے جو اس وقت اونکو خالی چھوڑ کر اپنے معاش کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ تیندوا ایک خالی مکان میں چلا گیا میں نے لارڈ ولیم بیئر کو جلد گھوڑے پر سوار کرایا اور پھر ہم اون مکانوں کی طرف گئے جب ہم مکانوں کو قریب آہو پہنچے تو گھوڑوں پر سے اتر کر ہمارے ہاتھوں میں لئے تیندوے کے بخون کے نشان دیکھتے ہوئے اس مکان کے پاس گئے جس میں تیندوا گیا تھا۔ اس مکان کا دروازہ اتنا چھوٹا تھا کہ ایک آدمی کے سوا ایک وقت میں دوسرا آدمی اندر نہیں جاسکتا تھا اور ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ میں اول جاؤں لارڈ ولیم بیئر سفورڈ اور میں ساتھ ساتھ مکان کے اندر گئے باقی لوگ ہمارے پیچھے رہے میں نے دیکھا کہ تیندوا مکان کے دہنے گوشہ میں بیٹھا ہے ہمیں دیکھتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ہم پر حملہ آور ہوا۔ لیکن ہم دونوں نے وقت واحد میں اس عجلت سے ہمالے مارے کہ اسی جگہ تیندوے کا کام تمام کر دیا۔

اسکے بعد دوسرا تیندوا میدان میں چھوڑا گیا لارڈ ولیم بیئر سفورڈ نے اس کے اول ہمالہ مارا اور تھوڑی دیر میں اسکا بھی شکار ہو گیا لارڈ وڈ فرن اس شکار سے نہایت مخطوط ہوئے۔ پھر حضور پر نور اور لارڈ وڈ فرن ملاحظہ کرنے کے لئے تیندو کو قریب تشریف لائے اس وقت لارڈ وڈ مروج نے مجھے فرمایا کہ آج اپنے میرے ملیٹری سکریٹری کو بچا لیا ورنہ اونکا کام تمام ہو چکا تھا یہ لارڈ ولیم بیئر سفورڈ یورپ کے ایک بڑے معزز خاندان سے تھے انہوں نے ہندوستان میں ملیٹری سکریٹری کو

عہدہ پرتین ویسراون کے عہد میں کام کیا تھا۔ گھوڑوں کی شربطون کا انکو بے حد شوق تھا۔ ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور سے اور لارڈ ولیم بیرس فورڈ سے بہت دوستی تھی لارڈ ولیم نے ایک یا بوا اعلیٰ حضرت کے لئے بھیجا تھا اعلیٰ حضرت نے اسکا نام ولیم رکھا تھا ایک مدت تک وہ یا بوا خاص ہرکار کی سواری میں رہا۔

دوسرے روز لارڈ ڈفرن کے ملاحظہ کے لئے ملک پیٹھ میں اسپورٹس کی گئی جس میں خود حضور پر نور نے نیزہ بازی فرمائی اس اسپورٹس کو دیکھ کر ویسراے نہایت مسرور ہوئے لارڈ ڈفرن نے ہماری نیزہ بازی کے بہالے بہت پسند کئے اور مجھے فرمائش کی کہ چند بہالے اس قسم کے ہمارے پاس شملہ کو بھیجے جائیں چنانچہ میں نے چار بہالے لارڈ ممدوح کی خدمت میں بھیجوائے۔ اسکے بعد لارڈ ولیم بیرس فورڈ کی زبانی معلوم ہوا کہ خود لارڈ ڈفرن نے شملہ میں اون بہالوں سے چند بار تنٹ پیگ اینگ کی۔

## حیدرآباد ٹینٹ پلنگ ٹورنمنٹ کی ابتدا

گو لکنڈہ لائسہ کی کمان پر جس روز سے حضور پر نور نے مجھے سرفراز فرمایا تھا اوس روز سے چوگان بازی نیزہ بازی کی تعلیم کی طرف میں ہمیشہ متوجہ تھا۔ اسلئے گو لکنڈہ پولو ٹیم نے اعلیٰ درجہ کی ترقی کی کپٹن مرزا عبداللہ بیگ۔ ٹینٹ منٹ مرزا ابوالہیم بیگ خواجہ امین الدین اور میں ایک جانب ہو کر دوسرے عہدہ داروں سے پولو کھیلتے



اور کبھی سکندریہ آباد کے افسروں کے ساتھ ہم چوگان بازی کھاتے۔ اور نیزہ بازی میں شریک ہوتے تھے۔

جمادی الاول میں جب وقت حضور پر نور بدر اس میں تشریف فرما تھے اور وقت ٹینٹ پکنیک میں انعام دینے کے لئے چاندی کا ایک پیالہ حضور پر نور نے پی آر اینڈ کمپنی کی شاپ سے خرید فرمایا تھا۔

چنانچہ جولائی ۱۸۸۶ء عیسوی میں باجائزت حضور پر نور حیدر آباد ٹینٹ پکنیک ٹورنمنٹ مقرر کی گئی جس میں بلارم سکندریہ آباد اور بنگلور کے فوجی لوگ شریک ہوئے جو پیالہ کہ بدر اس میں خرید کیا گیا تھا حضور پر نور نے بطور انعام مرحمت فرمایا۔ اس پیالہ کے متعلق یہ شرط تھی کہ جو ٹیم تین سال تک متواتر جیتے گی وہ اس پیالہ کی مستحق ہوگی اس سال سے ٹینٹ پکنیک ٹورنمنٹ حیدر آباد میں اب تک جاری ہے ہر سال موسم سرما میں ٹورنمنٹ ہوتی ہے۔

## اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا گولکنڈہ بریڈ کی کرنلی منظور فرمانا

گولکنڈہ بریڈ کے بھٹ نے رفتہ رفتہ ایسی ترقی کی کہ فرمانروائے قلمرو دکن اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بھی ۲۵ صفر ۱۲۳۱ ہجری میں بہ نفس نفیس اس فوج کی آنریری کرنلی قبول فرما کے اسکے اعزاز کا خاص درجہ بڑھایا جس سے اس فوج کی عظمت اور وقعت عام و خاص کے ولین خاص طور پر پیدا ہو گئی امرا اور اعیان سلطنت جومات

کی شان و جاہت سے فوج میں شریک ہونیکو موجب تنگ و عار تصور کر دیتے  
اونکے دلون میں ایسا دلولہ پیدا ہوا کہ وہ اس فوج میں شریک ہونے کو باعث  
فخر و سبابت سمجھنے لگے۔

یہ ظاہر ہے کہ جس فوج کے انزیری کرنل اعلیٰ حضرت حضور پر نور ہوں۔ اور  
انزیری میجر سر سالار جنگ بہادر مدار الملہام سلطنت اور انزیری کیپٹن اون کے بہائی  
غیر اسٹاک بہادر ہوں تو دیگر امرائے دولت اور اعیان سلطنت کی نگاہوں میں اس  
فوج کی کیا کچھ وقعت اور اسکا احترام نہوگا۔

حضور پر نور کے واسطے گوکنڈہ برگینڈ کی خاص یونی فارم تیار کی گئی حضور پر نور  
اوس یونی فارم کو زیب تن مبارک فرما کے سکندر آباد کی پریڈ ملاحظہ فرمانے کے  
لئے تشریف لے گئے۔

شب بین ایک تیندوے کا پنجرہ سے چھٹ کر محلات شاہی  
میں چلا جانا اور صبح دم اعلیٰ حضرت کا اوسکاٹھسکا رفرمانا

سن ۱۳۰۰ ہجری میں جب گربا کا موسم ختم ہو گیا اور بارش کا موسم شروع ہوا اوس  
زمانہ میں حضور پر نور کی سواری چو محلہ مبارک میں رونق افزا ہوئی ایک روز شام  
ایک چوبدار نے آکر مجھے اطلاع دی کہ دوم کندہ کے راجہ ذابک تیندوے گرفتار  
کر کے پنجرہ میں بیجا ہے وہ کہان رکھا جائے۔ میں نے چوبدار سے کہا کہ پنجرہ ڈیوڑھی

مبارک ہی میں احتیاط سے رکھا دیا جائے کل کے روز میں حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کروں گا جس طرح حکم اقدس ہو گا عمل کیا جائے گا۔ چنانچہ چوبدار نے تیندوے کا پتھر جلو خانہ میں حکیم شرفی خان بہاؤ کی نشست گاہ کے سامنے رکھا دیا شب کو میں اپنی نشست گاہ میں روشن بجلی کے مقابل سو گیا اور سونے کا شام سے بارش شروع ہوئی تمام شب پانی برستا رہا۔ صبح کو ایک چوبدار دوڑتا ہوا میرے پاس آیا۔ اور اوس نے کہا کہ جو تیندوے پتھر میں بند تھا شب کو پتھر توڑ کر نکل گیا اس خبر کے سنتے ہی مجھے سخت پریشانی ہوئی اس لئے کہ ڈیوڈ ہی مبارک میں چوٹ آدھی پہرتے رہتے ہیں اور محلات مبارک کا یہاں سے بہت قریب ہے تیندوے نہایت موذی و زندہ ہے جو کوئی اس کے سامنے آتا ہے وہ اوس کو زخمی کر ڈالتا ہے میں اوس وقت پتھر کے پاس گیا اور دیکھا کہ پتھر کہنہ تھا تیندوے نے اوس کو توڑ ڈالا اور باہر نکل گیا میں نے تیندوے کے بچوں کے نشان زمین پر دیکھے چونکہ تمام شب بلدش ہوتی رہی تھی اس سبب سے اوس کے بچوں کے نشان صاف طور پر نظر آرہے تھے میں انہیں نشانوں پر چلا گیا تیندوے پتھر سے نکل کر سیدھا اٹھ کر ہی بیگم صاحبہ قبلہ کی ڈیوڈ ہی کے سامنے گیا تھا اور چونکہ وہاں کی دیوار زیادہ بلند نہ تھی دیوار پر سے کود کے محلات میں چلا گیا تھا۔ جب دیوار پر دیکھا گیا تو اوپر ہی اوس کے ناخنوں کے نشان تھے اب مجھے تیندوے کے باہر جانیکی نسبت کسی حد پر شک نہ رہا میں اوس وقت روشن بجلی کے سامنے آیا اور ایک چوبدار سے

مین نے کہا کہ حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کرو کہ افسر جنگ کچھ ضروری عرض کرنا چاہتے ہیں اطلاع ہونے کے ساتھ ہی حضور پر نور برآمد ہوئے اور سوت مین نے تیندوے کا کل واقعہ پیشگاہ اقدس میں عرض کیا کہ جس جانب کو تیندو گیا ہے اس جانب کے محلات میں فوراً یہ اطلاع کرو جائے کہ سب زنانہ اپنے اپنے مقام پر رہے جہون سے باہر کوئی نہ نکلے اور زنانہ کے جہون کے دروازوں پر چلمین اور پردے ڈال کر مردانہ کر دیا جائے اور مجھ کو اجازت ہو کہ ایک دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لیکر محل میں جاؤں بندگان حضرت نے اسی وقت ماما کو حکم دیا کہ اندر مردانہ کا انتظام کر کے حضرت الشہر کہی بیگم صاحبہ قبلہ کی ڈیوڈھی میں سے مجھے محلات میں لیجائیں میں نے اس وقت ممتاز یار جنگ بہادر کی پلٹن کے ایک جوان سے بندوق لیکر اوسمیں گولی بہری اور اپنی تلو لیکر رخ خواجہ امین الدین کے محل میں گیا اور محل میں جاتے وقت ایک آدمی کو حویلی قدیم کی طرف روانہ کیا کہ سرکاری چند بندوق میں اور بہاولوہان جلد لے آئے۔

مین اور خواجہ امین الدین آہستہ آہستہ زنانہ ڈیوڈھی میں گئے اور جس دیوار پر سے تیندو اندر پہنچا تھا اس کے نیچے تیندوے کے پنچون کے نشان دیکھے جس جگہ تیندوے کے پنچون کے نشان ہم پاتے اور نہیں نشانوں پر آگے بڑھتے جاتے تھے قیاس سے معلوم ہوا کہ تقریباً دو بجے شب کے پنچو توڑ کر زنانہ ڈیوڈھی میں وہ گیا تھا اول حضرت الشہر کہی بیگم صاحبہ قبلہ کے تشریف فرما رہنے کی جگہ میں پہنچا

وہاں پر ملازم وغیرہ سوتے پائے وہاں سے نکل کر باورچی خانہ کے پاس گیا باورچی خانہ کی طرف پنچون کی جو نشانیاں تھیں اون سے ثابت ہوا کہ دوسرے محل کی جانب گیا ہے اس محل کے سامنے وہ کھڑا ہوا اور وہاں پہی آدمیوں کو سوتا پایا وہاں سے ایک چھوٹی گلی میں ہو کر دوسری بڑی دیوار تک آیا اور پھر وہاں سے پاٹ کر جھطف کہ بیت الخلا تھا اوسط طرف گیا اوسکی جا بجا گردش اور پنچون کے نشانوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ شب کو محل میں زنانہ کو سوتا پا کر تیندوا چو طرف خوب پہرا جد ہر وہ گیا اور ہر آدمیونکی بو پائی جب اوسنے بیت الخلا کی طرف نشان مقام پایا وہاں ایک سفالی کوٹھری میں بیٹھ گیا۔

خواجہ امین الدین نے بیت الخلا کے سامنے تیندوے کے پنچون کے نشان مجھے بتلائے جب بیٹھے اوسکے پنچون کے نشان دروازہ کے اندر جانے کے دیکھے بیٹھے امین الدین سے کہا کہ نہایت آہستگی سے دروازہ کے پٹ بند کرو امین الدین نے دروازہ بند کر دیا میں خود وہاں کھڑا رہا اور ایک ماما کی زبان سے یہ سب کیفیت اعلیٰ حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کی حضور پر نور اوسی وقت وہاں رونق افرا ہوئے بیٹھے عرض کیا کہ تیندوا اوس کوٹھری کے اندر موجود ہے جب تک رات نہی وہ چور کی مثل سب جگہ پہرا ب روز روشن ہو گیا ہے باہر نکل کر وہ ضرور کسی پر حملہ کرے گا چونکہ زنانہ کا موقع ہے بچے بڑے ماما میں اسیلین وغیرہ لوگ چو طرف بہرے ہوئے ہیں اور اب سرکار کی تشریف آوری کے سبب سے اور زیادہ جمع ہو گیا ہے اور جس جگہ میں

تیندواس ہے اوسکا دروازہ اسدرجہ کہنہ ہے کہ اوسین سورخ بھی ہے اگر ایک پنجہ بھی  
 مارے گا تو دروازہ توٹ جائے گا اور وہ زنانہ کے گویوں کو زخمی کر ڈالے گا اسلئے تیندواس  
 بیٹھا ہے اوسکو وہاں چہرہ ناچاہیے حجرہ کے اوپر سے اتنے سفال ہٹا دے جائیں کہ  
 حجرہ کے اندر روشنی جاسکے اور اوپر سے اوسکے گولی ماری جائے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے میری اس رائے کو پسند فرما کر خود بنفس نفیس حجرہ  
 کے اوپر چڑھ نیکا ارادہ فرمایا چونکہ اس اثنار میں سرکاری سلح خانہ سے بندوقین اچکی تھیں  
 حضور پر نور نے فورقفی رفل دست مبارک میں لیکر حجرہ کے اوپر غرم فرمایا۔ خواجہ  
 امین الدین حضور پر نور کی خدمت میں حجرہ کے اوپر حاضر تھے شب کی بارش کے سبب  
 سے سفال بہیگ کر نرم ہو گئے تھے جب اونپر پاؤں پڑتا توٹ جاتے تھے اور توٹنے  
 کی آواز آتی تھی جھکولمہ لمحہ یہ خوف ہوتا تھا کہ سفال کے ٹوٹنے کی آواز سے اگر تیندوا  
 دروازہ توڑ کر باہر نکل گیا تو ضرور کسی نہ کسی کو زخمی کرے گا اسواسلئے بنرید احتیاط دروازہ  
 کے پاس بھی بندوقی دیکر آدمی کھڑے کر دے گئے امین الدین نے اوپر پہونچکر  
 سفال ہٹا دے چونکہ سفال کے پنجے کی لکڑیاں نہایت کہنہ اور بوسیدہ تھیں امین الدین  
 کے وزن سے لکڑیاں توٹ گئیں اور قریب تھا کہ وہ اوپر سے کوٹھری کے اندر جہاں  
 تیندوا بیٹھا تھا گر جاتے مگر وہ جلد سنبھل گئے۔

غرض سفال کے ٹکانے اور لکڑیوں کے ٹوٹنے سے استدرجہ کہل گئی کہ  
 تیندوا کو نے میں بیٹھا ہوا صاف طور پر نظر آنے لگا اوسوقت حضور پر نور نے



تیندوے پر ایک گولی چلائی وہ گولی کہا کے اپنی جگہ سے جست کر کے دوسرے کو نے  
مین گرا حضور پر نور نے احتیاطاً دوسری بار بھی فیر کیا۔ پہرے لوگ نیچے تھے دروازہ  
کہو لکر کوٹھری کے اندر گئے اور تیندوے کو کنجیکر کوٹھری سے باہر لے آئے۔

یہ خبر تمام محلات میں پہل گئی تھی کہ تیندوے کو شاہی زمانہ میں آگیا ہے۔  
اسلئے محل میں سب جگہ گڑ بڑ تھی اور سب کو پریشانی تھی کہ یہی ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا  
کہ تیندوے ساموڑی ورنہ غضب اور غصہ میں شیر کے بعد شمار کیا جاتا ہے محلات میں  
آیا ہوتا اور وہ بھی شب میں ایسے وقت کہ کل زمانہ وغیرہ استراحت میں تھا اگر محلات  
شاہی میں سے اس وقت کوئی بیدار ہوتا یا مامین اور اسیلین چلتی پہرتی ہوتی اور  
تیندوے اس وقت محلات میں پہونچتا خدا جانے کیا کچھ شر پہونچتا اور شاہی  
محلات کی پریشانی کا کیا عالم ہوتا مگر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس کے شر سے محلات میں  
عام و خاص کل کو محفوظ رکھا اور وہ ایسی جگہ جا کر بیٹھ گیا جہاں اس وقت آدمی کا گزر  
نہ ہوا یہ شب جو بخیر و سلامتی کل محلات شاہی پر گزری اور قبل صبح ہونے کے  
تیندوے کے دفع کے جلد اسباب مہیا ہو گئے یہ ہمارے ولی نعمت اعلیٰ حضرت  
حضور پر نور کے اقبال کے آثار عظمیٰ میں سے ہے اگر اس موقع پر کچھ ہی تاخیر ہوتی  
تو تیندوے حجرہ سے نکل کے زمانہ کے لوگوں پر لامحالہ حملہ آور ہوتا۔ اعلیٰ حضرت حضور  
پر نور کے دست مبارک سے تیندوے کا مارا جانا سب کی بڑی خوشی کا  
سبب ہوا۔

## شکار گاہ پاکہال کا انتظام بحکم اقدس اعلیٰ حضرت حضور پر نور

ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے جہان اور برگزیدہ صفات ہیں اونہیں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ شیر کے شکار کو غایت درجہ دوست رکھتے ہیں اور جب شکار کا موسم آتا ہے بنفس نفیس شکار کو تشریف لیجاتے ہیں۔ شیر کے شکار کی دلچسپی کی وجہ سے عین شدت گریما میں جنگل اور پہاڑوں میں سواری مبارک رونق افزا ہوتی ہے اور بڑی دلیری اور شجاعت سے شیروں کا شکار فرماتے ہیں۔

جب میں نے دیکھا کہ حضور پر نور کو شیر کے شکار کے ساتھ طبعی طور پر توجہ ہے اور ہر سال سواری مبارک مختلف اضلاع ممالک محروسہ میں بغرض شکار رونق افروز ہوتی ہے میں نے یہ رائے قائم کی کہ جس طرح ہرنوں کے شکار کے واسطے سرورنگر کا جنگل محفوظ کیا گیا ہے اور خاص خاص اوقات میں وہاں ہرنوں کا شکار اعلیٰ حضرت حضور پر نور فرماتے ہیں اسی طرح شیر کے شکار کے واسطے بھی ایک بڑا جنگل محفوظ کیا جائے جس میں حسب دلخواہ شکار ہو سکے۔

ممالک محروسہ سرکار عالی کے اضلاع میں مختلف مقامات شکار میں دیکھے تھے اور جہان جہان مجید کو شیر کے شکار کا اتفاق ہوا تھا اون کل مقاموں کے مقابلہ میں میرے خیال میں پاکہال کا جنگل زیادہ مناسب معلوم ہوا اسلئے میں نے

ایک بار اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ اگر پاکہال کا جنگل سرکاری شکار گاہ کے طور پر محفوظ کیا جائے تو بہت مناسب ہے اسلئے کہ اس جنگل میں انواع واقسام کے وحش و طیور کے سوا شیروں کے لئے شکار کا عمدہ موقع ہے۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے میری اس رائے کو منظور فرمایا اس کے ساتھ ہی میں نے ایک تفصیلی نقشہ اس جنگل اور تالاب پاکہال کے متعلق ملاحظہ اقدس میں پیش کیا جس کے ملاحظہ سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے شاہی شکار گاہ کے واسطے اس جنگل کو پسند فرمایا اور مدار الملہام صاحب کے نام حکم اقدس صادر کیا کہ دیوانی علاقہ سے دو سو جوان پیادہ اور میں سوار پاکہال کے جنگل کے بندوبست اور انتظام کے واسطے مقرر کئے جائیں اور یہ جنگل خاص سرکاری شکار گاہ کے واسطے محفوظ رکھا جائے اور آئندہ سے کوئی شخص اس جنگل میں شکار نہ کیلے۔

غرض ۱۱۷۰ھ ہجری سے شکار گاہ پاکہال کا انتظام میرے تفویض ہے پیادے اور سوار ہمیشہ اس کی حفاظت میں مصروف رہتے ہیں۔

کبھی کبھی گراما کے موسم میں سواری مبارک شکار گاہ پاکہال میں رونق افزا ہوتی ہے اور حضور پر نور شیر شکار فرماتے ہیں اور جب برسات کا موسم شروع ہوتا ہے تو سواری مبارک بلدہ میں مراجعت فرما ہوتی ہے۔

اس شکار گاہ کی بڑی خوبی اور خوش فضا ہے اس تالاب سے ہے جو قدیم زمانہ میں ایک وسیع پیمانہ پر تعمیر کیا گیا ہے تالاب کی ابتدائی تاریخ صحیح طور پر تاریخیون سے

معلوم نہیں ہوتی لیکن بعض کتب تاریخی سے استفادہ ثابت ہوتا ہے کہ قلعہ وزگل اور یہ تالاب ایک ہی زمانہ میں راجہ پرتاب رور نے اپنے عہد حکومت میں بنوائے ہیں اور یہ تالاب ضلع وزگل میں واقع ہے۔

یہ تالاب دکن کے کل تالابوں سے بڑا ہے اور اسکا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا جب برسات کا موسم آتا ہے اور بارش کی کثرت ہوتی ہے تو اس تالاب کا دور مرج ۲۲ میل تک پہنچ جاتا ہے اسکے درمیان ایک پہاڑ واقع ہے اسکے اطراف میں پانی چار طرف ہونی سے عجیب خوش منظر معلوم ہوتا ہے اس تالاب سے بڑے بڑے دوٹانے نکالے گئے ہیں جو ہمیشہ جاری رہتے ہیں زیر تالاب جہان تک زمین سے وہ نہایت شاداب اور مرطوب ہے اور بہ نسبت اور زمینوں کے اس میں قوت نشوونما زیادہ ہے اس زمین میں جتنے درخت ہیں کمال درجہ سرسبز و شاداب ہیں اور انواع و اقسام کے پھول پیدا ہوتے ہیں جس سے آثار قدرت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ فرن کے درخت جو قابل قدر ہیں اور باغوں میں ان کی پرورش نہایت حفاظت کی جاتی ہے یہاں نالوں کے اطراف میں کوسوں تک اون کے تختے نظر آتے ہیں۔ تالاب کے بند کے نیچے نہایت گنجان جھاڑی سے حسین شیرتند واریچھ پھیل وغیرہ حیوانات رہا کرتے ہیں۔

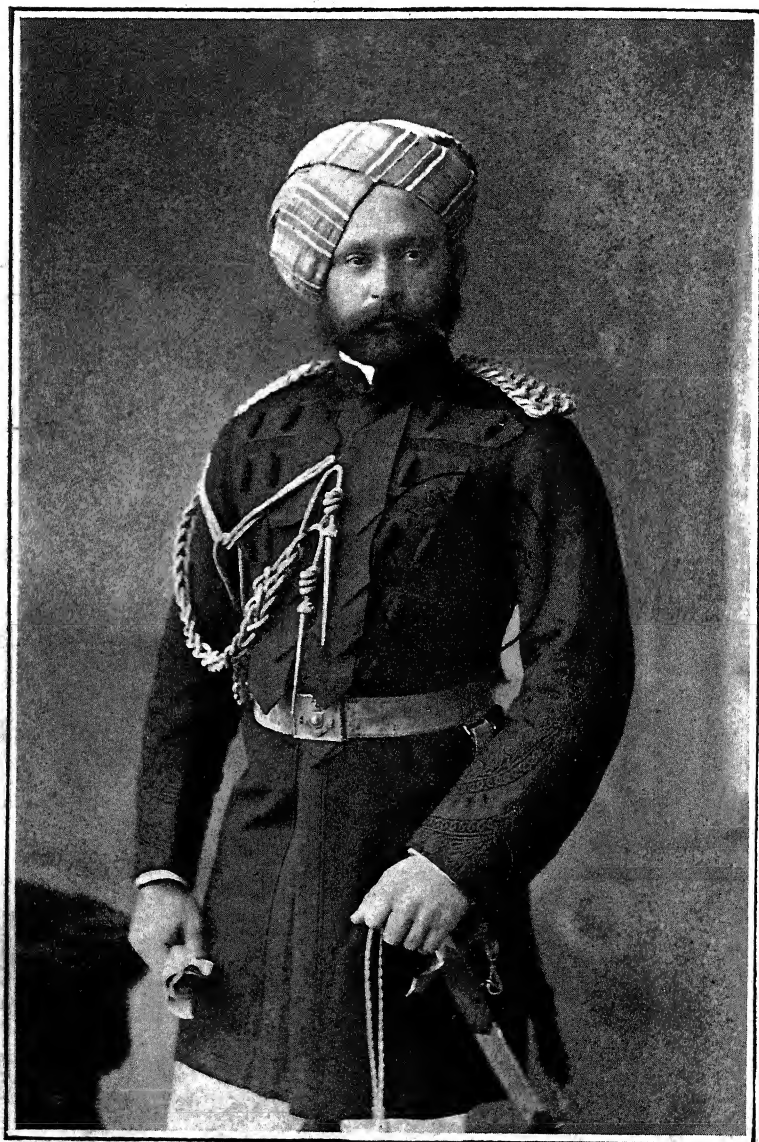
بالنس کی جھاڑی کثرت سے ہے اس جھاڑی میں سرخ رنگ گلہریاں اکثر دکھائی دیتی ہیں یہ گلہریاں چھوٹی بھڑکی کی برابر ہوتی ہیں اور پائس کے بلند

درختوں پر ایک درخت سے دوسرے درخت پر کودتی نظر آتی ہیں۔ پرند جانور ہی ہیں جنگل میں عجیب و غریب رنگ کے دکھائی دیتے ہیں۔ ایک قسم کی چھوٹی چھوٹی سفید رنگ کی چڑیاں جو کھٹک کے موافق ہوتی ہیں اونکی دُمین تقریباً ایک فٹ بلکہ کچھ زیادہ ہی لابی ہوتی ہیں اور ہر ایک کی دم میں فقط تین یا چار بار ایک خمدار پر رہتے ہیں۔ ان چڑیوں کے سوا یہاں کی فاختہ بہت بڑی ہوتی ہے اور اوسکا رنگ سبزی مائل ہوتا ہے۔

ٹسکار گاہ پاکہال کی سرحد خٹل پل کے اسٹیشن سے شروع ہوتی ہے۔

## طفیل علی بیگ خان بہادر نادر جنگ کا مختصر حوال

نادر جنگ بہادر کے والد مرزا عباس علی بیگ میرے مامون تھے نادر جنگ کی تربیت و تعلیم ابتدائی میرے والد ماجد کی خاص نگرانی سے ہوئی۔ جب نادر جنگ سن رشد کو پہنچے تیسرے رسالہ حیدر آباد کنٹنٹنٹ میں وہ شریک ہوئے چونکہ نادر جنگ میں ہر قسم کی قابلیت تھی تھوڑی ہی مدت میں انہوں نے فوجی آئین اور فن سپاہ گری میں خاص درجہ امتیاز پیدا کیا چونکہ اون کو فطرتاً سیر و شکار کا ذوق تھا اس لئے انہوں نے شکاری و صول میں زیادہ شہرت حاصل کی۔ حیدر آباد کنٹنٹنٹ کے جنرل اونکی مستعدی و ہوشیاری اور حسن کارگزاری سے ہمیشہ خوشنود رہے۔



طفیل علی بیگ خان نادر جنگ بہادر



جنگ افغانستان میں جب انکو شریک ہونے کا اتفاق ہوا تو اون سے اوس موقع پر سرکاری خدمتین بعنوان شایستہ ظہور میں آئیں جس سے اون کو فوج میں خاص طور پر اعزاز حاصل ہوا۔

حیدر آبادی کو بعد جب سالار جنگ بہاولی سنی نادر جنگ بہاول کا تذکرہ آیا تو سالار جنگ بہاول کا سپاہی احوال سن کر نہایت متحرک ہوا اور براہ قدر وافی و عنایت اون کے نام و پیرہ سوروپیہ ماہوار منصب اعزازی طور پر تجویز کر کے حیدر آباد کونٹنٹ سے انکو طلب فرمایا۔ حسب الحکم سالار جنگ اول نادر جنگ بہاول کونٹنٹ کا تعلق ترک کر کے بلدہ میں آ گئے۔

جسفر زمین نادر جنگ بہاول کو سالار جنگ بہاول کی نذر کے واسطے اپنے ہمراہ لے گیا سالار جنگ اونکی وجاہت کو دیکھ کر نہایت درجہ خوش ہوئے اور نذر کے بعد مجاہد سے مخاطب ہوئے فرمایا کہ آپ کے بہائی گارنگ اس قدر سرخ و سفید ہے جس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس ملک کی پیدائش ہیں خاص و لایقی معلوم ہوتی ہیں۔ نادر جنگ کونٹنٹ سے حیدر آباد آنے کے بعد ہمیشہ سپرٹسکار میں مشغول رہا کرتے تھے گراما کے موسم میں شیر کے شکار کو اور سرما کے موسم میں بٹ اور اسنیف کے شکار کو جایا کرتے تھے اور اپنا تمام زمانہ شکار ہی میں صرف کیا کرتے تھے۔

سالار جنگ اول کے انتقال کے بعد نواب لایق علیخان سالار جنگ ثانی تسلیم میں جو وقت مدار المہام و کن ہوئے تو انہوں نے نادر جنگ بہاول کو اپنی ماڈیکانی میں مقرر کرنے کے واسطے انتخاب کیا اور اوسکی منظوری پیشگاہ اعلیٰ حضرت حضور پورہ

یہاں ہی حضور پر نور نے بنوازش خسروانہ سالار جنگ ثانی کی خدمت ایڈیکائی کی منظوری سے نادر جنگ بہادر کو اعزاز بخشا اور چند روز کے بعد خطاب خانی و بہادی و نادر جنگ سے مخاطب فرمایا۔

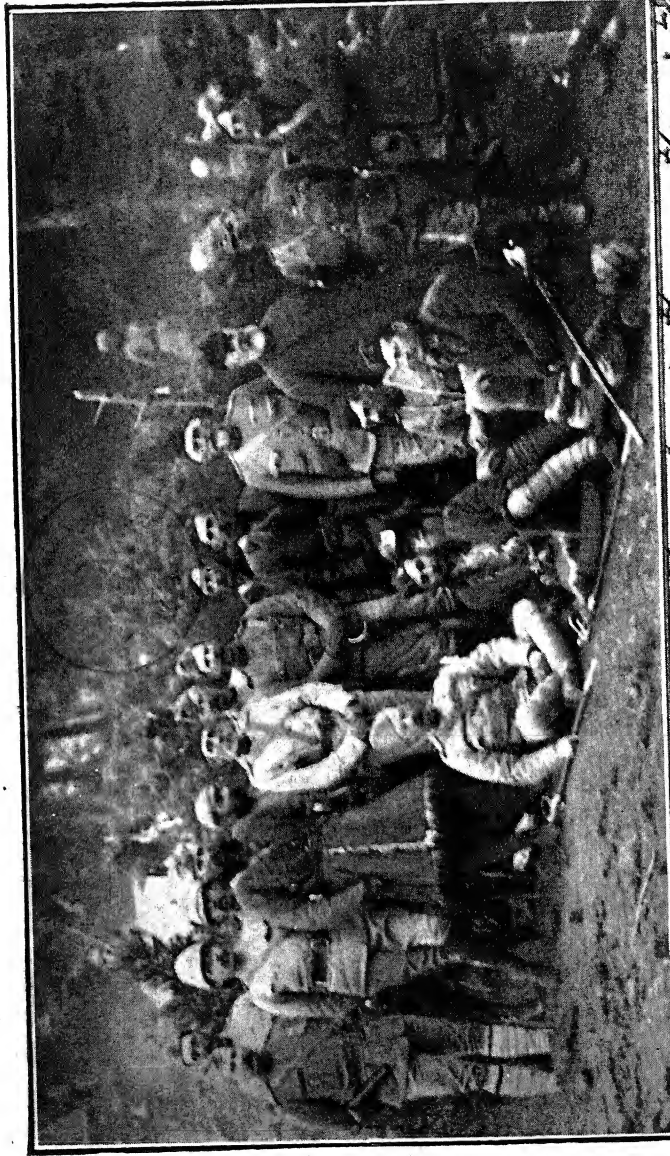
گو لکنڈہ بریڈ میرے تفویض ہونے کے ایک سال بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے نادر جنگ کو آنریری کمپنی کی ریانگ سے گو لکنڈہ لانسز میں سرفراز فرمایا نادر جنگ نے سالار جنگ ثانی کی خدمت ایڈیکائی کو دو سال تک نہایت شایستگی اور حسن قیادت سے انجام دیا جب سالار جنگ ثانی خدمت مدار الملہامی دکن سے ۲۴ جب ۱۸۸۴ء مطابق ۱۹ اپریل ۱۸۸۴ء عیسوی کو مستعفی ہوئے تو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے نادر جنگ بہادر کو اکبر جنگ بہادر کو توال بلدہ کی مددگاری کی خدمت عنایت فرمائی تین سال تک نادر جنگ بہادر کو توال صاحب کے مددگار رہے اسکے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے نادر جنگ بہادر کو بنوازش شہانہ خاص اپنی ایڈیکائی کی خدمت سے معزز کیا نادر جنگ ہمیشہ مورد نظر عنایات خسروانہ رہے۔

نادر جنگ بہادر کو بندوبست کے کام اور نشانات اندازی میں خاص طور پر مناسبت تھی اور اس فن میں بڑے مشاق اور نہایت ممتاز تھے جبوقت حضور پر نور نشانات اندازی فرماتے تو نادر جنگ بہادر نشانات اندازی میں ہمیشہ شریک رہا کرتے تھے۔

جس زمانہ میں عزیز الدولہ مہتمم کارخانہ نجات شاہی علاقہ صرف خاص کا انتقال ہوا تو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے فیضانہ اور کل کارخانہ نجات صرف خاص کی مہتممی کی خدمت

صوفیہ نمبر ۲۵۹

# جہڑا کوئین مع اسٹاف بلاک و نمین اسٹیشن ۱۸۸۵ء



پیشانی بن کر تیل بوت کر تیل آسنی ٹیمزس کیشن میں ٹیمزس غلہ بوس کر تیل کا بی کا جہڑا فرنگ  
 کر تیل و سرن ڈاکٹر تیار بن کر کر تیل آسنی کر تیل آسنی کر تیل آسنی کر تیل آسنی کر تیل آسنی کر تیل آسنی

ناور جنگ بہادر کو سر فرزند فرمایا۔

۱۳۱۲ ہجری میں ناور جنگ بہادر لکڑارم کے جنگل کو اپنے بہنہوں کے شکار کو گئے اوس سفر میں ایک قسم کا صحرائی بخار اونکو لاحق ہوا وہ اس مرض میں مبتلا ہوا بلکہ حیدر آباد کو واپس آئے اور اٹھارہ مہینے تک فریش رہے۔ ہر خید انواع و اقسام کے علاج کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر ۱۹ رجب ۱۳۱۲ ہجری کو ناور جنگ بہادر نے جہان فانی سے عالم جاویدانی کی طرف رحلت کی۔

ناور جنگ مرحوم کی اولاد میں فقط ایک ہی لڑکی تھی جو میرے دوسرے فرزند احمد علی بیگ خان کے ساتھ منسوب ہوئی حضور پرنور نے ناور جنگ کے داماد میرے فرزند احمد علی بیگ خان کو بھی ناور جنگ کا خطاب مرحمت فرمایا۔

## راقم کا جنگ کوہ سیاہ میں شریک ہونا

۸ ستمبر ۱۸۸۵ء عیسوی کو شام کے وقت ڈیوڈ ہی مبارک سے جب میں سیف آباد میں اپنے مکان راحت منزل کو آیا قریب سات بجے شب کے سر فرزند نامہ اقدس و اعلیٰ ولینعت فریدون حشمت بہرام شوکت بندگان حضرت حضور پرنور دام سلطنت نے غرور و فرمایا میں نے فوراً عنایت نامہ کو جو بیدار کے ہاتھ سے لیا سر اور انکو ہونا پر رکھا اور کہو لکڑی پر ہاشمہ سے افتخار نشان کو جو سفارت جانے والی تھی حضرت نے مجھے اوس میں شریک ہو کر کابل جانے کے لئے حکم صادر فرمایا تھا چنانچہ نقل وں

عنایت نامہ کی بحسنہ ذیل میں مرقوم کی جاتی ہے۔

## نواب افسر جنگ بہادر

نواب گورنر جنرل صاحب بہادر نے تمہارا جانا مسٹر ریورنڈ صاحب کیسٹ کاہل مقرر کئے ہیں۔ ہاول صاحب نے میرے کو لکھے تھے یہاں سے نواب ولیم رائے صاحب بہادر کی مرضی کے موافق تمہارے کو بھیجوائے جاتا دو سوار کے ساتھ ہاول صاحب کو جواب بھیجایا گیا ہے تمہارے اطلاع کے واسطے لکھا گیا ہے تمہارے کو یہاں سے ۱۵ ستمبر کو روانہ ہونا ہوگا جو ۸ محرم الحرام ہوگی۔ تم جلد اپنی تیاری روانگی کی کلیتہاً زیادہ فقط شہرہ شہر مبارک حضور پر نور۔ غرہ محرم الحرام ۱۳۰۳ھ۔

بمجرور و حکم خداوندی سینے چار روز میں اس سفر کے ضروری ساز و سامان کا بندوبست کیا سواری کے تین گھوڑے اور تین یا بومع دوا دلیوں کے براہ راست پشاور کو روانہ کر دے اور ۲۳ ماہ مذکور کو صبح کی ریل برہمن بھلی کی جانب روانہ ہوا بھلی میں بھکویہ خبر ملی کہ افغانستان میں محمد اسحاق خان برہمن بغاوت ہے امیر عبدالرحمان خان والی کابل نے اس کے اخراج کے لئے فوج بھیجی ہے اس واسطے کابل مشین کی روانگی چندی موقوف رہے گی چونکہ خلاصہ کیفیت اس واقعہ کی معلوم نہیں ہوئی تھی اسلئے سینے شملہ کو جانیکا ارادہ کیا۔

۲۶ تاریخ صبح کے وقت میں انبالہ پہنچا وہاں سے گھوڑوں کی گاڑی میں سوار ہو کر شملہ کی جانب روانہ ہوا اس طرف برسات کثرت سے تھی۔ راستہ استغدر خراب تھا۔



گم ہوڑے بالکل چل نہیں سکتے تھے ہزار و شواہری قریب شام کے کالکامین پہنچا۔  
 اور دوسرے دن اول صبح سے روانہ ہو کر گیارہ بجے شملہ میں داخل ہوا کرنل نول  
 چمرلین صاحب نے میری سواری کے لئے ایک یا بو وامن کوہ میں روانہ کیا تھا۔ اہ  
 خط میں لکھا تھا کہ آپ سیدھے نہر کسلنی سرفرڈرک رابرٹ صاحب کمانڈر انچیف  
 کے پاس آئی میں یا بو پر سوار ہو کر اسنوڈن کو گیا اور وہاں سرفرڈرک رابرٹ سہو ملا  
 اور اپنے قدیم دوست کرنل نول چمرلین صاحب کے بنگلہ میں اوترا دوسرے روز  
 صبح کو کمانڈر انچیف صاحب ولیرائے کے پاس کونسل میں گئے وہاں سے واپس  
 تشریف لا کر مجھے فرمایا کہ فی الحال کابل مشین کے روانہ ہونے میں چندے تامل ہے  
 سرکاری فوج زیر حکم میجر جنرل مکوین صاحب ر بلاک مونٹین اکو روانہ ہو رہی ہے۔  
 مینے ولیرائے سے آپکے وہاں جانے کے باب میں تحریک کی ہے اور فارن آفس  
 سے ہندگان حضرت حضور پر نور و ام سلطنتہ کو تار دیا گیا ہے اور جنرل مکوین صاحب کو  
 بھی بطور سرکاری ٹیلگراف کے ذریعہ اطلاع دی گئی ہے کہ میجر افسر جنگ بہادر حسب حکم  
 سرکار جنگ بلاک مونٹین میں بطور ایڈیکان آپکے اسٹاف میں مقرر کئے گئے ہیں  
 کل صبح آپ شملہ سے روانہ ہو جائیں اور جب قدر جلد ممکن ہو قبل از آنکہ جنرل مکوین صاحب  
 بلاک مونٹین پہنچیں آپ انکے اسٹاف میں شریک ہو جائیں اور جبوقت کابل مشین  
 افغانستان کو روانہ ہوگی تقریباً ایک ہفتہ پہلے آپ کو اسکی اطلاع دی جائے گی اور وقت  
 آپ جنگ بلاک مونٹین سے آکر پشاور یا جرو میں سفارت کے شریک ہو سکیں گے



چونکہ ایسے سفر کا ضروری اسباب پاس نہ تھا اس موقع پر مجھے اپنے دوست کرنیل  
 نول چمرلین صاحب سے بہت کمک ملی انہوں نے مجھے اپنے ہمراہ لیجا کر جو کچھ سامان  
 کہ اس مقام کے لئے کارآمد تھا فراہم کر دیا جنگ ہلاک منوٹپین میں ہر افسر کو چو الیش<sup>ٹ</sup>  
 اسباب لیجانے کی اجازت تھی، و افسروں میں ایک خچر باربر واریکو ملتا تھا۔ لہذا جتھے  
 اسباب کہ میرے ہمراہ تھا وہ سب سینے کرنیل چمرلین صاحب کے پاس چھوڑ دیا۔ فقط دو  
 موٹے ہلانکٹ دو واسٹریٹ کی چادرین دو یونی فارم کے خاکی کوٹ دو برصین ایک  
 بوٹ ایک پٹنی دو کرتے قلا لین کے اپنے ہمراہ لے لئے دوسرے روز گیا رہنمے ٹانگہ  
 میں سوار ہو کر انباک کو روانہ ہوا وہاں سے صبح کی ریل میں ٹھیکرہ ابرا کٹو بر روز جمعہ شنبے  
 دو بجے حسن ابدال پہنچا وہاں سے ساڑھے چار بجے ٹانگہ میں آٹھ باباؤ کی طرف روانہ ہوا دو  
 بجے آٹھ باباؤ پہنچا۔ امین الدین مع بابو کے یہاں حاضر تھے کرنیل ملائی صاحب نے پیشتر  
 سے آگے جائیکا میرے لئے سب بند ولیست کر رکھا تھا یہاں سے رات کو سات بجے  
 ٹانگہ میں سوار ہو کر ایک بجے خاکی میں داخل ہوا جنرل کموین صاحب مقام سیری میں تھے  
 بہادر مغرنے میرے ساتھ ایک اسکاٹ بھجوانے کے لئے پندرہویں نیگال کیولری کے  
 افسر کو پہلے سے تحریر کروا تھا رجمنٹ مذکور کا اسکاٹ لیکر میں آگہی پہنچا وہاں جنرل  
 کموین صاحب کا خط ملا کہ آپ تنہا پہاڑ پر میرے پاس آنے کے لئے ہرگز ارادہ نہ کریں  
 بلکہ ایک روز تپ آگہی میں ٹھہریں اور جب کانوائی (یعنی فوج کی سربراہی کا سامان)  
 وہاں سے روانہ ہو تب ادسکے ہمراہ آئیں میجر کیلی صاحب نے بیان کیا کہ ایک روز

پشتر چند سرکاری آدمی پہاڑ سے نیچے آرہے تھے ایک شخص اونین سے علیحدہ ہو کر  
 در اٹیچر رہ گیا مدہ خیل نے او سکومار ڈالا اور اسی طرح پہلے اسکے کتنے ہی لوگ مار  
 گئے اسلئے جنرل صاحب نے سخت حکم دیا ہے کہ کانوائی کی ہمراہی کے سوا کوئی شخص  
 تنہا آمد و رفت نہ کرے کرنیل پارٹ صاحب کمانڈنگ سگن سکے پٹن جو کہ دامن کوہین  
 مقیم تھے مجھے ملے اور شکو انہوں نے ڈنر کی دعوت دی اور کہا کہ شکو اسی جگہ رہ کر صبح کو  
 کانوائی کے ہمراہ جنرل صاحب کے پاس آپ روانہ ہوں تو بہتر ہو گا چنانچہ میں شب کو  
 وہین رہا اور علی الصبح سگن سکے پٹن کے ایک افسر اور ڈاکٹر گرین صاحب کے ہمراہ  
 جو کہ ایک کم عمر بڑے خوش مزاج آدمی تھے اور شکو ڈنر میں ان سے ملاقات ہوئی تھی  
 اور انہوں نے میرے ساتھ بطور ہوا خوری کے پہاڑ پر جانے کے واسطے وعدہ  
 کیا تھا روانہ ہوا۔ ہمارے ساتھ ڈیڑھ سو خچر اسباب ٹرانسپورٹ کے اور سو جوان کا  
 اسکاٹ تھا گیارہ بجے سے پشتر ہم جنرل کمون صاحب کے پاس پہنچے۔

قبل اسکے کہ بلاک موٹین اکیڈمیشن ۱۸۹۹ء عیسوی کا کچھ احوال لکھا جاوے ضرور  
 کہ تھوڑی سی کیفیت اس ملک کی اور وہاں کے باشندوں کا احوال اور انگریزی  
 سرکار کی فوج کشی کا باعث بطور اختصار تحریر کیا جاوے بلاک موٹین (یعنی کوہ سیاہ)

انڈس ندی کے جانب جنوب اور کاشمیر کے پہاڑوں کے جانب مغرب جنوب  
 واقع ہے اس پہاڑ کی چوٹی تک مشرق کی طرف سرکار انگریزی کا علاقہ ہے وہ یہی  
 اس طرح پر ہے کہ یہ زمین زمینداروں اور ملک لوگوں کے ماتحت ہے وہ لوگ

سرکار انگریزی کو کچھ خراج نہیں دیتے لیکن سرکار انگریزی سے فی السجلہ تعلق رکھتے ہیں  
 پہاڑ کے نیچے جانب مشرق سب انگریزی علاقہ ہے پہاڑ کی چوٹی سے مغرب کی طرف  
 سب وحشی افغانوں کا علاقہ ہے اوسکو یاغستان کہتے ہیں یہ قوم کسی حاکم کے تابع حکم  
 نہیں ہے نہ یہاں کوئی بادشاہ ہے نہ وزیر اور نہ حاکم۔ یہاں تک کہ باپ کا حکم کم سن  
 بیٹا نہیں مانتا ہر شخص اپنے کو بجائے خود بادشاہ اور حاکم وقت سمجھتا ہے۔ جہالت  
 اس درجہ بڑی ہوئی ہے کہ جب بکریوں کے دو گلوں کو دو شخص پانی پلانے کو لئے  
 ایک چشمہ پر لیجاتے ہیں تب ایک کہتا ہے کہ میرا گلہ اول پانی پیگا اور دوسرا کہتا ہے  
 نہیں میں اول پانی پلاؤنگا ایسی تکرار پر اکثر مارے جاتے ہیں باتیں کرتے کرتے ایک  
 دوسرے کو چہری سے مار ڈالتا ہے اور تیسرا دیکھتا رہتا ہے بلکہ جب کبھی دو آدمی ملکر ایک  
 گاؤں سے باہر جائیں اور ایک اونٹین کا مارا جامے تب دوسرا گاؤں کو واپس آکر اپنی  
 ساتھی کے مرنے کی اوسکے کو احقون کو خیر تک نہیں پہونچاتا اور نہ اوسکے مرنے کا کچھ  
 افسوس ظاہر کرتا ہے کبھی اگر دو تین روز کے بعد برسبیل تذکرہ اوس مقتول کا ذکر آجائے  
 یا اوسکے عزیز استفسار کریں تو وہ معمولی طور سے کہہ دیتا ہے کہ فلان شخص نے  
 اوسکو مار ڈالا غرض کہ آدمی کی جان کی یہاں کچھ قدر نہیں یہ پہاڑ نو نہر ارفٹ سطح  
 دریا سے بلند ہیں سرماییں دس دس اور بارہ بارہ فٹ برف اونپر جمی رہتی ہے برسات  
 اور برسات کے آخر میں یہی یہاں برف برستی ہے پہاڑ ایسے صعب المرور ہیں کہ یا پو  
 یا گھوڑے کا اونپر چلنا بالکل دشوار ہے پیادہ آدمی بمشکل چل سکتا ہے یہاں کے

باشندہ سے جنگلی جانوروں کے موافق پہاڑوں میں پہرتے رہتے ہیں۔ غیر ملک کا آدمی ان پر  
 چڑھنے کا ارادہ نہیں کرتا۔ راستہ کہی آجتک اس طرف بنایا نہیں گیا۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں  
 پہاڑوں کے نیچے بعض بعض مقامات پر آباد ہیں۔ ان گاؤں کے مکانات عجیب قسم  
 سے بنائے گئے ہیں مکانات کی چست ایک چھوٹی سے پہاڑی کی ہمواری میں رہتی ہے  
 اور کہیں پہاڑ کہو دکر اور کہیں دیواریں اوٹھا کر اس طرح گھر بناتے ہیں کہ اوپر سے بالکل پہاڑ اور  
 میدان سا معلوم ہوتا ہے اور جب نیچے آکر دیکھیں تو دروازے اور مکانات نظر آتے ہیں  
 عورتیں یہاں کی بہت مضبوط اور دلیر ہیں۔ لڑائی کے وقت اکثر مردوں کے کپڑے  
 پہنکر لڑنے کو مجبور ہوتی ہیں اگر کسی خاندان کا کوئی آدمی مارا جائے اور اس کے گھر آنے  
 میں کوئی مرد بدل لینے والا نہ ہو تو اس خاندان کی عورت اپنے شوہر یا بہائی یا بیٹے کا مرد  
 بدل لیتی ہے جس نے اس کے عزیز کو مارا ہے وہ اسے ضرور مارتی ہے اس قوم کے  
 فرقوں کو خیل کہتے ہیں اور زیادہ تر مرقومہ دیل کے لوگ ان پہاڑوں میں رہا کرتے ہیں۔  
 مدہ خیل۔ اکہنڈ خیل۔ گوجا خیل۔ خان خیل۔ باسی خیل۔ کاسان خیل۔ شاہو خیل۔ بانوں خان خیل  
 خواجہ خیل۔ قلندر خیل۔ نصرت خیل۔ لقمان خیل۔ بدہا خیل۔ ذکر خیل۔ مانم خیل۔ کاکا خیل۔ خربنی  
 یہ تمام قومیں ہلاک منوٹین (یعنی کوہ سیاہ) میں رہتی ہیں ان کے خاص مردوں اور عورتوں کا  
 شمار برابر معلوم نہیں ہوا لیکن تحقیقات سے اس قدر ثابت ہوا کہ آٹھ ہزار سات سو بیس  
 جوان جنگ کے قابل مسلح یہاں رہتے ہیں اور یہ لوگ اس بات پر مغرور ہیں کہ ان کے  
 ملک پر کوئی شخص فوج کشی نہیں کر سکتا اور اس ملک کو کوئی فتح کر سکتا ہے ان کے

یہ خیالات ان وجوہ سے ہیں کہ اول تو پہاڑ ایسے دشوار گزار ہیں کہ فوج کا آنا ہی ممکن نہیں  
دوسرے اگر فوج پہاڑ پر بشکل لائی ہی جائے تو بار برداری اور رسد اور فوج کے  
کھانے پینے کا بندوبست پہا کیونکر ہو سکیگا۔

تیسرے جب کوئی غنیم فوج کشتی کرے گا تو ضرور ہے کہ وہ آہستہ آہستہ پہاڑ کو نیچے  
سے اوپر چڑھے گا تب تک یہ لوگ اوپر سے بندوقین چلا کر اسکا کام تمام کر دینگے اسلئے  
کہ یہ لوگ دشمن کو پہاڑوں کے اوپر سے بخوبی دیکھ سکتے ہیں اور خود اسکو دکھلائی نہیں  
دیتے چوتھے پہاڑ پر سردی کی اتنی شدت ہے کہ نیچے کے رہنے والے لوگ کبھی اوس  
سردی اور برف کے متحمل نہیں ہو سکتے غرض کہ وہ سیاہ کے باشندے ایسے اسیسے خیالات  
میں مبتلا تھے اور کبھی ان کے حاشیہ خیال میں ہی یہ بات نہ تھی کہ ہمارے ملک پر کوئی  
چڑھائی کر کے کامیاب ہوگا۔ چنانچہ ۱۸۶۸ء عیسوی میں سرکار انگریزی کی کچھ فوج اس قوم  
کی سرکوبی کے لئے زیر حکم جنرل ویلڈر بھیجی گئی تھی۔ فوج کو پہاڑ کے اوپر پہنچنے میں  
بہت دشواری پیش آئی اور ان وحشی افغانوں نے جتنی ممکن ہوا انگریزی فوج کو  
تکلیف دینے میں دریغ نہیں کیا اکثر افغان ہی مارے گئے اور سرکاری فوج کے ہی  
کچھ لوگ ضائع ہوئے۔ تقریباً دس بارہ روز تک فوج پہاڑ پر رہی اور بعد کو اسے  
واپس آنا پڑا۔ اس فوج کشتی کے بعد اس وحشی قوم کے ملین وہ قدیم حکا اور مضبوط ہو گیا کہ  
ہمارا ملک ایسا دشوار گزار اور قلعہ مقام ہے کہ اس پر کسی کا قبضہ نہیں ہو سکتا۔ چند سال  
سے اس قوم نے سرکار انگریزی کی عملداری میں جو قانون کہ سرحد پر واقع ہیں ان پر ڈاکہ



اور انہیں جوری شروع کر دی تھی اور جب موقع ملتا سرکاری رعایا کو تکلیف پہونچاتے  
تھے ہر چند فہمائش کے طور پر انکو سمجھایا گیا کہ یہ فائدہ مرتب نہوا آخر نوبت یہاں تک  
پہنچی کہ گذشتہ ماہ مئی ۱۸۸۷ء عیسوی میں کرنیل پاٹی صاحب اور یجر آرم سٹرانگس مع چاس  
آرمیون کے ہلاک نوٹین کی سرحد پر گئے اس قوم نے دونوں صاحبوں کو مع انکے  
ہمراہیوں کے جان سے مار ڈالا اس موقع پر سرکار انگریزی کو ضرور پہوا کہ اچھے طور سے  
انکی سرکوبی کیجاوے اور آئندہ کے لئے ایسا معقول انتظام کیا جائے جو ہر گورنمنٹ  
اور رعایا کو ان کے ہاتھ سے تکلیف اور ضرر نہ پہونچے لہذا جنرل مکوین صاحب کو  
جو ایک بڑے ذی تجربہ اور کمانڈر پنجاب فرانٹ پر فورس کے ہیں گورنمنٹ آف انڈیا  
نے اس مہم کے لئے انتخاب کیا۔ صاحب مدد و ح اس ملک کے حالات سے بخوبی  
واقف ہیں زبان پشتو خوب جانتے ہیں اور اصل ان سے بہتر اس مہم کے انجام دینے  
کے واسطے دوسرا آدمی ممکن نہ تھا۔ تمام پولٹیکل معاملات کو گورنمنٹ نے انکی ہدایت پر  
منحصر رکھا۔ ماہ ستمبر میں جنرل مکوین صاحب نے شملہ جا کر نواب گورنر جنرل بہادر وکیر  
کشور ہند سے اس جنگ کے متعلق سب امور طے کر لئے۔ بارہ اگستری خمین جنگ  
نمبر وغیرہ خلاصتا ذیل میں درج کئے جاوے گئے اس مہم کے سر کرنے کے لئے نامزد کئے  
گئے اور جنرل مکوین صاحب نے اس تمام فوج کے چار حصہ کئے۔

### فوج نمبر ون کا لم

زیر کمان کرنیل سم صاحب پانچوین گورنر کپٹن کے تیسری سکد پلٹن پنجم گورنر کپٹن



## فوج نمبر ٹوکا کالم

زیرکمان کرنیل اوگریڈی ہیلی صاحب۔ سنکٹ جمنٹ برٹش انفنٹری چوبیسویں  
پائیر۔ چالیسویں بنگال انفنٹری۔

## فوج نمبر تہری کالم

زیرکمان کرنیل سندلٹ صاحب۔ سکس جمنٹ برٹش انفنٹری۔ چالیسویں سکے پلٹن  
چوبیسویں پنجاب انفنٹری۔ دوسو جوان خیمیری پلٹن۔

## فوج نمبر فور کالم

زیرکمان کرنیل کروک شانک صاحب۔ رائل آرکیش برٹش انفنٹری۔ انتیسویں  
پنجابی پلٹن۔ چوتھی پنجابی پلٹن ہیڈ کوارٹرنیکا۔

جنرل جیبرٹ رگیڈ یعنی نمبر ون اور نمبر ٹوکا کالم پر۔ اور جنرل کالبرٹ لفٹ برگیڈ  
یعنی نمبر تہری اور نمبر فور کالم پر مقرر کئے گئے۔

یہ سب فوج اس انتظام سے جنرل مکون صاحب نے روانہ کی کہ تیسرے روز سب کالم  
وقت مقررہ پر پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے یہ پہاڑ نو ہزار فٹ سطح دریائے بلند ہرے چونکہ  
بارہ ہزاری اوپر لیجا نا بہت دشوار تھا لہذا خیمہ وغیرہ سب مقام آگہی پر پہاڑ کے  
پچھے چھوڑ دئے گئے۔ ہر جوان کو دو کھل لیجانے کا حکم تھا جب فوج نصف پہاڑ تک  
پہنچی تب افغانوں نے گولیاں مارنا شروع کیا خصوصاً ریٹ کالم کی طرف زیادہ دشواری

ہوں اول روز چہ آدمی مارے گئے اور چار زخمی ہوئے افغانوں کے یہی اکثر لوگ مارے گئے جب سرکاری فوج بڑبڑتی جاتی ہر خندا فغان پسپا ہوتے تھے مگر گولیاں چلاتے تھے شکوہ تمام رات کیا سپ پر فیر کرنے رہے جو کوئی آدمی ذرا بھی کیا سپے حاکی رہا ہوا جان سے مارا گیا۔ نمبر ۱۷ اور نمبر ۱۸ کا لم مقام چتیا بٹ پر جو کہ پہاڑ پر واقع ہے پہنچا اور لفٹ کا لم (یعنی نمبر فور) زیر حکم خبرل کا لبریت صاحب در بند کو پہنچا یہاں غنیم سے اچھے طور پر مقابلہ ہوا۔

## جنگ در بند

جبل کا لبریت چو تھی اکتوبر کو قریب صبح کے اس مقام پر پہونچے ہیلو گراف سے برابر خبر تھرڈ کا لم اور خبرل مکوین صاحب کے پاس پہونچی جاتی تھی۔ ڈاؤنٹس گیارڈ دو کمپنی سائل آئرش اور ایک ڈیوٹرن اسکاٹس رائل ارٹلری سنگار کی طرف بڑھایا گیا۔ اور ایک پارٹی چو تھی پنجاب بلٹن کی سنگار گاؤن کے سید ہی طرف بھی گئی۔ دشمن کی فوج سب اس گاؤن میں بھری ہوئی تھی اور چونکہ یہ گاؤن بلندی پر واقع تھا اس لئے سرکاری فوج کو وہ لوگ چپ کر بخوبی دیکھ سکتے تھے اور آسے سے گولیاں چلا سکتے تھے چو تھی پنجاب انفنٹری کو گاؤن پر حملہ کرنے کا حکم ملاحظت لوگ حلا آور ہوئے اس وقت صوبیدار میجر جیتر سنگ جو کہ ایک مشہور سکھ و فرائیڈ تھا فکی گردن میں گولی لگی چار کہنہ ٹک زندہ رہا کہ وہ مر گئے سرکاری فوج نہایت بہادری اور

چستی سے گاؤں کی طرف بڑھ رہی دو جوان پانیہ کے زخمی ہوئے جب پلٹن قریب گاون  
 کے پہنچی تو افغان پہاڑ کی طرف فرار ہو گئے گاؤں پر پلٹن نے قبضہ کر لیا اس حملہ میں  
 سات آدمی غنیم کے مارے گئے اور کئی زخمی ہوئے یہ سب افغان جو اکثر مدہ خیل  
 تھے پھر جمع ہوئے اور انہوں نے ایک مالہ کے لشیب اور درختوں میں اپنی آپکو  
 پوشیدہ کر کے بند و قین چلانا شروع کیا۔ خبرل کالبریت نے پانیہ کے تین کمپنیاں زیر  
 کمان لفٹنٹ ہاک صاحب کے دیکر حکم دیا کہ ندی کی طرف سے پہاڑ اور جھاڑی میں شین  
 کو دیکھتے ہوئے جائیں اور جہاں کہیں غنیم کی فوج جمع ہو اور سپر حملہ آور ہوں۔ رائل  
 آئرش نے بائیں طرف سے اڈولنس کیا چونکہ ان کے سامنے راستہ اچھا تھا اس لئے  
 سنٹر سے وہ بہت آگے بڑھ گئے کپٹن بلی یا بویر سوار ہو کر خبرل کالبریت صاحب کے  
 اسٹاف سے آگے بڑھے ہر خیمہ پہاڑوں میں یا بو کا چلنا دشوار تھا لیکن جس جگہ کہ یہ  
 لڑائی ندی کے قریب ہوئی تھی وہاں کہیں کہیں گھوڑے اور یا بویر سواری ہو سکتی تھی  
 انہوں نے پلٹن کو چارج کا حکم دیا۔ فوراً پلٹن والوں نے بند و قونیر سنگتین چڑھا کر حملہ کیا  
 جب یہ لوگ تقریباً سو وار پر غنیم کے قریب پہنچے تب سو ویرہ سو افغانوں نے ان پر حملہ  
 کیا رائل آئرش رجمنٹ نے بڑے استقلال کے ساتھ نہایت چالاک اور چستی سے  
 دشمن پر گولیوں کی بارش شروع کی جس سے غنیم کا منہ پاٹ گیا۔ اور اکثر انہوں نے اپنے  
 آپ کو ندی میں گرا دیا۔ چونکہ پانی عمیق تھا بہت سے افغان غرق ہو گئے اور سوت  
 ہوا بحال معلوم نہ ہوا غنیم کتنے لوگ مارے گئے لیکن دوسرے روز جھاڑی میں ۹ شین

اور ندی کے کنارے ۲۶ سو اور انٹالیس پتھروں میں اور چہرہ ایک پہاڑ پر دکھائی دین  
 ندی میں کتنے ڈوبے اون کا شمار معلوم نہ ہوا اس وقت کہ رائل آئرش نے حملہ کیا اور سو  
 گیاٹلنگ گن (بہی دہنی طرف سے بڑے زور و شور سے چلائی گئی تھی) گیاٹلنگ گن  
 وہ بندوق ہے جس کے کندرے کے خزانہ میں دیرہ سو کار توں ایک وقت بہرہ سے جاتے  
 ہیں اور غنیم کی طرف منہ کر کے ایک چرخ کو زور سے پہاڑیتے ہیں اس بندوق سے  
 علی الاضال گولیاں جلتی رہتی ہیں یہ بندوق جب غنیم حملہ کرے اس کے روکنے کو بہت  
 بکا رآمد ہوتی ہے۔ دو گاتلنگ گن زیر حکم فٹنٹ کلیو کے آگے بڑھائے کو حکم دیا گیا بہرہ  
 سامنے آنے فٹنٹ کلیو کے پہاڑ پر سے ایک شخص نے گولی چلائی وہ گولی فٹنٹ  
 کلیو کے گردن میں لگی اور تھوڑی سیچھے کی طرف اوتر کے منڈھے میں رہ گئی۔ فٹنٹ  
 تھوڑا بہت تک اچھے ہیں لیکن گولی جسم میں سے نکال نہیں گئی۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان  
 تھا کہ اگر گولی نکالنے کا ارادہ کرینگے تو شاید انکی زندگی نہ ہوگی کیٹن راڈ فرڈ چوتھی پنجاب  
 الفٹری کمانڈنگ کے بائیں طرف چھاتی میں گولی لگی لیکن اتفاق سے شش اور جگر  
 محفوظ رہا اور گولی پشت کی طرف سے نکل گئی وہ اب تک اچھے ہیں اور امید ہے کہ  
 زندہ رہینگے پلٹنوں کے ۶ جوان مارے گئے اور ۹ زخمی ہوئے۔

## کیٹن بلی صاحب کا مارا جانا

جیکہ رائل آئرش اور پانیڑاؤ ولس کر رہی تھی کیٹن بلی صاحب یا بوہر سوار ہو کر آگے

اور چارج کا حکم دیا۔ وہ ایک نازمین پنچپکریا بو پر سے اتر پڑے اور جوانوں سے کہا کہ اپنی آپ کو نالہ اور پتھروں میں چپا کر زیر کرین سٹراگ صاحب کماڈنگ پانی کے بھی ان کے شریک ہو گئے تھے انہوں نے بلی صاحب کو آواز دی اور کہا دیکھو آگے نہ بڑھو نالہ کی طرف سے دشمن حملہ کرتے ہیں تب فوراً کپٹن بلی صاحب اپنے یا بو پر سوار ہو کر مع پلٹن کے جوانوں کے آگے بڑھے یکایک ایک گولی بلی صاحب کے یا بو کو لگی اڑکایا بو گر گیا۔ اس عرصہ میں دشمن اونچے گھر سے نفٹٹ کلبرٹ صاحب جو کہ دور سے یہ حال دیکھ رہے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ غنیم کے چہرہ آدمی کپٹن بلی صاحب کو مارنے میں شریک تھے اسکا خاص خیال یہ تھا کہ انکو جان سے اکیدم نہ مارنا چاہیے بلکہ جس قدر ممکن ہو ٹکڑے ٹکڑے کر کے چھوڑ دینا چاہیے چنانچہ دو دو ارتلووار کے ان کے سر پر تقریباً ۲۰ رانچے گہرے لگے تھے سیدھے ہاتھ کی دو اؤگلیاں اور بائیں ہاتھ کی چار اؤگلیاں صاف کاٹ ڈالی تھیں اور کہنی میں سے ایک ہاتھ بھی کاٹ ڈالا تھا۔ دو جوان ریل آئرش کے انکی طرف دوڑے اور انکو اوٹھا لائے۔ ڈاکٹر صاحب نے آکر دیکھا۔ بلی صاحب زندہ کلیف میں تھے۔ اون کے زخموں سے خون بہت جاری تھا جتنہ ممکن تھا انکی خطا طے کی گئی۔ زخمی ہونے کے وقت سے تین گھنٹہ تک زندہ رہ کر قریب پانچ بجے کے بلی صاحب نے انتقال کیا۔ یہ بڑے خلیق اور لائق مشہور افشرچے ان کے انتقال کا سبب نہایت افسوس ہوا۔ جنرل کالبرٹ صاحب نے دوسرے روز کپٹن بلی صاحب کے واسطے جنرل آڈر تحریر کیا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

صفحہ نمبر ۲۷۲ ہلاک ہوئے شہر اک پیدل در ۱۸۸۷ء



آفریدی انتھانوں کا کلانگریزی کی فوج پر حملہ آور ہونا اور سپین سلی کا مارا جانا



## کیپٹن بلی صاحب کے مار چاہنے میں جنرل صاحب نے

### جو جنرل آڈر تحریر کیا اوس کا ترجمہ

جو افسوس اور رنج مجھ کو کیپٹن بلی صاحب اسٹنٹ کو اسٹر ماسٹر جنرل کے مارے جانے سے ہوا ناممکن ہے کہ اوسکا اظہار ہو سکے انکا اس بہادری اور دلاوری سے صف جنگ میں مارا جانا انکی بڑی جرات اور دلاوری کی دلیل ہے جس کسی کی کیپٹن بلی صاحب سے ملاقات تھی وہ جان و دل سے اوسکو چاہتا تھا جو زخم اوسکو لڑائی کے وقت لگے ظاہر ہو کہ کس بے خوفی اور دلاوری سے انہوں نے دشمن سے مقابلہ کیا اور ایک عمدہ مثال اپنی بہادری کی اپنے پیچھے چھوڑ گئے وہ ایک میرے دلی دوست تھے۔ اور ہمیشہ نیک صلاح دینے والے افسر تھے مجھ کو یقین ہے کہ میرے اس رنج اور افسوس میں سب فوج کے بہادر شریک ہوں گے۔

### کرنیل کروک شاناک کا زخمی ہونا

۴۔ اکتوبر کو کروک شاناک صاحب کمانڈنگ لفٹ کالم انتیسویں پلٹن اور دو توپیں خچر باٹری کی ہمراہ لیکر (رکائی سائنس) یعنی زمین کی حالت اور دشمن کا احوال دریافت کرنے کے واسطے جب مقام کنھڑ کی طرف بڑھے سامنے کے پہاڑوں میں غنیم کی فوج پوشیدہ تھی جسوقت اوسکے نزدیک پہنچے یکبارگی اوسپر سے گولیاں

چلنا شروع ہوئیں قیاس سے معلوم ہوا کہ دشمن کے پاس اسٹانڈرڈ اور مارٹنی ہنری بندو قین  
ہیں اکثر لوگوں کو یہ بات شکر تعجب ہو گا کہ ان وحشی لوگوں کے پاس اسٹانڈرڈ اور ہنری  
مارٹنی بندو قین جو انگریزی فوج کے سوا دوسروں کے پاس نہیں ہیں کہاں سے آگئی  
ہیں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ لارڈ میو صاحب کے وقت میں امیر شہر علی خان  
والی کابل کو کئی ہزار اسٹانڈرڈ بندو قین دی گئی تھیں اور امیر محمد یعقوب خان نے جبکہ  
۱۸۸۷ء عیسوی میں انگریزی فوج سے مقابلہ کیا تھا تو امیر کی تمام فوج کے پاس  
علی محمد پروہی اسٹانڈرڈ بندو قین تھیں جس وقت علی محمد پر لڑائی ہوئی اور افغانوں کی فوج  
تاب مقابلہ نہ لاکر شکو فرار ہو گئی۔ اطراف و جوانب کے وحشی افغان جو کہ لڑائی کی خبر  
سنا کر جمع ہوئے تھے انہوں نے خود اپنی ہی قوم کے لوگوں کو جو فوج سے فرار ہوئے  
تھے بندو قی اور کارطوس اور شاید ایک سر کے باندھنے کی لنگی اور پرانے میلے  
کرتے کی طرح سے مار ڈالا۔ اور سیکڑوں بندو قین اسی طرح لے لیں۔ کارطوس جب قدر  
ان لوگوں کو ملے ہیں حفاظت سے اسی روز کے واسطے رکھتے ہیں کہ مقابلہ کے  
وقت کام آئیں شکار کا اس قوم کو شوق نہیں ہے اور نہ کسی قسم کا شکار اس جنگل میں  
ہے جو کارطوس صرف میں آئیں علاوہ اسکے کابل میں ہی اسٹانڈرڈ رفل اور دوسری  
برج بوڈر بندو قیوں کے کارطوس بنتے ہیں یہ لوگ کبھی اوسطوں سے بارود گولی  
اور کارطوس لے آتے ہیں اسکے سوا سرحد پر شل پشاور۔ آٹا باد۔ نوشہرہ وغیرہ کو  
انگریزی چھاؤنیاں ہیں یہ لوگ ان چھاؤنیوں سے اکثر انگریزی سپاہیوں کی ہتھیار

چرا کر لیجاتے ہیں ہر سال میں تمام اسٹیشنوں سے سو پچاس بندوقین چوری جانیکی سرکار  
 میں رپورٹ ہوتی ہے اس قوم کے چور لوگ سونے اور چاندی کی چیزوں کو چھوڑ کر بندوقین  
 کو چراتے ہیں بہر حال اس قوم کے پاس ہنری مارٹنی کم اور اسناٹا بندوقین بہت  
 ہیں توڑے دار اور چٹائی بندوقین بھی اکثر رکھتے ہیں بعض وقت جو کوئی افغان مارا گیا  
 تو اس کے پاس دو بندوقین دیکھنے میں آئیں اسناٹا اور دوسری توڑے دار یا چٹائی  
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ برج لوڈ کے کارٹوس کم ہونے کے خیال سے یہ لوگ  
 منہ سے بہرنے کی دوسری بندوقین اپنے پاس رکھتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب کرنیل کروک شاناک پراقانون نے اوپر سے گولیان  
 چلانا شروع کیں اسوقت ایک گولی کرنیل صاحب موصوف کے گھٹنے میں لگی اتفاق  
 سے ہڈی نہیں ٹوٹی لیکن چونکہ گھٹنے کا زخم بہت برا ہوتا ہے اونکو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر  
 ہسپتال میں لے گئے کرنیل صاحب کے زخمی ہونے سے وہاں کا انتظام بگڑ گیا اور  
 پلٹن کو اس مقام سے واپس ہونا پڑا۔ کرنیل کروک شاناک زخمی ہو کر دور دراز تک  
 زندہ رہے اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

۹ تاریخ کو شام کے وقت یہ خبر آئی کہ کچھ فوج غنیم کی مقام کہنڈ میں جو پہاڑ کے  
 نیچے تقریباً بارہ میل پر ہیڈ کوارٹر سے واقع ہے جمع ہے جنرل صاحب نے یہ حکم دیا کہ  
 سوجان خیبری پلٹن کے دو سو ۵۴ سکے کے تین سو پور وین رجمنٹ (سافک رجمنٹ)  
 کے سوپائیر کے زیر حکم کرنیل اوگرڈی ہیلی صاحب کے کل صبح کو روانہ ہو جائیں۔

اور کھنڈ کا محاصرہ کرین اور اوسکو اپنے قبضہ میں لے آئیں۔ کپٹن و سٹرن صاحب رائیڈنگ  
جنرل کموین صاحب سے) ہم نے یہ صلاح کی کہ جنرل صاحب سے اجازت لیکر فرنٹ کالم  
کے ساتھ چلنا چاہئے ہم نے جنرل صاحب سے آگے جانے کے لئے درخواست کی  
صاحب منزلے کرنیل گریڈی ہیلی صاحب کے ساتھ ہمیں جانے کے واسطے اجازت  
دی۔ چونکہ مقام کھنڈ کو جانا اور لڑائی کے بعد اوسے روز واپس آنا دشوار تھا لہذا فوج  
میں یہ حکم دیا گیا کہ ہر شخص تین وقت کا کھانا اور کچھ اوڑھنے بچھانے کے واسطے اپنی  
بھراہ لے لے۔ سمجھئے ہی مثل دوسروں کے کچھ بسکٹ اور گوشت بریان اپنی ہاؤسوں  
میں رکھ لیا۔ اور ایک آدمی جو ہم دونوں کا اسباب لیجانے کے لئے ملا تھا۔ ہم نے  
اوسکو اپنے اپنے بلاناٹ حوالہ کر دے تاکہ شب کو کام آئیں صبح کے ساتھ بکے ہیڈ  
کو اٹھ سے فوج روانہ ہوئی یہ مقام ہماری جگہ سے آٹھ ہزار فٹ نیچا تھا۔ کامل تین گھنٹہ تک  
فوج پیچھے اترتی رہی جب کھنڈ دوسرے دکھائی دیا تب کرنیل صاحب نے دو تین  
بجوبی چاروں طرف دیکھ کر اپنی فوج کے تین حصہ کئے۔ دھننے ہاتھ کی طرف کرنیل  
واٹر فیلڈ صاحب کمانڈنگ ۵۴ سکے پلٹن مع خیر ریفیل اور دو سو جوان سنک جرنل  
کے اور دو کمپنیاں ۵۴ سکے پلٹن کی پیچ میں دو توپیں خچر باٹری کی سو جوان سنک جرنل  
کے چار کمپنیاں ۵۴ سکے پلٹن کی بائیں طرف سو جوان پانیہ کے دو سو جوان ۵۴ سکے  
پلٹن کے زیر حکم کپٹن واڈس صاحب کے دسے گئے ان سب کو یہ ہدایت کی گئی کہ  
ریٹ کالم مقام کھنڈ کے دہنی طرف سے سیدھا جائے اور لفٹ کالم بائیں طرف سے

بڑے اور یہ دونوں کالم ایسی رفتار سے جائیں کہ برابر ایک وقت میں مقام مذکور  
 پر پہنچ کر دونوں طرف سے حملہ آور ہوں درمیان کی فوج مع دو توپوں کے سیدھی سامنے  
 کو جائے اور مقام مذکور پر گولہ اندازی کرے جب گاؤں اپنے قبضہ میں آجائے تب  
 سب گہروں کو آگ لگا دیں لیکن عورتوں اور بچوں کو بالکل نہ چھیڑیں قسم زراعت غور  
 سے جو چیز ہو اوسکو نہ جلائیں جب یہ امور سب نے بخوبی سمجھ لئے تب تینوں کالم  
 اپنے اپنے افسروں کے زیر حکم روانہ ہوئے کرنل صاحب کے ہمراہ میں سنٹر کالم کو  
 ساتھ تھا جب ہمارا کالم آخر پہاڑ پر پہنچا تب سب جوانوں نے ہتھروں اور درختوں میں  
 اپنے آپ کو چھپایا اور توپیں گاؤں کی طرف لگا دیں گاؤں اوس جگہ سے تقریباً گیارہ سو  
 وار کے فاصلہ پر تھا۔ گاؤں کے مکانات اور آدمی ہلکے بخوبی نظر آتے تھے۔ کرنل صاحب  
 نے حکم دیا کہ سب افسر و عینوں سے دیکھیں کہ عورتیں اور بچے گاؤں میں ہیں یا نہیں  
 ہنسنے بہت دیر تک دیکھا لیکن کوئی عورت اور بچہ گاؤں میں نظر نہ آیا۔ ہمارے ساتھ  
 دو تین آدمی اوس جگہ کے تھے اونہوں نے بیان کیا کہ جب انگریزی سکاڑ کی فوج  
 نے اس طرف چڑھائی کی تب تمام پہاڑی لوگوں نے اپنے عورت بچے انڈس نہی  
 کے پاس روانہ کر دیے۔ اور اپنے جانور بھی اون کے ہمراہ بھجوا دیے اور غلہ کی  
 قسم سے جو شے اون کے گاؤں میں موجود تھی اوسکو کسی محفوظ جگہ جگلیں میں دفن  
 کر دیا اور فقط جوان آدمی جو لڑنے کے قابل تھے وہ گاؤں میں رہ گئے ہیں۔ کہند  
 ایک بڑا گاؤں پہاڑ کی نصف بلندی پر واقع تھا اور سستی کی دو جگہ پر آبادی تھی

ایک گاؤں نیچے اور دوسرا گاؤں تقریباً تین سو وار اوپر درمیان میں ایک بڑا برج  
 تھا۔ جب گاؤں والوں نے فوج کو دور سے آتے دیکھا تب اکثر نے گاؤں خالی  
 کر دیا اور اطراف کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے بعض لوگ برج پر بندوبست  
 لیکر بیٹھ گئے غرض جب لفٹ کالم آگے بڑھا دونوں طرف سے بندوبست چلنے  
 لگیں سسٹرین سے بھی توپیں سر ہوئیں۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک طرفین سے بندوبست  
 وغیرہ کے فیر ہوتے رہے چونکہ افغانوں کے پاس منہ سے بہرے کی بندوبست  
 بعض پہولدار اور بعض توڑیدار تھیں۔ اسلئے اتنے فاصلہ پر ان سے زیادہ نقصان  
 متصور نہ تھا اور انگریزی فوج کی ہنری مارٹنی اور اسناڈر بندوبست ہر بار بار ہوا  
 تک کام دیتی تھیں۔ جب تیرہ آدمی افغانوں کے مارے گئے اور چند آدمی زخمی  
 ہوئے تب گاؤں اور پہاڑ کی چوٹی پر جو لوگ کہتے وہ سب پہاڑ کی دوسری طرف  
 فرار ہو گئے۔ خیمبرلی پلین نے دو طرف سے باجا بجاتے ہوئے حملہ کیا۔ تھوڑی سی  
 دیر میں گاؤں پر قبضہ ہو گیا۔ دونوں کالم گاؤں میں داخل ہوئے اور چار طرف  
 سے آگ لگانا شروع کر دیا ایک گھنٹے میں سارے گھر شعل ہو گئے اس گاؤں میں  
 شہر بہت تھا سو بھرون سے جس قدر کہا گیا اور نہوں نے کہا یا۔ اور بہت کچھ  
 اپنے ساتھ لے بھی آئے خیمبرلی پلین کے جوان دھونکا ایک گاہ اور کچھ گاہے  
 ہنسن بھی پکڑ لائے قریب تین بجے کے دونوں کالم مقام کہنڈ کو تاراج کر کے  
 واپس پھرے اور پانچ بجے سیڑھی گاؤں میں جو کہ ایک روز قبل کہنڈ کے چلا گیا تھا



پہنچے شب کو فوج نے اس جگہ مقام کیا۔ کپٹن وسٹرن صاحب کے ساتھ ایک آدمی تھا اور گوشت کے ساتھ آلو پکا کر رکھے تھے۔ رہنے آگ کے پاس بیٹھ کر کچھ گوشت کھایا اور بعد ازاں اپنے روالوہ اور بندر وقون میں کارطوس بہر کر اپنے بازو سے رکھ لئے اور بلانکٹ بچھا کر سو رہے۔ چونکہ تمام دن پہاڑوں پر چڑھنا اور اترنا رہا تھا شکیو خوب آرام سے نیند آئی علی الصبح ایک ایک پیالہ چائے کا بے دودھ کے ہم کو ملا ہر خیر آٹھ نہر ارفٹ بلند پہاڑ پر چڑھنے کو دل نہیں چاہتا تھا لیکن چونکہ کھانے پینے کا سامان ہمارے ساتھ کچھ نہ تھا اس لئے ضرور ہوا کہ ہیڈ کوارٹر کو ہم واپس آجائیں۔

ساڑھے سات بجے میٹری سے روانہ ہوئے اور ساڑھے گیارہ بجے پہاڑ کی چوٹی پر جس جگہ کہ ہیڈ کوارٹر تھا آپیہونچے پلٹن کے جوانوں کو تو ہمیشہ پیادہ پا چلنے پھرنے کی عادت ہوتی ہے لیکن زیادہ بلندی پر چڑھنے سے وہ بھی بالکل تھک جاتے تھے۔ جنرل صاحب لفٹ کالم کے ملاحظہ کو گئے ہوئے تھے شام کو واپس آگئے شام کے سات بجے آگ کے سامنے بیٹھ کر رہنے ڈنر کھایا۔ جنرل مکویں صاحب چونکہ نہایت سپاہیانہ مزاج افسر ہیں ان کی خاص یہ رائے تھی کہ خود مع اسٹاف کے بالکل مثل فوج کے سپاہیوں کے رہیں ورنہ ممکن تھا کہ جنرل صاحب اپنے لئے ایک خیمہ ہمراہ رکھتے یا کھانے پینے کے سامان کی درستی اور انتظام کرتے بخلاف اسکے بہادر مقرر کا بستر مثل اور سپاہیوں کے تھا۔ کھانے وغیرہ کی یہ کیفیت تھی کہ صبح کو

چائے یا کوکوبے دودھ کے ملتی تھی اور جب کبھی برکفٹ کیا سپین کہا یا نکا اتفاق ہوتا تو ہر اشاعت افسر اپنی ایک رکابی اور چھری کاٹا ساتھ لاکر ایک حلقہ میں زمین پر بیٹھ جاتا اور باورچی قسم اسٹو سے یعنی گوشت گائی اور بکری اور مرغی کا اور آلو ایک جگہ بڑے دھچکے میں پکا ہوا اسکے سامنے لاتا اور ہر شخص اپنی اپنی رکابی میں اسکو بقدر ضرورت نکال کر کھاتا تھا کبھی کبھی مٹن چا پ بھی دیا جاتا۔ علیٰ ہذا القیاس ڈنر بھی اسی طرح کھاتے تھے شب کے سات بجے ایک جگہ بہت آگ روشن کر دی جاتی اور سب لوگ مع جنرل صاحب کے آگ کے نزدیک جا کر زمین پر بیٹھ جاتے اور جو کھانا اور پر بیان کیا گیا انکو بھی پکایا جاتا تھا سب لوگ وہی کھایا کرتے تھے شراب جو کہ عام سو لجرن کو قسم رم سے ملا کرتی تھی وہی افسروں کو اور جنرل صاحب کو بھی ملتی تھی۔ دراصل یہ ایک بڑا فوجی اصول ہے کہ جب سپاہی جنگ میں سختی کے وقت اپنے بالادست افسروں کی گزران بالکل اپنے موافق دیکھتے ہیں تب انکی ہمت بہت زیادہ ہو جاتی ہے اور کھانے پینے کی کسی قسم کی تکلیف اور سردی و گرمی اور برف و باران کی سختی انکو کچھ معلوم نہیں ہوتی۔

سترہویں تاریخ کی صبح سے کچھ تھوڑا سا ابر آسمان پر نظر آیا اور ہوا معمول سے زیادہ سرد معلوم ہونے لگی سامنے کے پہاڑوں پر دور دور دھواں سا دیکھنے لگا۔ اوسکو دیکھ کر ہمارے کیا سپین جو افغان لوگ تھے انہوں نے کہا کہ یہ برف کی علامت ہے آج برف ضرور گرے گی یہ کیفیت دیکھ کر تمام فوج میں گڑ بڑ مچ گئی جنرل صاحب

نے حکم دیا کہ سب جوان اور افسر اپنے اپنے لستر و ن پر کچھ سایہ کرپن چھانچہ اکثر و ن لڑ  
موم جامون اور کملون کو اپنے بچھوون پر پال کے طور پر ایک لکڑی بیج میں لگا کر  
کھڑا کر دیا اور بعض جو الوون اور افسرون نے دختون کی ڈالیون اور تھون سے اپنے  
اور آسر کر لیا غرض کہ تمام فوج نے ایسے جلدی اور کوشش سے یہ کام کیا کہ تین بج  
سے تمام تک نفی الجملہ سب کو اپنی حفاظت سے اطمینان ہو گیا۔ شام کے چار بجے  
اطراف کے سب پہاڑ دن پر اب محیط ہو گیا۔ ہوا نہایت سرد ہو گئی جب اس ملک میں  
پانی کی آمد ہوتی ہے تو سیلاب اور امدیاتی بڑتا ہوا آدمی کو اپنی طرف آتا ہوا نظر آتا ہے  
لیکن برف کے ایرمین سیاہی نہ تھی بلکہ کچھ دھواں سا مائل بہ سفیدی تھا اور کبھی کبھی  
دور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لاکھوں روئی کے گالے آسمان سے ہوا میں اتر کے  
پہنچے اور ٹپتے ہوئے آ رہے ہیں۔

غرض کہ برف برسنے کے قبل ایک عجیب و غریب کیفیت نظر آئی جو کبھی آگے  
دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ اول شمالی پہاڑوں پر برف باری شروع ہوئی جو ہوا کا واسطہ  
سے آتی تھی وہ نہایت سرد تھی جس قدر کہ فلائین اور اون کے کپڑے ٹپکن ہو اپنے  
پہنکر اوپر سے پوستان پہن لیا لیکن سردی وقت بوقت زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اس  
سبب سے بہت خوف معلوم ہوا کہ جب برف پڑنے کے قبل یہ حال ہے تو برف  
پڑنے وقت کیا حال ہو گا۔ ایک صاحب جو اس موسم سے واقف تھے اونہوں  
نے کہا کہ یہ سردی جب ہی تک ہے کہ برف کرنی شروع نہیں ہوئی۔ جب برف

بڑی شرح ہوگی تو سردی خود بخود کم ہو جائیگی جو ہوا برف کی طرف سے آتی ہے اور  
 سردی کا بہت گزند ہوتا ہے۔ غرض کہ ایک آدمی گھنٹہ میں ہمارے پہاڑ پر برف  
 برسی شرح ہوتی۔ اور تھوڑی دیر میں سب زمین سفید ہو گئی۔ بچہ ہونے کے اوپر جو  
 چادرین لگائی گئی تھیں اونپر بہت برف جم گئی۔ مٹنے تھوڑی سی برف اپنے موسم جا  
 کی چادر پر سے لیکر دیکھی تو وہ اس قدر سخت نہ تھی جیسی کہ چین سے جمائی جاتی ہے  
 بلکہ بہت اوسکی یہ نرم تھی جیسے کہ (ایس اسکریم) جمائی جاتی ہے جب میں نے اسکی  
 نرمی کا سب یہاں کے لوگوں سے پوچھا تو اونہوں نے کہا کہ یہ برف غیر موسمی ہے۔  
 اور ہوا میں ابھی ایک گونہ گرمی باقی ہے اس لئے یہ برف نرم کرتی ہے اور جلدی  
 پگھل جاتی ہے۔ جب کہ موسم سرما میں ہوا خوب سرد ہو کر برف پڑتی ہے تو برف میں  
 سختی ہوتی ہے اور مہینوں نہیں گزرتی۔ بلکہ جس پہاڑ پر ہمارا ہیڈ کوارٹر کیا ہے۔ کہتے ہیں  
 کہ موسم سرما میں یہاں دس دس اور بارہ بارہ فٹ اونچی برف جمی رہتی ہے۔ اور کسی شخص کا  
 گزرا صرف مکس نہیں ہوتا جب ہمارے پہاڑ پر برف باری شروع ہوتی تب ایک  
 سردی کم ہوگی اور سوت میں نے خوب خیال کیا سب جسم کو تو بہت سردی نہیں معلوم  
 ہوتی تھی لیکن ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں اور ناک کو ایک عجیب قسم کی سردی معلوم ہوتی  
 تھی جس کا بیان نہیں ہو سکتا تقریباً چار گھنٹے تک برف پڑتی رہی اسکے بعد کم ہو گئی بجز  
 برف موقوف ہونے کے سردی نہایت شدت سے ہو گئی۔ مٹنے خوب گرم کر کے  
 اور چار پائتھاپے ایک۔ ایک پہن لئے اور بڑا پوسٹن پہن کر ایک رضائی اور دو کم

بلاکٹ اوڑھ کر سورہا تب ہی مار بار سردی سے آنکھ کھیل جاتی تھی میری ہمرہی مین  
ایک خواجہ امین الدین اور ایک آدمی مسمی پیر محمد تھا۔ خواجہ امین الدین کو کثرت محنت  
اور شدت سردی سے بخار اور دلکی بیماری ہو گئی جس سبب سے اونکو واپس کرنا پڑا۔  
دوسرا ایک آدمی جو میرے پاس باقی تھا ہر چند کہ مین نے اسے بخوبی گرم لباس اور پوسٹین  
دیا لیکن برف پڑنے کی رات کل صبح کو جب مین اٹھا اور کافی بنانے کے لئے مین نے  
اسے اوٹھایا تو وہ کچھ ایسا بحس و حرکت پڑا تھا جس سے مین نے خیال کیا کہ وہ رات کو  
انیٹھ گھر گیا بہر حال جب بہت ہلایا تو وہ آدمی بخشکل اوٹھا اور دیر تک بیکا رہا۔ جب  
آگ کے پاس گیا ہاتھ پاؤں کو خوب سینکاتا تو اس میں دم آیا تمام فوج کو اس بات سردی  
کی شدت سے نہایت تکلیف ہوئی سنتری لوگ جو پہرون پر تھے ان کا نہایت بُرا  
حال رہا۔

دوسرے روز صبح کو جنرل صاحب ریٹ کالم کے ملاحظہ کو تشریف لے گئے یہ کالم  
کرنیل سم صاحب کمانڈنگ انچیم گورکھا رجمنٹ کے زیر حکم تھا کرنیل صاحب مغر جنرل  
صاحب کو ان مقامات کے بتلانے کے واسطے لیکئے جہان جہان اون کے کالم ہی  
اور غنیم سے مقابلہ ہوا تھا۔ اور اس لڑائی کی خلاصہ کیفیت جنرل صاحب کو اب تک نہیں  
پہنچی تھی اس کالم میں مار تھیر لسنڈ فیوزر اور انچیم گورکھا پلٹن اور تھروڈ سک رجمنٹ شریک  
تھی یہ فوج جب چٹیا بٹ پر پہنچی تو وحشی اٹھانوں نے پہاڑوں پر سے گولیاں چلائی  
شرح کیا ان کی فوج ہی واسطوں کو فیر کرتی تھی لیکن درختوں اور پہاڑ اور پہرون کی



اڑمین دشمن کے لوگ بالکل نظر نہیں آتے تھے اس لئے فیوزر لرپور و بین پلٹن کو  
کنول سم صاحب نے ایک پوشیدہ جائے کھڑا کیا اور تیسری سکہ پلٹن اور گورکھ پلٹن  
کو یہی حکم دیا کہ اپنے آپ کو پتھرون اور درختوں میں چھپا کر فری کرتے جائیں افعالوں کو  
قیاس سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی اس جگہ نہایت تھوڑی سی ہے اسلئے اون سب  
نے اوپر ایک جگہ جمع ہو کر سیدھا ان پلٹنوں پر حملہ کیا۔ حملہ کے وقت گورکھ پلٹن  
اور تھوڑا سا پلٹن کی بند و قون سے بہت لوگ مارے گئے لیکن یورپین پلٹن تو  
جتنا کہ غنیم کے لوگ بہت قریب نہیں آگئے بالکل فر نہیں کیا اور افعالوں  
کو یہی یہ معلوم نہ تھا کہ دوسری پلٹن یہاں چھپی کھڑی ہے جب یہ لوگ اون کے نتھا  
قریب آگئے تو یکایک فیوزر لرپور جمنٹ نے اس چالاک سے اپنی ہنری مارٹی سے  
فیر کرنا شروع کیا کہ دشمن کی فوج کو سنبل نے کاموقع نہ ملا یکایک گولیوں کی بارش  
جو اون کے سروں پر ہوگی اوس سے اون کے پاؤں ادا کھڑ گئے۔ اکثر اونہیں سے  
مارے گئے اور باقی دوسرے لوگ پہاڑوں کی طرف فرار ہو گئے۔

سات آدمی اس کالم میں مارے گئے غنیم کے آدمی قریب ساڑھے کے مقتول  
اور بہت سے مجروح ہوئے۔ رات کو ریٹ کالم اسی جگہ اوترا۔ جب سب فوج  
کھانے پکانے میں مشغول ہوئی تو پیر افعالوں نے جمع ہو کر اطراف کے پہاڑوں  
پر سے آگ کی روشنی پر گولیاں چلانا شروع کیا اور قبل صبح ہونے کے پہر پہاڑوں  
میں چھپ رہے دوسرے روز شب کو یہی یہی واقعہ ہوا۔ اسلئے کرنل صاحب نے



یہ حکم دیا کہ فوج کے سب لوگ اپنا کھانا پکانا دن میں کر لیا کریں شب کو کوئی آگ روشن نہ کرے اور چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں جو انہوں کی سامنے کے چھاڑوں پر پھیل چکی ہوں بکٹ نصب کر دے ان جو انہوں نے اپنی حفاظت کے واسطے خندق میں کھود لیں یہ سب انتظام افغان دوپہر گیارہ بجے تک ہی کے پار چلے گئے۔ ایک روز شام کی وقت ہنر کمون صاحب مع اسٹاف کے کیا مپ کے نزدیک پہرہ رہتے تھے ایک افغان پتھر کے نیچے چھپا ہوا بیٹھا تھا جبکہ جنرل صاحب آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس کے نزدیک پہنچے تو اس نے صاحب مغیرہ بندوق چلائی اتفاق سے گولی نہیں لگی وہ افغان بندوق چلائی ہی فوراً پہاڑ کے غار میں کود پڑا اور اس کا پہرہ تیرہ نہیں ملا۔ بلاک مونٹین ریجن کوہ سیا کے جنوب کی طرف صو دو میں واقع ہیں۔ جناب مولانا اخوند محمد عبدالغفور صاحب صوادی مدرس الشریعہ جو کہ مثل آفتاب کے مشہور رہتے تھوڑا زمانہ ہوا کہ حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور اس کے صاحبزادے اس کے جانشین ہوئے ہیں جو وقت انگریزی سرکار نے بلاک مونٹین پر فوج کشی کی اس وقت تھوڑے لوگ باشندے پلاسی کے (جو کہ ان لوگوں نے ایام قدیم میں مقام پٹنہ سے آکر یہاں بود و باش اختیار کی ہے اور اس ملک میں سب دیہاتی کہلاتے ہیں)

حضرت اخوند صاحب قبلہ کے صاحبزادے کے پاس گئے اور اس طور پر غرض کیا کہ انگریزوں کی فوج ہمارے ملک کی طرف آرہی ہے ایسے وقت میں ہم سب مسلمانوں کو لازم ہے کہ او نیہ جہاد کریں آپ اور دوسری قومیں جو

آپ کے مرید ہیں وہ سب ملکر جہاد میں ہمارے شریک ہو جائیں تو بہتر ہے  
 صاحب نے تہام علماء کے اتفاق کے ساتھ یہ بیان فرمایا کہ جہانگیر  
 ہم خیال کرتے ہیں بالکل جہاد نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ یہ ایک معمولی ملکی اور  
 سرحدی لڑائی ہے۔ اول بنیاد جنگ کی طرف خیال کرنا چاہیے کہ انگریز لوگ یہ  
 لڑائی کیوں کرتے ہیں وہ تمہارے مذہبی امور میں دخل نہیں دیتے مگر پھر اپنے  
 مذہب میں نہیں ملاتے ہماری مسجدوں کو ہمارے نہیں کرتے ہمارے بزرگوں کو آثار کو  
 نہیں مٹاتے یہ فوج کشی انہوں نے خاص اس واسطے کی ہے کہ تم لوگ جو اونکی  
 سرحد میں جا کر چوری کرتے ہو اور اون کی بعض رعایا کو زبردستی سے تم لوگ پہاڑوں  
 میں لے آئے اور چند مہینے ہوئے کہ تم نے بلا قصور اون کے دو مغز سردار اور پچاس  
 آدمیوں کو جان سے مار ڈالا۔ اب وہ لوگ اپنے سردار اور آدمیوں کے خون بہا  
 میں صرف آٹھ نہرار روپیہ جرمانہ چاہتے ہیں اور تم سے یہ اقرار لیتے ہیں کہ آئندہ سے  
 اون کے ملک میں چوری نہ کرو اور اون کی رعایا کو جو امن و امان سے رہے نہ سناؤ اور  
 تمہارے پہاڑوں میں وہ لوگ اس لئے راستہ بنانا چاہتے ہیں کہ اگر سپر ہی تم لوگ  
 خلاف معاہدہ کرو تو اون کی فوج تمہاری تنبیہ کے واسطے باسانی آسکے۔ ان سب  
 وجوہات کو دیکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمہاری ہی وحشی قوم کا سر قصور ہے اور صاحبان  
 انگریز جو اپنے دو مغز سرداروں اور پچاس بے قصور مقتولوں کا قلیل خون بہا مانگتے  
 ہیں وہ بدسحق ہیں اگر تم لوگ ان کے شرائط قبول کرو اور خون بہا دیدو تو وہ لوگ

تم سے لڑتے بھی نہیں۔ ابھی واپس ہو جانے پر راضی ہیں یہ ایسی لڑائی ہے۔ جس پر بالکل جہاد کا فتویٰ نہیں ہو سکتا بلکہ سرحدی جھگڑے یا مال یا زمین پر ہیکہ لڑائی ہو۔ اور زمین کسی قسم کا مذہبی تعلق نہ تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ کوئی قوم راستی پسند ہے جو راستی پر ہو حق بجانب اور اسکے کہا جاتا ہے صاحبزادہ صاحب نے جب یہ بیان فرمایا تب وہ وہابی لوگ واپس چلے آئے۔ اور قوم اکا زئی کے تقریباً دو سو آدمیوں نے ان کے شریک ہو کر در بند کی لڑائی میں لفظ کالم سے مقابلہ کیا۔ کپٹن ہیلی انہیں لوگوں کے ہاتھوں سے مارے گئے۔ جب بلاک مونٹین (یعنی کوہ سیاہ) کے باغی لوگوں کو برابر سزا ہو گئی اور جو لوگ برسر مقابلہ آئے یا وہ بھاگ گئے یا مارے گئے اور ان کے اکثر گاؤں جلا دیے گئے آخر کو اکا زئی قوم اگر سرکار کے ساتھ رجوع ہو گئی۔ انیس تار بج کو جنرل ملوین صاحب نے یہ حکم دیا کہ لفظ کالم زیر حکم جنرل گالریٹ صاحب کے در بند پرندی کی طرف رہے اور باقی فوج ایک روز نصف پہاڑ سے اتر کر مقام کرے۔

اور دوسرے روز بلاک مونٹین کے نیچے موضع تہند میں مقیم ہو چیا مچ پین تار بج کو جنرل صاحب مع اسٹاف و فوج ہمراہی کے قائم کلی سے روانہ ہو کر سات میل پر موضع مانکا ونا میں مقیم ہوئے کیا مپ کی جاسے یہاں بالکل خراب تھی سب لوگ نشیب و فراز میں پہاڑ پر اترے تقریباً چار ہزار فٹ ہم لوگ نیچے اترے ہوئے اس کیلئے سامنے کے بلند پہاڑ پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے غروب آفتاب کی وقت نہایت خوش موضع

معلوم ہوتا ہے آفتاب غروب ہونے کے وقت پہلی پہلی دھوپ اون سفید پہاڑوں کی چوٹیوں پر عجب  
 غریب طور کی کیفیت دکھلاتی تھی کہ جیسا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ سب لوگ گرم پوسٹیں پہننے  
 ہوئے اپنے اپنے سامنے آگ جلا کر کافی پیتے ہوئے اون پہاڑوں کو دیکھ کر صانع حقیقی  
 کی صنعت کا اقرار کرتے تھے کہ دنیا کو ہر پروردگار نے آبی ہوا اور ہر ایک ملک کی ہی فضا کہیں بلند  
 ہے کہیں لپٹی کہیں میدانوں میں بارہ اور پہاڑوں پر پستی ہے سطح زمین پر ریتا نہیں شدت گرمی سے آدمیوں  
 کے مساوات سے پسینہ جاری۔ اور بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر دوسری کیفیت اور آ  
 دن برف باری سے ہر شام عین غروب آفتاب کے وقت جو شفق آسمان پر نمودار ہوتی  
 اور اس کی سرخی اور آسمان کا نیلگون رنگ عجیب لطف دکھاتا تھا جو بیان سے باہر ہے۔  
 ان قدرتی آثار کے مابین کے بعد ایک عجیب وغریب نہایت شام کیونے میں آیا یعنی  
 جس شب میں ہم پہاڑوں پر تھے وہ شب جو دیوین تار سچ کی تھی یا بشتاب بڑی صفائی  
 اور روشنی سے آسمان پر نمودار ہوا۔ برف کے سفید سفید پہاڑ چاندنی کے عکس کے  
 گرنے سے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے قادر قدرت نے پیر قدرت سے چاندی کے  
 پہاڑ ڈال کر بڑے بڑے جنگل سرور بلند درختوں پر رکھ دیے ہیں اطراف میں چھوٹی  
 چھوٹی ٹیکریں ہر متفرق پلٹیں جو اوتری ہوئی تھیں سردی کے سبب ہر ایک سیاہی  
 آگ جلا کر اپنے آپ کو سنیکار ہا تھا ہزاروں جگہ آگ کی وہ روشنی ایک نیا لطف دیکھا ہی  
 تھی جیسے کہ کسی بڑے باغ کے علاحدہ علاحدہ تختوں میں ہزاروں اور لاکھوں چراغ اور  
 شعلوں کی روشنی کی گئی ہو غرض کہ قریب سات سو کے چاندنی میں جنرل صاحب

محاشات کے کہانا کہانے کے لئے مثل معمول کے زمین پر سامنے آگ حلاکتیہ  
گئے۔ کسی نے رکابی اپنے زانو پر رکھ لی۔ کسی نے ایک پتھر سامنے رکھ کر اس سے  
مینز کا کام لیا اس شب چاندنی میں کہانا کہانے سے بڑا مزہ اور لطف ملا۔ طعام کہانی  
کے بعد سب لوگ دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے اور ساڑھے نو بجے اپنے  
اپنے بچہ بچوں پر سونے کے لئے چلے گئے۔ مجھ کو اس شب کی چاندنی اور برف کے  
پھاڑوں کی کیفیت نہایت لطف انگیز معلوم ہوئی اور سوقت تو میں ہی سو گیا۔ لیکن  
شب میں جب آنکھ کھلی تو سر ہانے سے گھڑیاں لیکر چاند کی روشنی میں دیکھا تو اس وقت  
تین بجے تھے بے اختیار دل نے پا پا پر چاندنی کی بہار دیکھنا چاہیے۔ پوسٹن بھی ہو  
تو سو ہی رہا تھا۔ فلائین کے گلو بندے سے کانوں کو پیٹ کر ٹھلنے لگا سب فوج کے  
لوگ اپنے اپنے مقامات پر سو رہے تھے سنتری کہیں کہیں کھڑے ہوئے نظر آتے  
تھے چار بجے تک قدرتی آتار کے مشاہدے سے میں لطف اٹھاتا رہا۔

جب کمونین صاحب نے براری کی جانب فوج کے جانے کے واسطے حکم دیا تو  
کیشن چارلی برن صاحب اور راقم خمیری پلٹن کے ساتھ صبح کے چوبیس روانہ ہوئے  
پھاڑوں پر چڑھتے اور اترتے گیارہ بج گئے آخر جس پہاڑ کی چوٹی پر موضع براری واقع  
تھا اوسکے دامن میں ہم پہنچے۔ جنرل چنیا صاحب نے حکم دیا کہ خمیری پلٹن کے سوجھنا  
پہاڑ پر جائیں اور پچاس جوائن دہنی طرف اور پچاس جوائن بائیں طرف سے پہاڑ پر چڑھنا  
مینے اور چارلی برن صاحب نے سنٹر پارٹی کے ساتھ پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا جب ہم



ہراری گاؤں کے قریب پہنچے تو اوپر سے افغانوں نے گولیاں چلانا شروع کیا خیری پلٹن کے جوان بھی اونپر فیر کرتے ہوئے آگے بڑھے جب ہم اون کی نزدیک پہنچے تو وہ سب لوگ سپاہی ہو گئے اور ایک بلندی پر جا کے گنجان درختوں میں چھپ کر فیر کرنے لگے پہاڑ کی دہنی طرف سے جب پچاس جوان خیری پلٹن کے اون کے قریب پہنچے تو اوس جگہ کو بھی چھوڑ کر سب افغان فرار ہو گئے قریب سو آدمیوں کے اس جگہ جمع تھے۔ پانچ چہرہ آدمی اون کے زخمی ہوئے اور جو مارے گئے شاید پتھروں اور درختوں میں گرنے کے سبب سے اون کا پتہ نہیں ملا ایک بچے اس مقام پر فوج کا قبضہ ہو گیا۔ خیری لوگوں نے سب گاؤں کو آگ لگا دی۔ فرنٹ پارٹی میں خیری پلٹن کے ہمراہ فقط ہم دو افسر تھے اور سب فوج مع جنرل صاحب کے ہم سے تقریباً چار میل پر پہاڑ کے پیچھے دامن کوہ میں کھڑی تھی جب خیری لوگ گاؤں کے آگ لگانے میں متغول ہوئے تو کپٹن چارلی برن صاحب اور رافتم جو کچھ لیکٹ وغیرہ باورساک میں موجود تھے کہا کر نیچے اوترنے کو تیار ہوئے کیا سب سے اس بلند پہاڑ پر ہم لوگ چہرہ گنٹے میں پہنچے تھے۔ اور اب یہ وہی راستہ چہرہ گنٹے کا پہاڑ سے اوترنے کو ہمارے سامنے تھا چونکہ پہاڑ سے اوترنا بہ نسبت چڑھنے کے آسان ہوتا ہے لہذا ساڑھے چار گنٹے میں ہم دونوں افسر مع خیری پلٹن کے کیا سب میں آ پہنچے قریب نصف پہاڑ کے جب ہم اوترے ہوں گے کہ میرا پاؤں ایک کنارہ پر نرم زمین پر پڑا جس سے وہ حصہ اپنی جگہ سے علیحدہ ہو گیا اور میرا پاؤں



اوپر سے پہل گیا حُسن اتفاق سے وہ مقام نیچے زیادہ گہرا نہ تھا اندازاً سات آٹھ فٹ ہو گا اس جگہ گرنے سے میرے بائیں پاؤں میں کچھ ضرب آئی جس سے کیا مسک کوجا اور راستہ چلنا سبجھے دشوار رہو گیا جن مکانات کو آگ لگائی گئی تھی جب ہم اونکے قریب سے گذرے تو ایک مکان کی دیوار میں دو تین چھوٹے چھوٹے سوراخ تھے اوسمیں سے شہد کی مکھیاں نکل رہی تھیں۔

ایک خیر بری جوان بیوہ دیکھتے ہی دوڑا۔ اور دروازہ نوڑ کر اندر گیا اور شہد نکالنے میں مشغول ہو گیا میں نے وہاں کے دو آدمیوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس ملک کے لوگ اپنے گھروں میں شہد کی مکھیاں پالتے ہیں باہر کی دیوار میں چند سوراخ کر دیتے ہیں اور اندر ایک بڑا گھڑا اون سوراخوں کے نزدیک رکھ دیتے ہیں شہد کی مکھیاں اوس دیوار کے سوراخوں میں سے اندر باہر جاتی آتی ہیں۔ اور گھڑوں میں اپنے گہر بنا کر شہد جمع کرتی ہیں یہ لوگ جب دیکھتے ہیں کہ شہد خوب جمع ہو گیا تو اوسمیں ایک سوراخ کر دیتے ہیں جس سے سب شہد گھڑے میں گر جاتا ہے اور اس گھڑے کے نیچے ایک اور سوراخ ہوتا ہے جسکے ذریعہ سے دوسرے برتن میں شہد نکال لیتے ہیں اور مکھیاں اول کے گھڑے میں بحال خود جمع رہتی ہیں اسی طرح اکثر مکانون میں شہد کے کارخانہ تیار ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ ایک مکان کی مکھی دوسرے مکان میں نہیں جاتی۔ موسم پر یہ شہد بڑے گاؤں میں بیوہ لوگ لیجا کر خوب پیسہ پیدا کرتے ہیں گویا ان لوگوں کی یہ ایک قسم کی تجارت ہے۔

قوم اکاڑی کا ایک ملک جسکو اپنے یہاں پٹیل کہتے ہیں مجھے بیان کرتا تھا کہ جب انگریز  
 فوج نے ہلاک موٹین میں گاؤں حلائے گاؤں والوں کے اسباب کا کسب طرہ زیادہ  
 نقصان نہیں ہوا کیونکہ قسم اور سہنے بچھونے سے جو کچھ نہا وہ تو بال بچوں کے ساتھ  
 انہوں نے اول ہی سے انڈس ندی کے پار پھوایا تھا اور غلہ وغیرہ زمین میں دفن  
 کر دیا تھا البتہ چوب کی قسم سے بٹل چار پائیاں جو کچھ رہیں وہ جلا دی گئیں۔  
 لیکن شہد کی مکھیوں کا ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنا دشوار امر تھا۔  
 اس سبب وہ بحال خود رہیں اور اکثر آگ سے جل گئیں۔ اور جس قدر زندہ باقی  
 رہیں وہ ایسی منتشر ہو گئیں کہ جبکا سال ہاے سال میں جمع کرنا دشوار ہو گا۔ البتہ یہ  
 ایک نقصان کثیر اور لوگوں کا ہوا۔

۲۵ تاریخ وقت ڈوبے صبح کے سر فرڈرک رابرٹ صاحب کمانڈر ان چیف  
 اٹریہ مع اپنے اسٹاف جنرل ایس صاحب سسٹنٹ ایڈمن جرنیل کرنیل پول  
 کرو صاحب ملیٹری سکریٹری ڈاکٹر ٹیلر صاحب کپٹن رائس ایڈیکان کیانپ میں  
 داخل ہوئے جنرل کمونین صاحب مع اسٹاف کے وسیلہ تک بہادر مغری مشالیت  
 کے واسطے گئے۔ اول سر فرڈرک رابرٹ صاحب نے ہر ایک رجمنٹ کے کیانپ  
 میں جا کر فوج کا ملاحظہ کیا بعد ازاں برکفٹ کہا کر فٹ کالم کے ملاحظہ کو جو کہ مقام میدان  
 میں مقیم تھا روانہ ہوئے میدان ایک چھوٹا سا گاؤں شمال کی طرف ہمارے کیا  
 سے پانچ میل پر واقع تھا جب قریب اس کیانپ کے پہنچے جنرل چنیا صاحب

پیشوائی کے لئے آئے اور کمانڈران چیف صاحب کو لے گئے وہاں کی کل فوج کا ملاحظہ کیا گیا۔ بعد ازاں قریب چہرہ بچے کے ہیڈ کو اسٹریکٹ کیا۔ پھر واپس آئے۔ شب کو کمانڈران چیف صاحب مع اپنے ہمراہیوں اور افسران فوج کے بغیر ڈیرے اور راولی کے میدان میں ایک چادر (واٹر پروف) کی بچھا کر سو رہے۔

اور ۲۶ مایچ کو صبح کے وقت اوکھی کو روانہ ہوئے اگرچہ لڑائی کا کام اب کچھ باقی نہ رہا تھا مگر اس وقت گورنمنٹ کا خاص یہ ارادہ ہوا کہ جب تک سب پولشیکل معاملات طو نہ ہو جائیں تب تک فوج اسی طرف کبھی جائے اکثر قوموں نے جرمانہ لاکر داخل کر دیا۔ اور بعض لوگ رقم داخل کرنے کی غرض سے روپیہ کے چھ کرنے میں کوشش کر رہے تھے جو لوگ کہتے کہ رقم نہ دے سکے انہوں نے رقم کے عوض اپنے جانور مثل بیل نہیں بکریاں جرمانہ میں داخل کیں بعض لوگوں نے قیمت مقرر کر کے اپنے تیار جرمانہ میں دیدے انگریزی سرکار کی با اقبال فوج کا ایسا رعب اون لوگوں کے دلون پر غالب ہوا کہ بکے دلون میں مقابلہ کرنے کا ارادہ نیست و نابود ہو گیا۔ اور اس قوم کو جرات و ہمت و بہادری اور بلند خیالی شاہی فوج کی معلوم ہو گئی کہ یہ فوج ظفر موج ہر جگہ بلند و پستی پہاڑ اور جنگل میں بے کٹھکے جاسکتی ہے اور ہر قسم کے موسم سرد گرم و ہفت و بار ان کی تکلیف کو برداشت کرسکتی ہے۔

ہلاک مونٹین کی لڑائی میں پہاڑی لوگوں کو سرکاری مونٹیٹڈ باٹری یعنی خچروں کا توپخانہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا اور کیوں نہ ہوتا کہ جن پہاڑوں میں آدمی مشکل سے

جاسکے وہاں پر تو پخانہ کا ایلی آسانی سے جانا کیونکہ قیاس میں آسکتا ہے جس جگہ  
سکراری فوج کئی خیموں کا تو پخانہ ہی وہاں فوج کے ساتھ ساتھ رہا۔ ساپرائٹ میٹار  
اور پانی مع ہتیار راستہ بنانے کے واسطے ہمیشہ ان تو پخانوں کے ہمراہ رہتی تھی  
اور ایسی چستی و چالاکی سے بعض مقامات کو جہاں کہ خچر و کچڑ ہنا و شوار ہوتا درست  
کرتی تھی کہ تو پخانہ کے خچر یا سانی دوڑتے چلے جاتے تھے دراصل خچروں سے  
زیادہ کوئی جانور پہاڑوں میں چلنے کے لئے بکار آمد نہیں ہے یہ توپین دو اقسام  
پر ہیں بعض توپین دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوتی ہیں ایک ٹکڑا ایک ایک  
خچر پر لا دیا جاتا ہے اور فیر کرنے کے وقت دونوں ٹکڑے ملا کر بیچ دینے سے  
ایک جسم ہو جاتے ہیں۔

اور بعض توپین فقط ایک حصہ میں مثل معمولی چھوٹی توپوں کے ہیں۔ ایک  
خچر اوسکو نجوبی لیجاتا ہے اور دوسرے خچر پر دونوں پھتے اور تیسرے پردر میان  
کا وہ حصہ رہتا ہے کہ چپہر توپ رکھی جاتی ہے۔

غفار خان قلعہ دار تہند آج کے روز کیانپ میں آیا اور جو جہانہ اوسکے واسطے  
مقرر کیا گیا تھا اوس نے وہ داخل کیا۔ غرض کہ آئندہ کو جنگ کی کچھ امید باقی نہیں رہی  
چیس تا بیس ماہ اکتوبر کو میں جنرل ملکون صاحب اور سب افسران اسٹاف سے  
رخصت ہو کر ہمراہ سر فرڈرک رابرٹ کمانڈر ان چیف صاحب کے وگہی کے  
طرف روانہ ہوا بہادر مقرر کے ہمراہ لیڈی رابرٹ بھی تشریف لائیں۔ لیڈی رابرٹ

مع مس کمون کے اوکھی میں سو بجزر ہسپتال (یعنی سپاہیوں کا دارالشفاء) دیکھنے کو  
لے تشریف لے گئیں جنگ کے وقت جو لوگ زخمی ہوتے تھے اس مقام میں  
معالجہ کے واسطے روانہ کئے جاتے تھے اور یہ ہسپتال خاص کر لیڈی رابرٹ ہی  
نے قائم کیا ہے ولایت سے لیڈی نرسس یعنی میم لوگ بیارون کے تیمارداری  
کرنے کے واسطے طلب کی گئی ہیں چنانچہ لیڈی نرسس جنگ بلاک نوٹس میں  
حاضر ہیں تین مقام اوکھی میں اور تین روزہ کالم کے ساتھ یہ میم لوگ خاص کر یورپین  
ہی لوگوں کی تیمارداری کرتی ہیں۔ جب لیڈی رابرٹ سو بجزر ہسپتال میں تشریف  
لائیں اور زخمی لوگوں میں بعض ایسے لوگ تھے کہ جبکہ زخموں سے گولیاں نکال  
گئی تھیں وہ گولیاں اور لوگوں نے بہت محنت کے ساتھ لیڈی رابرٹ کو دکھایا  
ایک شخص کی پسی میں گولی لگ کر پشت کی طرف سے پار ہو گئی تھی۔ لیڈی رابرٹ  
نے اس شخص سے پوچھا کہ تمہارے گولی کہاں لگی ہے۔ اس نے بڑی حسرت  
کے ساتھ جواب دیا کہ لیڈی صاحب میں افسوس کرتا ہوں کہ جس گولی نے مجھے  
زخمی کیا میں اسکو بتلا نہیں سکتا کیونکہ وہ گولی میرے سینہ میں سیدھے پہلو کی  
طرف لگ کر پار ہو گئی۔ یہ کلام اس جوان کا لیڈی رابرٹ صاحب نے منکر ٹری  
وانٹمنڈی سے اس کی تشفی فرمائی کہ تمکو گولی کے موجود نہ ہونے سے ملو ہونا  
نہ چاہیے اس واسطے کہ تمہارے جسم سے گولی کا پار ہو جانا خاص اس امر کی دلیل ہے  
کہ تم عین مقابلہ میں بہت قریب سے زخمی ہوئے اور دشمن تمہارا ایسا نزدیک تھا



جو گولی اوسکی تمہارے جسم سے پائیکل گئی۔ فی الحقیقت یہ امر تمہارے لئے باعث  
فخر کا ہے نہ ملول ہونے کا۔

جیکہ کمانڈر ان چیف صاحب نے مختلف مقامات کی فوج کا ملاحظہ فرما کر  
اگر ہی سے ورنہر جاے کے لئے ارادہ فرمایا تب مین بہار و مغرب سے رخصت ہوا۔  
اور یہ ارادہ کیا کہ سید ہا خاکی کو پہرہ نکال کر پیل تانگہ مین اوسی روز سوار ہو کر اٹپا باو مین پہرہ  
جب قریب دس بجے کے مین مقام خاکی مین داخل ہوا۔ وہاں مسٹر ولش صاحب  
سے ملاقات ہوئی جو کارخانہ براری کے سپرنٹنڈنٹ تھے اور فوج مین شراب  
انکی معرفت پہچانی جاتی تھی، مینے اون سے پوچھا کہ یہ ندی جو سامنے نظر آتی ہے اوسکے  
اطراف کے کہیت اور سرخ گہاٹس وغیرہ مین یقین ہے کہ اسٹیف ضرور ہونگے  
اونہون نے کہا کہ یہاں کوئی شکار نہیں کرتا البتہ اسنیپ اور ٹیل اوہر بہت ہین۔  
اوسوقت تانگہ تیار ہونے مین کچہر تھی۔ مینے بندوق لیکر دہانوں کے کہتیوں  
کی طرف جانے کے لئے ارادہ کیا۔ مسٹر ولش صاحب ہی میرے ہمراہ ہولے ہلے ہکو  
ندی کے پار جانا نہایہ ندی شمالی برف کے پہاڑوں مین سے بہتی تھی۔ جب ندی  
مین ہم نے پاؤں ڈالے پانی کمال ورجہ سرد معلوم ہوا مگر اول کچہر سردی محسوس ہوئی  
اور اوسکے بعد جب گھٹنوں کے اوپر پانی پہنچا تو ہمارے پاؤں قابو مین نہ رہے۔  
بدشواری ندی سے گزرنے کے بعد تھوڑی دیر مین زمین اول تین جوڑ سنڈیپ کے  
ملے مسٹر ولش نے کہا کہ پکوباد کہنا چاہیے کہ سن ۱۸۸۹ء عیسوی کا آغاز موسم کا اول سنڈیپ



آپنے علاقہ ہلاک مونٹین میں شکار کیا۔ اٹھنا گئے گفتگو میں بیٹے اون سے دریافت کیا کہ یہاں کچھ اور شکار بھی ہے اونہوں نے کہا کہ سامنے جو پہاڑ نظر آتے ہیں اونہیں چکورو بہت ہیں چونکہ میں نے چکورو کا بھی شکار نہیں کیا تھا اسلئے یہ ارادہ کیا کہ شام تک یہاں شکار کہیلنا اور صبح کو اٹھا یاد کو جانا چاہیے لیکن یہ شکل تھی کہ تانکہ کے واسطے دوسرے دن بارہ بجے تک انتظار کرنا پڑتا تھا اس آئنا میں کرنل واٹر فیلڈ صاحب کمشنر شکار و ہائیر آگٹے اور یہ حال سنکر کہا کہ منیسرا یہاں سے تین میل پر ہے میں وہاں مسافر بنگلہ میں آج شکورہ کر صبح کو اٹھا یاد جاؤنگا۔ اگر آپ یہاں آج شکار کر کے علی الصبح میرے پاس آجائیں تو میں اپنی بیکہی میں آپ کو لیجاؤنگا۔ یہ انتظام بالکل میرے حسب وخواہ تھا اون کا شکریہ کر کے بیٹے یہ امر قبول کیا۔ ولش صاحب نے کہا کہ چکورو کے شکار کا عمرہ بند و بستی یہ ہے کہ ایک پالی ہوئی چکورو ہمراہ رکھی جائے اور پہاڑوں میں جا کر اوسکے پنجرے کو رکھ دین جب یہ چکورو آواز دے گی تو اوس کے نزدیک کی سب چکورین پکاریں گی اوسوقت صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ چکورین فلاں فلاں جائے پر ہیں اسطور پر آسانی سے شکار ممکن ہے غرض کہ بیٹے گاؤن سے ایک شکاری کو جسکے پاس پالی ہوئی چکورو تھی بلوایا۔ اور دس بارہ گاؤن والے ہمراہ لیکر پہاڑ کی طرف گئے اوس گاؤن کے شکاری نے اول چکورو دہلا دیا اور آپ پہاڑ میں گیا۔ اور اوس پالی ہوئی چکورو کو بلوایا اوس کی بولی پر جنگلی چکورین جہاں جہاں تھیں آواز دینے لگیں۔ تب اوس نے معلوم کر لیا کہ کس کس مقامات پر یہ جانور ہیں

پہر اوس شکاری نے مجھے اور ولش صاحب کو ایک چھوٹی پہاڑی پر کھڑا کیا اور خود  
 چند آدمی لیکر ہماری طرف آیا اور چکوروں کو ہماری طرف اوڑایا۔ چاکرورین نے شکار  
 کئے سرشام ہم اپنے مقام کو واپس آئے ولش صاحب نے ایک راوٹی میرے لئے  
 لگا دی شکوہ میں نے اوسکے ساتھ میز کر سی پر کھانا کھایا۔ یہ اول دفعہ تھی جو بعد ایک سہ ماہیہ  
 کے کرسی پر بیٹھ کر کھانا کھانے کا اتفاق ہوا۔ اور مین پر سفید چادر دیکھی گئی اور چائے  
 میں دودھ بھی یہاں میسر آیا۔ غرض کہ دوسرے روز صبح کے پانچ بجے میں خاکی سے  
 روانہ ہو کر قریب آٹھ بجے کے منیسرا کو پہنچا کرنیل واٹر فیلڈ صاحب میرے منتظر ہی تھے  
 وہاں سے ہم دونوں روانہ ہوئے اور گیارہ بجے آپاٹا باو میں پہنچے۔ اس ہوس میں برگ  
 فٹ کھانے کے بعد میں مسس مکونین سے ملنے کے واسطے گیا۔ کپٹن ہیلی۔ اور کرنیل  
 کروک شانک کے مارے جانیکا وہ بہت افسوس کرتی رہیں۔ دو دنوں صاحب  
 ان کے بہت بڑے دوست تھے۔ آپاٹا باو سے تیسرے دن میں انبالہ میں پہنچا  
 یہاں پر مجھے دو روز تک مقام کرنا پڑا۔ کیونکہ میرا سامان جو شملہ میں تھا اوس کے  
 پہنچنے میں دیر ہو گئی انبالہ سے روانہ ہو کر ۲ ماہ بیچ الماول ۱۳۳۰ مطابق ۷ ستمبر  
 ۱۸۸۸ عیسوی کو بنجر و عافیت حیدر آباد میں داخل ہو گیا۔

## اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا قاضی پلی ضلع میدک کی طرف شیر کے شکار کیلئے رولق افزا ہونا

ماہ رجب ۱۳۳۱ ہجری مطابق مارچ ۱۸۸۹ء عیسوی کو بندرگان عالی نے قاضی پلی کی طرف شیر کے شکار کے لئے ارادہ فرمایا میجر گلکرسٹ صاحب میٹری سکریٹری صاحب عالی شان نے ایک بار بندرگان حضرت سے ذکر کیا تھا کہ جب حضور شیر کے شکار کو تشریف لیجائیں تو میری بہت آرزو ہے کہ سرکار کے ہمراہ میں بھی جاؤں چنانچہ بندرگان حضرت نے میجر صاحب منفر کو اس شکار میں اپنے ہمراہ چلنے کے لئے دعوت دی اور شبہ کے روز صبح کے وقت سواری مبارک پلی میں قاضی پلی کو روانہ ہوئی۔

میجر گلکرسٹ صاحب - ظفر خٹک - نیرالملک - افسر خٹک - نادر خٹک - حکیم الممالک میر ممتاز علی خان سواری مبارک کے ہمراہ تھے۔

دس بجے حضور پر نور شکر گاہ قاضی پلی میں رولق بخش ہوئے مخیم سرکاری ایک نہایت پر فضا جگہ میں درختوں کے درمیان واقع تھی۔

جب وقت حضرت چائے نوش فرما رہے تھے شکاری گارے کی خبر لائے اور عرض کیا کہ ایک بڑے شیر نے شب گزشتہ دو جاموشوں کو مارا ہے ایک کو تمام کٹا اور دوسرے جاموش کا صرف خون پی لیا اور اسکو کونہی پکڑ پھاڑ میں لے گیا اور یہ بھی شکاریوں نے عرض کیا کہ پھاڑ کے قریب ایک بڑا پتھر ہے اس موقع پر بندرگان حضرت کا

اوسپر تشریف رکھنا مناسب ہوگا کیونکہ اگر شیرپاڑ کے دامن سے آگے کاٹو ہاتھی کو دور سے دیکھ کے کاغرض کہ تھوڑی دیر میں بندرگان حضرت شکاری لباس پہنکر مع ہمراہیوں کے صحرا کی طرف تشریف لے گئے۔

اس مقام پر ایک گاؤں کا قدیم شکاری جنگل کے حالات اور شیر کے مقامات سے بخوبی واقف تھا اوس نے کہا کہ اگر حضور برلوز پتھر پر تشریف رکھیں تو ضرور ہی کہ دہنی طرف کے جنگل اور جھاڑی کا دستی سے انشٹام کیا جائے ورنہ شیر جھاڑی اور گھانڑ میں سے چلا جائے گا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت سنگ مذکور پر جو تقریباً بیس فٹ زمین سے بلند ہوگا تشریف فرما ہوئے اور فیمل خاصہ کے مہاوت سے کہا گیا کہ وہ سووار کے فاصلہ پر سرکار کے دہنی جانب ہاتھی کھڑا کرے۔ حضور کے اور ہاتھی کے درمیان میں تھوڑا میدان تھا۔

یو جگر گلرٹ صاحب اعلیٰ حضرت کے دہنی طرف ظفر جنگ۔ نیر الملک ناو جنگ بائیں طرف اپنے اپنے مقررہ مقامات پر کھڑے ہوئے۔

چونکہ اطراف میں بہت بڑے بڑے پہاڑ اور سخت گنجان جھاڑی تھی اس لئے پہاڑ کے اطراف میں پتھروں پر اور درختوں پر آدمی بٹھلا دئے گئے۔ شیر کے دائیں اور بائیں جو راستے تھے وہاں ہاتھی اور سووار کھڑے کر دئے گئے جب شکاری یہ تمام انشٹام کر چکے اوسوقت پہاڑ کے پیچھے سے ہانک شروع ہوا۔ شیر ہانک والوں کی آواز سنکر

جھاڑی میں سے نکلا۔ اور آہستہ آہستہ بائیں طرف کو چلا۔ چونکہ ہر ایک نام لے اور واسن کوہ  
میں آدمی کھڑے تھے۔ شیر اونکو دیکھ کر واپس ہوا۔ اور بندگان حضرت جس پہاڑ پر کشت  
رکھتے تھے اوسکے دوسری طرف سے اوسنے نکلنا چاہا۔

اعلیٰ حضرت نے جبوقت شیر کو دور سے آتے ہوئے ملاحظہ فرمایا یہ خیال کیا کہ شیر  
نزدیک سے جائیگا بظاہر شیر کا بالکل ارادہ نہ تھا کہ وہی طرف کی جھاڑی سے دوسرے  
پہاڑ کو چلا جائے لیکن ہاتھی اور آدمیوں کو دیکھ کر اوس طرف جانہ سکا۔ شیر حضور پر نور ہی  
تقریباً ڈیڑھ سو وار کے فاصلہ پر بھاگتا ہوا نظر آیا۔ حضور پر نور نے اوسوقت شیر پر متوجہ  
گولیان چلائیں تین دوسری ریفل سرکار کے ہمراہ تھے۔ ایک ریفل خود بدولت  
کے دست مبارک میں دوسرا ریفل میرے ہاتھ میں اور تیسرا شکاری کو پاس تھا  
اعلیٰ حضرت کو جب تک شیر نظر آتا رہا تب تک اس چپتی سے بندوقین چلاتے رہے  
کہ خالی ریفلون میں کارٹوس بہر کر میں بیشکل دلیکا۔ چونکہ شیر جھاڑی جھاڑی دوڑتا  
ہوا جا رہا تھا۔ کہی نظر آتا۔ اور کہی نظر سے غائب ہو جاتا تھا اس لئے زخمی ہونے  
یا نہ ہونے کا حال معلوم نہیں ہوا۔

سرکاری فیل خاصہ (علی مدو) جس جگہ کھڑا تھا اوس مقام کے نزدیک سے  
شیر نے گزرنا چاہا جب شیر کی نظر ہاتھی پر پڑی آواز دیکر غصہ سے فیل خاصہ پر حملہ کیا۔  
شیر کا دم اوٹھا کر غضبناک حالت میں غراتے ہوئے حملہ آور ہونا۔ اور علی مدو کا کمال  
استقلال اور دلیری سے مثل کوہ سیاہ کی اپنی جگہ سے نہ ہلنا قابل دید تھا۔



جب وقت شیر علی مدد سے دس گز کے فاصلہ پر پہونچا اور ہاتھی نے اپنی جگہ سے  
 ذرا پیہی جنبش نہ کی۔ اور سو وقت شیر کھڑا ہو گیا۔ اور آواز دیکر پلٹ گیا۔ حضور پر نور صیب  
 واقعات ملاحظہ فرما رہے تھے جس راستہ سے شیر آیا تھا پھر اسی راستہ سے واپس ہوا  
 دو ضرب بندوقین پھر حضور پر نور نے سرین پیلے بھی شیر زخمی ہو چکا تھا جس کے صدمہ  
 سے زیادہ ہماگ نہ سکتا تھا آخر کو لی شیر کے دل پر لگی جس سے اس کا کام تمام ہو گیا  
 میجر گلکرسٹ صاحب کو شیر کے مارے جانے کی خبر پہونچتے ہی وہ اپنا ہاتھی حضور پر نور  
 کے قریب لائے۔

حضور پر نور نے اونکو پتہ پر آنے کے واسطے ارشاد فرمایا۔ میجر گلکرسٹ صاحب  
 میڑی پر چڑھنے لگے سیڑھی اس جگہ سے پہل گئی۔ اور قریب تھا کہ میجر گلکرسٹ صاحب  
 تقریباً بیس فٹ کی بلندی سے زمین پر گر بن۔ لیکن حضور پر نور نے ریف دست مبارک  
 سے ہتھ پور رکھ کر جلد ایک ہاتھ سے سیڑھی کو پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے میجر صاحب  
 کو مدد دیکر اوپر کھینچ لیا۔ میجر گلکرسٹ صاحب نے حضور پر نور کا ولی شکریہ ادا کیا۔  
 اور کہا کہ اگر اس وقت حضور پر نور اعانت نہ دیتے تو بے شبہ سیڑھی زمین پر گر جاتی اور  
 مجھ کو بہت صدمہ پہونچتا جب سب شکاری لوگ جمع ہوئے تو حضور پر نور مع میجر  
 گلکرسٹ صاحب اور ہما ہیون کے پہاڑ سے اترے اور شیر کو ملاحظہ فرمایا شکاری  
 لوگ شیر کو ہاتھی پر ڈال کر شکر گاہ میں لائے دوسرے دن صبح کے وقت سواری  
 مبارک بلدہ کی طرف رونق بخش ہوئی۔



## اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا پارہ دیگر قاضی پلی کی طرف شیر کے شکار کیلئے رونق افزا ہونا

قاضی پلی کے شکار بن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ حبث پلی کے جنگل میں ایک  
شیر اکثر وہاں دیتا ہے اور گاؤں کے جانوروں کو مارتا ہے جس سے اس طرف کی بھلیا  
سخت پریشان ہے۔ اعلیٰ حضرت نے یہ خبر سماعت فرماتے ہی سہان کی روانگی  
کے لئے حکم صادر فرمایا۔

۲۷ ماہ رجب ۱۲۷۶ ہجری مطابق ۳۰ مارچ ۱۸۵۹ء عیسوی کو صبح  
کے وقت حضور پر نور کی سواری مبارک قاضی پلی کی طرف روانہ ہوئی۔  
دور الملک۔ اسدیار جنگ۔ سلطان اکھا۔ "نر جنگ۔ نادر جنگ۔ میر تمناز علیقا  
تھرا۔ رکاب اقدس سنبھ۔ گیارہ بیگے حضرت لشکر گاہ میں داخل ہوئے اور چائے نوشی  
کے بعد شکار کو تشریف لیگئے۔

گاؤں کے بعض شکاری لوگ جو درختوں پر بیٹھے تھے انکو شیر نظر آیا۔ لیکن  
حضور پر نور کے سامنے نہ آیا۔ قریب شام کے شکار سے واپس ہوئے۔  
تین روز تک ہر روز سواری مبارک شکار کے واسطے جنگل میں رونق افزا  
ہوئی لیکن شیر نہیں ملا۔

چوتھے روز صبح کے وقت رامپور سے جو کہ لشکر گاہ سے پانچ کوس کا فاصلہ ہے

واقع تھا گارسے کی خبر آئی۔ مجھ کو ارشاد ہوا کہ آگے جا کر شکار کا ضروری انتظام کرو۔  
 بارہ بجے تک سواری مبارک وہاں رونق افروز ہوگی میں سب شکاریوں  
 اور ہانکے والوں اور ہاتھیوں کو ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوا۔ جنگل میں پہونچ کر شکار کا  
 بندوبست کیا قریب بارہ بجے کے ایک سوار خبر لایا کہ لشکر گاہ سے تین میل کے  
 فاصلہ پر شیر نے گارا کیا ہے اور کئی شکاریوں نے شیر کو دیکھ کر بھاڑ کے اطراف میں  
 آدمی بٹھلا دئے ہیں۔ حضور پر نور نے ارشاد فرمایا ہے کہ سب ہانکے والے اور ہاتھی  
 اوس جگہ سے واپس چلے آئیں اور جو شیر کہ لشکر گاہ سے قریب ہے اوسکے شکار کا  
 بندوبست کریں فوراً سب شکاری اور ہانکے والوں کو لیکر میں واپس آیا۔ اور دوسرے  
 مقام کا بندوبست کیا لیکن فاصلہ زیادہ تھا وہاں پہونچے تک شام کے چار بجے  
 کا وقت ہو گیا۔ حضور پر نور کے لئے ایک اہلی کے درخت پر مچان باندھا گیا۔ وہنی  
 طرف ناور جنگ کا ہاتھی۔ اور بائیں طرف پتھروں پر چند گاؤں والے بٹھلائے  
 گئے ساڑھے چار بجے کے قریب حضور پر نور تشریف لائے ہانکہ شروع ہوا۔  
 پہلے چیتلوں کا ایک گلہ نظر آیا اور وہ بہاگتا ہوا نکل گیا۔ جب ہانکہ نصف پہاڑ سے  
 گذرا۔ حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر جھاڑی سے نکل کر سیدھا چلا آتا ہے۔ دامن  
 کوہ سے اوس درخت تک جیسے کہ حضور پر نور کا مچان تھا دوسو گز کے قریب میدان  
 تھا اسوجہ سے شیر آتا ہوا صاف نظر آیا شیر جھاڑی سے نکل کر آہستہ آہستہ گردن  
 پہنچے کئے ہوئے چلا آتا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے جب قدر ممکن تھا اوسکو نزدیک آنو دیا۔

جب شیر قریب ہیں قدم کے پہونچکيا اوسوقت حضور پر نور نے کمال استقلال سے ایک ضرب فیف ہنڈرڈ اکسپرس سر کی گولی شیر کی گردن میں لگی شیر کا جو آگے قدم تھا آگے رہا اور جو قدم پیچھے تھا اپنی جگہ سے نہ ہلا اوسی مقام پر گر گیا۔

گولی لگنے پر شیر نے آواز دی۔ اور نہ زمین پر گرنے کے بعد خبیث کی۔ یہ شیر تین فٹ ۹۔ انچ اونچا دس فٹ لانا تھا۔

دوسرے شیر کی اس جنگل میں خبر نہ تھی لیکن حضور پر نور کو یہ مقام پسند آیا۔ آب و ہوا خوشگوار معلوم ہوئی اسلئے اور چند روز اس جگہ رونق افوری کا ارادہ فرمایا حکم ہوا کہ جو مقامات شیر کے شکار کے خیاں گاہ شاہی سے قریب ہیں اوس طرف شیر کی خبر کے لئے شکاری بھجوائے جائیں اور گارے باندھنے کا سندوبست کیا جائے۔ حسب احکم اقدس شیروں کی تلاش میں شکاری روانہ ہوئے دو روز کے بعد یلارڈی پلی سے ایک شیر کی خبر لائے کہ شکار شیر نے وہاں ایک جاموش گارا کیا ہے یہ مقام شکار گاہ سے ۱۶ میل پر واقع تھا۔

حضور پر نور تانگہ میں سوار ہو کر یلارڈی پلی کو تشریف لے گئے دامن کوہ میں ایک درخت پر حضرت کے لئے چان باندھا گیا۔ چونکہ پہاڑ بہت بڑا تھا اس لئے تانگہ دور سے شروع ہوا۔ اور حضرت کو دیر تک انتظار کرنا پڑا۔ ایک بڑا گلہ چتیلوں کا اور دو جنگلی بکریان دور سے دکھائی دیں۔ بعد کو سامنے کے درختوں پر بندرہوں نے چیخنا شروع کیا۔

میں نے بندگان حضرت سے عرض کیا کہ جب بند شیر کو دیکھتے ہیں تو اسی طرح پکارتے ہیں یقین سے کہ شیر بندرون کے نزدیک ہوگا۔ شیر کو دیکھ کر بندرون کا آواز رینا بالکل اوشکے معمولی آواز سے علاحدہ ہوتا ہے جس درخت پر بندر ہوں اگر اس کے نیچے سے شیر گزرے تو بندر درخت کی بلند ڈالیوں پر چڑھ کر ایک ڈالی سے دوسری ڈالی پر کودتے ہیں اور چیختے ہیں جس سے شکاری صاف سمجھ سکتا ہے کہ بندرون نے شیر کو دیکھا ہے۔

مجھ سے ایک صاحب بیان کرتے تھے وہ ضلع رارہ میں جاندے کی طرف شکار کو گئے تھے۔ ایک روز چٹیل اور سانبر کے شکار کو علی الصبح وہ روانہ ہوئے اور ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے دور میں سے ہر طرف دیکھ رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک شیر ندی کے کنارے کنارے جاڑی میں جا رہا ہے۔

اور اس کے بازو تھوڑے فاصلہ سے ایک بڑا سا بندر کو دنا آواز دیتا شیر کی طرف بار بار دیکھتا چلا آتا ہے انہوں نے خیال کیا کہ اگر وہ کسی طرح بندر کے قریب پہنچ جائیں تو شیر پر گولی چلانے کا عمدہ موقع ملے گا۔ یہ صاحب اپنا رفل لیکر دوڑے اور جب طرف اندر آواز دیتا جاتا تھا اس کے پیچھے پیچھے اس طرف چلے بندر گھڑی گھڑی جھٹکتا تھا تو وہ یہ سمجھتے کہ شیر اس طرف ہے جب کہیں بندر کسی درخت پر چڑھ کر ڈالیوں پر کودتا تو وہ یہ سمجھتے کہ شیر گھڑا ہو گیا ہے وہ خود بھی گھڑے ہو جاتے۔

غرض کہ بندر آواز دیتا ہوا ندی کے کنارے پہونچا اور ایک درخت پر چڑھ کے ڈالین پر کودنے لگا وہ صاحب ہی ندی کے کنارے پہونچ گیا وہیں بارہ فٹ اونچا تھا کہڑے ہو کر سب طرف بندر نظر کرتا تھا اوسط طرف دیکھنے لگے یکا یک اونکی نظر شیر پر پڑی کہ ندی کے دوسرے کنارہ کے طرف جا رہا ہے چونکہ ندی میں جھاڑی نہ تھی اسلئے اونکو شیر صاف نظر آتا تھا کبھی ریت میں شیر کھڑا ہو جاتا اور کبھی آہستہ آہستہ چلتا تھا۔

اونہوں نے اپنی ریفیل کا دیدبان (۱۵۰) وار پر قائم کر کے نہایت استقلال اور دلجمعی سے ریفیل چلایا۔ گولی شیر کے دل پر لگی۔ وہ تھوڑی دور ندی میں دوڑ کر پانی میں گر گیا وہ صاحب ہی اپنی جگہ سے شیر کے طرف چلے جب شیر کے پاس پہنچے تو اونہوں نے شیر کو مردہ پایا۔

دوسری طرف جو دیکھتے ہیں تو اونکا رفیق رہنا وہی بڑا بندر پہر موجود ہے اور ایک درخت پر کودتا کلکاریاں مارتا ہوا شیر کے مارے جانے کی خوشی کر رہا ہے۔ بڑے جنگلون میں بندر بکثرت ہوتے ہیں اور شیر اونکو مار کر کھاتے ہیں۔ اس لئے جب کبھی بندر شیر کو دیکھتے ہیں تو بہت پکارتے ہیں۔ اور اونکی آواز سے یہ مراد ہوتی ہے کہ دوسرے درختوں پر جو بندر ہیں اونکی آواز سنکر وہ شیر کے آنے سے خیر وار ہو جائیں۔ غرض کہ حضور پر نور کو بندرون کی آواز سماعت فرما کر دامنٹ نہ گذرے تھے کہ اوسی درخت کے نیچے سے شیر نکلا۔ حضور پر نور نے متواتر چار گولیاں چلائیں

شیر زخمی ہو گیا اور غصہ بنا کہ ہو کر تپہ درخت اور جوشے سامنے مٹی اور سکودہ منہ سے  
 پکڑنا اور چاٹا لٹاتا تھا۔ اور کبھی حضرت کو نظر آتا اور کبھی جھاڑی میں نظروں سے نہ ہان  
 ہو جاتا تھا۔

جھاڑی میں شیر جو وقت جنبش کرتا اور سوقت جھاڑی ہلتی نظر آتی تھی خصوصاً  
 اسی نشان پر بندوق چلاتے جب شیر کے قریب گولی لگتی شیر آواز دیکر باہر جاتا  
 اور حضرت کو اچھی طرح رفل چلانے کا موقع ملتا۔

اعلیٰ حضرت کی اول گولی نے شیر کا پچھلا پاؤں توڑ دیا تھا وہ اس لئے اویں  
 صدمہ سے دور نہ جاسکا۔ تھوڑی سی ہی جاسے کے اندر ایک جھاڑی سے دوسری  
 جھاڑی میں جاتا اور غصہ سے آواز دیتا تھا۔

دس منٹ تک یہ تماشہ رہا۔ چونکہ شیر زیادہ زخمی ہو چکا تھا ایک جھاڑی میں  
 جا کر گر گیا۔ یہ شیر ٹوفیٹ چھ انچہ لایا اور تیس انچہ اونچا تھا۔

جٹ پٹی کے اطراف کے گاؤں والے اس شیر کی ایذا اور ضرر برسانی سے  
 بہت نالاں تھے۔ یہ شیر شب کو گاؤں کے قریب جا کر گائے اور بیلوں کو مارتا اور  
 اکثر گلہوں میں سے جانوروں کو اٹھا کر لیجاتا تھا نہ راعت پیشہ لوگ اس کے ڈر سے  
 سرشام اپنے جانوروں کو محفوظ جگہ بند کر کے اپنے مکانوں کے دروازے اندر سے  
 لگالیتے تھے اس لئے اس موزی جانور کا مارا جانا ان کی بڑی خوشی کا باعث ہوا۔  
 خاص کر یون کے رئیس اور بادشاہ نے بذات خود اس کو شکار فرما کر جس پلا میں وہ



ایک مدت سے مبتلا تھے لوہے سے اڑھائی سو کھاتے بخشی۔ لشکر گاہ شاہی قصبہ میدک  
 تین میل کے فاصلہ پر واقع تھا یہ مقام صوبہ دار شمالی کا مستقر ہے یہاں کا قلعہ سابق زمانہ  
 میں بہت مشہور تھا شیخے سے پہاڑ کی چوٹی تک اسکی فصیل کے دو سلسلے واقع ہیں  
 اس قلعہ کی بلندی چار سو فیٹ ہے زمانہ حکومت ہنودین راجگان و زیانگرم نے اسکی  
 تعمیر کی تھی اب یہ قلعہ جا بجا شکستہ ہے میدک میں ایک بزرگ کا مزار ہے قلعہ کا  
 ملاحظہ فرمائیے اور اون بزرگ کی زیارت سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے حضور پرنور  
 وہاں تشریف لے گئے اور بعد معاینہ قلعہ و زیارت شریف لشکر گاہ میں تشریف لائے  
 دوسرے روز سواری مبارک بلکہ ہر طرف رونق افزا ہوئی اور شام کے قریب دو تھانہ  
 شاہی میں داخل ہوئی۔

## سماثرہ اور قوم بٹک یعنی مردم خوار لوگوں کے ملک کا سفر

۱۸ اپریل ۱۸۷۹ عیسوی مطابق ۱۵ رجب ۱۳۰۶ ہجری کو جبکہ حضور پر نور پلاڑی پٹی  
 سے شیر کا شکار فرما کے کیمپ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ مسٹر پولٹ سرکاری چیمبر  
 حضور پر نور کی گاڑی باناک رہے تھے اگلے سیٹ پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور تشریف  
 فرماتے اور پیچھے سیٹ پرین اور وارا لکاک بیٹھے تھے باقی صاحبین کی گاڑیہاں  
 سرکاری گاڑی کے پیچھے آ رہی تھیں چونکہ آفتاب غروب ہونے کے قریب تھا۔  
 تھوڑی دیر میں شام ہو گئی شام کی تاریکی سے پہلے آسمان پر کچھ کچھ اب رہی تھا سوچو

اسے تاریکی چڑھ گئی راستہ صاف طور پر نظر نہ آتا تھا جس راستہ سے حضور پر نور کی گاڑی  
 مبارک گزر رہی تھی پہاڑی راستہ ہونے کے سبب سے نہایت درجہ نامعلوم  
 تھا ایسے راستوں میں دن کی روشنی میں گاڑیوں کا چلنا دشوار ہوتا ہے جبکہ تاریکی میں  
 کیا کچھ دشواری نہ ہوگی تاہم مسٹر پولٹ بڑی احتیاط اور خبرداری سے گاڑی چلا رہے  
 تھے۔ بہر حال تاریکی کے باعث چھ کوس کی مسافت رات کے دس بجے طے ہوئی  
 ہنوز فرود گاہ شاہی دو کوس کے فاصلہ پر تھی کہ اثنائے راہ میں ایک تالاب آگیا جسکی  
 فیٹھ پر پڑے سرکاری گاڑی کو گزرنے کا اتفاق ہوا اوسکی دو جانب پہاڑی اور بڑے  
 رٹے درخت تھے اس لئے اس مقام میں زیادہ اندھیرا تھا راستہ بہت کم دکھائی دیتا تھا  
 یہاں سے گزر کے سرکاری گاڑی تھوڑی دور پہونچی تھی کہ گاڑی کے دہنے پینے کے  
 نیچے ایک بڑا پتھر آگیا یکایک پیہ او سکے اوپر آجانے سے گاڑی فوراً بائیں طرف کو  
 اولٹ گئی حضور پر نور آگے کی نشست گاہ میں بائیں طرف تشریف رکھتے تھے گاڑی  
 کے بائیں طرف جھکتے ہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور سبعت تمام جست فرما کے راستکی  
 ایک جانب آ رہے خداوند تعالیٰ کا بڑا فضل شامل احوال تھا کہ کسی قسم کا صدمہ  
 نہ پہونچا۔

پچھلے سیٹ پر داور الملک میری بائیں جانب اور میں اونکی دہنی جانب بیٹھا  
 تھا گاڑی کے اولٹتے ہی داور الملک اور میں گاڑی پر سے گرے گرنے کے صدمہ  
 سے میری بائیں جانب کی پسلیوں میں ایسی شدید ضرب آئی کہ میرے سر میں جکڑ پیدا

ہو کے بیرونی کی کیفیت مجھ پر طاری ہو گئی اور ایک دو منٹ کے بعد مجھ کو افاقہ ہوا  
 حیدرآباد میں نے آنکھ کھول کر دیکھا تو حضور پر نور کو اپنے پاس تشریف فرمایا حضور پر نور  
 نے بمرحہ خسروانہ مجھے دریافت فرمایا کہ تمہیں کچھ چوٹ تو نہیں آئی میں حضور پر نور  
 کو دیکھ کر فوراً کہہ اٹھا ہوا کیا اور میں نے خود بدولت کے مزاج مبارک کا احوال دریافت  
 کیا صحت و سلامتی ذات اقدس سے مجھ کو اتنی مسرت ہوئی کہ میرا صدر مجھے فراموش  
 ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں دوسرے مصاحبین کی گاڑیاں بھی آگئیں اور سب نے باہم  
 مل کر سرکاری گاڑی کو جو اولٹی پڑی تھی سیدھا کیا حضور پر نور پہر اسی گاڑی میں رول  
 انڈیا ہو کے کیانپ کی طرف روانہ ہوئے کیانپ میں پہنچنے کے بعد ڈاکٹر  
 حکیم الما لک مرزا علی صاحب نے میری پسیلیوں کا امتحان کر کے کہا کہ زیادہ صدمہ  
 پہنچنے کے باعث بائیں جانب کی پسیلیاں توٹ گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بتا دیا  
 سے پسیلیوں کو فوراً باندھ دیا۔ اور مجھے کہا کہ آگے گھوڑے کی سواری اور ڈرائیو سے  
 کامل احتیاط رکھئے۔

ہر چند معالجہ کیا گیا اور احتیاط بھی رکھی گئی لیکن اس شکایت کا سلسلہ جدیدت  
 تک جاری رہا جس مقام کی پسیلیاں توٹ گئی تھیں وہاں کا حصہ جگر سے نہایت قریب  
 تھا اس لئے جگر میں بھی کبھی کبھی درد ہوتا تھا۔ آغاز ماہ جولائی ۱۸۸۹ء عیسوی میں جبکہ  
 اس درد کی ترقی ہو گئی اور کسی طور پر اس کا ازالہ نہ ہو سکا تو ڈاکٹر لاری صاحب نے  
 مجھے یہ صلاح دی کہ کم سے کم تین مہینے کے لئے میں دریا کا سفر کروں تاکہ تبدیل آبیان

قوت پیدا ہو کے مزاج میں اصلاح ہو سکے اس لئے میں نے پیشکاه اعلیٰ حضرت حضور پور  
 سے تین مہینے کی دریائی سفر کے لئے اجازت چاہی اور ۱۳ ماہ جولائی روز شنبہ کو  
 مع ممتازہ یار جنگ ماہر جنگ اور ڈاکٹر کارب کے حیدرآباد سے روانہ ہو کے بھلی  
 میں داخل ہوا۔ بھلی میں تین روز قیام کر کے ۶ جولائی کو (گنجل) جہاز میں اپنی ہمراہیوں  
 کے ساتھ سوار ہوا۔ اسی روز دو بجے ہمارے جہاز کالنگر اوٹھایا گیا۔ تیسرے روز ہم  
 سیلان میں پہنچ گئے اور جہاز پر سے اتر کے ہمنے ہوٹل میں قیام کیا۔ یہاں کے  
 باشندے سگلی اور چینی ہیں۔ یہاں پہنچنے کے بعد حکو یارن ڈیمان کا خط ملا جس کا خلاصہ  
 مضمون یہ تھا کہ اس سفر کے ضمن میں اگر آپ سماترے تشریف لائیں گے تو مجھے آپ کی  
 ملاقات سے مسرت ہوگی اور اس طرف کی سیروسیاحت اور شکار سے آپ کو زیادہ لطف  
 ملے گا یارن ڈیمان کا خط پہنچتے ہی ہم سماترے کی طرف عازم ہوئے اس جہاز پر  
 کپٹن دنڈم اور میجر لول سے بھی ہماری ملاقاتیں ہوئیں ان صاحبوں نے بھی ہمارے  
 ساتھ سماترے کے سفر کا ارادہ کیا ہم سب لوگ جہاز پر سوار ہو کے تیسرے روز  
 سماترے میں داخل ہوئے اور اپنے دوست یارن کے مہمان ہوئے اور ان کے  
 بھگپن ہم نے قیام کیا۔

یہ مقام موسوم بہ دلی سماترا چ گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ اس علاقہ میں بٹویا  
 ایک بڑی بستی ہے جس میں ڈچ سلطنت کا گورنر رہا کرتا ہے اس سرزمین میں چھوٹی  
 چھوٹی چند اضلاع ہیں ہر ایک ضلع میں ایک ایک مسلمان حاکم فرمان روا ہے جسکو

سلطان کہتے ہیں اور اس ضلع کی کل زمین اس کے قبضہ تصرف میں ہے۔ لیکن جس جگہ زرخیز زمین نظر آتی ہے تو یورپین لوگ وہاں اکثر جا بیٹھے ہیں۔

ان نواح میں تنباکو کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے اس لئے پچ لوگ کثرت سے تنباکو کی تجارت کرتے ہیں۔ یارن ڈیہان جرمنی سے اور انکی میم قوم ڈچ سے تھی جب اس کے پہلے شوہر کا انتقال ہو گیا تو یارن ڈیہان نے اس میم کے ساتھ شادی کر لی تھی اس کی طرف سے یارن ڈیہان کو اتنی زمین ملی تھی کہ جسکی سالانہ آمدنی تقریباً پچاس ہزار روپیہ کی تھی اور اس زمین میں تنباکو کی کاشت ہوتی تھی۔

شب کو کہانے سے فارغ ہونے کے بعد ہم یارن ڈیہان سے باتیں کرتے رہے جب شکار کا تذکرہ آیا تو انہوں نے بیان کیا کہ اس نواح میں مغرب کی جانب بہت شکار ہے مگر اس مقام پر ایک ایسی وحشی قوم رہتی ہے کہ جسکی وجہ سے وہاں جانا پر خطر ہے بلکہ ڈچ گورنمنٹ کی طرف سے وہاں جانے کے واسطے ممانعت ہے۔ یارن نے یہ بھی کہا کہ سفید رنگ کے آدمیوں سے وہاں کے باشندے نہایت خائف رہتے ہیں۔ جب ہم نے پوچھا کہ وہاں جانے میں کیا خطر ہے تو یارن ڈیہان نے بیان کیا کہ اس وحشی قوم کے لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جب غیر قوم کی آدمیوں کو اپنے جنگلون اور پہاڑوں میں دیکھتے ہیں اور انہیں کوئی آدمی زیادہ عجیب اور خوب فریب نظر آتا ہے تو اسکی کہات میں رہتے ہیں اور اسطور پر ہر آلود تیر مارتے ہیں کہ وہ آدمی نوراً مر جاتا ہے جب اس کے ہمراہی دشمن کر کے چلا جاتی ہیں



تو وہ وحشی لوگ اوسکی لاش کو قبر سے نکال کر آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں اور نہایت ذوق سے اوسکو کھا جاتے ہیں آدمی کا گوشت اون کے نزدیک دیگر حیوانات کا گوشت سے بہتر اور زیادہ لذیذ ہے اور اگر ایک دو آدمی جنگل میں اونکو بلجائیں تو ان کے مار لینے میں کچھ تاہل نہیں کرتے وہ قوم موسوم بہ ٹیک (مردم خوار) قوم ہے اور ٹیک کے مغربی کوہستان مقام سواترہ میں مسکن گزین ہے۔ ڈچ گورنمنٹ نے اس قوم کو بحالت خود چھوڑ رکھا ہے۔ وہ وحشی قوم دوسرے کی سرحد میں نہیں جاتی اور نہ خود کسی کو تکلیف دینے کا ارادہ کرتی ہے البتہ اگر کوئی اونکی سرحد میں چلا جائے تو وہ لوگ اوسکو مار کے کھا جاتے ہیں یا اونکو کوئی ستائے تو اوسوقت وہ بڑی سختی سے پیش آتے ہیں اونکا ملک بالکل غیر آباد اور ایسا کوہستان ہے کہ اون نہ کسی قسم کی پیداوار ہے اور نہ کوئی ذریعہ تجارت اس لئے ڈچ گورنمنٹ ان لوگوں سے کچھ سروکار نہیں رکھتی اور نہ کسی طور پر اون کی عزت کے لئے منوجہ ہوتی ہے۔

یارن ڈیہان نے کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ اگر چند اجباب باہم ملکر اوسط روٹ جائے گا قصد کریں تو میں بھی ضرور ٹیک کے پہاڑوں میں بغرض سیر و تفریح اور شکار جاؤں اگر آپ کی مرضی ہے تو میں ایک کشتی کرایہ کر کے ایک ہفتہ کے لئے آپ کے ساتھ اون پہاڑوں میں جانے کے لئے آمادہ ہوں ہم نے یارن ڈیہان کی زبان سے اوس قوم کے حالات جو کچھ سنے سنے اوس سے ہمارے ولیمین اوس ملک اور اوس



قوم کے دیکھتے اور اوسکے طرز معاشرت معلوم کرنے کا زیادہ اشتیاق پیدا ہوا اور اس دریائی سفر کے لئے سیر و تفریح اور شکار بہکوا ایک ذریعہ ہو گیا جس نے یارن ڈیہان کے ارادہ کے ساتھ اتفاق کیا اور نہایت خوشی سے اوس وحشی ملک میں شکار کو جانے کے لئے ہم تیار ہوئے یارن نے اس سفر کا ضروری انتظام کیا مین میجر لول کپٹن ونڈرم مرزا عبداللہ بیگ۔ ممتاز یار جنگ۔ ڈاکٹر کارب اپنے مینربان یارن ڈیہان کے ساتھ کشتیوں میں سوار ہو کے دریائی راستہ سے بنگ کے پہاڑوں کی طرف عازم ہوئے۔ ہمارے کل ہمراہی کشتی میں ہتے بولتے خوش و خرم جارہے تھے مگر ڈاکٹر کارب کی کچھ عجیب حالت تھی کہ وہ نہایت مغموم اور فکر مند معلوم ہوتی تھی مرزا عبداللہ بیگ نے جب اون سے فکر کا سبب پوچھا تو اونہوں نے نہایت افسوس کے ساتھ کہا کہ ہم ایسے ملک میں آئے ہیں جہاں کے باشندے بالکل وحشی اور مردم خوار ہیں اور آدمیوں کو زہر آلود تیروں سے مارتے ہیں ایسی حالت میں وہاں جانا کس قدر خطرناک اور ہے چونکہ میں بحیثیت ڈاکٹر نواب انسر خٹک بہاؤ کے ساتھ ہوں اس لئے میں اون سے علیحدہ ہی نہیں ہو سکتا ورنہ میں ضرور واپس چلا جاتا مین اپنے مکان پر اپنے چہوٹے چہوٹے بچے چھوڑ کر آیا ہوں اس دشت انگیز سفر میں ہر وقت وہ مجھے یاد آتے ہیں مین نہایت متروک ہوں کہ میں کیا کروں ڈاکٹر کارب کی اس حسرت آلود تقریر سے سب لوگ ہنس پڑے۔ یارن ڈیہان بڑے ظریف مزاج اور خوش طبع تھے اونہوں نے ڈاکٹر کارب کی یہ تقریر سنی تو خوش

طبعی سے کہا کہ ڈاکٹر کا سبکی فکر اس موقع پر بہت صحیح ہے اور اس کا خیال درست  
 اس لئے کہ وہ ویلے پٹلے آدمی سے مزاحم نہیں ہوتے جو آدمی کہ زیادہ فربہ اور  
 قوی جثہ ہوتا ہے وہ اسکو دور رہی سے ناک کے زہر آلود تیروں سے شکار کر لیتے  
 یا کسی نہ کسی حیلہ اور تدبیر سے اسکو اپنے قابو میں لاس کے مثل بکری کے فرج کر کے  
 بڑے مزہ سے کھا جاتے ہیں یا رن ڈوبان نے یہ بھی بیان کیا کہ جطرح بکری اور  
 دوسرے جانوروں کے بعض اعضا کا گوشت زیادہ لذیذ سمجھا جاتا ہے اسی طرح  
 وہ آدمی کے سینہ اور پنڈلیوں کے گوشت کو زیادہ لذیذ سمجھتے ہیں اور گورے  
 رنگ والے کے گوشت کو تو وہ نہایت ہی لذیذ جانتے ہیں یا رن ڈوبان کے  
 اس بیان سے ڈاکٹر کا رپ کے دلپر کچھ ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے کہا نا پینا ماکل  
 چھوڑ دیا اور کسی وقت کشتی سے باہر نہ گئے اور ہمیشہ مغموم رہنے لگے جبکہ ڈاکٹر  
 کا رب زیادہ متفکر ہوتے اور سیدھے سب لوگ انکو زیادہ چہڑتے تھے۔

غرض تمام دن ہماری کشتی ندی میں چلتی رہی ندی کے دونوں طرف انواع  
 و اقسام کے موزوں اور خوش وضع درخت اوگے ہوئے تھے اور دونوں طرف  
 سبز لہلہا تا نہایت خوشنما اور بہلا معلوم ہوتا تھا ندی کے کناروں سے کچھ فاصلہ پر  
 دور سے ہرن چرتے ہوئے کھکھوٹا کرتے تھے صبح کے وقت ندی کے کنارہ  
 جا بجا بہت سے مگر پانی سے باہر نکل نکل کے ریٹ پر چڑھے ہوئے دھوپ  
 کھاتے دکھائی دیتے تھے ندی میں کشتی کا روانہ ہونا دونوں طرف سبز و زار اور

جنگلی جانوروں کا دور دوسرے دکھائی دینا پزند جانوروں کا درختوں پر انواع و اقسام کی بولیاں بولنا اور چھپانا خاص کر آفتاب غروب ہوتے وقت بہت ہی لطف انگیز معلوم ہوتا تھا آفتاب غروب ہوتے وقت ہماری کشتی ٹہرائی گئی اور شب میں ندی کے کنارہ کھڑی رہی۔

دوسرے دن آفتاب طلوع ہونے کے بعد ہم جنگل میں شکار کھیلنے کے لئے گئے جہاڑی اس قدر گنجان تھی کہ آدمی کا گزروں شور مچاتا اور کوئی جانور نظر نہ آتا تھا جہاڑی کے علاوہ جا بجا پانی تھا جبکی وجہ سے ہلو شکار کا بالکل موقع نہ ملا۔ آخر ہم جنگل سے پلٹ کے آئے اور پہر کشتی میں سوار ہو کے آگے کو روانہ ہوئے۔

دوسرے روز مقام ٹان جان کو پہرین پہنچے یہ ایک چوڑا سا گاؤں ہے اور ٹیک قوم کی کوہستانی سرحد سے باہر ہے چند سو پڈیش لوگ یہاں پر تبا کوئی کاشت کرتے ہیں ایک سو پڈیش ٹیک اکرڑ پیمانے ہلو اپنا مہان کیا ہم تین روز تک ان کے مہان رہے اس جگہ ہلو ٹیک کی قوم کے اکثر حالات معلوم ہوئے جسکے سننے سے نہایت درجہ تعجب ہوا کہ اس تہذیب کے زمانہ میں جو کوہستان اور جنگلوں کی بستے والی مختلف اقوام میں ہر قسم کی شائستگی اور قابلیت کے آثار کی ترقی ہے اور جوانی خصال سے نکلنے اور انسانی صفات میں داخل ہونے کے لئے ہر دلی اور اعلیٰ کوشش کر رہا ہے یہ عجیب وحشی قوم ہے کہ اپنی نوع ہی کے ساتھ بیابان کی خصلت اور عادت رکھتی ہے اور باوجود قرب جوار مہذب ملکوں کے وحشیانہ

۱۔ اطوار سے سکونت پذیر رہے اور اب تک مردم خواری کی عادت نہیں چھوڑی اور  
 آدمیت کی کوئی صفت پیدا نہیں کی اور نہ اس کے لئے کچھ کوشش کرنی ہے اس موقع  
 پر اس کی تفصیلی کیفیت معاشرت کے کلینے کی چنداں ضرورت نہیں ہے لیکن عجیب  
 و غریب اطوار ہونے کی وجہ سے بعض بعض اصول اسکے ذیل میں کہے جاتے ہیں  
 واضح ہو کہ سائزے کے مغرب اور خوب کی جانب بالکل جھاڑی اور جنگل ہے اور نہ  
 کثرت سے ہیں سائزے سے تقریباً پچاس میل کے فاصلہ پر مغرب کی جانب بڑا  
 لقمہ جنگل ہے جس میں بہت سے چھوٹے چھوٹے پہاڑ اور بڑے بڑے غار ہیں  
 ان پہاڑوں کے غاروں میں بٹک قوم مسکن گزین ہے۔ کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے  
 چھبروں کے بھی مکانات ہیں جو دور سے نظر آتے ہیں یہ قوم کسی حاکم کے تابع نہیں  
 نہیں بالکل آزاد اور وحشیانہ طور پر اپنی زندگی بسر کرتی ہے انکی باہمی شادی کی تقاضا  
 اور غم کے رسوم بھی بالکل وحشیانہ ہیں اس قوم میں جب کوئی مغز شخص مر جاتا ہے  
 تو سردار قوم یا اپنے عزیز کا گوشت نہیں کھاتے اگر قصور کی سزا میں کوئی شخص مارا  
 جاوے تو عزیز کا گوشت بھی کھانا روا سمجھتے ہیں اور اسکی لاش کے موافق ایک سوخت  
 کو کاٹ کر اس کے تنہ کو اسطور پر چھوٹ کرنے میں کہ اسکی لاش تنہ درخت کے  
 جوف میں سہا کے لاش کو او سین رکھ کر دونوں طرفوں سے اسکا منہ بند کر دیتے ہیں  
 اور ایک بلند درخت سے اسکو لٹکا دیتے ہیں اور مردہ کے عزیز و اقارب اس  
 درخت کے پنجے زراعت کرتے ہیں اور اس مقام میں کوئی نہ کوئی مردہ کا رشتہ دار

رات دن ایک سال تک حاضر رہتا ہے جسوقت زراعت تیار ہو جاتی ہے تو  
اوسکو کاٹکر آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

غریب کی لاشوں کو یا تو کھا جاتے ہیں یا درختوں پر باندھ دیتے ہیں کسی مردہ کو زمین  
میں دفن نہیں کرتے اسی طرح اس قوم کے شادی کے رسوم بھی زمانہ سے نرالے  
ہیں جو ان لڑکی جب تک کہ اوسکی شادی نہیں ہوتی بالکل خود مختار رہتی ہے۔  
شادی ہونے کے بعد اگر وہ عورت فعل قبیح کی مرتکب ہوتی ہے تو اوسکی سزا قتل  
ہے وہ عورت قوم بٹک کے راجہ کے سامنے لائی جاتی ہے اوسکو استقدر نشہ پلاتے  
ہیں کہ وہ بخود ہو جاتی ہے پہرہ بلب کے ایک نوکدار آلہ سے اوسکی گردن میں اسطور  
پر مارتے ہیں کہ وہ عورت مر جاتی ہے۔ مرنے کے بعد اوس عورت کا گوشت آپس میں  
تقسیم کیا جاتا ہے چہاتیان اور پنڈلیان خاص اوس عورت کے خاوند کا حق ہوتا ہے  
اون لوگوں میں ان دونوں اعضا کا گوشت نہایت لذیذ تصور کیا جاتا ہے اور  
اوسکی رائیں حاکم وقت یعنی راجہ کو دی جاتی ہیں باقی گوشت اوسکے عزیز اور  
دوسرے لوگ باہم تقسیم کر لیتے ہیں اس وحشی قوم میں مردم خواری کی یہ بری رسم  
اتہک جاری ہے۔

ایک گاؤں کے لوگ جب دوسرے گاؤں کے لوگوں سے لڑتے ہیں تو جو  
گروہ مغلوب ہو جاتا ہے اوسکو غالب گروہ گرفتار کر کے لے جاتا ہے اور وہ لوگ  
راجہ کے غلام خیال کئے جاتے ہیں گرفتاروں میں جو لوگ قسم و کور سے ہون پیا

اناث سے اگر کمزور اور ضعیف ہوتے ہیں تو وہ اونکو مار کے کھالیتے ہیں اور جو مرد اور عورتیں تو انا اور کام کرنے کے لائق ہوتے ہیں۔ اون سے وہ کہتی باڑی وغیرہ کا کام لیتے ہیں۔

یہ لوگ ضرورت کے موافق مکا اور چاول کی زراعت کر لیتے ہیں انکی سکونت تقریباً پانسو میل کے رقبہ زمین میں ہے اتنے رقبہ زمین میں چند راجے حکم ان ہیں اور ان سب کے حدود علیحدہ علیحدہ ہیں آپس میں اکثر حدود کے مناقشہ پر باہم لڑائی ہوتی ہے اس کے ہتیار لابی لابی چہرے اور تیرکمان ہیں بالنس کی کمانیں ہوتی ہیں شکار کے وقت اور لڑائی میں وہی تیرکمان استعمال کرتے ہیں۔

اس مردم خوار قوم سے اطراف و جوانب کے باشندے ہمیشہ اندیشناک رہتے ہیں لیکن یہ لوگ جنگلوں اور پہاڑوں اور غاروں ہی میں سکونت پذیر رہتے ہیں اور کسی طرف جانے کا ارادہ نہیں کرتے اور قدیم سے انہیں مقامات میں اپنی گزراں کرتے ہیں البتہ کبھی کبھی اس وحشی قوم کے مرد اور عورتیں باہم لڑکے اپنی سرحد سے دوسرے گاؤں میں محنت و مزدوری کی غرض سے نکلتے ہیں اور اس ذریعہ سے اپنی اوقات بسر کرتے ہیں جب ایسے لوگ دوسرے مقامات میں اتفاق زمانہ سے چلے جاتے ہیں تو اونکی قوم کے حالات اون کی زبانی بخوبی معلوم ہو جاتے ہیں چنانچہ ہم نے اپنے منیربان کی قیام گاہ میں قوم ٹیک کی ایک جوان لڑکی دیکھی جو اونکی خانہ داری کا سبب اشتہام کرتی تھی اور اسکا



ایک بہائی بھی وہاں موجود تھا اور اسکے بہائی کی زبان معلوم ہوا کہ جب تک اس لڑکی کا دل چاہے گا یہاں رہے گی اور جب اپنے ملک کو جانا چاہے گی تو صاحب خانہؒ اجازت لیکر جائے گی اس قوم کا عام دستور یہ ہے کہ جب اونکی لڑکیوں کے اولاد پیدا ہوتی ہے تو اون کے مان باپ اپنی اولاد کی اولاد کو لے لیتے ہیں اور اپنے قومی رسم و رواج کے موافق اونکی پرورش کرتے ہیں طوالت کی وجہ سے اونکے اکثر رسوم کھنسنے سے ترک کر دے گئے۔

غرض تین روز تک ہم وہاں مقیم رہے جب شکار کے ملنے سے ہم کو بالکل مایوسی ہو گئی تو ہم ساترے کی طرف واپس ہوئے اور اپنے دوست یارن ڈویرہان کے مکان پر اوترے اور پیراون سے بھی رخصت ہو کر حیا ز پر سوار ہوئے اور سیلون پہونچ کر چند روز قیام کیا اور سیلون سے خیر و عافیت کے ساتھ بلدہ حیدر آباد کی طرف بٹنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مراجعت کی۔

آلہ اور پروت گیری کی طرف اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا  
شیر کے شکار کیلئے رونق افزا ہونا۔

بندگان حضرت حضور پر نور نے غرہ رمضان ۱۳۱۱ھ ہجری مطابق ۲ مئی ۱۸۹۶ء کو تالاب پاکہال کی طرف شیر کے شکار کے لئے غزم فرمایا۔ صوبیدار سمت شرقی اور تعلقدار ضلع ورنگل کو رونق افروزی سواری مبارک سے اطلاع دی گئی۔ مقام

کتہ کندہ پر خیمہ جات سرکاری نصب ہوئے۔

بندگان حضرت کی اسپیشل ٹرین صبح کے وقت گہن پورہ اسٹیشن پر پہنچی۔  
وہاں سے اعلیٰ حضرت بگھی میں سوار ہو کر کتہ کندہ کو جو اسٹیشن سے بیس میل کے  
فاصلہ پر واقع تھا تشریف لے گئے۔

دوسرے روز میوراں کندہ ٹکٹ گارے کی خبر آئی پہاڑ کا ہانکہ کیا گیا۔ لیکن شیر  
نظر نہیں آیا شکار یونکی زبان معلوم ہوا کہ لین کی ہنی طرف شیر نکلیگا۔ چوتھی ماہ مئی ۱۸۸۹ء کو  
شیر نے قلعہ کے پہاڑ میں گارا کیا یہ پہاڑ شکر گاہ شاہی سے بہت قریب تھا مشہور  
ہے کہ راجہ پرتاب راء نے اس پہاڑ پر پتھروں کی دیوار بنوا کے قلعہ کی بنیاد  
ڈالی تھی مگر قلعہ میں برج وغیرہ کچھ نہیں ہیں دور سے فصیل کے طور پر صرف دیوار  
نظر آتی ہے اور اس میں رہنے کے مقامات وغیرہ کا کچھ نشان تک نہیں ہے کتہ کندہ  
کے نام سے یہ قلعہ مشہور ہے۔

شیر۔ بورنچہ۔ رچہ اور خنگلی جانور اسمین رہا کرتے ہیں تمام کے قریب اوس  
پہاڑ میں ہانکہ ہوا۔ شکر گاہ شاہی نزدیک ہونے کے باعث شیر گارا کر کے نکل گیا۔  
دوسرے روز جب اعلیٰ حضرت خیمہ سے برآمد ہوئے ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضور  
کے دہنے پاؤں میں کچھ درد ہے جسکی وجہ سے رفتار کے وقت کچھ لنگ فرماتی ہیں  
حکیم احمد علی صاحب سواری مبارک کے ہمراہ تھے اعلیٰ حضرت نے انکو یاد فرمایا۔  
حکیم صاحب نے دیکھا کہ گھٹنے کے اوپر ایک پینسی مثل چھوٹے آبلہ کے نمودار ہوئی

اور اسکے اطراف میں نہایت سرخی ہے۔ حکیم صاحب کو نہایت تشویش ہوئی۔  
 اس لئے کہ اس پہنسی کی شکل معمولی ثبورات سے بالکل علحدہ تھی۔  
 بندگان حضرت کا مزاج اس قدر متحمل اور مستقل واقع ہوا ہے کہ کسی قسم کی تکلیف  
 یاد رہے کبھی اظہار نہیں فرماتے حکیم صاحب کے معروضہ پر صرف اس قدر ارشاد ہوا کہ  
 کپہنسی کے مقام پر سوزش بہت ہے حکیم صاحب نے تخفیف ورم اور کمی درد کے  
 لئے کچھ دوا لگا کر پٹی باندھ دی شام کو جو وقت پٹی کھولی تو حکیم صاحب کو نہایت  
 پریشانی ہوئی پہنسی کے اطراف میں سرخی بڑھ گئی تھی اور آبلہ کے اطراف میں اور  
 چھوٹی چھوٹی ثبورات پیدا ہو گئے تھے۔

حکیم صاحب کو اپنی راتے قایم کرنے میں نردو تھا کہ یہ کس قسم کی پہنسی ہے۔  
 چونکہ اس مقام پر سوزش بھی بہت تھی اس لئے یہ خوف ہوا کہ کہیں رشتہ کا آبلہ نہ ہو۔  
 بہر حال یہ امر قرار پایا کہ رز پڈنسی سرچن ڈاکٹر لاری صاحب طلب کئے جائیں فوراً  
 ڈاکٹر صاحب منفر کو ٹیکگرام دیا گیا دوسرے روز صبح کو میل ٹرین میں ڈاکٹر لاری صاحب  
 حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت کے پاؤں کی پہنسی کو دیکھ کر کچھ دوا تجویز کی ڈاکٹر صاحب  
 کی زبانی یہ امر سنکر سہوٹ کو اطمینان ہوا کہ رشتہ کی تکلیت نہیں ہے تین روز تک  
 ڈاکٹر لاری صاحب شکر گاہ میں رہے ہر صبح و شام اعلیٰ حضرت کے پاؤں کو دیکھتے  
 اور پٹی بدلتے تھے چوتھے روز فضل الہی سے درد میں تخفیف ہوئی۔ سرخی بھی نہایت  
 سابق کے کم ہو گئی ڈاکٹر لاری صاحب نے عرض کیا کہ میری لٹرکی مس ایڈٹ لاری

کی کل شام کو سا لگر رہے اگر اجازت ہو تو میں بلدرہ کو واپس جاؤں بندگان حضرت نے خوشی سے اجازت مرحمت فرمائی۔ ڈاکٹر لاری صاحب شب کی میل ترین میں بلدرہ کو روانہ ہوئے۔

اعلیٰ حضرت کے پاؤں میں پہلے جو گھٹنے کے قریب ایک پہنسی آبلہ کے طوڑ ہوئی تھی اوس کے اطراف میں صد یا چھوٹی چھوٹی پہنسنیں ہو گئیں جن کے دروسے پاؤں کو جنبش دینے اور چلنے پہرنے سے نہایت تکلیف ہوتی تھی غرض کہ اعلیٰ حضرت نے باوجود اس تکلیف کے اوسی جرات اور بہادری سے ایک روز بھی کیا نپ میں آرام نہیں فرمایا ہمیشہ باہر رونق افروز ہوئے اور شکار کو تشریف لیجانے سے ایک روز کیا نپ کے قریب سے گارے کی خبر آئی اعلیٰ حضرت نے درد پاکی اوسی حالت میں شکار کو تشریف لیجانے کا ارادہ فرمایا۔ پاؤں کے دروسے گھوڑے پر سوار ہونا دشوار تھا اسلئے ارشاد اقدس ہوا کہ اگر شکر گاہ میں عہدہ داران ضلع کے پاس کوئی پالکی ہو تو طلب کیا جائے چنانچہ تعلقدار صاحب کی پالکی منگائی گئی بندگان حضرت اوس پالکی میں سوار ہو کر شکار کو رونق افروز ہوئے۔

جس درخت پر اعلیٰ حضرت کے لئے مچان باندھا گیا تھا۔ جہاں تک ممکن تھا اوس کے قریب پالکی لے گئے بہر حال پالکی سے اوتر کر اعلیٰ حضرت کو درخت تک پیادہ پا چلنا پڑا جس سے پاؤں کا درد زیادہ ہو گیا اوس درد کی شدت میں زمین سے مچان تک تقریباً بیس فٹ سیڑھی پر چڑھنا آسان امر نہ تھا چونکہ گھٹنے سے اوپر تک

ڈاکٹر صاحب نے بیانِ بچ باندہ دیا تھا اس لئے پاؤں کو خم نہیں دیا جاتا سید ہا پاؤں  
 سامنے کو لانا پکار کے حضرت مچان پر بیٹھے۔ بندگانِ حضرت کی مستقل مزاجی اور  
 صدمہ درد کی برداشت اور شکار کا دلی شوق اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ پاؤں  
 میں باوجود استغداد درد ہونے کے جب گارے کی خبر آئی۔ غلبہ شوق شکار سے  
 اعلیٰ حضرت خیمہ میں تشریف نہ رکھ سکے اور اسی درد کی حالت میں جب طرح ممکن ہوا  
 ہر قسم کی تکلیف کو ارا فرما کر شکار کو تشریف لے گئے۔ شکاریوں کو بہت امید تھی کہ  
 شیر جھاڑی میں موجود ہے نکلے گا۔ جنگل ہی اچھا تھا جب ہانکے نصف پہاڑ سے گزر گیا  
 اوسوقت بعض گاؤں والے شکاری جو پہاڑ کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے  
 اونہوں نے اشارہ کیا کہ شیر ہانکے والوں کی لین کے بائیں طرف سے نکل کر دوسرے  
 پہاڑ کو جا رہا ہے غرض شیر چلا گیا اور اعلیٰ حضرت کے سامنے نہ آیا قریب شام کے  
 بندگانِ حضرت لشکر گاہ میں مراجعت فرما ہوئے پاکی سے پہاڑ تک پیادہ جانے  
 اور سیڑھی پر چڑھنے سے پاؤں کو زیادہ ہرج پہونچا شکوہ اور زیادہ درد رہا۔  
 ۱۲ ماہ مئی کو گارے کی خبر آئی بندگانِ حضرت درد کے باعث پہر پالکی میں لیٹ کر  
 یے گئے۔

اعلیٰ حضرت کا مچان پہاڑ کے سامنے ایک تنید و سکے درخت پر باندھا گیا  
 نادر جنگ حضرت کے وہنی طرف ایک مچان پر بیٹھے ہانکے شروع ہوا شیر پتھر و زمین  
 سے نکل کر آہستہ آہستہ پہاڑ کے نیچے آ رہا تھا اوسوقت رسالہ کا ایک سوار جس نے

اپنا گھوڑا ایک درخت سے باندھ دیا تھا اور خود درخت پر بیٹھا تھا اوس نے آواز دینا شروع کیا شیر اوس کی آواز سے واپس ہو کر پیار کے پتھر زمین چلا گیا۔

ہانکہ والے شیر کو نکلتا دیکھ کر سب اپنے اپنے مقامات پر کھڑے ہو گئے شکار گون

نے جب دیکھا کہ شیر گوی میں چلا گیا ہے تب آتش بازی کے کوہٹ اور بان چلانا

اور گویوں میں پھینکنا شروع کیا ایک شکاری آدمی پتھر پر تھا اوسکی نظر شیر پر پڑی

اوس نے اون شکاریوں کو اوپر بلایا۔ اور ایک کوہٹ آتش بازی کا سلگا کر جس مقام پر چھان

شیر بیٹھا تھا پھینکا۔ بھرد کوہٹ کے روشن ہو کر آواز دینے کے شیر غراتا ہوا پہاڑ سے

نکلا۔ اتفاقاً فاضل بیگ اوسی راستہ میں کھڑے تھے جس راستہ سے شیر غضبناک

حالت میں آواز دیتا چلا آتا تھا۔

فاضل بیگ شکاریوں میں بڑے تجربہ کار ہیں۔ بہت شیروں کو انہوں نے نزدیک

اور دور سے دیکھا تھا اور پہلے میرے ساتھ شکاریوں وہ زخمی ہو چکے تھے جب اونکی

نظر شیر پر پڑی جب انہوں نے خیال کیا کہ آج موت کا سامنا ہے اور یہ شیر اب

جیتانہ چھوڑے گا۔

قدیم شکاریوں کو ایسے وقت میں اپنا آپکو بچانے کے بہت ڈر ہوا ہوتا ہیں

لیکن شیر کے مقابلہ میں فاضل بیگ کو اس قدر فرصت نہ ملی کہ وہ اپنی حفاظت کا کوئی

جیلہ سوچتے مگر تب ہی انہوں نے موقع کو ہاتھ سے نہ دیا اونکے سامنے جو ایک چھوٹی

سی نالی تھی انہوں نے اپنے آپکو فوراً اوس میں گرا دیا اور اپنے جسم کو نالی میں لپٹا لپٹا



کہ باہر سے دیکھنے والوں کو قطعاً وہی سیٹھ نظر آتی تھی۔

فاضل بیگ نے زمین میں چھپنے کے لئے ایسی کوشش کی کہ اگر وہ بالی بڑی یا وہاں کوئی سوراخ ہوتا تو وہ مثل خرگوش کے اوسین گھس جاتے مگر وہ جگہ اتفاق سے استفد رتنگ تھی کہ نصف جسم اونکا زمین میں پوشیدہ ہوا اور نصف اوپر کو نظر آتا رہا۔ شیر ایک چشم زدن میں فاضل بیگ تک آ پہنچا ہر چند کہ منہ زمین کی طرف ہونے سے وہ خود شیر کو دیکھ نہیں سکتے تھے لیکن شیر کی آواز بخوبی سن سکتے تھے۔ شیر کا غراتے ہوئے آنا اور اسکے پاؤں کی آواز سناتا تھا کہ انہوں نے اپنے کو مثل غالب بیجان کے مصنوعی قبر میں ایسا دفن کیا کہ شیر اونکے پاس پہنچ کر کھڑا ہو گیا اور دیکھنے لگا کہ ابھی یہاں آدمی کھڑا تھا یا ابھی ایک کپڑا زمین پر پڑا ہے شیر آواز دیکر جس بالی میں فاضل بیگ دبے ہوئے تھے اوپر آ کھڑا ہوا اب فاضل بیگ شیر کے پیچھے آگئے اون کے شانوں کی دونوں طرف شیر کے دونوں اگلے پاؤں اور اونکے پاؤں کے نیچوں کے پاس شیر کے پیچھے پاؤں تھے اور شیر کا منہ اون کے سر کے مقابل تھا۔

جو لوگ کہ درختوں اور پتھروں پر قریب میں بیٹھے ہوئے تھے اونکا بیان ہوا کہ جب شیر فاضل بیگ کے جسم پر آ کر کھڑا ہوا اور سوت سوا شیر کے فاضل بیگ کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا جب شیر کو زمین پر کسی قسم کی جنبش معلوم نہ ہوئی تو اپنے ایک پنجہ اونکے دہنے شانہ میں مارا جس سے فاضل بیگ کا شکاری کوٹ پٹکر

تین ناخن اندازاً دیڑھ انچ گہرے مونڈھے میں لگے۔

فاضل بیگ جو ہمیشہ سر پر ایک بڑا خاکی رنگ کا عمامہ باندھتے تھے شیر نے اوسپر منہ مارا چونکہ فاضل بیگ نے منہ اور سر کو نالی میں خوب چھپایا تھا اس لئے پیچھلا حصہ شیر کے منہ میں آگیا۔

فقط دو دانتوں کا زخم تقریباً ایک انچ گہرا اور تین انچ لانا اون کے سر میں لگا۔

شیر نے عمامہ منہ میں لیکر ایک جست کی اور عمامہ کو چباتا غصہ کرتا آواز دیتا ہوا دوسرے پہاڑ کے طرف چلا گیا۔

فاضل بیگ نے سر میں دوزخ بڑے استقلال سے کھائے لیکن ہاتھ یا پاؤں سر مونہ ہلایا۔ ہر چند کہ شیر چلا گیا لیکن فاضل بیگ اپنی جائے سے نہیں ہلے۔

بہادر بیگ شکاری جو نزدیک تھے دوڑ کر آئے اور اونکو زمین سے اٹھایا جب انہوں نے اپنے جسم کو جو تھوڑی دیر تک بالکل بے حس و حرکت رکھا تھا جنبش دینا شروع کیا کہ کونسا عضو جسم کا شیر کے کام آیا ہے تھوڑی دیر میں فاضل بیگ کو یہ ثابت ہوا کہ سر اور شانہ سے خون روان ہے اور سوا عمامہ کے باقی سب اسباب موجود اور انکے اعضا درست ہیں۔

ایک شکاری چہری جو ہمیشہ کمر میں رہتی تھی اور شیر کے حملہ کے وقت اونہونچ نیام سے نکال لی تھی وہ بحال خود دھننے ہاتھ میں تھی۔

فاضل بیگ نے بہادر بیگ سے اول یہ سوال کیا کہ میرا عمامہ کہاں ہے اور ہونے  
نے جواب دیا کہ شیر گئے گیا۔ تب فاضل بیگ نے کہا کہ میرے کہا نے کے پان  
اور تما کو بھی اوسی میں تھا۔

اور نہون نے جواب دیا کہ شیر نے وہ سب کہا لیا ہو گا۔ غرض کہ فاضل بیگ کو  
اوٹھا کر آہستہ آہستہ جس جگہ کہ اعلیٰ حضرت کا مچان تھا اوسط طرف لائے چونکہ شیر پہاڑ  
سے نکل گیا تھا سب ہانکے والے بھی اتر آئے۔

ڈاکٹر میر احمد علی نے زخمون کا امتحان کیا سر دست کار بالک اسٹر کے سلوٹن  
سے زخمون کو دیو کر پٹی باندھ دی اور فاضل بیگ کو چار پائی پر ڈاکٹر شکر گاہ میں  
روانہ کیا۔

نہنگان حضرت ہی یا بو پر سوار ہو کر واپس تشریف لائے راہ میں ڈاکٹر صاحب  
نے کہا کہ مونڈ ہے پر فقط ناخن کا زخم ہے وہ جلد اچھا ہو جائے گا لیکن سر کا زخم گہرا  
ہے اگر دماغ تک صدمہ پہونچا ہے تو زخمی کا بچنا دشوار ہو گا شکر گاہ میں پہونچ کر ڈاکٹر  
صاحب نے زخمون کو ٹانگے سے فاضل بیگ کے زخمی ہونے سے اعلیٰ حضرت کو ہتھا  
افسوس ہوا۔ اکثر ہمارا ہیان سواری مبارک اوسکے دیکھنے کے لئے گئے بہت عرصہ  
میں فاضل بیگ کو جاننا نہون گذشتہ بیس سال سے میرا کوئی ایسا شکار نہیں ہوا کہ  
جس میں فاضل بیگ شریک نہون۔ اکثر شکار کا انتظام اوسکے سپرد رہا ہے۔  
فاضل بیگ کے زخمی ہونے کا یہ دوسرا وقت ہے جرات اور دلیری ان کا

خاندانی جو ہر ہے۔ انکا چہوٹا بہائی حیدر بیگ میرے والد کے ساتھ نیکار میں زخمی ہوا تھا۔ غرض مجھ کو فاضل بیگ کے زخمی ہونے اور اون کے سر میں زخم آنے سے نہایت افسوس ہوا میں جب فاضل بیگ کو دیکھنے گیا اور سوقت ڈاکٹر صاحب زخموں کو ٹانگے دیکھے تھے۔

فاضل بیگ ہمیشہ بیان کرتے تھے کہ ملک برابر کے کوہ سرد پر وہ میں کسی بزرگ نے ایک درخت کا پتا بتا دیا تھا کہ اگر کوئی شخص اس درخت کے پتے اپنے پاس رکھے گا تو شیر یا اور کوئی درند جانور اس آدمی کو زخمی نہ کر سکیگا۔ فاضل بیگ کو ایسے بہانے پر اعتقاد تھا اور اس درخت کے پتے اپنی پاس ہمیشہ رکھا کرتے تھے میں نے فاضل بیگ سے کہا کہ اون پتوں آجکے روز مکوشیر سے نہیں بچایا اونہوں نے جواب دیا کہ وہ پتے آج اپنی گپڑی میں رکھنا میں بہول گیا تھا۔ زخمی ہونے سے ایک ہفتہ بعد فاضل بیگ کے سر کا زخم بہت خراب ہو گیا ڈاکٹر صاحب کو اونکی زندگی سے مایوسی تھی لیکن پھر تھوڑے زمانہ میں زخم درست ہونا شروع ہو گیا اور تقریباً دو مہینے میں وہ بالکل تندرست ہو گئے۔

دسویں رمضان شریف ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۸۸۹ء کو بندگان حضرت

نے کتہ کنڈہ سے مقام پروت گیری کی طرف روانگی کا ارادہ فرمایا یہ مقام قی کنڈہ اسٹیشن سے ۶ میل کے فاصلہ پر ریلوے لین سے جنوب کی جانب واقع ہے۔

۱۳ رمضان ۱۳۰۴ھ کو لشکر گاہ پروت گیری میں بذریعہ ٹیلیگراف کے شہر سے

خبر آئی کہ مہاراجہ نرنیہر پٹیشکار صاحب نے ۱۲ رمضان ۱۳۵۷ء کو انتقال کیا۔  
 پر دت گیری کے جنگل میں دو تین ہانکے ہوئے لیکن کچھ شکار نہ ملا۔ ۲۴ مئی ۱۸۹۹ء  
 کو اور جنگ بہار نے ایک بوڑھے شکار کیا شکر گاہ سے مشرق کے اطراف چار میل کے  
 فاصلہ پر ایک پہاڑ پولی گٹھ کے نام سے مشہور ہے اوس میں شیر نے گار کیا شکاری خبر  
 لائے کہ شیر پہاڑ پر موجود ہے۔

بندگان حضرت وقت مقررہ پر شکار کو رونق افروز ہوئے پہاڑ کے قریب ایک  
 درخت پر اعلیٰ حضرت کے لئے ایک مچان باندھا گیا اوس پر اعلیٰ حضرت رونق بخش ہوئے  
 ہانک شروع ہونے کے چند منٹ بعد بندگان حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر پہاڑ سے اوتر  
 کر سید با حضرت کی طرف چلا آتا تھا بندگان عالی کمال مسرت سے رہنے لگے کہ دست مبارک  
 میں لائے ہوئے تیار تھے شیر کبھی گھانس اور جھاڑی میں بینہاں ہو جاتا اور کبھی نظر آتا۔  
 کبھی کہہ کر ہانکے دالوں کی آواز سنتا اور آہستہ آہستہ آگے کو بڑھتا تھا۔

بندگان حضرت کے مچان کے سامنے چند درخت تھے کسی شکاری نے غلطی سے  
 ایک گاؤں والے آدمی کو اوس پر بٹھا دیا تھا وہ آدمی درخت کے پتوں میں اس قدر پوشیدہ  
 بیٹھا تھا کہ حضرت کو مچان پر سے بالکل دکھائی نہین دیتا تھا۔ شیر جب اوس درخت کے  
 نیچے آیا اوس وقت یکایک اوس آدمی کی نظر شیر پر پڑی شیر کو دیکھ کر ڈرا اور بے اختیار  
 چلانا اور درخت کی ڈالمیوں پر لکڑی مارنا شروع کیا شیر اوسکی آواز سنکر پہاڑ پر والے چلا گیا  
 اگر یہ آدمی سامنے نہ ہوتا تو شیر بندگان حضرت کے بہت قریب سے نکلتا شیر کے پہاڑ

کے طرف جانے سے یہ خیال ہوا کہ وہ ہاکہ والوں کے شور و غل سے دوسرے پہاڑ کو چلا جائے گا لیکن وہ پہاڑ کی دہنی طرف جس جگہ کہ ناور جنگ کھڑے تھے اُن کے ہاتھی سے تقریباً ویڑ سوار کے فاصلہ سے نکلا۔

ناور جنگ نے دو گویان چلائین تیز زخمی ہو کر پہاڑ میں چلا گیا۔ شکاری لوگ جب واپس آئے اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ شیر کی پیٹھ میں گولی لگی ہے زخم سے خون نکل کر زمین پر گرتا جاتا ہے پہاڑ میں بہت بڑے بڑے غار اور گوبین ہین اگر اس وقت زخمی شیر کی تلاش کی جائے گی تو ضرور کسی آدمی کو نقصان پہونچائے گا۔

چونکہ شیر کو زخم کاری لگا ہے شب کو ضرور مر جائے گا اس لئے اب شیر کا تعاقب نہ کیا جائے دوسرے روز تلاش کرنا مناسب ہوگا۔ عرض کہ زخمی شیر کی تلاش موقوف کی گئی اعلیٰ حضرت لشکر گاہ میں مراجعت فرما ہوئے۔

دوسرے روز صبح کو میں اور ناور جنگ سب شکاریوں کو ہمراہ لیکر زخمی شیر کی جستجو میں گئے شکاری لوگ خون کے نشان سے اوس گوی تک گئے کہ حسین شیر گیا تھا لیکن وہ گوی اتنی لابی تھی اور تمام پہاڑ کے قلب میں اوسکی شاخیں اس کثرت سے گئی تھیں کہ شیر کا کہیں پتہ نہ ملا ہر چند آتش بازی چلائی گئی اور شکاری کتے گویوں میں چھوڑے گئے کچھ غصیدہ ہوا۔

۲۹ سہ ماہ رمضان ۱۲۳۵ مطابق ۳۰ ماہ مئی ۱۸۱۹ء کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور دام ملکہ نے لشکر گاہ پروت گیری سے مقام ہنمکنڈہ میں رونق افروز ہو کر سرکاری مکان



میں پیام فرمایا۔

غزہ شوال ۱۳۲۷ء کو دربار کا حکم پہنچا صوبہ دار صاحب سمت شرقی کی کچہری دربار کے لئے معزز کی گئی۔

اعظم یار جنگ صوبہ دار سمت شرقی اور فرام جی صاحب تعلقدار کے حسن انتظام سے کچہری کا مکان نہایت خوش اسلوبی سے آراستہ کیا گیا۔

مکان کے احاطہ میں چاروں طرف روشنی کی گئی آٹھ بجے شب کے اعلیٰ حضرت برآمد ہوئے سب حاضرین دربار کی تدرین لین۔

اوس مقام خوش فضا میں چند روز بندگان حضرت نے قیام فرمایا۔ بعد ازاں بلدہ کو رونق بخش ہوئے۔

## ہزجی وی کوئین و کٹوریہ کی جانب سے یجری کا عہدہ رقم

کے نام منظور ہوتا

جنس مانین کرنل مارشل صاحب اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے خاص سکریٹری تھے حضور پر نور نے مجرم خسروانہ اون سے ارشاد فرمایا کہ آپ رزٹنٹ صاحب کو اسطور پر تحریر کریں کہ آپ اپنی وساطت سے گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں افسر جنگ بہادر کے لئے عہدہ یجری نامزد ہونے کے واسطے لکھیں۔ کرنل مارشل صاحب نے حسب حکم اقدس رزٹنٹ صاحب کو تحریر کیا اور رزٹنٹ صاحب نے والیس رائے بہادر کی خدمت میں

تحریک کی ویسے بہادر نے بوساطت انڈیا آفس سکریٹری آف اسٹیٹ ولایت کو لکھا  
چار مہینے کے بعد لارڈ رابرٹ کا ایک خط میرے پاس پہنچا جس میں انہوں نے مجھے  
مبارکباد دی تھی اور لکھا تھا کہ آپ کا نام سکریٹری آف اسٹیٹ نے ہر مجبئی دی کوئین  
کے حضور میں پیش کیا اور پیشوا شاہی سے آپ کو سحری کا عہدہ عنایت ہوا غریب اسکی  
باضابطہ اطلاع بذریعہ ویسے بہادر کے آپ کو ہو جائے گی۔

ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء میں میری سحری کا آڈر ولایت سے ویسے بہادر کے پاس  
شملہ پہنچ گیا ویسے بہادر نے سرکاری طور پر رزیدنٹ صاحب کی ماسطت اعلیٰ حضرت  
حضور پر نور کی خدمت مبارک میں اوس منظوری کی اطلاع دی اسکے بعد میری سحری  
کامیشن مزیینہ دستخط ملکہ معظمہ مسٹر گاڈری رزیدنٹ حیدر آباد نے میرے پاس بھیج دیا۔

## پرنس البرٹ وکٹر کا حیدر آباد میں تشریف فرما ہونا

جن زمانہ میں پرنس البرٹ وکٹر سیاحت کی واسطے ہندوستان میں تشریف فرما ہو  
اور انہوں نے ہند کے دل چپ مقاموں میں جہان جہان سیر و شکار فرمایا اسی  
زمانہ میں حیدر آباد میں بھی اونکی تشریف آوری کی خوش خبری سنی گئی۔

پرنس البرٹ وکٹر کو تخت انگلند سے جو خاص نسبت تھی یعنی وہ ہمارے  
شاہشاہ کنگ امپیراڈور ڈیفنڈ کے گرامی فرزند تھے اس لئے اونکی تشریف آوری  
کی خبر سنکر ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو نہایت درجہ مسرت حاصل ہوئی اونکی

مہانداری کا حیدر آباد میں اہتمام کیا گیا تھا۔ سینین ہاؤس میں ویسراہان کشور ہند کی تحفہ آوری کے زمانوں میں جو کچھ تیاریاں ریاست کی جانب سے مہانداری و مدارات میں ہمیشہ سے ہوتی تھیں یرٹس البرٹ و کٹر کے لئے اون سے بدرجہا زیادہ خاص طور پر انتظام و اہتمام کیا گیا تھا۔

یرٹس البرٹ و کٹر کی اسپیشل ٹرین تاریخ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۳۵ ہجری مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۹۶ء عیسوی کو اسٹیشن یرہ پونچی۔ حضور پر نور اپنے معزز مہان کے استقبال کے واسطے اسٹیشن پر تشریف فرما ہوئے اور اسٹٹ کیا تیج میں اپنے معزز مہان کو سوار کر کے بشیر باغ میں جو پہلے سے اونکی فرود گاہ کے لئے تجویز کیا گیا تھا اپنی ہمراہ لے گئے بشیر باغ حسین ساگر کے تالاب کے کنارہ واقع ہے۔ یہ باغ نہایت سرسبز و شاداب اور بڑا خوش فضا ہے اسکی عمارت نہایت خوش نما اور دلچسپ ہے جس زمانہ میں بشیر الدولہ آسمانجاہ پر ایم فطر تھے اونہوں نے اپنے رہنے کے واسطے اون زمانہ میں بشیر باغ کو اعلیٰ درجہ کے فرنیچر اور عمدہ ساز و سامان سے آراستہ کیا تھا عرض یرٹس البرٹ و کٹر بشیر باغ میں اترے۔

حضور پر نور نے یرٹس البرٹ و کٹر کی مہانداری اور خاص خاص انتظامات کے لئے مجھ کو ان کے اسٹاف میں مقرر فرمایا۔ میں یرٹس کے زمانہ قیام تک بشیر باغ ہی میں قیام پذیر ہو کر مہانداری میں مصروف رہا۔

جس روز شکار گاہ سرورنگر میں یرٹس تشریف لگئے اور اونہوں نے ہرن کا شکار

کیا اوس روز پرنس کے سامنے سر اڈورڈ برا سفر ٹونے مجھے کہا کہ کیا خوب ہوتا کہ شاہزادہ کے سفر ہندوستان میں آپ اون کے ساتھ رہتے اور حسب طرح شاہزادہ نے ہرنون کا حکم آپ کے ساتھ کیا ہے ویسا ہی شیر اور دوسرے جانورون کا شکار آپ کے ساتھ کرتے غرض پرنس البرٹ وکٹر جتنے دنون حیدر آباد میں ہمارے حضور پر نور کے یہاں رہے یہاں کی سیر و تفریح اور شکار سے نہایت درجہ مسرور رہے۔ پھر پرنس البرٹ وکٹر حیدر آباد کی خدمت ہو کے مروکی کیا مپ میں شریک ہونے کی غرض سے ملک پنجاب کو تشریف لگے۔

لارڈ رابرٹ نے مقام مروکی میں جولامپور سے قریب واقع ہے ایک بڑے کیواری کیا مپ آف اکسرسائیز کا انتظام کیا تھا اور اوس کیا مپ آف اکسرسائیز میں شریک ہونے کے لئے پرنس البرٹ وکٹر کو دعوت دی تھی اس لئے پرنس البرٹ وکٹر حیدر آباد کو سیدہ پنجاب ہی کو روانہ ہوئے۔

اوس زمانہ میں لارڈ رابرٹ کا ایک خط میرے پاس پہونچا جس میں انہون نے مجھے بھی مروکی کیا ولری کیا مپ میں شریک ہونے کے لئے مدعو کیا تھا۔ میں نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور سے اجازت لیکر لاہور کے سفر کا عزم کیا اور بلکہ سے روانہ ہو کر چوتھے روز لاہور میں سر فرڈرک رابرٹ صاحب سے ملا اور ان کے ساتھ مروکی کیا مپ میں قیام پذیر ہوا۔ دوسرے روز پرنس البرٹ وکٹر بھی وہاں داخل ہوئے لارڈ رابرٹ استقبال کے واسطے اسٹیشن کو گئے اور پرنس البرٹ وکٹر کو ہمراہ لاکے فوجی کیا مپ میں اتارا اوسی شب میں ڈنر کے وقت پرنس البرٹ وکٹر سے میری ملاقات ہوئی دیر تک حیدر آباد کے

حالات دریافت کرتے رہے اور یہاں کے سیر و شکار کی باتیں ہوتی رہیں۔ تین روز تک پرنس ہر روز جنگ مصنوعی کے لئے جاتے اور کیا ولری کیا مپ اکسریٹین شریک ہوتے تھے جب اس کیا مپ کی جگہ کارروائی ختم ہو گئی اور کیا مپ برخاست ہو گیا تو کیا مپ کے بعد لارڈ رابرٹ نے راولپنڈی جانے کے لئے ارادہ کیا پرنس لبرٹ وکٹر اور لارڈ رابرٹ ماہم ملکر راولپنڈی گئے اور دو روز وہاں قیام کر کے پھر واپس ہوئے۔ اور دہلی آکر وہ کی سیر و سیاحت کی غرض سے ریل پر سوار ہوئے اس موقع پر حیدر آباد جانیکے لیے مین نے لارڈ رابرٹ سے رخصتی ملاقات کی مراجعت کے وقت اپنے اپنے قدیم دوست کرنل مارشل کے پاس لاہور میں دو روز تک قیام کیا۔ لاہور میں مہاراجہ رام سنگھ اور مہاراجہ سر پرتاب سنگھ کے خطوط مجھے ملے ان دونوں رئیسوں نے فرط محبت سے اپنی اپنے ملک میں مہمانی کی مجھے دعوت دی تھی۔ سر پرتاب سنگھ نے دعوت کے ساتھ ایک اسٹننگ کے شکار میں شریک ہو کر لکھا تھا یہ دونوں دعوتیں اپنے نہایت خوشی سے قبول کیں پہلے مین لاہور سے جموں کو روانہ ہوا مہاراجہ رام سنگھ نہایتیں دی مہاراجہ کشمیر کے چھوٹے بھائی تھے مہاراجہ کے موسم میں مہاراجہ کشمیر کے ساتھ آکر وہ جموں میں قیام پذیر ہوتے تھے۔ اور گرما کے موسم میں کشمیر میں سیر و سیاحت کرتے تھے اسلئے کہ سرما کے موسم میں کشمیر میں کثرت سے برف باری ہوتی ہے سردی کی شدت سے وہاں پر کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ قبل اسکے کہ مین جموں میں داخل ہوں ممتازیا جنگ بہادر ہی حیدر آباد سے وہاں پہنچ گئے تھے وہ بھی میرے ساتھ ہو گئے اور ہم دونوں جموں

پہونچنے اوس زمانہ میں میرے قدیم دوست کرنل نیول چیمبرلین ریاست کشمیر کے  
 میٹری اڈوکیئر رہتے تھے۔ جن میں جنوں میں داخل ہوا اوس دن جنوں کی رزیدنسی  
 میں اونکے پاس فروکش ہوا۔ اور دوسرے روز میں مہاراجہ رام سنگھ اور مہاراجہ امر سنگھ  
 کی ملاقات کے واسطے گیا اون دنوں مہاراجہ صاحب کشمیر کا مزاج کچھ علیل تھا اسلئے  
 اون سے ملاقات کا اتفاق نہ ہوا مہاراجہ امر سنگھ نے میرے لئے جنوں میں شکار کا انتظام  
 کیا تھا میں وہاں دو روز تک شکار میں رہا۔ ایک تیندوا اور دو چیتل مینے شکار کئے  
 اسکے بعد میں اپنے دوست کرنل نیول چیمبرلین کے ساتھ ندی کی طرف مچھلی کے  
 شکار کے لئے گیا جب ہم ندی کے کنارہ پہونچے تو ہم نے دیکھا کہ ندی کے دونوں  
 کناروں پر دو پتھر بھیب ہیں اون دونوں کے درمیان تقریباً تین سو وار کا فاصلہ ہوگا  
 اور ندی کے دونوں کناروں پر متعدد جوان انتظام کے لئے کھڑے ہوئے ہیں جب  
 پہنچے اوس مقام پر مچھلی کے شکار کا ارادہ کیا تو جوانوں نے ہمارے نزدیک آکر نہایت  
 ادب سے بیان کیا کہ اس مقام پر مچھلی کا شکار کہیلنے کے لئے ریاست کی طرف سے  
 سخت ممانعت ہے جب ہم نے اوسکا سبب پوچھا تو ایک عہدہ دار نے آگے بڑھ کر  
 کہا کہ کشمیر کے مہاراجہ سیکنٹ ہاشی نے انتقال کے بعد مچھلی کا ختم لیا ہے شاستریوں  
 کا بیان ہے کہ مہاراجہ صاحب مہراج مچھلی کے قالب میں آگئے ہیں اور اونکے قیام  
 کی جگہ اس ندی میں ان دونوں پتھروں کے درمیان ہے اسوجہ سے یہ خوف ہے  
 کہ اگر کوئی شخص یہاں مچھلی کا شکار کہیلے مہاراجہ صاحب نے جو مچھلی کا ختم لیا ہے۔



کہیں وہ شکار نہ ہو جائیں اس سبب سے شاستر یون کے حسب رائے حال مہاراجہ نے اس مقام کی حفاظت کے لئے حکم دیا ہے اور روزمرہ صبح کے وقت چھلیوں کے واسطے ندی میں کھانا ڈالا جاتا ہے اور سخت مہلت ہے کہ اس مقام پر کوئی شخص چھلی کا شکار نہ کرنے پائے یہ کیفیت سنکر ہم اس مقام کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے اور شام تک ہم چھلی کا شکار کرتے رہے۔

غرض چہ روز تک ہم نے جموں میں قیام کیا۔ اسکے بعد میں ممتاز یار جنگ بھابھو پور کی طرف روانہ ہوئے۔ مہاراجہ جو وہ پور کے بھائی سر پرتاب سنگھ ریلوے اسٹیشن پر پہنچنے کے لئے آئے تھے ہم ان کے ساتھ شہر جو وہ پور میں داخل ہوئے اور مہاراجہ بھابھو کے پیالہ میں رہنے قیام کیا دوسرے روز سر پرتاب سنگھ نے ہمارے واسطے پک ٹیکنگ کا بندوبست کیا پاک ٹیکنگ کے لئے جو وہ پور شہر پر مقام ہے اکثر یورپین اور نیٹو جنٹلمین شکار دوست مہاراجہ پرتاب سنگھ کے پاس آ کر یہاں سے خنزیر کا شکار کرتے ہیں سر پرتاب سنگھ اپنے چند عزیزوں کے شکار کو جانے کے لئے تیار ہوئے گھوڑے اول سے شکار گاہ کو پہنچا دے گئے تھے قریب چھ میل کے ہم لوگ گاڑیوں میں گئے اور وہاں پہنچ کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ہانک شروع ہوا انہوڑی دیر میں دو بڑی دانت والے سور جھاڑی میں سے نکل کر میدان کی طرف بھاگتے ہوئے نظر آئے ہم سب نے اونکا تعاقب کیا۔ سر پرتاب سنگھ نے ایک سرنگ عربی گھوڑا میری سواری کے واسطے دیا تھا وہ گھوڑا نہایت تیز دوڑتا تھا ایک سؤر کو یہاں سے سینے شکار کیا دوسرے کو

کپٹن ہٹین نے ماریا شام کے قریب ہم لوگ جنگل سے اپنی فرودگاہ کو واپس آئے  
 دوسرے روز سر پر تاب سنگہ جو وہ پور کے قلعہ اور شہر وغیرہ کی سیر کے واسطے اپنے ہمراہ  
 مجھے لے گئے جو مقامات دیکھنے کے قابل تھے اور کوہ بنے دیکھا اور تین روز تک مین  
 مہاراجہ کے پیالس میں مقیم رہا چوتھے روز مہاراجہ پر تاب سنگہ سے رخصت ہو کر حیدر آباد  
 کی طرف روانہ ہو کر ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء عیسوی کو مین بلدہ مین داخل ہوا اور اسٹیشن  
 سے سیدھا دیوڈھی مبارک مین آیا اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کنجدست مبارک مین  
 آداب عرض کر کے اپنے مکان کو گیا۔

## امرا باد کا شکار

اضلاع ممالک محروسہ کے اکثر مقامات مین جبکہ شکار کھیلنے کا موقع ہوا تھا اور ایک  
 زمانہ سے خیال تھا کہ ایک بار امرا باد کے جنگل مین ہی شیر کا شکار کیا جائے یہ مقام بلڈ  
 سے بیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ۱۰ اپریل ۱۸۹۰ء عیسوی مطابق ۱۹ شعبان  
 ۱۳۰۷ھ ہجری کو مع اپنے بہائی طفیل علی بیگ خان نادرجنگ اور ممتاز یار جنگ بہادر  
 کے مین امرا باد کے جنگل کی طرف شیر کے شکار کے واسطے روانہ ہوا تیسرے روز ہم  
 امرا باد کے پہاڑ کے دامن مین پہنچے اس مقام پر راستہ نہایت ناہموار اور دشوار  
 گزار تھا کہوڑے گاڈھیون کے جانے کا بالکل موقع نہ تھا اس سب سے ہمنے اپنا کل  
 سامان بیگاریون کے سر پر رکھا اور ہم پہاڑ کے اوپر پیادہ پا چڑھے اس زمانہ مین کسی جگہ

پانی نہ تھا بالکل خشک ہو گیا تھا اس لئے ہمو شیر کے شکار میں کامیابی نہ ہوئی مگر یہاں کا جنگل کچھ ایسا پر فضا اور آب و ہوا فرحت انگیز معلوم ہوئی کہ ہمنے پہاڑوں میں مختلف مقامات پر نہایت خوشی سے سیر کی اور ایک ہفتہ تک ہم یہاں ٹہرے رہے۔

امرا باد کے پہاڑوں میں راستہ خراب ہونے اور گہانوں اور غلہ وغیرہ اشیاء کم میسر آنے کے سبب سے یہاں پر لوگوں کو آنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے ان پہاڑوں کے باشندوں کی گزران بالکل وحشیانہ طور پر ہے اور انکی طرز معاشرت ہیملون کی اوضاع پر ہے اور ایسے ہی ان کے خیالات بھی عجیب و غریب ہیں اس نواح میں بلند چوٹی کا ایک پہاڑ ہے جسکی نسبت وہاں کے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہر شب جمہ کو اس پہاڑ پر پریان اتر کر رہتی ہیں اور رات کے بارہ بجے سے صبح تک گاتی بجاتی رہتی ہیں اور ان کے گانے بجانے کی آواز آتی رہتی ہے وہاں کے باشندوں کا یہ بھی خیال ہے بلکہ ان کو اس امر کا ایک حد تک یقین ہے کہ صبح کے وقت طلوع آفتاب سے اس وقت تک کہ آفتاب سمت الہ اس کو پہونچے اگر کوئی شخص اس پہاڑ پر سے گزرے اور سفید کپڑے پہنے ہو تو اس کے جسم پر وہ سفید کپڑے سبز نظر آتے ہیں۔

اس نواح کی آب و ہوا کی مینے اکثر تعریف سنی تھی اور ایک موقع پر کرنل نیول مجھے بیان کرتے تھے کہ سالار جنگ بہادر اولیٰ نے مکرّم الدولہ بہادر کو اور مجھے امرا باد کی طرف اس غرض سے پہنچا تھا کہ میں اس مقام کے سطح کی بلندی اور پہاڑوں کا ارتفاع اور آب و ہوا کی کیفیت دیکھ کر اسکی مفصل رپورٹ کروں اگر وہاں کی بلندی دوسرے ہل ایشین

مثل مہا بلیشتر اور ماتہران وغیرہ کے پانی جاسے تو اس مقام پر موسم گرما میں قیام کیلئے سرکاری مکانات تعمیر کرائے جائیں لیکن جب مدم الدولہ بہادر اور مین وہان پہنچے اور سمنے اس مقام کی بلندی کا اندازہ کیا تو اس پہاڑ کی رفعت اس غرض کے پورا ہونے کے لئے ناکافی سمجھی گئی جو رپورٹ کرنل نیول نے یہاں کے حالات کے متعلق لکھی تھی۔ سالار جنگ نے اس کے ملاحظہ کے بعد سرکاری مکانات کی تعمیر کی نسبت جو ارادہ کیا تھا وہ فسخ کر دیا۔

اس میں شک نہیں کہ یہاں کی آب و ہوا نہایت لطف انگیز اور فرحت بخش ہے اور یہ مقام نہایت ہی پُر فضا ہے اگر سرکاری عہدہ داروں کی توجہ اس مقام کے آباد کرنے کی طرف مصروف ہو اور یہاں کے راستے ہموار اور درست کر دے جائیں تو سیرو شکار کے لئے یہ مقام بہترین مقامات سے خیال کیا جائے گا۔ ایک ہفتہ کے بعد ہم پربلہ کو واپس آئے۔

## انک کا کیا مپ اکسز سائیز

۲ ربیع الثانی ۱۳۱۹ ہجری مطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۰۰ء عیسوی میں سرفریدک رابطہ نے مقام انک میں کیا مپ اکسز سائیز کی تجویز کی اور مقتضائے قیام عنایات مجھ کو تحریر کیا کہ اگر اس موقع پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور آپ کو اس کیا مپ میں شریک ہونے کے لئے اجازت مرحمت فرمائیں گے تو ہم بڑی مسرت سے آپ کو

اپنے اسٹاف میں شریک کرینگے سرفریڈرک رابرٹ کی اس تحریک کے ساتھ میری  
 ولی دوست کیپٹن چیمبرلین نے ایک خط مجھ کو لکھا اور اس کیامپ کی مفصل کیفیت  
 سے اطلاع دی کہ دریائے انک جو افغانستان کے پہاڑوں سے نکلا ہے اکبر بادشاہ  
 ہند نے اپنے عہد سلطنت میں ایک مستحکم قلعہ اس دریائے کنارہ اس خیال سے  
 تعمیر کیا تھا کہ اگر کسی وقت افغانستان کی فوج ہندوستان پر حملہ آور ہو تو اس قلعہ  
 میں جو افواج رکھی جائے وہ اس کے حملہ کے روکنے اور دفع میں نہایت بکاآمد ہوگی  
 لارڈ رابرٹ چاہتے ہیں کہ اس سال خاص اس قلعہ اور اس مقام میں جنگ مصنوعی  
 کر کے اکبر بادشاہ کے خیال کے موافق حملہ اور مداخلت کا امتحان کیا جائے اسلئے  
 فوج کے دو حصہ کئے جائینگے ایک حصہ وہ ہوگا جو افغانستان کی طرف سے قلعہ کی  
 جانب بڑھے گا اور دوسرا حصہ فوج کا وہ ہوگا جو قلعہ سے اس کے حملہ کو روکے گا اور  
 اس کے دفع میں کوشش کریگا اس موقع پر جہاں تک ممکن ہو آپ اس کیامپ میں  
 ضرور آئے اور اصول جنگ اور فوج کی نئے طرز کی لڑائی کا معائنہ کیجئے اس کیامپ  
 کے واقعات سنکر اور اس موقع کو غنیمت خیال کر کے پیشگاہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور سے  
 اجازت حاصل کر کے میں نے اس سفر کا انتظام کیا۔ اور بلدہ حیدر آباد سے  
 روانہ ہو کر بمقام انک سرفریڈرک رابرٹ کے کیامپ میں داخل ہوا۔

غرض کہ جتنی فوج اس کیامپ میں جمع ہوئی تھی۔ سرفریڈرک رابرٹ نے اس کے  
 دو حصے کئے ایک حصہ روسی فوج قرار دی گئی اور وہ افغانستان کی جانب سے بڑھائی

گئی۔ اور ایک حصہ فوج ہندوستان کی فوج قرار دیکر قلعہ کی حفاظت اور روسی فوج کے حملہ کے روکنے کی غرض سے قلعہ میں رکھی گئی اور دریائے اٹک کے کنارہ پر ایک جدید قلعہ اور یہی بنایا گیا روسی قرار دادہ فوج افتخارستان کی طرف سے بڑی لیری اور سطوت سے ہند کی جانب بڑھی اور قلعہ پر حملہ آور ہوئی قلعہ کی فوج نے اس کے حملوں کے روکنے اور پکڑنے میں کوشش کی اس موقع پر سرفریڈرک رابرٹ نے جنگی اصول نہایت دانشمندانہ اور بہرہ ورانہ روش پر استعمال کئے سات دن تک یہ مصنوعی جنگ مختلف قواعد سے متواتر ہوتی رہی جب سرفریڈرک رابرٹ نے اپنے خیالات کے مطابق نتیجہ دیکھ لیا تو آٹھویں روز کیا مہم بناتے ہوئے کرنے کے لئے حکم دیا کیا مہم بہرہ ورانہ ہوئی کہ بعد میں خیال کیا کہ دریائے اٹک کے کنارہ جو کالا باغ ہے وہاں پر اوریاں کا شکار نہایت دلچسپی سے ہوتا ہے اور اکثر افسران شکار دوست کی زبانی اس شکار کے لطف کی کیفیت سن چکا ہوں اور اس شکار کے لئے یہ عمدہ موقع ہے کہ میں اٹک کے قریب آ پہنچا ہوں۔ اور کالا باغ تھوڑے فاصلہ پر ہے لہذا اوریاں کے شکار سے بھی لطف اٹھانا چاہیے اسلئے میں نے سرفریڈرک رابرٹ سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں بتاؤں گا کالا باغ جا کر اوریاں کا شکار کرنا چاہتا ہوں سرفریڈرک رابرٹ کو جب میرے اس ارادہ سے اطلاع ہوئی تو بہت خوشی سے مجھ کو اجازت دی اور ملک یار محمد خان واولو کالا باغ کو ایک خط اپنی جانب سے لکھ کر بھیجا کہ افسر جنگ آپ کے علاقہ میں اوریاں کا شکار کر لینا



یا ہتے ہین جب وہ آپکے پاس پہنچیں تو اس شکاریں آپ اذکو ہر قسم کی مردودین اور  
اشٹام کر دین۔

چونکہ دریائے اٹک کا لا بلغ کی طرف بہتا ہے اور وہاں کی مسافت درمیانی رستہ  
سے باسانی طے ہو سکتی ہے اسلئے مینے پانچویں مٹمبر کو کستی میں سوار ہو کے کا لا بلغ  
کی طرف ارادہ کیا۔ دوسرے روز شام کے وقت وہاں داخل ہوا ملک یار محمد خان  
میرے آنے کے انتظار میں تھے میرے پہنچنے کی خبر سنتے ہی مع اپنے بزرگ  
میری ملاقات کے واسطے آئے اور بڑی تواضع اور اکرام سے پیش آئے اور میرے  
قیام کے لئے ایک ڈیرہ نصب کروایا اور سواری کے واسطے یا بو اور ضروری چیزیں بہ  
ہیا کر دین۔

کا لا بلغ ایک چھوٹا سا موضع ہے خوشحال گڈہ سے تقریباً پٹھیل کے فاصلہ پر  
دریائے اٹک کے کنارہ آما د ہے اس کے جنوب اور مشرق کی جانب انگریزی سرحد  
لی ہوئی ہے جہاں سے بیس میل کی مسافت کے بعد یاغستان کے پہاڑوں کا سلسلہ  
شروع ہوتا ہے دوشکے رور صبح کے وقت مینے فسکار کا ارادہ کیا ملک یار محمد خان  
نے دوشکاری میرے ساتھ بڑھ کر صوبت ہم فسکار کو روانہ ہوئے نوسروئی نشتہ  
سے تہی گرا قناب طوع ہونے کی وقت تک ہم ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔  
اور وہاں پر بیٹھ کر ہننے دور بین سے اطراف و جوانب میں دیکھنا شروع کیا شکاری نے  
دور سے دیکھ کر کہا کہ ایک پہاڑ کے درمیان چند ادیاں چر رہے ہیں اور یاں کی مادہ

جستہ میں بڑے بکرے کی برابر اور نر چھوٹی نیل گائے کی مساوی ہوتا ہے مادہ کا رنگ  
 مثل روہی کی مادہ کے ہوتا ہے مگر اسکے بال بڑے ہوتے ہیں اور نر کے سینگ  
 منڈھے کے سینکون کی طرح خمیدہ اور اوسکی پشت بیل سپاہی ہوتی ہے اور ایک  
 فیٹ کی سیاہ ڈاڑھی لابی خوب گہنی لٹکتی رہتی ہے ان جانوروں کو دیکھتے ہی ہم  
 پہاڑ پر سے اوترنا شروع کیا اور قریب دو گھنٹہ کے وہ مسافت طے کر کے ہم انکو  
 قریب آچھونچے پہرہ منے دور میں لگا کے دیکھا تو چند اور بیل نظر آئے کہ وہ آہستہ  
 آہستہ چرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ رہے تھے اس موقع پر شکاری نے کہا کہ ہوا کا  
 رخ دیکھ کر انکی طرف بڑھنا چاہیے اگر خبرداری اور احتیاط سے اسوقت کام  
 نہ لیا جائے گا اور ہوا موافق نہ ہوگی تو یہ جانور آدمیوں کی بوپا کے فوراً بھاگ  
 جائیں گے۔

غرض ہم نے ہوا کا رخ دیکھ کر جہاں تک ممکن تھا ہم نے اپنے آپ کو پہنچایا اور آہستہ  
 آہستہ اور چہچہتے ہوئے ہم دوسرے پہاڑوں کے قریب سو وار کے فاصلہ پر  
 پہنچ گئے اسوقت وہ شکاری جو ہمارے ساتھ تھا پیچھے ہٹ گیا میں نہایت  
 احتیاط اور خبرداری سے تنہا پتھروں اور جھاڑی میں اپنے آپ کو چھپا کر  
 ہوئے وہاں تک پہنچا کہ مجھ میں اور اوریا لون میں تقریباً دو سو وار کا فاصلہ  
 رہ گیا اور اس سے زیادہ آگے بڑھنا اسلئے نامکن تھا کہ آگے نہ کوئی پتھر تھا اور نہ  
 کسی درخت کی آڑ تھی اسوقت میں ایک نر اور بیل کی شست باندھی ہوا کا رخ میری جانب تھا

بندوق فیر کرتے ہی اوسکا تمام دھوان میری نگاہ کے سامنے پھیل کر دیکھنے سے  
 منع ہوا اوسکی وجہ سے نگاہ نے برابر کام نہیں دیا جب دھوان سامنے سے ہٹا  
 تو یکایک مینے دیکھا کہ ایک نزا اور یال اور اوسکے ساتھ چند ماوے میرے سامنے  
 بہا گئے ہوئے آ رہے ہیں اون اور یالوں کو دیکھ کر مجھے نہایت درجہ افسوس ہوا  
 اور فوراً میرے خیال میں گزرا کہ میری گولی نے خطا کی اور جس اور یال کو میں نے  
 تاکا تھا وہ اوسکی زد سے بچ گیا مگر اس خیال کے ساتھ ہی مینے اون بہا گئے ہوئے  
 اور یالوں میں ایک نر کی طرف بندوق اوٹھا کے جلدی سے فیر کیا وہ اسی جگہ  
 گر پڑا اس اثنائے میں میرے ہمراہی شکاری نے آواز دی کہ اول بار جس اور یال  
 پر گولی چلائی گئی تھی وہ بھی شکار ہو گیا ہے جہاں پر تھا وہیں پڑا ہوا ہے اس خبر  
 کے سننے سے مجھ کو نہایت درجہ مسرت ہوئی غرض ایک وقت میں اس غلٹ  
 کے ساتھ رہنے دو اور یال شکار کیے۔

دوسرے روز شکار کی امید سے ہم تمام دن پہاڑوں میں پھر کر تلاش کرتے  
 رہے لیکن کوئی اور یال شکار نہ ہوا اور کسی قسم کا جانور نہ ملا شام میں اپنے قیام گاہ کو  
 واپس چلا آیا تیسرے روز کالا باغ سے رخصت ہو کر خوشحال گڑھ میں پہونچا۔ اور  
 وہاں سے ریل پر سوار ہو کے بلدہ جیدر آباد کی طرف عازم ہوا اور میں بحیرہ عافیت  
 بلدہ میں داخل ہوا۔

کی طرف تشرف فرما ہونا

۱۰ - ماه رمضان ۱۳۰۸ هجری مطابق ۲۰ ماه می ۱۸۹۱ عیسوی روز دوشنبه

کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ سواری مبارک شیر کے شکار کے لئے مان کوٹہ کی طرف رونق بخش ہوگی شکاری سامان اعداد ہاتھی فوراً اوسط طرف روانہ کئے جائیں اور اسپیشل ٹرین تیار رہنے کیوا۔ سٹے حکم دیا جائے حسب الفرائض خداوندی میں شکار اور روانگی سواری مبارک کا سبب اشتہام کیا۔

۱۲ رمضان کو سواری مبارک حضور یر نور کی اسپیشل ٹرین کے ذریعہ شیر کے شکار کے لئے مان کوٹہ میں رونق افروز ہوئی دوسرے روز گنڈراج مڑگو کے پہاڑ سے گارے کی خبر آئی جس پہاڑ میں شیر کے رہنے کی خبر تھی وہ پہاڑ فرود گاہ شاہی سے چار میل کے فاصلہ پر اور ریلوے لائن سے بہت قریب تھا اسلئے اعلیٰ حضرت لاریس کے ذریعہ شکار کیلئے متوجہ ہوئے تاکہ شروع ہوا۔ شیر نالے نالے حضور یر نور کے سامنے سے چلا گیا۔ چونکہ کہا جس اور جہاڑی کثر تھے تھی اس لئے حضور یر نور کو شیر و کہانی بہین دیا۔ ناور جنگ جس جگہ پر تھے شیر اونکی بائیں طرف سے نکلا اونہو نے اوسپر گولی جلائی شیر کی گردن ہن لگی شیر اوسى جگہ پر گر گیا شام کے قریب سواری مبارک فرود گاہ شاہی میں واپس آئی۔

۴۴ رمضان مطابق ۲۴ اپریل کو میٹاگٹ سے خبر آئی کہ شیر نے گارا توہین کیا  
 لیکن ایک جنگلی سور کو مار کر کھا گیا اور پہاڑ میں موجود ہے یہ خبر سنتے ہی ہاتھی اور  
 بندوقین فوراً روانہ کی گئیں۔ یہ پہاڑ شاہی کیا نپ سے تقریباً آدھے میل کے  
 فاصلہ پر ہوگا۔ پہاڑ میں ایک مقام پر اعلیٰ حضرت کے لئے مچان باندھا گیا حضور  
 پر نور اوسپر رونق افروز ہوئے اور ہانک شروع ہوئے کے منتظر تھے کہ اتنے میں  
 فاضل بیگ شکاری نے آکر عرض کیا کہ شیر اپنی جگہ سے اڑھکرو دوسری طرف  
 چلا گیا ہے اب اوس راستہ میں نہ آئے گا بہتر ہوگا کہ حضور پر نور ہاتھی پر سوار ہو کر  
 دونوں پہاڑوں کے درمیان تشریف فرما رہیں ہانک پہاڑ کے نیچے سے لایا جاویگا  
 جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اعلیٰ حضرت حضور پر نور مچان سے اوتر کر فیصل خانہ  
 علی بدو نامی پر سوار ہوئے اور پہاڑ کے نیچے ہاتھی کو کھڑا کیا ہانک وائے شور و غل  
 کرتے ہوئے نصف پہاڑ پر چڑھے ہوئے کہ ایک باگن نے اپنی جگہ سے  
 جھٹکی اور پتھر پر دکھائی دی حضور پر نور نے اوسپر گولی چلائی گولی باگن کے  
 دل پر لگی اور وہ تھوڑی دور جا کر گر پڑی۔

اعلیٰ حضرت کو باگن گرتی ہوئی نظر نہیں آئی اسلئے خیال ہوا کہ شاید زخمی  
 ہو کر ہانک والوں کے طرف گئی ہوگی جب ہانک وائے قریب پہونچے تو اونکو باگن  
 مری ہوئی ملی شکاریوں نے دوڑ کر حضور پر نور کو باگن کے شکار ہونیکے اطلاع  
 دی باگن کو پہاڑ پر سے نیچے لائے۔ حضور پر نور نے قیل خاصہ سے اوتر کر باگن کو

ملاحظہ فرمایا۔ آج گرمی کی نہایت شدت رہی۔ گرمی کے سببے اعلیٰ حضرت کا مزاج  
بہارک دیر تک ہرگز ہر ہاشام کے قریب سواری مبارک فرود گاہ شاہی میں رونق  
بخش ہوئی یہ پہاڑ شاہی کیانپ سے استقد ر قریب تھا کہ ہانکہ والوں کا شور  
وغل اور بندوق کی آواز برابر سنائی دیتی تھی۔

۲۷ اپریل کو گارے کی خبر آئی۔ اعلیٰ حضرت تقریباً چار میل تک ٹانگہ میں اور  
دو میل یا دو پر سوار ہو کر شکار کے مقام پر رونق افزا ہوئے ہانکہ شروع ہوا شیر پہا  
سے نکل کر حضور پر نور کی دہنی طرف کو آیا حضور پر نور نے ایک گولی چلائی گولی  
شیر کے بائیں ہاتھ میں لگی۔ شیر زمین پر گر کر بوٹنے لگا۔ اعلیٰ حضرت نے  
خیال فرمایا کہ شیر کا کام تمام ہو گیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد شیر پہاؤ شکر گرتا پڑتا  
پہاڑ کی طرف چلا۔ چونکہ گھانس بلند تھی شیر برابر نظر نہیں آتا تھا حضور پر نور نے  
چند گولیاں اور چلائیں لیکن کوئی گولی کاری نہیں لگی جس پہاڑ پر سے ہانکہ والے  
آ رہے تھے اوسی پہاڑ کے طرف واپس گیا۔ اور پہاڑ کے دامن میں پہونچا ایک  
پتھر کے پتھے بیٹھ گیا۔ لچھی رام شکاری نے آواز دی کہ شیر کا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے  
اور ایک گولی اوسکی پیٹھ میں بھی لگی ہے اب اس سے چلا نہیں جاتا۔ تھوڑی  
دیر میں مرجائیگا اس اشار میں مسٹر شیفر جو ریلوے ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہیں۔  
یکایک اس جگہ پہونچے جس جگہ شیر بیٹھا تھا۔ مسٹر شیفر کو بالکل علم نہ تھا کہ شیر  
استقد ر نزدیک ہے جب وہ شیر کے قریب پہونچے تو شیر نے غرا کر اونپر حملہ کیا



چونکہ شیر بہت زخمی تھا اسلئے جست نکر سکا مسٹر شیفر کا پاؤں پتھر سے پہلا اور وہ زمین پر گرے قریب تھا کہ شیر مسٹر شیفر کو زخمی کرے اسوقت انہوں نے اپنی ریفل شیر کے منہ میں دیکر فائر کیا شیر اوشکر گر گیا۔ ہر چند شیر بہت زخمی تھا لیکن اگر مسٹر شیفر دستی حواس سے بندوق نہ ہوتے تو غالباً شیر مرتے مرتے اونکا کام تمام کر دیتا دوسرے روز حضور پر نور نے ایک چتیل تمکار فرمایا۔ غرہ شوال کو عید کے دن سواری مبارک مان کوٹہ سے روانہ ہوئے گیارہ بجے حیدر آباد میں رونق افزا ہوئی۔

## حیدر آباد امپیریل سرویس ٹروپس کی ابتدا

۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۸۹۱ء عیسوی میں جبکہ سرحدی معاملہ کا مسئلہ گورنمنٹ آف انڈیا کے پیش نظر تھا اور امپیریل ڈفنس کے متعلق اکثر اخباروں میں بڑے زور و شور سے مضامین چھاپے جاتے تھے اسوقت میں ہمارے حضور پر نور نے شاہانہ خرم اور پیش اندیشی سے گورنمنٹ آف انڈیا کو بوساطت رزیڈنٹ صاحب تحریر فرمایا کہ جن مقاصد سے سرحدی مسئلہ گورنمنٹ آف انڈیا کے پیش نظر ہے اور جس طرح گورنمنٹ آف انڈیا کی خاص توجہ ملک ہندوستان کی حفاظت اور ڈفنس آف امپائر کی طرف مبذول ہے اس طرح بمقتضائے قدیمی ارتباط اور ولی اتحا ہم کو بھی اس امر کا خیال رہتا ہے اسلئے کہ بقائے دولت انگلشیہ کے ساتھ دوست آصفیہ اور ہندوستان کی کل دوسری ریاستوں کی صلاح و فلاح مسلم امر ہے اس

موقع پر دولت آصفیہ ہی نہیں بلکہ تمام ہندوستانی ریاستوں کو چاہیے کہ امپریل  
ڈفنس میں مدد دینے کو اپنے ذمہ لازم سمجھیں۔

حضور پر نور نے اپنی اس شاہانہ رائے کے ساتھ ہی گورنمنٹ آف انڈیا  
کے لئے ساٹھ لاکھ روپیہ کا آفر فرما کے اس امر کو گورنمنٹ آف انڈیا کی رائے  
پر محول کیا کہ یہ ساٹھ لاکھ روپیہ امپریل ڈفنس کے ابواب میں جسطور پر مناسب  
سمجھے گورنمنٹ آف انڈیا صرف کرے۔

حضور پر نور کا یہ آفر جبوقت گورنمنٹ آف انڈیا کو پہونچا تو سرما ٹرڈو  
رائٹ فارن سکریٹری نے ویسٹ منسٹر کی طرف سے نہایت مسرت کے ساتھ  
حضور پر نور کا دلی شکریہ ادا کیا اور اسطور پر دوستانہ جواب دیا کہ حضور پر نور  
نے اس آفر سے اپنے اوس دلی اتحاد اور قدیمی ارتباط کو جو دولت انگلشیہ  
اور دولت آصفیہ کے باہم ہے تازہ فرمایا ہے گورنمنٹ آف انڈیا اس کی  
نہایت درجہ ممنون ہے لیکن نقد روپیہ کے عوض اگر فوجی ایک حصہ کا آفر  
فرمایا جائے تو گورنمنٹ آف انڈیا اسکو نہایت مسرت کے ساتھ قبول کرے گی  
اس باب میں گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ نظام کے درمیان ایک مدت  
تک سلسلہ اسلت جاری رہا اور ۱۹۲۱ء عیسوی مطابق ۱۳۰۹ھ ہجری میں حضور  
پر نور نے اپنی موجودہ فوج میں سے آٹھ سو جوانوں کے دور سالے امپریل  
سرولیس ٹرولیس میں دینے کے لئے وعدہ فرمایا جبوقت حضور پر نور کے اس

آفر کی خبر ہندوستان میں مشہور ہوئی تو دوسرے جتنے نامور روسائے ہند تھے انہوں نے ہمارے حضور پر نور کی تقلید اختیار کی اور گورنمنٹ آف انڈیا کے منشا کے موافق اپنی اپنی فوجوں کے ایک متحمل حصہ کو امپیریل و فٹنس کیلئے گورنمنٹ آف انڈیا کے پیش کش کیا تمام ہندوستانی ریاستوں میں امپیریل سروس ٹروپس کی ابتدا ہمارے حضور پر نور کی جانب سے ہوئی۔

سروس ٹروپس کی ابتدا ہمارے حضور پر نور کی جانب سے ہوئی۔  
سرما ٹرویور ایڈ صاحب فارن سکریٹری نے اس امر میں بڑا حصہ دلچسپی کا لیا اور امپیریل سروس ٹروپس ان انڈیا کے لئے چند ضروری قوانین موافق مرقومہ ذیل کے مقرر کئے۔

(۱) یہ امدادی فوج ریاستوں کی موجودہ افواج سے انتخاب کی جائے گی۔  
(۲) اس فوج کا جو حصہ منتخب کیا جائے گا وہ امپیریل سروس ٹروپس کے نام سے موسوم ہوگا۔

(۳) امپیریل سروس ٹروپس کو ہمیشہ اپنی اپنی ریاستوں سے تعلق رہے گا۔

(۴) امپیریل سروس ٹروپس کے سب افسر ویسی ہوں گے۔

(۵) برٹش گورنمنٹ کی طرف سے ہر ایک ریاست میں ایک ایک برٹش افسر

امپیریل سروس ٹروپس کی قواعد آموزی اور فوجی تعلیم کے واسطے مقرر کیا جائے گا اور

وہ افسر انچیفنگ افسر کے نام سے موسوم ہوگا۔

(۶) گورنمنٹ انڈیا کی جانب سے ایک اعلیٰ افسر تمام ہندوستان کی امپیریل

سروس ٹروپس کی نگرانی کے واسطے مقرر ہوگا جو انسپکٹر جنرل اسپیرل سروس ٹروپس کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔

(۷) دولت انگلشیہ کو جب کسی موقع پر ضرورت ہوگی تو یہ امدادی فوج برٹش آرمی کے ساتھ جنگ میں شریک ہوگی۔

(۸) کل بندوقین اور کارتوس سرکار انگریزی کے طرف سے اس فوج کو دے جائینگے۔ قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے حیدر آباد اسپیرل سروس ٹروپس کے فارمیشن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ فی الحال آٹھ سو جوانوں کے دو رسالے اسپیرل سروس ٹروپس کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں لیکن آئندہ بحسب موقع انکی تعداد زیادہ کی جائیگی اور اسکے ساتھ ہی حضور پر نور نے بمراحم خسروانہ حیدر آباد اسپیرل سروس ٹروپس کی کمان میرے تفویض فرمائی اور ارشاد اقدس میں یہ ہوا کہ گو لکنڈہ برگیڈ کے افسروں میں سے اس فوج کے لئے کمانڈینگ افسر اور اسکو اڈرن افسر انتخاب کئے جائیں۔ حسب الحکم اقدس فوج باقاعدہ کے فنٹ سکند تہرڈ لانسز اور گو لکنڈہ لانسز سے دو دو سو جوان انتخاب کر کے دو رجمنٹ بنائے گئے۔

فنٹ لانسز کی کمان پیرمزا عبداللہ بیگ سابق برگیڈ میجر اور سکند لانسز کی کمان پرکیٹن ہاشم علیخان سابق کمانڈنگ گو لکنڈہ لانسز مقرر کئے گئے۔ فنٹ لانسز کے قیام کے لئے آصف نگر اور سکند لانسز کے لئے قلعہ گو لکنڈہ کے باہر مشرقی طرف چھاوونی تیار کی گئی چونکہ سب افسر اور جوان سابق سے فوج میں کارکردہ

اور قواعد پر پڑھنے سے واقف تھے امپیریل سروس ٹرولپس میں انکا شریک ہونا صرف ایک نام کی تبدیلی ہوتی سب جوانوں اور عہدہ داروں نے اپنے نئے کمانڈنگ افسروں کے ماتحتی میں کام شروع کر دیا۔ سروس ٹرولپس سے جو جوان امپیریل سروس ٹرولپس میں منتقل ہوئے تھے انہیں غیر ملازم سلیحہ داروں کے اکثر گھوڑے تھے اسلئے سرکار سے یہ درخواست کی گئی کہ سرکاری خزانہ سے قیمت دیکر وہ کل گھوڑے خرید کر لیتے جائیں اور فوج میں سپاہیوں کو دے دے جائیں سپاہی لوگ ان گھوڑوں کی قیمت اقساط سے ادا کر دینگے۔

سرکار نے میری اس رائے کو منظور فرمایا اور شاہی خزانہ سے رقم ادا کر دی گئی اور ہر ایک سپاہی اپنی اپنی آسامی خرید کر گے گھوڑے کا مالک ہو گیا عرض چند سال میں سرکاری روپیہ بھی ادا ہو گیا۔ اور قریب قریب سب سپاہی خود اسپہ ہو گئے۔ یہ انتظام حیدر آباد کنٹنٹ کے اصول پر مبنی سرکاری فوج میں اس لئے مناسب سمجھا کہ جب گھوڑا خاص سپاہی کا مال ہوتا ہے تو وہ اسکی حفاظت اور خبر گیری عہدہ طور پر کرتا ہے اور اپنے گھوڑے کو ہمیشہ اچھی حالت میں رکھتا ہے۔

گورنمنٹ انڈیا کی تجویز کے مطابق کپٹن جون صاحب حیدر آباد اور میسور دونوں ریاستوں کے امپیریل سروس ٹرولپس کی فوجی تعلیم کے لئے مقرر ہوئے۔ اور تمام ہندوستان کی ریاستوں کی انسپکٹر جنرل امپیریل سروس ٹرولپس کی خدمت کنٹرل مس صاحب کے تفویض ہوئی۔

کرنل ملس صاحب جہوقت حیدر آباد اسپیرل سروس ٹرولیس کے انسپکشن کے لئے آئے تو اس فوج کی آر اسٹنگی وورسٹی دیکھ کر اسکو نہایت پسند کیا کرنل ملس صاحب کے بعد جنرل سر اسٹوارٹ مٹن صاحب اس خدمت پر مقرر ہوئے جنرل اسٹوارٹ مٹن فوجی کاموں میں بڑے بیدار منہ اور تجربہ کار افسر تھے دو سال تک اس خدمت پر رہ کر وہ سوت افریقہ کی جنگ کو بھیجے گئے اور جنرل ورننڈ صاحب نے اوشکے کام کا منصرا نہ چارج لیا جہوقت سوت افریقہ میں انگریزی سرکار کو تعلیم یافتہ گھوڑوں کی ضرورت ہوئی اور گورنمنٹ آف انڈیا نے ہندوستانی ریاستوں کے اسپیرل سروس ٹرولیس سے اڑھائی ہزار گھوڑے جنوبی افریقہ کی جنگ میں بھجوانے کیواسطے اپنا خیال ظاہر کیا تو حسب منشا گورنمنٹ آف انڈیا سب ریاستوں کے اسپیرل سروس ٹرولیس میں گھوڑوں کا انتخاب کر کے بھجوائے گئے حضور پر نور نے حیدر آباد اسپیرل سروس ٹرولیس سے سورا اس اسپ انتخاب کر کے بھجوانے کے لئے مجھے حکم دیا اور کیپٹن وگرم صاحب ان گھوڑوں کے ساتھ جانے کے لئے مقرر ہوئے مینے کیپٹن وگرم صاحب کے ساتھ سب گھوڑوں کو دیکھ کر سورا اس اسپ جوان شایستہ اور جو نہایت اچھے تھے۔ انتخاب کئے۔

۵۱۵ ماہ جون ۱۹۰۰ء میں کیپٹن وگرم صاحب اور سورا س گھوڑوں کو اپنے ساتھ لیکر سوت افریقہ کو روانہ ہوئے وہ سب گھوڑے ایک مہینے کی مدت میں جنوب افریقہ میں پہنچ گئے اور برٹش کیولری کے جوانوں کے جو گھوڑے سو کر جنگ میں



مارے گئے تھے یا کثرت کار اور محنت سے بیکار ہو گئے تھے وہ گھوڑے اون جوانوں کی سواری میں دے گئے اس موقع پر سرکار انگلری کی فوج کو ہندوستان کے امپیریل سروس ٹروپس کے گھوڑوں سے بڑی مدد ملی۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کبھی کبھی سکندرآباد کی فوج کے ساتھ قواعد و پریڈ میں شریک ہوا کرتی ہے اور گنگا اسپر کی سالگرہ کی پریڈ اور نیواس کی پریڈ میں بھی ہمیشہ سکندرآباد کی فوج کے ساتھ قواعد کرتی ہے۔

سکندرآباد کی پریڈ کے موقع پر تین رجمنٹوں کی ایک فٹ برگید زیرکمان سنیر برٹش کمانڈنگ افسر کے رہتی ہے اور حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی دو سالوں کی ایک سکند برگید میرے زیرکمان ہوتی ہے کمانڈر انچیف ان انڈیا اور مدراس کے کمانڈر انچیف اور ہنری ایل ہائینس پرس آف ویس اور ہنرکسلنسی لارڈ مشن نے حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کا سکندرآباد کی فوج کے ساتھ انسپشن کر کے نہایت چھاپنی خوشنودی خاطر اظہار فرمائی۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کے آغاز کے وقت اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے جو ارشاد فرمایا تھا کہ رفتہ رفتہ اس امدادی فوج کی تعداد بڑھائی جائے گی۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اس ارادہ کو ۱۹۰۸ء عیسوی میں پورا فرمایا اور دو سو جوان فی رجمنٹ مع عہدہ داروں کے زیادہ فرمادے اس وقت حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی ہر ایک رجمنٹ میں چھ سو جوانوں کی تعداد ہے۔

سابق میں جو فی رجمنٹ تین اسکو اڈرن تھے آئندہ سے انگریزی فوج کے مطابق ہر ایک رجمنٹ میں چار اسکو اڈرن رہینگے۔

چونکہ حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کے جوان سرکار نظام کی باقاعدہ فوج میں سے انتخاب کیے گئے تھے اور سب افسر اس فوج کے گولکنڈہ لانس سے لے گئے تھے ان سپاہیوں کو فنون سپہ گری اور نیزہ بازی وغیرہ میں پہلے سے مشق اور مہارت تھی اور انکی ترقی فوجی کے لیے سب افسر وقت بوقت ساعی رہے اسلئے اس وقت اس فوج کی حالت نہایت درجہ قابل اطمینان ہے سالانہ اسالٹ اٹ آرمس میں سب افسروں اور سپاہیوں کا فنون سپاہ گری میں ہر طرح سے امتحان لیا جاتا ہے۔ اس سالانہ امتحان کے سبب سے ہر ایک افسر اور سپاہی کی بھی دلی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو سواری اور بہالہ اور تلوار کے استعمال کی مشق فینیک اور شکل شک وغیرہ میں کامل سپاہی بنائے اور ترقی کے مراتب میں ہمیشہ امتیاز پیدا کرتے تاکہ آئندہ سال کے امتحان کے وقت اسکو پورے طور پر کامیابی حاصل ہو۔ سابق میں امپیریل سروس ٹروپس کو ہنری مارٹینی کاربینین دی گئی تھیں کچھ مدت کے بعد لیٹننٹ کاپٹینین انگریز سرکار سے انکو ملین۔

اس فوج کے افسر اور سپاہیوں کے لیے نشانہ اندازی کی نسبت میں ہمیشہ اپنی دلی توجہ مبذول رکھی اور وقتاً فوقتاً انواع و اقسام کے انعامات افسروں اور سپاہیوں کے لیے تجویز کیے جو افسر یا جوان نشانہ اندازی میں کامیابی حاصل کرتا ہے اس کا

نام ڈیوڈ نزل آڈر میں شایع کیا جاتا ہے اور سالیانہ ریفیل میٹنگ میں اونیورسٹیاں نام دے جاتے ہیں اس کوشش کا عمدہ نتیجہ یہ ہوا کہ کل حیدر آباد امپیریل سروس ٹرولپس نے نشانہ اندازی میں اعلیٰ درجہ کی ترقی کی ہے اور مسکٹری کے انسپکٹنگ رپورٹ میں اس فوج کی نشانہ اندازی کی نسبت نہایت درجہ تعریف تحریر کی ہے۔

۱۹۰۸ء عیسوی میں منے حیدر آباد امپیریل سروس ٹرولپس کی ریفیل میٹنگ میں خاص اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی طرف سے ایک بیش قیمت پیالہ مرحمت ہوئی کے لئے درخواست کی ہے مجھے قوی امید ہے کہ ہمارے قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے اس شاہانہ انعام کے لئے کل افسران فوج دلی کوشش کر کے نشانہ اندازی ریفیل میں کامیابی حاصل کریں گے۔

گزشتہ جنگ سوٹ افریقہ اور جنگ روس و جاپان سے یہ اثبات ہو چکا ہے کہ سپاہی کیلئے ریفیل بہترین ہتھیار ہے۔ اس تجربہ کی بنا پر یورپ کی کل سلطنتوں میں ہندو سے نشانہ اندازی کی مشق سب فوجی فنون پر مقدم رکھی گئی ہے بایں خیال میری دلی کوشش یہ ہے کہ سرکار نظام کے حیدر آباد امپیریل سروس ٹرولپس ریفیل سے نشانہ اندازی میں کل ہندوستان کی فوج سے اول درجہ میں رہے۔

۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۸۹۲ء عیسوی میں مجلس جنگ پورہ

کے قیدیوں کا بلوہ اور اون کی شکایت کا ان

ایک دن صبح کے وقت میں آسٹریلیا کے نجات دہانے والے سبھی کے ساتھ مل کر ایک کشتی میں بیٹھ کر ایک کشتی کے ساتھ سفر کیا۔ اس کشتی کے ساتھ ساتھ ایک کشتی بھی تھی جس کے پاس پہونچا تو میں نے دیکھا کہ محبس کے پاس پولس کے جوانوں کا اثر دھام ہے اور نہایت شور و غل برپا ہے اور ایک بڑا بنگلہ بہادر کو تو وال اور مسٹر گارڈن مہتمم محبس کو تو والی کے جوانوں کی کمک سے محبس کے دروازہ کو بند کر رہے ہیں اور اندرون محبس سے قیدی لوگ بلوہ کر کے باہر نکلتا چاہتے ہیں اور پتھر انیٹین مار رہے ہیں اور اس کوشش پر آمادہ ہیں کہ کسی طور سے محبس کے باہر نکال جائیں ایک جوق کو تو والی کا بندوقین بہرے ہوئے تیار کھڑا ہے اور منتظر ہے کہ کو تو وال صاحب کا حکم ہوتے ہی قیدیوں پر فائر کرے میں جب محبس کے قریب پہونچا تو قیدیوں نے مجھے دیکھ کر زار مالی کی اور نہایت الحاح کے ساتھ آواز دیکر کہا کہ ہم لوگ انصاف چاہتے ہیں ہماری فریاد ہمارے ولی نعمت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے پیشگاہ میں آپ پہونچا دیں۔

گزشتہ ہفتہ میں جب ہم لوگوں نے مہتمم محبس کی شکایت کی کہ ہم کو کھانا برابر نہیں دیتے تو کو تو وال اکبر خٹک بہادر نے ہم لوگوں کی شکایت کو مطلق دسنا اور کو تو والی کے جوانوں نے ہم لوگوں پر بندوقین چلائیں جن سے چند قیدی مارے گئے اور اب پھر ہم کو بندوقین سے مارنا چاہتے ہیں۔

میں نے قیدیوں کی یہ گفتگو سن کر فوراً اپنی گاڑی روک لی اور گاڑی پر سے اتر پڑا اور محبس کے دروازہ کے پاس گیا قیدی لوگ جو اندر سے پتھر اور انیٹین

پہنک رہے تھے اور شور و غل کر کے دروازہ سے باہر نکال جانے کی کوشش کر رہے تھے۔  
 دروازہ کے پاس مجھ کو دیکھ کر خاموش ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ اندر آئیں اور ہماری  
 فریاد سنیں۔ میں نے جب اندر جانے کا قصد کیا تو اکبر خٹک اور مسٹر گلڈن نے مجھے کہا کہ  
 آپ ہرگز اندر نہ جائیں اگر آپ اندر جائیں گے تو قیدی جتیک اپنے حسب و خواہ سرکاری  
 جانب سے آپ کی زبانی اقرار نہ لے لینگے آپ کو چھوڑینگے ورنہ آپ کو ہلاک کر ڈالینگے میں نے ان کو  
 جواب دیا کہ قیدی لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہماری فریاد حضور پر نور تک پہنچا دی جائے  
 لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کی فریاد سنوں اور ان کی طرف سے حضور پر نور کی خدمت  
 مبارک میں عرض کروں اگر قیدی لوگ میری فہمائش سے اس وقت بلوہ موقوف کر دیں  
 تو کو توالی کے جوانوں کے ہاتھوں سے جو بند و قین لئے تیار ہیں ان کی جانب سے بیچ جائیگی  
 یہ کہکر میں محبس کے دروازہ میں گیا سب قیدی میرے اطراف جمع ہو گئے اور کہا کہ ہر  
 آپ وہ آٹا دیکھیں جو ہمیں کھانے کو ملتا ہے یہ کہکر سب نے مجھے ہاتھوں اور اپنے کانڈھوں  
 پر اوٹھالیا اور محبس کے اندر اپنے کھانے کی جگہ لے گئے میرے ساتھ کے دو آدمی تھے  
 وہ دروازہ کے باہر رہ گئے تھے اس واقعہ کے بعد میرے اون دونوں ملازموں نے  
 مجھے بیان کیا کہ اکبر خٹک بہادر اور مسٹر گارڈن نے کہا کہ اب قیدی لوگ محبس کے اندر  
 اپنی خواہش کے موافق شریٹین پیش کرینگے اور جتیک وہ شریٹا پورے نہو جائیں گے  
 وہ انسر خٹک کو باہر نہ آنے دینگے۔

مسٹر گارڈن نے اکبر خٹک سے کہا کہ کو توالی کے جوانوں کو اپنے ہمراہ لے کر

محبس کے عقبے حملہ کرنا اور قیدیوں کے ہاتھوں سے افسر خباک کو چھڑانا چاہیے اکبر خباک نے جواب دیا کہ باوجود منع کرنے کے وہ خود اپنے ارادہ سے محبس کے اندر گئے ہیں۔ لہذا اؤنکو اؤنکی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے غرض محبس کے باہر تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور اندرون محبس قیدی لوگ سب مجھے جس جگہ اؤنکا کہانا پکاتا تھا وہاں لے گئے اور روٹی اور جواکھل آٹا مجھے دکھلایا میں نے دیکھا کہ روٹیاں بالکل جلی ہوئی تھیں اور آٹے میں کر سین آیل کی بو آتی تھی قیدیوں نے اپنا احوال رور و کر مجھ سے بیان کیا اور کہا کہ جس قدر محنت او مشقت سے کام لین ہم اؤسکے لئے حاضر ہیں لیکن سرکار سے جو کچھ کہانا مقر ہے وہ برابر ہو ملا کرے ہمت ہم محبس ہو کو برابر کہانا نہیں دیتے سب قیدیوں کا یہ معروضہ اگر حضور پر نور کی خدمت میں پہنچے گا تو اس امر کا ضرور انتظام ہو جائے گا۔

میں نے قیدیوں سے کہا کہ اگر تم لوگ اس وقت بلوہ اور فساد موقوف کرو دو گے اور اپنی اپنی کوٹھریوں میں چلے جاؤ گے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ تم لوگوں کا کل احوال حضور پر نور کی خدمت مبارک میں عرض کر کے تم لوگوں کے کہانے کا بندوبست معقول طور پر کرادو گا۔

میری یہ تقریر سنکے قیدی لوگ میرے پاؤں پر گر پڑے اور کہا کہ ہم سب لوگ اپنی اپنی کوٹھریوں میں ابھی چلے جاتے ہیں چنانچہ چند منٹ میں کل قیدی اپنی اپنی کوٹھریوں میں چلے گئے میں نے باہر سے اون کے کل حجروں کے دروازے بند کر دیے اور میں محبس کے دروازہ کی طرف آیا تقریباً آدھے گھنٹہ تک میں اندر رہا اکبر خباک



اور سٹرگارڈن میرے واپس آنے سے مایوس ہو چکے تھے اس لئے کہ قیدی فساد پر آمادہ تھے اور قیدیوں نے میرے داخل ہونے کے بعد محبس کے بڑے دروازے کو اندر سے نہایت مضبوط بند کر لیا تھا سو مجھ سے کو تو والی اور علاقہ محبس کا کوئی جوان اندر جانسکتا تھا جب مجھ کو قیدیوں کو ساتھ گفتگو میں دیر لگی اور اکبر خٹک اور سٹرگارڈن کو میری کچھ خبر معلوم نہ ہوئی تو اکبر خٹک نے آرمیوں کے سامنے اظہار تاسف کر کے کہا اس واقعہ کی خلاصہ کیفیت سرکار میں عرض کر کے فوجی مدد مانگنی چاہیے یا جسطرح سرکار سے حکم صادر ہوا اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے اس انٹارین محبس کا بڑا دروازہ اندر سے کھول کر میں تنہا باہر آیا۔ اکبر خٹک اور سٹرگارڈن نے مجھے دیکھ کر نہایت تعجب کیا اور مجھے پوچھا قیدی بد معاش کس خیال میں ہیں اور کیا کرتے ہیں میں نے کہا کہ میں نے ان سب کو اونٹنی کوٹھڑیوں میں بند کر دیا اب آپ لوگ اندر جاؤ اور اپنا انتظام اطمینان سے کر لو پھر میں سٹرگارڈن سے کہا کہ میں قیدیوں کا آٹا دیکھا وہ نہایت شکارہ ہے اور آسمین ایک قسم کی بو آتی ہے آپ اس آٹے کے عوض میں اونکو دوسرا آٹا منگوادو اور یہ موجودہ آٹا اونکو دویہ کہکڑیں سر آسمانجا کے پاس گیا اور ان سے ابتدا سے انتہا تک جو کیفیت گزری تھی میں نے بیان کی۔

سر آسمانجا نے کہا کہ قیدیوں کی شکایت سابق میں بھی سماعت میں آئی تھی اور تھوڑا ہی زمانہ گزرا کہ قیدیوں نے بلوہ بھی کیا تھا اور سٹرگارڈن کی درخواست پر رگیولر ٹروپس سے سو جوان بھیجے گئے تھے اور سو وقت رگیولر ٹروپس اور کو تو والی کے جوانوں کی بند و قون نے قیدی مارے ہی گئے تھے اور اب پہرہ بلوہ ہوا اور عین بلوہ کے وقت

آپ وہاں پہنچے اور قیدیوں نے آپ کے محبس کے اندر عرض احوال کیا اور آپ کے کہنے سے سب قیدی بلوہ سے باز آئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل ہتھم محبس کی غفلت اور بد انتظامی سے لہذا اس امر کی دریافت ایک کمیٹی کے ذریعہ ضرور ہونی چاہیے سر آسما نجاہ نے مولوی مشتاق حسین صاحب کو حکم دیا کہ ایک کمیٹی چنگلوڑہ کے قیدیوں کی شکایت دریافت کرنے کے لئے عین موقع واروات پر جمع ہو۔ مولوی میر افضل حسین صاحب اس کمیٹی کے میر محمد اس اور دوسرے تین عہدہ دار اس کے ممبر مقرر ہوں اہالیان کمیٹی قیدیوں کا کل احوال دریافت کر کے اپنی رائے پیش کریں۔ چنانچہ دوسرے روز محبس چنگلوڑہ میں ایک کمیٹی منعقد ہوئی ارباب کمیٹی نے اول قیدیوں کا بیان تحریر کیا اور اس کے بعد ہتھم محبس کا اظہار لیا اور مجھے درخواست کی کہ خلاصہ رپورٹ تاریخ واقعہ کی آپ لکھ کر بہجدین میں نے جو واقعات بحشم خود معاینہ کئے تھے بلا کم و کاست انکو قلم بند کر کے اہالیان کمیٹی کے پاس بھیج دیں اہالیان کمیٹی نے بعد دریافت و تحقیقات کے اپنی رائے قیدیوں کے باب میں مدارا صاحب کی خدمت میں پیش کی۔

## نقل رپورٹ کمیٹی

چنگلوڑہ کے محبس میں جو بلوہ ہوا اسکی سب کیفیت اہالیان کمیٹی نے دریافت کی دراصل سڑگارڈن کی غلطی اور بد انتظامی سے قیدیوں کی شکایت پیدا ہوئی ہی توڑا

زمانہ ہوا کہ اسی قسم کی شکایت قیدیوں نے پیش کی تھی تو مسٹر گارڈن مہتمم محبس نے  
 گنولر ٹروپس اور کو توالی کے جو انون سے مدد لی اور قیدیوں نے جب باہر آنا چاہا  
 تو اس وقت اسٹیشنر بند و قین چلائی گئیں جن سے چند قیدی مارے گئے اب اس موقع  
 وہی واقعہ پیش آنے والا تھا اور قریب تھا کہ کو توالی کے جو انون کی بند و قین سے  
 لوگ ہلاک ہوں کہ اتفاق وقت سے افسر خنگ بہادر کا اوسطرف سے گذر ہوا  
 یوں نے ان سے اپنی شکایت بیان کی اور افسر خنگ بہادر اپنی بہادری اور  
 سیری سے بلا تامل محبس کے اندر چلے گئے اور قیدیوں کی شکایت سنکر مدار المہام سرکار کا  
 خلاصہ کیفیت بیان کی۔ قیدیوں کا افسر خنگ بہادر کے کہنے سے بلوہ موقوف کرنا  
 اپنی اپنی کوٹھریوں میں بے غدر چلا جانا اور کئی فرمان برداری اور حکم شنوی کی بڑی  
 پل ہے جو انان محبس اور باورچیوں وغیرہ کے اظہار سے ثابت ہوتا ہے کہ قیدیوں کو  
 نابرابر نہیں ملتا لہذا کمیٹی کی رائے ہے کہ مسٹر گارڈن مہتمم محبس کو سرکار کی طرف سے  
 فرمائی جائے کہ وہ آئندہ محبس کا انتظام اچھا کرہیں اور جو خوراک سرکار سے قیدیوں کے  
 لئے مقرر ہے اس کے ملنے کا ان کے لئے برابر بند و بست کریں چونکہ مہتمم محبس کی اکثر  
 دروایان بطور خود ہوا کرتی ہیں اس لئے اگر اس محبس کی نگرانی کسی خاص منسرا علی کے  
 کر دیا جائے تو مناسب ہے فقط

شرحہ دستخط میر محبس و ممبران کمیٹی

قیدیوں کی شکایت کا جب کمیٹی فیصلہ کر چکی تو اس وقت نواب سر آسمانجاہ نے

ایک خط مجھ کو تحریر فرمایا جسکی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مہربان افسر خبک بہادر

مجس چنگلوڑہ کے قیدی جسوقت برس شورش و فساد تھے اور اون کے عین بلوہ کے وقت قریب تھا کہ کو توالی کے جوان اونپر بند و قین چلاتے اور وہ ہلاک ہوتے اتفاق سے اسوقت میری پاس آئے آئے آپکا وہاں پہنچا اور باوجود قیدیوں کو مادہ فساد ہونیکے آپکا تن تنہا بلا کسی اندیشہ کو اونہیں چلا جانا اور قیدیوں کا اپنے ہاتھوں پر آپ کو اوٹھا کر محبس کے اندر لیجانا۔ اور مستقل مزاجی اور دانشمندی سے آپ کا اونکو فہمائش کرنا اور ذاتی سعی و کوشش سے پونے دو سو قیدیوں کو اونکی کوٹھریوں میں بند کر دینا یہ کل امور آپکی اعلیٰ درجہ کی بہادری اور دلیری و دانشمندی پر مبنی ہیں آپکی اس دانشمندانہ کارروائی سے نہ صرف محبس کے قیدیوں کا شر و فساد رخص ہوا بلکہ کو توالی کے جوانوں کو ہاتھوں سے جو قیدی بے سبب ہلاک ہونے اونکی جانیں آپنے بچائیں۔

مجھے نہایت افسوس ہے کہ کو توالی اکبر خبک کی طرف سے جو رپورٹ پیش ہوئی ہے وہ بالکل خلاف واقعات تھی لیکن کمیٹی کی رپورٹ اور کرنل لڈ لو صاحب کی تحریر سے اب حقیقت واقعہ منکشف ہوئی۔ لہذا میں آپکی حسن کارگزاری پر آپکو مبارکباد دیتا ہوں اور اس واقعہ کے متعلق جتنے امور کمیٹی نے تحریر کئے ہیں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں پیش کرتا ہوں فقط۔

آسا نجاہ

# اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیلئے گنگووارم کی

## طرف رونق افزا ہونا

۱۸۹۳ء عیسوی کے موسم گرما میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے شیر کے شکار کے لئے ارادہ فرمایا مجھے حکم اقدس ہوا کہ شکاری لوگ شیرون کی خبر لائے کیواسطے جنگل کو پیچھے جائیں شکاریوں نے جنگل میں پہونچ کر شیرون کی کیفیت سے مجھے اطلاع دی میں نے پیشگاہ اقدس میں عرض کیا کہ شکاریوں کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ گنگووارم کے جنگل میں چار شیر موجود ہیں حسب الارشاد اقدس فیل خاصہ اور شکار کا سامان گنگووارم کی طرف روانہ کیا گیا اور آٹھویں فروری کو اپنل ٹرین کی تیاری کیلئے حکم دیا گیا۔

۹ ماہ رجب ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۹ ماہ فروری ۱۸۹۳ء عیسوی روز شنبہ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک گنگووارم کے طرف رونق افزا ہوئی۔ سرکاری اسپنل ٹرین صبح کے دس بجے گنگووارم پہونچی۔

شکاری لوگ گارے کی خبر لائے اعلیٰ حضرت ولیم یا بویر سوار ہو کر واما گنڈم کے طرف تشریف فرما ہوئے فیل خاصہ علی مدد ایک ایسی جگہ کھڑا کیا گیا جہاں دو نالے باہم ملتے تھے قریب تین بجے کے ہانکہ شروع ہوا۔ شیر منگلہ اول تا در جنگ کی طرف گیا اونہوں نے گولی چلائی شیر زخمی ہو کر بائیں طرف کی جھاڑی میں چلا گیا۔ دوسرا شیر حضور پر نور کے سامنے آیا چونکہ جھاڑی بہت گنجان تھی اسلئے شیر قریب آئے تک

نظر نہیں آیا۔ شیر نے یکایک فیل خاصہ کو دیکھ کر پلٹنا چاہا لیکن اعلیٰ حضرت کی نظر اوپر  
 بڑ گئی حضور پر نور نے فوراً گولی چلائی شیر کے قلب پر لگی شیر نے اپنی جائے سوجست  
 کی اور چند قدم جا کر گر گیا۔ تیسرا شیر اعلیٰ حضرت کی بائیں طرف سے نکل کے چلا گیا گھائس  
 اور جھاڑی زیادہ ہونے کے سبب یہ شیر سوا چند ہانکہ والوں کے اور سیکو نہیں کہتا  
 دیا۔ شکار سے کیا نپ کو واپس ہونے کے بعد شیر کا ہاتھی کے بالکل قریب آنے کا  
 احوال اعلیٰ حضرت حضور پر نور و ام سلطنۃ دیر تک بیان فرماتے رہے اور الماس کی ایک  
 انگوٹھی اس روز حضور پر نور نے مجھے مرحمت فرمائی اس انگوٹھی کا الماس بہت بڑا اور  
 چمکدار ہے میں اس سر فرازی شاہانہ کا شکریہ ادا کر کے تذر گزرائی۔ شکار سے بلکہ کو واپس  
 آنے کے بعد پنا لعل جوہری ایک روز میرے پاس آئے تھے اس وقت وہ حضور غیاثی  
 انگشتی میرے ہاتھ میں تھی۔ پنا لعل نے اس انگشتی کو دیکھ کر کہا کہ یہ الماس بالکل  
 بے جرم ہے اسکی مالیت چہ سات ہزار روپیہ سے زیادہ ہوگی۔

دسویں ماہ رجب روز چہار شنبہ مطابق ۱۱ ماہ فہروری کو سواری مبارک کوہ انتگری  
 کے طرف رونق افزا ہوئی اس جگہ دو شیر وں کی خبر تھی کوہ انتگری پر جو مشہور دیول ہر  
 اوس کی مغربی طرف ایک ٹیکری پر فیل خاصہ علی مدد کھڑا کیا گیا اس ٹیکری کے  
 اطراف میں بہت جھاڑی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہانکہ شروع ہوا۔ شکاریوں نے  
 ہانکہ والوں کے تین حصہ کئے اول حصہ کوہ انتگری کے اوپر سے پہاڑ کے  
 کنارے تک دوسرا حصہ کوہ کے درمیان سے دامن کوہ تک تیسرا حصہ



پہاڑ کے نیچے کے نالوں اور جنگل میں یہ اشٹام اس خوبی سے کیا گیا کہ جطرف شیر یا بچہ یا تنید واپس یہ سب جانور حضور پر نور کے سامنے آئیں۔

جبکہ اوپر کے ہانک والوں نے پہاڑ پر سے آتش بازی پہنکنا شروع کیا ایک شیر چڑھ پتھروں کے بیچ میں بیٹھا ہوا تھا غراتا ہوا اوٹھا اور فیل خاصہ سے تقریباً سو وار کے فاصلہ پر ڈڑتا ہوا چلا اعلیٰ حضرت نے اوپر چار گولیاں چلائیں ایک گولی شیر کے پنجہ میں لگی شیر زمین پر گر کے کھڑا ہوا اور پہر جھاڑی میں جا کر پوشیدہ ہو گیا تقریباً دس منٹ گزرے ہوں گے کہ یکا یک فیل خاصہ علی مدد نے بے قراری شروع کی کبھی اپنی جگہ سے جنبش کرتا کبھی اپنی سوند زمین پر راتا غرض کہ ہاتھی کی حرکتوں سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نے شیر کو دیکھا ہے جس قدر ممکن تھا دہنے بائیں طرف دیکھا گیا کثرت جھاڑی کے باعث کوئی جانور نظر نہیں آیا تھوڑی دیر کے بعد فیلبان نے دیکھا کہ دو شیر خاص اسی جگہ جھاڑی میں سے نکل کر نیچے کے طرف جا رہے ہیں۔

جس جھاڑی کے عقب میں فیل خاصہ کھڑا تھا اس کے مقابلہ میں جو لوگ درختوں پر بیٹھے تھے ان کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ دونوں شیر آہستہ آہستہ اس نالہ میں سے جا کر اس ٹیکری پر چڑھے جس پر حضور پر نور کا ہاتھی کھڑا تھا اور اس جھاڑی میں جو کہ فیل خاصہ کے منہ کے سامنے تھی وہ دونوں شیر گئے اور چند منٹ تک کھڑے رہے چونکہ جھاڑی نہایت گنجان تھی اس سبب سے اعلیٰ حضرت نے ہاتھی پر سے شیروں کو ملاحظہ نہیں فرمایا لیکن ہاتھی نے شیروں کو دیکھ لیا تھا اسلئے بے قرار ہو کر اپنی جائے سے جنبش کرتا تھا جبکہ

شیرون نے ہاتھی کی آواز سنی کو دکڑا لے مین چلے گئے۔

اعلیٰ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک ریچھہ سامنے کے پہاڑ سے سیدھا چلا آ رہا ہے جب وہ ریچھہ تقریباً ساڑھے وار کے فاصلہ پر پہونچا حضور پر نور نے ایک گولی سے اوسکا کام تمام کیا اس ریچھہ کو گر کر چار منٹ ہی نہیں ہوئے ہونگے کہ نا لے مین سے دو شیر نکلے یہ وہی دونوں شیر تھے جو پہلے قیل خاصہ کے نزدیک آئے تھے اور وہاں سے نالہ نالہ ہانکے طرف گئے ہانکے کا شور و غل سنکر پیر دوسرے طرف کے پہاڑ پر جانے کا اونہوں نے ارادہ کیا۔ یہ دونوں شیر جب اوس ریچھہ کے قریب پہونچے جبکو حضور پر نور نے شکار فرمایا تھا یکایک کھڑے ہو گئے علی مدد نے جب سے شیرون کو دیکھا تھا خلافت عادت کے استقدر جنبش کر رہا تھا کہ اوپر سے گولی لگنا دشوار تھا فیلبان نے ہر چند کوشش کی کہ ہاتھی کو استقلال سے کھڑا کرے لیکن ممکن نہوسکا اوسوقت کا تماشا قابل دیکھنے کے تھا کہ شیرون کے دہنے بائیں اور پیچھے سے ہانکے واسے شور و غل کرتے ہوئے چلے آ رہے تھے سامنے حضور پر نور کا ہاتھی کھڑا تھا اس حالت میں شیر بالکل محصور ہو گئے تھے یہ دونوں شیر حضور پر نور کے سامنے تقریباً ساڑھے یار کے فاصلہ پر غصہ کی حالت میں کھڑے ہوئے تھے اور ہانکے والوں کے طرف دیکھنا پیر ہاتھی کی طرف پلٹنا اور دم ہلا کر غصہ کڑا غصہ کی حالت میں شیرون کی مچھون کے بال جو کھڑے ہو جاتے تھے برابر نظر آتے تھے غرض کہ تہوڑی دیر تک یہ عجیب و غریب تماشا رہا۔

چونکہ ہاتھی نہایت خندیش کر رہا تھا اعلیٰ حضرت نے گولی چلانے میں ذرا تاثر فرمایا جب ہاتھی کا خندیش کرنا موقوف نہ ہوا مجبوری اعلیٰ حضرت نے اوس شیر پر جو آگے تھا گولی چلائی گولی شیر کے شکم میں لگی دونوں شیروں نے فیل خاصہ کی دہنی طرف سے دوسرے پہاڑ پر جانیکا ارادہ کیا۔ پہاڑ پر جھاڑی کم تھی بندوق چلانے کا بڑا عمدہ موقع تھا لیکن علی مدد اول سے آخر تک اس طرح ملتا رہا جیسے کہ طوفان میں کشتی ہلتی ہو۔ برین ہم جب تک یہ دونوں شیر اعلیٰ حضرت کو نظر آتے رہے حضور پر نور نہایت جلدی اور مستعدی سے اونپر بندوقین فیر کرتے رہے خالی ریفل میں کار توں رکھ کر دینے میں اگر مجھ سے ذرا دیر ہوتی تو اعلیٰ حضرت خود ریفل کو بہرتے اور فایر کرتے۔

باوجود ہاتھی کے ہلنے اور شیروں کے زور سے بہا گئے کے اعلیٰ حضرت نے دونوں شیروں کو زخمی کیا۔ ایک شیر تو تھوڑی دور جا کر گر گیا اور دوسرا شیر مقابل پہاڑ کے غار میں جا کر گر گیا جب ہانکے والے قریب پہنچے تو بالکل شام ہو گئی تھی تاریکی میں ممکن نہ تھا کہ شیروں کی تالاش کیجاتی ریچھ کو اڑھا کر کیا منپ میں لاؤ اعلیٰ حضرت نے بھی فرود گاہ کا قصد فرمایا۔

دوسرے روز علی الصباح میں اوس مقام پر گیا جس جگہ کہ زخمی شیر چوڑے گئے تھے ایک شیر جھاڑی میں مردہ ملا بعد کو دوسرے شیروں کی تالاش کی گئی دوسرے دونوں شیر زخمی ہو کر دام گنڈم کے جنگل میں چلے گئے انہیں سے ایک کے پنجہ میں گولی لگی تھی وہ شیر تقریباً ایک مہینے تک زندہ رہا جنگل میں لنگ کرتا پھر تاتھا بعد کو

شکاری اسکو مار کر اوسکا چمڑا ملاحظہ اقدس میں لائے۔

۱۵ ماہ رجب ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۵ ماہ فروری ۱۸۹۲ء عیسوی کو سواری مبارک

گنگوادم سے بلدہ میں رونق افروز ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کاشیر کے شکار کیواسطے حقیقت میں

اور یکساں مندرم اور مان کوٹہ کی طرف تشریف فرما ہونا

اس سال کے آخر موسم میں بارش کم ہونے کے سبب گہالسن جنگل میں کم پیدا

ہوئی اور جنگل جھاڑی بہی جلد خشک ہو گئے اس زمانہ میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے

شیر کے شکار کیواسطے ارادہ فرمایا اور مجھے ارشاد ہوا کہ ہر چند یہ سال کمی بارش کے سبب

سے شیر کے شکار کے لئے زیادہ مورون نہیں ہے لیکن چند روز کے لئے سواری مبارک

شیر کے شکار کے لئے جائے گی لہذا ضروری انتظام شکار کا فوراً کیا جائے حسب حکم اقدس

میں فوراً ہاتھی اور شکار کا سامان روانہ کیا اور ۱۱ رمضان ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۹ اپریل

۱۸۹۲ء عیسوی روز شنبہ کو حقیقت پل کی طرف سواری مبارک رونق افزا ہوئی اور اس مقام

پر یہ ہونچنے کے بعد سرکاری اسپیشل ٹرین اسٹیشن پر ایک محفوظ جگہ کھڑی کی گئی یہاں پر

اعلیٰ حضرت حضور پر نور چار روز تک سلون خاص میں قیام فرما رہے ریل گاڑی کے

ٹبے جو بصرہ ایک لاکھ روپیہ خاص حضور پر نور کے لئے ولایت میں بنوائے گئے

ہیں وہ قابل دید ہیں۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ریلوے کیا تیج حسین ڈرائنگ روم نہایت آراستہ ہے اور استراحت فرمانے کا کمرہ علیحدہ ہے۔ لباس تبدیل فرمانے اور حمام کرنے کے مقامات کمال خوبی اور عمدگی سے اپنے اپنے محل اور موقع پر بنے ہوئے ہیں۔

سرکاری تو شک خانہ کی دوسری گاڑی ہے اور اسے ملحق و نیگ سلون یعنی میز خانہ کی گاڑی ہے اس کے درمیان بڑا میز بچھا ہوا ہے جس پر بارہ صاحب لوگ کھانا کھائیں یا در چھانہ کی گاڑی اس سے ملحق ہے اور دو گاڑیاں ایڈیکانوں کے واسطے ہیں ان تمام گاڑیوں میں ایک گاڑی سے دوسری گاڑی میں آنے جانے کا راستہ بنا ہوا ہے۔ جس سے ٹرین چلتے وقت بلا وقت گاڑیوں میں آمد و رفت ہو سکتی ہے غرض یہ سب ریلوے کیا تیج حضور پر نور کے مثل ایک محل کے ہیں جبکہ ریکانیت کی ضروری چیزیں درکار ہوتی ہیں وہ سب ان ڈیون میں موجود ہیں۔

جنتل پلی میں پہنچنے کے بعد چند بار ہانکے ہوئے لیکن شیر نہیں ملا یہاں سے ۱۶ رمضان کو حضوری اسپتال کیسٹنڈر م کی طرف روانہ ہوئی اعلیٰ حضرت حضور پر نور اس جگہ ہی ٹرین میں تشریف فرما رہے۔

اٹھارہویں اپریل کو گارے کی خبر آئی گیارہ بجے حضور پر نور شکار گاہ میں رونق افزا ہوئے جب ہانکے نزدیک پہنچا پہاڑ سے دو شیر نکلے ایک شیر حضور پر نور کے پجان کی دہنی طرف سے نکلا جسکو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اول گولی میں زخمی کیا دوسرا شیر بچکر کسی جانب کو نکل گیا۔ یہ زخمی شیر پہاڑ میں چلا گیا اس روز ہر چند تلاش کی گئی۔ لیکن

نہیں ملا دوسرے روز پہاڑ کے دامن میں مردہ پایا گیا۔

اس مقام پر آٹھ روز تک سواری مبارک رونق بخش رہی اور ۲۲ رمضان شریف مطابق ۲۲ اپریل کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور ان کوٹہ میں رونق افزا ہوئے۔ ۲۳ رمضان شریف کو شب بندہ کے روز میتا کنٹھ سے گارے کی خبر آئی یہ مقام کیانپ شاہی سے بہت ہی قریب تھا حضور عالی کے واسطے دامن کوہ میں ایک درخت پر چان باندھا گیا تھا جبکہ ایک باگن اوس درخت کے بہت قریب پہنچ گئی تب حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا۔ باگن کی نظر جو وقت چان پر پڑی وہ چاہتی تھی کہ جیت کر کے دوسری طرف کو نکل جائے لیکن اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ایک ہی گولی میں اوس کا کام تمام کر دیا۔

دوسرے روز مینور کے جنگل سے گارے کی خبر آئی سواری مبارک وہاں رونق افزا ہوئی جو وقت ہانک کیا گیا شیر نادور جنگ کے سامنے سے نکلا انہوں نے گولی چلائی شیر زخمی ہو کے جھاڑی میں بیٹھ گیا نادور جنگ اپنا ہاتھی اوس کے نزدیک لے گئے شیر نے ہاتھی پر حملہ کیا نادور جنگ نے دوسری گولی چلائی جو اوس کی گردن میں لگی شیر اسی جگہ گر گیا۔ ہانک والوں کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک شیر ہانک کے وقت اوس کے پیچھے سے نکلا پہاڑ میں چلا گیا ہے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ اوس پہاڑ میں گارے کے لئے جاموش باندھے جائیں چنانچہ شب میں شیر نے دو جاموش مارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور پہر مینور کے جنگل میں تشریف فرما ہوئے ہانک شروع ہو کر تھوڑی دیر گزری تھی کہ شیر پہاڑ پر نظر آیا اور نالہ نالہ سیدھا اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی طرف آ رہا تھا کہ حضور پر نور



نے تقریباً ساڑھے وار کے فاصلہ سے گولی چلائی اول ہی گولی میں اوسکا کام تمام ہو گیا۔ ۲۸۔  
اپریل ۱۸۹۲ء عیسوی کو اعلیٰ حضرت نے بلدیہ میں مراجعت فرمائی۔

## حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کا انسپکشن

سرواوردٹمس انسپکٹر جنرل امپیریل سروس ٹروپس ان انڈیا جامادی الاول ۱۳۱۱ھ بمطابق نومبر ۱۸۹۲ء عیسوی میں حیدرآباد آئے اور حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کا اونہوں نے انسپکشن کیا اول روز سرواوردٹ نے دونوں رجمنٹوں کے گھوڑوں اور جوانوں کو دیکھا دوسرے روز قواعد اور ڈریل میں اونہوں نے افسروں کا امتحان لیا۔ تیسرے روز سب فوج بگٹیڈ قواعد اور رکائس کا کام کو لکٹڈ کے میدان میں لیا اور شام کو نیزہ بازی اور دوسرے فوجی کرتب دیکھے سرواوردٹمس نے حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی سپاہیہ وضع اور فوجی افسروں کی قواعد دانی اور فنون سپاہ گری مثل نیزہ بازی اور ٹینٹ پیک اینگ وغیرہ کی نسبت بہت کچھ تعریف فرمائی اور کہا کہ دوسری نیٹو اسٹیٹ کو امپیریل سروس ٹروپس کو آغاز ہو کر چند سال کی مدت ہو چکی ہے لیکن حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی فوجی حالت دوسرے ہی سال میں بالکل اونس کے مقابل بلکہ نیزہ بازی اور گر فنون سپاہ گری میں اولے سے بہتر اور اعلیٰ درجہ میں ہے۔

فوج کے انسپکشن کے بعد سکینڈ لانسز امپیریل سروس ٹروپس کی لین قلعہ گو لکٹڈ کی شرقی جانب تیار کرنے کے لئے سرواوردٹ نے فیصلہ کر دیا اور لین کی

تیار کی کپٹن ہاشم نواز جنگ بہادر کے اہتمام سے شروع ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیلئے کیسا مندرم

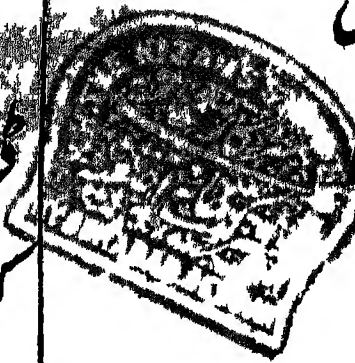
اور مانگوٹ کی طرف تشریف فرما ہونا

اس سال بالکل یہ خیال نہ تھا کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک شیر کے شکار کے واسطے اضلاع میں رونق بخش ہوگی اسلئے گریز کے موسم میں مجھے ارشاد ہو جاتا تھا کہ شیر کے شکار کا انتظام کیا جائے چونکہ اس سال پندرہویں مارچ تک کچھ ارشاد نہیں ہوا تھا اسلئے شیر کے شکار کے واسطے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے تشریف لیجانے کی مطلق امید نہ تھی۔

۱۶ مارچ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے خاصہ تناول فرمانے کے بعد مجھے ارشاد فرمایا کہ اس سال شیروں کی کیا خبریں ہیں شکاریوں نے کچھ خبر دی ہے یا نہیں میں نے عرض کیا کہ سب شکاری حکم خداوندی کے منتظر ہیں بجز صدر حکم اقدس شکار کا انتظام کیا جائے گا اور سوقت ارشاد ہوا کہ فوراً شکار کا بندوبست کیا جائے اور ۲۹ مارچ کو اسٹیل ٹرین تیار رہے بجز صدر حکم عالی شکار کا سب انتظام کر کے پیشگاہ اقدس میں عرض کیا گیا ارشاد اقدس ہوا کہ سواری مبارک پہلے کیسا مندرم میں رونق بخش ہوگی اور اس کے بعد مانگوٹ اور پاکہال کے تالاب کا قصد کیا جائے گا۔

۶ ماہ رمضان ۱۳۱۳ ہجری مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۳۳ء عیسوی کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور

|            |            |    |     |
|------------|------------|----|-----|
| دریا       | آبنائے     | ۹  | ۴۹۰ |
| جمعہ کو    | جمعہ کو    | ۱۳ | "   |
| آئی لینڈ   | اینڈ       | ۸  | ۴۹۱ |
| والی       | وای        | ۱۳ | ۴۹۲ |
| ریس اسٹانڈ | ریس اسٹینڈ | ۱۴ | "   |
| ہنگ سیٹ    | ہنگ سیٹ    | ۱۵ | ۵۰۴ |
| پڑے        | پڑے        | ۱۳ | ۵۰۸ |
| نفا رت     | سنارت      | ۱۱ | ۵۱۰ |
| راشن       | لیشن       | ۱۳ | ۵۱۶ |
| وسپلین     | وسپلین     | ۶  | ۵۲۳ |
| کمپ اللف   | کمپلین     | ۱۱ | ۵۲۵ |
| مشتری      | مشتری      | ۷  | ۵۳۲ |
| ڈیلا کرتا  | ڈیلا کرتا  | ۵  | ۵۳۸ |
| کٹون       | کھتیون     | ۱۰ | ۵۴۶ |
| کپٹن اسپر  | کپٹن اسپس  | ۲  | ۵۴۳ |
| کھکیرون    | کھکیرون    | ۱۶ | ۵۵۴ |
| ڈرائی      | ڈرائڈرئی   | ۸  | ۵۶۳ |



زخمی کیا تھا وہ تیندوا ایک جہاڑی میں بیٹھا ہوا ایک شکاری کو دکھائی دیا اوسنے اوسپر گولی چلائی تیندوا اول ہی سے نہایت کاری زخم کھا کے نیم جان تھا جہاڑی میں گر کر مر گیا شکاری لوگ اوس تیندوے کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ملاحظہ اقدس میں لائے۔  
غرض آٹھ روز تک کیسا مندرم میں قیام رہا لیکن ایک تیندوے کے سوال اور کچھ شکار نہ ملا۔ ۹ ماہ اپریل کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ شب کو ماہ و لت اسپنل ٹرین میں مان کوٹہ کی طرف رونق افزا ہوں گے حسب الحکم اقدس اسپنل ٹرین کا انتظام کیا گیا شام سب ہمراہیان سواری مبارک کو حکم ہوا کہ ہاتھی اور گھوڑے اور اسکارٹ وغیرہ غروب آفتاب کے قبل روانہ ہو کر مان کوٹہ پہنچ جائے۔

سرکاری اسپنل ٹرین تین بجے شب کے روانہ ہوئی کیسا مندرم سے مان کوٹہ کو پہاڑوں میں سے گزر کے ریل کی سڑک جاتی ہے اسیلے دور سے ریل گاڑی نظر نہیں آتی سرکاری ہاتھی خکی تعداد تقریباً چوبیس زنجیر کے ہوگی کیسا مندرم سے روانہ ہو کر ریل کی سڑک پر آہستہ آہستہ جارہے تھے یکایک اسپنل ٹرین ہاتھوں کے نزدیک پہنچی انجن ڈیور نے ہاتھوں کو انجن سے آنا قریب دیکھا کہ اوسکے ہوش اوڑ گئے چونکہ وہاں پریسٹک میں کچھ نشیب ہی تھا ٹرین نہایت تیزی سے جارہی تھی یہ امر کسی طرح ممکن نہ تھا کہ ٹرین فوراً روک لی جاتی اس حالت میں انجن ڈیور نے زور سے ریل کی سیٹی دی اور ایک چشم زدن میں انجن ہاتھوں کے نیچے میں پہنچ گیا سب ہاتھی انجن کی سیٹی سے دہنی بائیں طرف ہو گئے تھے مگر ایک ہاتھی فتح نصیب نامی جیسے کڑی بار

کی ہوئی تھی وہ بالکل سڑک کے بیچ میں چل رہا تھا کیا ایک انجن کا اگلا حصہ برابر بائیں کے شانہ میں لگا انجن ڈیلور کا بیان تھا کہ یہ واقعہ دیکھ کر قریب تھا کہ خوف سے میری روح قالب سے نکل جائے اسلئے کہ یہ ایک خوفناک حالت تھی کہ ساری ریل اولٹ جاتی یا انجن ریلوے لین سے علیحدہ ہو جاتا جس سے پچھلی گاڑیوں کو نقصان عظیم پہنچتا۔  
 سب سے زیادہ نازک یہہ امر تھا کہ یہہ خاص اسپتال کوئی معمولی گاڑی نہ تھی اور اس اسپتال ٹرین میں تقریباً ایک کٹر ڈوبیس لاک آدیسوں کا فرما نرو اور حاکم ملک دکن رونق افزا تھا۔

غرض انجن کی ہاتھی سے جب ٹکر ہوئی ہاتھی کے پاؤں زمین سے اتنے اوٹھے کہ قریب دس فٹ کے زمین سے بلند ہو کر ریلوے سڑک کے دہنی طرف علی مدہا تھی پر گرا اور اسی جگہ مر گیا اور علی مدہ کا دہنی طرف دانت ٹوٹ گیا۔

انجن ڈیلور نے جب دیکھا کہ بڑی خوفناک حالت سے نجات ملی تو تھوڑی دور جا کر اسپتال کو اوس لئے روک لیا۔ انجن کی ہاتھی سے جب وقت ٹکر ہوئی تھی اس وقت ہر ایک شخص کو یہہ محسوس ہوا تھا کہ ٹرین کو کسی قسم کا صدمہ ضرور پہنچا۔ گاڑی ٹھہرانے کے بعد انجن ڈیلور نے آکر یہہ کل کیفیت بیان کی اور اوسکے بیان کے مطابق اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں سب احوال عرض کیا گیا ایسے نازک موقع پر صدمہ عظیم سے ریل گاڑی کا محفوظ رہنا یہ حضور پر نور کا اقبال تھا۔

صبح کے چہرے سواروں مبارک مان کو ٹھہر پونچھ مان کو ٹکے جھجھ میں بھی مثل

کیا مندرم کے پانی بہت اور جہاڑی بن رہی یہاں پر یہی شکار کی زیادہ امید معلوم نہ ہونی اکثر گارون کی خبر آئی اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور چند بار شکار کو تشریف فرما ہوئے لیکن کوئی شیر نظر نہیں آیا۔

آٹھویں ماہ اپریل کو رفیع الدین نامی کو توالی کا ایک جوان خیمہ مبارک کے قریب پہر پر کھڑا تھا اوسکو سانپ نے کاٹا کو توالی کا گارڈ دور ہونے کے سبب سے کوئی جوان نرچک نہ تھا کہ اوسکی بدلی کر سکتا ہر خیمہ ملازمان سرکاری نے رفیع الدین سے کہا کہ خود چلے جاؤ اور اپنی بدلی کا جوان بھیج دو لیکن اوس نے جانے سے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنے پہرہ کی جگہ چھوڑ کر نہیں جاتا یہاں تک نہ رہنے اثر کیا کہ رفیع الدین بیہوش ہو کر گر پڑا یہ خبر اسٹاف سرجن لقمان الدولہ بہادر کو پہونچی او نہون نے اگر جوان مذکور کو دیکھا اور اپنی خیمہ میں اوسکو لے گئے اور نہایت کوشش سے علاج کیا اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بکمال رحم دلی دوسرے روزی خود رونق افزا ہو کر کو توالی کے جوان کو ملاحظہ فرمایا سانپ کاٹنے کے بعد جوان نے جو اپنے پہرہ کی جگہ نہیں چھوڑی یہ امر باعث خوشنودی خاطر اقدس ہوا رفیع الدین جوان کا کٹر سم سے برا حال رہا کسی طرح اوسکی زندگی کی امید نہ تھی لیکن اوسکی زندگی باقی تھی لقمان الدولہ کے علاج سے دوسرے روز صحت کی کچھ صورت نظر آئی اور دو تین روز میں وہ بالکل اچھا ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے رفیع الدین جوان کو اس خدمت کے صلہ میں جو اس نے سانپ کے کاٹنے سے اپنے پہرہ کی جگہ نہ چھوڑی جمہداری کے عہدہ سے سرفراز فرما کے پانسو روپے



انعام مرحمت کیے۔

دسویں ایریل کو میٹھا کٹہ سے گارے کی خبر آئی اعلیٰ حضرت حضور پر نور شکار کے لیے وہاں رونق افزا ہوئے ہاتھ شروع ہوا شیر سامنے کے پہاڑ سے نکلا اور نالہ کی طرف دوڑتا جاتا ہوا نظر آیا اعلیٰ حضرت نے متواتر چار گولیاں چلائیں ایک گولی شیر کی کمر بین لگی تھوڑی دور جا کر وہ شیر گر گیا۔

۱۹ ماہ اپریل ۱۸۹۳ء عیسوی مطابق ۲ شوال ۱۳۱۲ھ ہجری کو سواری مبارک مان کوٹہ بلدہ میں رونق افزا ہوئی۔

## بلدہ میں اولے برسنے

۱۳۱۲ھ ہجری میں حسب معمول عید ذی الحجہ کا دربار ہوا اس دربار میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بمقام خروانہ مرزا ولایت علی بیگ مرزا احمد علی بیگ مرزا حامد علی بیگ میرے تین فرزندوں کو خانی اور بہادری کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

اس سال میں موسم گرما کی نہایت درجہ شدت رہی اکثر اوقات دن کو بارہ بجے آکر مقیاس الحرارت ورنڈہ میں ایک سو پانچ اور ایک سو آٹھ درجہ تک پہنچ جاتا تھا۔

غزہ پلج کو کچھ ابر آیا اور بارش ہوئی اس روز میرے پاس چند مہمان افسر سکندر آباد سے آئے ہوئے تھے میں ان کو چوڑے کی گاڑی میں اپنے ساتھ سوار کر کے فوراً ان ہاتھ ڈرا لیا کرتا ہوا شام کے پانچ بجے حیدر آباد کلب کو گیا آفتاب غروب ہونے کے بعد بجلی کڑکنا اور

بادل گر جبا شروع ہوا اسوقت میں نے اپنے اجباب سے کہا کہ بارش کی آمد قریب معلوم ہوتی ہے  
اب مکان کو جلد واپس جانا چاہئے میرے اجباب میرے ساتھ چوکرے میں سوار ہوئے  
اور میں خود فوراً ان ہانڈ ڈرائیو کرتا ہوا کلب سے باہر نکلا یکایک بارش شروع ہو گئی اور تند  
ہوا چلنے لگی جسوقت ہمارا چوکرہ باغ عامہ کے قریب پہونچا اسوقت ہوا اس زور سے  
چلی کہ باغ عامہ کے سامنے کا ایک درخت جڑ سے اوکڑ کے زمین پر گر پڑا۔ بارش کی شدت  
اور بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سے یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ گھوڑے قابو سے نکل کے کہیں  
چوکرے کو دے بھاگیں بڑی احتیاط سے چارون گھوڑوں کو آہستہ آہستہ ڈرائیو کرتا ہوا  
میں اپنے بنگلہ راحت منزل کے احاطہ کے قریب آ پہونچا۔ اسوقت پانی کے ساتھ چھوٹے  
چھوٹے اولے برسنا شروع ہوئے چونکہ ہوا بہت تند تھی وہ چھوٹے چھوٹے اولے ہوا  
کے طپانچوں سے اس زور سے گرے کہ گاڑی کے گھوڑے بالکل پریشان ہو کر جھپکنے لگے۔  
چوکرے میں جو لوگ سوار تھے انکو بھی اولوں کی چوٹ سخت ناگوار معلوم ہوئی  
چونکہ ہوا شمال سے چلنی شروع ہوئی تھی اور وہ بالکل گھوڑوں کے منہ پر لگ رہی تھی اس کے  
صدر سے گھوڑے راحت منزل کے دروازہ پر یکبارگی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے  
بے قراری شروع کی بنگلہ میں اسوقت جتنے آدمی موجود تھے انہوں نے جب گھوڑوں  
کی وحشت دیکھی فوراً اپنی اپنی جگہ سے دوڑے اور گھوڑوں کے پاس جمع ہو کر ان کے  
بارنس نہایت عجلت سے کہو لے اور ہم لوگ گاڑی پر سے اتر کر بنگلہ کی طرف گئے  
اب اولے زیادہ برسنے لگے اور اونکے بارش کی اتنی شدت ہوئی کہ چند منٹ میں راستوں

تقریباً دو دو فٹ تک جمع ہو گئے نوکر لوگ گھوڑوں کو طویلہ میں پہونچا کر جب پلٹے تو اونکی پاؤں گھٹنوں تک اولوں میں اوتر جاتے تھے غرض اس قدر اولوں کی بارش ہوئی کہ تھوڑی دیر میں سب راستے بند ہو گئے شب کی تاریکی میں جھٹکے راستوں اور بنگلہ کے کپڑوں پر نظر کی جاتی تو سفید سفید اولوں کے فرش کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔

میرے اجباب نے اس وقت میں اپنے صحیح و سالم پہونچنے سے پروردگار عالم کا شکریہ ادا کیا جیسے اولوں کی یکایک کثرت سے بارش شروع ہو گئی تھی اگر اس موقع پر بنگلہ میں پہونچنے سے پہلو ذرہ دیر بھی ہوتی تو ہمارے چوڑے کے گھوڑے اولوں کے صدمہ سے ممکن نہ تھا کہ اپنی حالت پر قائم رہتے بلکہ بے اختیار جھٹکے کو چاہتے گاڑی ہو لے بہا گتے۔

غرض کامل ایک گھنٹہ تک اولے برستے رہے اور اولوں کے ساتھ ہوا بھی تند و تیز چلتی رہی جس کے صدمہ سے صد ہا تناور درخت جڑ سے اکھڑ کے گر پڑے آٹھ بجے کے قریب شب میں اولے برسا موقوف ہوئے۔

دوسرے روز صبح کے وقت سوار ہو کے میں ڈیوڑھی مبارک کو لیا تو راستوں کو دونوں طرف رات کے برے ہوئے اولے جمع تھے اکثر درخت گرے ہوئے پڑے تھے اور جو درخت باقی تھے اونکی شاخوں میں پتہ کا نام تک نہ تھا بلکہ اولوں کے صدمہ سے سب پتے جڑ کے اکثر شاخیں بھی ٹوٹ گئی تھیں اور درختوں کی چھال تک ٹکلتی تھی۔ ڈیوڑھی مبارک میں پہونچنے کے بعد چوہداروں کی زبانی معلوم ہوا کہ شب کو

ہمیشہ دس بجے ڈیوڈ ہی مبارک کے جلو خانہ کا دروازہ بند ہوا کرتا تھا اولون کی بارش کے بعد دروازوں کے بیچ میں استقدراولے جمع ہو گئے تھے کھدروازہ بند کرنے کے لئے ہر چند کوشش کی گئی لیکن اولون کی کثرت سے دروازہ بند کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی جب دروازوں کے پاس سے اولون کا ٹھانا چاہا تو یہہ بھی ممکن نہ ہوا اس لئے کہ آدمیوں کے پاؤں گھٹنوں تک اولون میں اتر جاتے تھے اور اطراف کے اولون کا استقدردباؤ پڑتا تھا کہ جس جگہ سے اولے ٹوکروں میں اوٹھائے جاتے اس جگہ پھر دوسرے اولے آجاتے تھے۔

شہر اولون کی زبانی معلوم ہوا کہ اولے برسا شروع ہوتے وقت جو گاڑیاں اور چٹکے باہر راستوں پر تھے انکے گھوڑے یا بو گاڑیوں اور چٹکوں کو لیکر اس زور و شور سے بھاگے کہ اکثر گاڑیاں اور چٹکے ٹوٹ کے ضائع ہو گئے۔

شہر میں بہت سے مکانات اور دیواریں اولون کے صدمہ سے گر پڑیں اور جو مکانات سفالی تھے انکے ٹھیکرے اولون سے ٹوٹ کے رینہ رینہ ہو گئے راستوں میں جہ طرف نگاہ اٹھتی اولے ہی نظر آتے تھے اور ایک دوسرے سے باہم ملکر بڑی بڑی سنگ مرمر کی سلون کی مثل دکھائی دیتے تھے حیدر آباد کے قدیم باشندے جنگی عمرین انشی انشی نوو نوو برس کی تھیں وہ بیان کرتے تھے کہ بچنے اپنی عمر میں ایسے اولے حیدر آباد میں کبھی نہیں دیکھے۔

## حیدر آباد امپیریل سروس ٹرولیس اور افواج باقاعدہ سرکار عالی کا عشرہ شریف محرم میں ملکر مارچ پاسٹ کرنا

بمجرعون صاحب جو حیدر آباد امپیریل سروس ٹرولیس کے آغاز میں انشپکنگ افسر مقرر ہوئے تھے ۱۸۹۳ء عیسوی میں حیدر آباد ریڈنسی کے وہ ملیٹری سکریٹری مقرر ہوئے اور انکی جگہ کپٹن فاسکن کا تقرر ہوا چونکہ حیدر آباد امپیریل سروس ٹرولیس اور میسور دونوں ریاستوں کے امپیریل سروس ٹرولیس کا تعلق اون سے تھا اس لئے اکثر اوقات وہ میسور ہی میں رہا کرتے تھے اور تمام سال میں مہینہ دو مہینے کے لئے حیدر آباد آتی تھے۔

محرم ۱۳۱۱ھ ہجری مطابق جولائی ۱۹۳۳ء عیسوی میں اول بار یہ موقع تھا کہ حیدر آباد امپیریل سروس ٹرولیس نے افواج باقاعدہ سرکار عالی کے ساتھ شریک ہو کر محرم شریف کے لشکر میں مارچ پاسٹ کیا۔

۹ ماہ محرم کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے سواری مبارک جلوس شاہانہ کے ساتھ حسینی علم میں رونق افزا ہوئی اس مقام سے مراجعت فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے کنواریاں کے دو تہان مجھے عنایت فرمائے۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کی واسطے گنگوڑم و قارا آباد کی طرف رونق افزا ہونا

بندگان حضرت حضور پر نور دام سلطنت کی سواری مبارک شیر کے شکار کے لئے

۱۹ ماہ رمضان ۱۳۳۱ھ بمطابق ۲۸ مارچ ۱۹۱۲ء عیسوی روز چہار شنبہ کو اسپتال ٹرین میں مقام وقار آباد کی طرف روانہ ہوئی اور اسٹیشن پہنچنے کے بعد اعلیٰ حضرت کی اسپتال ٹرین اسٹیشن کے سائڈنگ پر علیحدہ کھڑی کی گئی۔

جنگل میں چار شیروں کی خبر تھی۔ ۲۰ رمضان مطابق ۲۹ مارچ روز پنجشنبہ کو (واما گندم) سے گارے کی خبر آئی اس خبر کے پہنچتے ہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور عازم شکار ہوئے شیر اعلیٰ حضرت کے فیل خاصہ کے بائیں طرف تقریباً دو سو گز کے فاصلہ پر نکلا چونکہ جہاڑ زیادہ گنجان تھی اس سبب سے شیر نظر نہیں آیا دوسرے روز (واما گندم) سے گارے کی خبر آئی اعلیٰ حضرت حضور پر نور شکار کے لئے برآمد ہو کر فیل خاصہ پر سوار ہوئے فیل خاصہ ایک نالہ کے کنارے کھڑا کیا گیا دہری طرف ممتاز یار جنگ اور بائیں طرف عثمان یار جنگ ہاتھوں پر کھڑے ہوئے ہانکے والے جب شور و غل کرتے ہوئے بڑھے شیر نکلا سید ہاشمان یار جنگ کے طرف چلا کر اونکے ہاتھ کو دیکھ کر شیر لیٹ گیا اور اعلیٰ حضرت کی جانب اس نے رخ کیا اعلیٰ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر فیل خاصہ کے پیچھے سے آہستہ آہستہ بائیں طرف کو چلا جا رہا ہے حضور پر نور نے بحال استقلال شیر کو نزدیک آنے و یا جب شیر پچاس گز کے فاصلہ پر پہنچا حضور نے گولی چلائی گولی شیر کے شانہ میں لگی شیر اسی جگہ گر گیا یہ شیر بہت زبردست تھا۔

چونکہ شاہی کیا مپ سے یہ جگہ بہت فاصلہ پر تھی اس لئے سواری بتا



شب میں بہت دیر سے خیمہ گاہ کو پہنچی اعلیٰ حضرت نے عثمان یار جنگ کو ایک عمدہ  
 نور فنی اکسپرس ریفیل مرحمت فرمائی۔ ۶ ماہ اپریل کو سورج گہن ہوا آٹھ بجے دن کے  
 گہن شروع ہوا آفتاب قریب آٹھویں حصہ کے گہن سے باقی رہا روشنی استفدرباقی  
 تھی جیسے آفتاب غروب ہونے کے بعد رہا کرتی ہے غرہ شوال کو سواری مبارک  
 اسپیل ٹرین کے ذریعہ حیدرآباد میں داخل ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کاشیر کے شکار کیلئے تالاب پاکہال

کی جانب تشریف لیجانا

۲۵ شوال ۱۳۱۲ ہجری مطابق ۵ مئی ۱۸۹۴ء عیسوی کو بندرگانہ عالی اسپیل ٹرین میں

روانہ ہوئے اور مفصلہ ذیل مصاحبین سواری مبارک کے ہمراہ تھے۔

داورالملک افسر جنگ عثمان یار جنگ شرفیاب جنگ مظفر یار جنگ  
 مستحکم جنگ اسد یار جنگ لقمان الدولہ ممتاز یار جنگ فصیح الملک  
 جان نثار جنگ اسپیل ٹرین نہکنڈہ اسٹیشن پر شام کے تین بجے پہنچی اعلیٰ حضرت  
 حضور پر نور مع ہمراہیوں کے یہاں سے گاڈ ہیون میں سوار ہو کر کیانپ چندرائی  
 میں رونق افزا ہوئے۔

یہ مقام پاکہال کے تالاب سے گیارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے چندرائی  
 کے اطراف میں پہاڑ بہت کم ہیں اکثر نالوں کے کناروں پر جو تالاب مذکور سے

نکلے ہیں گنجان درخت ہیں زمین اکثر شیر رہا کرتے ہیں۔  
 پنجشنبہ کی صبح کو ویر کے نالے سے گارے کی خبر آئی اعلیٰ حضرت حضور پر نورؐ کا  
 کوثر شریف لے گئے شیر بانکہ والوں کی بائیں طرف سے نکل گیا شام کے قریب اعلیٰ حضرت  
 نے لشکر گاہ کو مراجعت فرمائی۔

دو شنبہ کو (دوٹی واگ کے نالہ) میں گارا ہوا بندگان حضرت کے لئے ایک  
 درخت پر مچان باندھا گیا بانکہ شروع ہوئے بیس منٹ ہوئے ہوں گے کہ نالہ کی بائیں  
 طرف جو لوگ درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اونہوں نے غل کرنا شروع کیا اس سے  
 معلوم ہوا کہ شیر اسی طرف کو جا رہا ہے۔ شیر اون لوگوں کے شور سے پلٹ کر اعلیٰ حضرت کے  
 درخت کے طرف آیا۔ درخت کے نیچے پانی کا ایک نالہ بہتا تھا شیر نے نالہ پر سوجھت  
 کی بندگان حضرت نے ریفیل چلائی گولی شیر کی گردن میں لگی شیر وہیں پر گر گیا چند منٹ  
 گزرنے نہ پائے تھے کہ دوسرا شیر جھاڑی میں سے نکل کر اعلیٰ حضرت کے مچان کے بائیں طرف  
 آتا نظر آیا۔ نالہ کے کنارہ درخت اس قدر گنجان تھے کہ شیر برابر نظر نہیں آتا تھا مگر بانکہ والو  
 شور و غل کرتے ہوئے بہت قریب پہنچ چکے تھے شیر غراتا اور جست کرتا ہوا حضور پر نورؐ  
 کے مچان کے قریب سے نکلا اعلیٰ حضرت نے گولی چلائی شیر زخمی ہوا اور تھوڑی دیر جا کر  
 ایک جھاڑی میں بیٹھ گیا۔ ممتاز یار جنگ اور عثمان یار جنگ اپنے اپنے ہاتھوں پر ہتھوڑ  
 اور بائیں جانب کھڑے تھے وہ زخمی شیر آتا ہوا اونکو نظر آیا تھا مگر جس جھاڑی میں اونکو  
 پناہ ملی تھی وہ اس قدر گنجان تھی کہ شیر بالکل نظر نہیں آتا تھا اونہوں نے چند گولیاں اس

جھاڑی میں اس خیال سے مارین کہ شیر باہر نکلے گا مگر وہ استفد زخمی تھا کہ اوسمیں باہر نکلنے کی طاقت نہ تھی یہہ ماجرا جب شکاریوں نے آکر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے خدمت مبارک میں عرض کیا تو میں اعلیٰ حضرت سے اجازت لیکر شیر کی جانب گیا وہاں پہونچا تو کچھ عجیب حالت دیکھی۔ ممتاز یار جنگ اور عثمان یار جنگ ہاتھوں پر نالہ کے ایک طرف اور خواجہ امین الدین اور دیسائی دوسری طرف کھڑے ہوئے ہیں اور شکاری کتوں کو چھوڑ کر ہاتھ درختوں کی جنبش اور شیر کی آواز پر گولی پر گولی چلا رہے ہیں میں نے اونکی گولیاں چلائی موقوف کرائیں اور دیسائی سے کہا کہ تم اپنی ریفل لیکر ایک بلندی پر جاؤ اور شیر جب جھاڑی میں نظر آئے تو اسوقت بندوق چلاؤ۔ دیسائی جب جھاڑی کے نزدیک گیا تو اسنے دیکھا کہ شیر زمین پر پڑا ہوا سسکا رہا ہے حملہ کرنے کے قابل نہیں ہے دیسائی نے ایک گولی اسکے سر میں ماری شیر کا کام تمام ہو گیا دونوں شیر جنہیں اعلیٰ حضرت نے ایک روز میں شکار کیا تھا شاہی کیانپ میں لائے گئے اسکے بعد تین چار روز تک گارے کی خبر نہیں آئی ایک دن صبح کے وقت اعلیٰ حضرت عازم تالاب پاکہال ہوئے جس گاڑی میں شرفیاب جنگ فصیح اسلمک لقمان اللہ اور لالہ دین دیال فوٹو گرافر سوار تھے وہ اتفاق سے ایک نالہ میں جو راستہ میں واقع تھا اولٹ گئی اور یہ سب صاحب پانی میں گر پڑے۔ خوش قسمتی سے نالہ زیادہ گہرا نہ تھا قریب تین فٹ کے اسمیں پانی ہو گا ان صاحبوں کی مضطرب الحالی اور سراسیمگی ایسی حالت میں جب کہ انکے پاس کوئی مدد دینے والا موجود نہ تھا خوب بندازہ کیجا سکتی ہو

بہر حال سب صاحب پانی سے نکلے چونکہ دوسرا لباس ان کے ساتھ نہ تھا، بھجوری وہی بیگ کپڑے پہنے رہے اعلیٰ حضرت کو جب یہ خبر پہونچی تو حضور پر نورؐ نے استفسار احوال کے لئے ایک سوار روانہ فرمایا تھوڑی دیر میں یہ سب صاحب حاضر خدمت اقدس ہوئے اور نالے میں اپنے گرنے کی کیفیت بالمشافہ عرض کی وہاں سے سواری مبارک تالاب پاکہال پہونچی۔

ایک پتہ رسات فیٹ اونچا ڈیڑھ فیٹ چوڑا جیہ چارون طرف حروف کندہ ہیں اس تالاب کے بند پر پڑا ہوا تھا میرے بہائی نادور جنگ جبکہ ۱۳۰۰ ہجری میں پاکہال کے تالاب کے طرف شکار کو گئے تھے تو اونہوں نے اوش پتہ کو ایک پختہ چوڑی بنوا کر وہاں نصب کر دیا تھا اب وہ پتہ وہاں موجود ہے حروف کی شکل سنسکرت اور تلنگی خط سے کچھ ملتی ہوئی ہے غالباً یہ پتہ تالاب پاکہال کی تاریخ کا ہوگا جیہ سنہ تیاری تالاب اور بنانے والے اور حاکم وقت کا سب احوال خلاصہ تحریر ہوگا۔ لیکن افسوس ہے کہ اس خط کو کوئی پڑھ نہیں سکتا نہ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کونسا خط ہے۔ لار جنگ اول کے وقت میں چند یورپین صاحب لوگ ۱۸۷۲ء عیسوی میں تالاب پاکہال کو آئے تھے اونہوں نے اس پتہ کا فوٹو لیا۔ اور موم کے بڑے بڑے تختے بنا کر اسپر چپان کئے اور اسکے حروف اون تختوں پر اوٹھائے اور وہ سب تختے ولایت کو لے گئے کہ وہاں کے میوزیم میں کسی قدیم زمانہ کے حروف سے انکو مطابقت ہوگی لیکن نتیجہ اسکا کچھ سماعت میں نہیں آیا کہ وہ

کامیابی ہوئی یا نہیں۔

تالاب کے بند پر سرکاری خیمے نصب کئے گئے تھے اعلیٰ حضرت خیاں شاہی میں رولق افروز ہوئے بعد چائے نوشی کے حضور پر نور نے اطراف و جوانب میں سیر و تفریح کے لیے قدم رنجہ فرمایا اور ایک بلند مقام کو جسے شاہی جیو ترہ کہتے ہیں ملاحظہ کیا شلم سواری مبارک واپس آئی۔ اتفاق سے اس شب میں ماہ کامل تھا۔ جو پہاڑ کہ تالاب میں ہے اس کے پیچھے سے چاند کا نکلنا اور اس کے عکس کا پانی میں پڑنا تالاب کے پانی میں ہوا سے کبھی کبھی جنبش ہونا کنارے کے درختوں کے سایہ کا پانی میں منعکس ہونا بعض جانوروں کا درختوں پر بولنا عجیب مزاد تھا تالاب کے بند پر دیر تک حضور پر نور برآمد رہے اس کے بعد سواری مبارک کی جانب چندرائیچ کو واپس آئی تین چار روز تک گارے کی خبر نہیں آئی اعلیٰ حضرت حضور پر نور ۸ مئی روز دوشنبہ کو بٹوہ اسٹیشن کے شکار کے لئے تشریف فرما ہوئے اور واپسی کے وقت جنگلی مرغ اور خرگوش شکار فرمائے۔ چند راتیں بیٹھ میں چیتل کشت سے ہیں ایک دن شام کے وقت اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے چیتل کے شکار کے واسطے غم فرمایا اور فرود گاہ شاہی کے قریب ایک چیتل شکار کیا۔

۱۲ مئی دوشنبہ کے روز آلم بری شے گارے کی خبر آئی شکاریوں کی ربانی معلوم ہوا کہ نالہ میں تین شیروں کے پنجون کے نشان ہیں نالے کے درمیان جو ایک درخت تھا اوسپر حضور پر نور کے لیے پھان باندھا گیا ہانکہ شروع ہو کر چند منٹ

گزرے ہوں گے کہ ایک شیر اعلیٰ حضرت سے تقریباً پچاس گز کے فاصلہ پر جانا ہوا  
نظر آیا حضور پر نور نے اوسپر گولی چلائی گولی شیر کے شکم میں لگی اور شیر زخمی ہو کر سامنے  
کی جھاڑیوں میں چلا گیا۔ ہانکے والوں کے شور و غل سے معلوم ہوا کہ دوسرا شیر تالے  
کے کنارے کنارے آرہا ہے وہ شیر سیدہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی طرف آیا جب  
درخت کے قریب پہونچا حضور پر نور نے ایک گولی سے اوسکا کام تمام کر دیا گولی  
شیر کے گردن میں لگی وہ اوسی جگہ رہ گیا سامنے کے درختوں پر جو آدمی بٹھلائے  
گئے تھے ان میں سے ایک گاؤن والے نے پکار کر کہا کہ ایک اور شیر جھاڑی  
میں سے نکل کر دوڑتا ہوا جا رہا ہے غرض یہ تیسرا شیر تیز بہاگتا ہوا نالہ کے مقابل  
کے کنارے پر نظر آیا حضور پر نور نے اوسپر دو گولیاں چلائیں چونکہ حضور پر نور  
اور شیر کے درمیان فاصلہ زیادہ تھا اور شیر جھاڑیوں میں نہایت تیز بہاگ رہا تھا  
ایک گولی اوسکے پنجہ میں لگی شیر آواز دیکر اوسی طرح جھاڑی جھاڑی چلا گیا۔  
اول شیر پر جو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے گولی چلائی تھی وہ زخمی ہو کر تھوڑی دور گیا  
اور ایک جھاڑی میں بیٹھ گیا شکاری لوگ جو کہ اطراف میں درختوں پر بیٹھے ہوئے  
تھے انہوں نے زخمی شیر کو جھاڑی میں چاتے وقت دیکھا۔ ممتاز یار جنگ  
اور عثمان یار جنگ دونوں طرف سے اپنے اپنے ہاتھی اوس جھاڑی کے نزدیک  
لے گئے جس میں وہ شیر بیٹھا ہوا تھا۔ شیر پر شکاری کتے چوڑے گئے شیر کتوں کو  
دیکھ کر جھاڑی سے نکلا اور حضور پر نور کے مچان کے طرف چلا۔



یہ شیر زخمی ہو کر جس راہ سے اس جانب آیا تھا اسی راہ سے پہر واپس ہوا جو لوگ کہ درختوں پر بیٹھے تھے اونہوں نے پکارا کہ شیر واپس چلا آ رہا ہے ٹیپو خان بہادر جو کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے مچان کے نزدیک زمین پر کھڑے ہوئے تھے شیر کے آئینہ شور و غل سن کر نہایت سراپیمہ ہوئے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اون سے ارشاد فرمایا کہ درخت پر چلے آئیں خان موصوف میٹر ہی کے ذریعہ سے درخت پر بسعرت و چالاکی تمام چڑبے ہنوز اوپر نہیں پہنچے تھے کہ شیر درخت کے نیچے آگیا۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ایک گولی مین اوسکا کام تمام کیا یہ شیر پہلے شیر سے پانچ قدم کے فاصلہ پر گرا۔ ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ شیر زخمی ہو کر چلا جائے اور پہر اسی جگہ واپس آئے۔ اور اسی مقام پر شکار کیا جاوے۔

تیسرا شیر جو کہ زخمی ہو کر چلا گیا تھا اوسکی تلاش کی گئی ہر چند وہ تالے سے باہر نہیں گیا تھا لیکن چونکہ بعض مقامات پر جھاڑی اور گنجان درخت تھے اور شام کا وقت ہی ہو گیا تھا اس لئے اوسکی جستجو میں کامیابی نہیں ہوئی سواری مبارک فرود گاہ شاہی کی طرف مراجعت فرما ہوئی۔

دوسرے روز گارا انہیں ہوا سواری مبارک فرود گاہ مین رونق افزار ہی چند شکاری لوگ زخمی شیر کی تلاش کے لئے بھیجے گئے۔

۱۴ مئی دو شبنہ کے روز شیطان راما اور ابیگا جو کہ منجملہ تالاب پاکہال کے مشہور شکاریوں سے ہیں یہ دونوں خبر لائے کہ زخمی شیر نے شب گذشتہ مین ایک جاموں کو

مارا اور اوسکو پہنچ کر ایک جھاڑی میں گئے گیا اور اسی جھاڑی میں بیٹھ کر ہیلے کو کہا رہا ہے۔ اور دوسرا شیر صبح کو طلوع آفتاب کے بعد پہاڑوں کے طرف سے آیا اور الم بری کے نالہ میں چلا گیا یقین ہے کہ یہ دونوں شیر ایک ہانکہ میں حضور پر نور کے سامنے آئینگے یہ خبر سنتے ہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور عازم شکار ہوئے ہانکہ شروع ہوا تھوڑی دیر کے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شیر جھاڑی میں سیدھا حضرت کے درخت کے طرف آ رہا ہے لیکن جھاڑی اور گھاس زیادہ ہونے کی سبب کہی نظر آتا ہی کہی نظر سے غائب ہو جاتا ہے یکایک حضور پر نور کی نظر شیر پر پڑی کہ شیر نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور سے تقریباً بیس گز کے فاصلہ پر جھاڑی سے سزکا لاہنوز شیر کا نصف دھڑ بھی باہر نہیں آیا تھا کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اوسکے سر میں ایک گولی ماری جس سے شیر اسی جگہ گر گیا۔ صرف شیر کا سر اور اگلے دونوں ہاتھ باہر رہے اور باقی جسم اوس کا جھاڑی کے اندر رہا ہانکہ والے بھی قریب پہنچ گئے لیکن زخمی شیر کا کچھ نشان نہ ملا شکاری لوگ اوسکی تلاش میں گئے دیسانی نے درخت پر سے دیکھا کہ زخمی شیر ایک جھاڑی میں بیٹھا ہوا ہے اوس نے گولی چلائی گولی شیر کی کمر میں لگی وہ اسی جگہ رہ گیا۔ یہ زخمی شیر جب اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ملاحظہ کے لئے لایا گیا حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا کہ اوسکا زخم تین روز میں بہت زیادہ ہو گیا تھا اور خود شیر نے اپنے منہ سے کاٹ کر اپنے زخم کو بڑھا دیا تھا۔

صاحبان شکار دوست کو ایسا اتفاق بہت کم ہوا ہوگا کہ مختلف طور پر تین روز

مین جب ہانکے ہو تو ہر ہانکے مین ڈوڈو شیر شکار ہون جیسا کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے  
۵ مئی روز دوشنبہ کو دوشیر ۱۲ مئی روز شنبہ کو دوشیر اور ۱۳ مئی روز دوشنبہ کو  
دوشیر شکار فرمائے۔

۱۵ مئی ۹ ذیقعدہ روز شنبہ کو شکاری لوگ خبر لائے کہ چکٹاپلی کے نالہ مین  
شیر ہیلے کو مار کر نصف سے زیادہ کھا گیا ہے اور شیر کے پاؤں کا نشان نالے سے باہر  
جائیکا کہین نہیں ہے جس سے یقین ہوتا ہے کہ شیر نالہ مین موجود ہے اعلیٰ حضرت حضور پر نور  
یہ خبر استماع فرما کر فوراً مقام مذکور کی جانب عازم ہوئے یہ نالہ تقریباً سو گز چوڑا ہوگا۔  
اسکینچ مین گھانسن اور سب جھاڑی تھی اور اوس مین پانی بہتا تھا۔

شیر ہیلے کو مار کر ایک گنجان جھاڑی مین لے گیا تھا۔ ہانکے شروع ہوتے ہی شیر حضور  
پر نور کے سامنے آیا۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے گولی چلائی گولی شیر کے شکم مین دہنی  
طرف لگی اور بائیں طرف سے پار ہو گئی جب طرف سے گولی لگی تھی اوسط طرف تو ایک چوٹا  
سا سوراخ تھا لیکن جب طرف سے گولی اسپرس ریفیل کی نکلی تھی او وہر بہت بڑا چہرہ اچھہ  
چوڑا زخم ہو گیا تھا اوس زخم سے خون بہہ رہا تھا اور پیٹ سے آنتیں وغیرہ گر رہی تھیں۔  
ایسی حالت مین شیر جھاڑی مین چلا گیا۔ تھوڑی دیر تک اوسکی تلاش کی گئی بعد کو  
بھخیال ہوا کہ اگر زخمی شیر کی تلاش اس وقت موقوف کیجاوے تو مناسب ہوگا۔  
اسلئے کہ اور جھاڑیوں مین زخمی شیر کو دھونڈتے وقت ہمیشہ شکاریوں کو ضرر پہونچنے  
کا اندیشہ ہوتا ہے دوسرے روز یہ شیر ضرور مردہ ملے گا لہذا سواری مبارک فرود گاہ

شاہی کو واپس آئی۔

دوسرے روز میں صبح کو مع چند شکاریوں کے زنجی شیر کی تلاش میں گیا شکاری کتے خون کے نشان پر چھوڑے گئے۔ تھپے میں لپا تھی پر سوار ہو کر کتوں کے پیچھے چلا ایک جگہ نالہ کا پانی عمیق تھا ایک درخت مقابل کے کنارے سے گزر کر دوسرے کنارے کی زمین کے طرف آ رہا تھا جس کے ذریعہ آدمی اور جانور تیل پل کی نالہ سے عبور کر سکتے تھے یہ شیر اوس درخت پر سے نالہ کے دوسری طرف چلا گیا تھا مگر کنارے کے اوپر چڑھتے وقت اوس کے احتشاکے اجزا جھاڑی میں لپٹ گئے شیر ویسا ہی چلا گیا تقریباً چوبیس فیٹ تک اوس کے اندرونی اجزا جھاڑیوں میں لپٹ کر رہ گئے تھے جو کہ بعد کو حضور پر نور کے ملاحظہ میں لائے گئے ایک جھاڑی میں وہ شیر مردہ ملا قریب بارہ بجے کے فرود گاہ شاہی میں اوس کو لائے اسکے بعد چند روز تک شیروں کی خبر نہیں ملی۔

۲۱ مئی مطابق ۱۵ ذیقعدہ کو اٹم بری کے نالہ سے شکاری لوگ شیر کی خبر لائے حضور پر نور مقام مذکور کی جانب عازم ہوئے اور اس نالہ میں شام اعلیٰ حضرت نے ایک شیر شکار فرمایا۔

دوسرے روز شنبہ ۲۲ ماہ مئی ۱۶ ذیقعدہ کو غزم فرمائے مانکوٹہ ہوئے راستہ میں گھوڑوں کی ڈاک بڑھلائی گئی تھی دو بچے سواری مبارک چند رائے پیٹہ سے روانہ ہوئی سات بجے شام کے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کیا نپ مانکوٹہ میں داخل ہوئی۔

۲۸ مئی ۲۲ ذیقعدہ جمعہ کے روز گنڈرج مڑگو کے پہاڑ سے گارے کی خجائی  
 شکاریوں نے پہاڑ کے اطراف میں احتیاطاً اس خیال سے آدمی بٹھلا دئے کہ اس  
 پہاڑ کے اطراف میں میدان ہے اور اکثر لوگ راستہ چلتے ہیں اگر کوئی شخص یا جانور  
 پہاڑ کے نزدیک آئیگا تو اوسکی آہٹ سے شیر اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا جائے گا۔  
 اعلیٰ حضرت حضور پر نور جنگل میں رونق افروز ہوئے ہانک شروع ہوا حضور پر نور  
 نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر بھاڑ کے اوپر سیاہ پتھروں میں سے نکلا اور آہستہ آہستہ  
 نیچے آیا تقریباً جب ساٹھ وار کے فاصلہ پر پہونچا ہوگا تو حضور پر نور نے اوسپر گولی  
 چلائی گولی سے شیر کی کمر توٹ گئی اور وہ تھوڑی دور جا کر گر گیا قریب شام کے سواری  
 مبارک فرود گاہ کی طرف واپس آئی۔

۲۴ جون ۲۴ ذیقعدہ روز شنبہ کو شکاری لوگ خبر لائے کہ فرود گاہ شاہی سے  
 نہایت قریب تقریباً نصف میل پر مغرب کی جانب شب گزشتہ میں شیر نے  
 گاتوں کے ایک پیل کو مار کر کھایا ہے اور اب وہ شیر ایک پہاڑی میں بیٹھا ہوا ہے۔  
 اس خبر کے سنتے ہی فوراً شکار کا سب انتظام کیا گیا اعلیٰ حضرت حضور پر نور مقام  
 مذکور میں تشریف لے گئے شکاریوں نے جبکہ دور سے بتایا کہ شیر اوس پہاڑی میں  
 ہے تو کسی کو یقین نہیں آیا اس لئے کہ ایسی پہاڑی میں جس کے اطراف سب میدان ہو  
 شیر جانور کو مار کر وہیں بیٹھا رہے قرین قیاس بات نہیں ہے غرض کہ اوس پہاڑی کے  
 قریب ایک درخت پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے لئے مچان باندھا گیا۔ حضور پر نور کے

کے چان پر تشریف فرما ہوتے ہی بانکد شروع ہوا بانکد والوں کا شور کرنا تھا کہ شیر اپنی جگہ سے جست کر کے نکلا اور سید با حضور پر نور کے سامنے آیا۔ حضور پر نور کی پھلی ہی گولی اوسکے دل پر پڑی جس سے وہ اوسی جگہ گر گیا۔ احتیاطاً اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے دوسری گولی بھی چلائی جو کہ شیر کی گردن میں لگی یہ شیر نہایت جلد شکار ہوا اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا لشکر گاہ سے روانہ ہوتا اور شیر کو شکار فرما کر پھر کیا نپ میں مراجعت کرنا شاید یہہ کل امور دیرہ گھنٹہ میں ہوئے ہونگے۔

۱۲ جون ۸ ذیحجہ کو راجول کے جنگل سے شکاری لوگ شیر کی خبر لائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک شکار گاہ کے طرف رونق افروز ہوئی ایک شیر سانے سے دوڑتا ہوا اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو نظر آیا حضور پر نور نے ایک ہی گولی میں اوسکا کام تمام فرمایا۔

۱۱ ماہ ذی الحجہ ۱۳۱۱ ہجری کو فرد گاہ شاہی میں عید کا دربار ہوا ہمارا ہیان سوار مبارک و صوبیدار صاحب و تعلقدار صاحب اور جمیع عہدہ داران ضلع و جنگل دربار میں حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے برآمد ہو کر سب حاضرین کی نذرین لین اس ہفتہ میں نہایت زور و شور کے ساتھ بارش ہوئی موسم گرمائی حرارت بروہت سے بدل گئی تھرما میٹر یعنی (مقیاس الحرارت) شب کو ۵۷ درجہ تک پہنچ جاتا تھا صبح و شام اچھی سردی ہونے لگی جنگل میں چاروں طرف سبزہ نمودار ہوا۔

۲۱ ماہ جون ۷ ذی الحجہ کی گذشتہ شب میں خوب بارش ہوئی دن میں بھی پانی



پڑتار ہانوبے کے قریب شکاری لوگ خبر لائے کہ ایک شیر گنڈ راج مڑگو کے پہاڑ  
میں ہیلہ کو مار کر نصف سے زیادہ کھا گیا ہے اور وہاں پر موجود ہے اس پہاڑ میں پہلو  
دو بار ہانکہ ہوا تھا لیکن کوئی شیر نہیں ملا تھا اسلئے میں نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی  
رونق افروزی سے قبل اوس مقام پر جا کر دیکھا اور پہاڑ اور جنگل انتظام کیا صبح سے  
پانی کچھ کچھ پرستا تھا لیکن بارہ بجے سے مینہ بڑے زور سے برسنے لگا اور چار بجے  
تک برستار ہا ساڑھے چار بجے سواری مسارک شکار گاہ کے طرف روانہ ہوئی جی  
جگہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے لئے مچان باندھا گیا تھا وہ جگہ فاصلہ پر تھی وہاں پہونچ  
تک ساڑھے پانچ بجے کا وقت ہو گیا۔

حضور عالی جب مچان پر رونق بخش ہوئے اوس وقت آفتاب غروب ہو چکا  
تھا ہانکہ والے شور و غل کرتے ہوئے پہاڑ کے طرف بڑھے اوس پہاڑ میں طاوس  
بہت تھے بڑی لابی لابی دمون کے طاوس اوس پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی  
طرف اوڑ کر جاتے ہوئے نظر آئے ابر تو پھلے ہی سے چارون طرف محیط تھا اور  
کچھ کچھ بوندیں ہی بیڑ رہی تھیں آفتاب کا غروب ہونا تھا کہ بالکل اندھیرا ہو گیا۔  
ہانکہ والے پہاڑ کے اوپر پہونچ کر ہڑے ہو گئے اور تاریکی کے باعث نیچے اونٹ  
کی جرارت نہ کر کے پہاڑ کے ان پر ہی سے شور و غل کرتے رہے۔

یہ امر ظاہر ہے کہ اندھیری رات میں جبکہ مینہ برستا ہو شیر کے شکار کئے  
جانے کی کس طرح امید ہو سکتی ہے شب کے ساتھ ہی ہانکہ والوں کا شور و غل پہاڑ

کم ہوا پانی کے ترشح کے باعث درختوں کے پتوں کی آواز کے سوا اور کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے سامنے جو جھاڑی تھی یکایک اوسمین سے ایسی آواز آئی جیسے کوئی جانور کودا ہو جو پتے درخت کے پنچے جمع تھے اونکی کھڑکھڑاہٹ سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو معلوم ہوا کہ کوئی جانور سامنے کی جھاڑی سے سیدھا درخت کے پنچے آرہا ہے جانور کے پاؤں سے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز جو ہوتی تھی اوسکو میں نے بھی سنا لیکن ہر چند غور کر کے دیکھا تاریکی کے باعث کچھ دکھائی نہیں دیا جانور کے پاؤں کی وہ آہٹ جبکہ خاص اوس درخت کے پنچے پہنچی جس پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا مچان تھا تو اوسوقت حضور پر نور نے گولی چلائی گولی کے چلتے ہی شیر نے آواز دی جس سے ثابت ہوا کہ گولی شیر کے لگی جٹج شیر کے آنکی آہٹ درخت کی جانب سے سنائی دیتی تھی اوسی طرح اوسکے جانے کی آہٹ کچھ دور تک سنائی دی اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ تاریکی میں ایسا معلوم ہوا کہ ایک بڑا سا جانور درخت کے پنچے سے دوڑتا ہوا جارہا ہے جس پر میں نے فائر کیا جب اوس نے گولی کہا کر آواز دی تو معلوم ہوا کہ شیر ہے اب یہہ فکر دانگیں ہوئی کہ شیر کے کس جگہ پر گولی لگی اور وہ اب کس قدر زخمی ہے اور اوسکے تلاش کس تدبیر سے کیجاوے اگر دوسرے روز تلاش کیجاوے تو اسوقت جو آدمی درختوں پر چوڑف بیٹھے ہیں وہ کیونکر بلائے جائیں اس لئے کہ زخمی شیر شاید سو بچاس قدم تک جا کر بیٹھ رہا ہوگا اور پیادہ آدمی اوسکے پاس سے

ہو کر گزرنیکے تو ایسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ اون لوگوں کو گزرنے پر روکے گا۔  
 رات کے وقت آدمی شیر کو برابر دیکھ نہیں سکتا لیکن شیر آدمی کو دور سے  
 دیکھ سکتا ہے غرض کہ اس وقت یہ سب امور ایسے تھے کہ صاحبان شکار دوست کو  
 ایسے امور کا بہت کم اتفاق ہوا ہوگا۔

میں نے اس وقت اون لوگوں سے جو حضور پر نور کے مچان کے پیچھے بیٹھے  
 تھے پوچھا کیا شیر تم لوگوں کے طرف سے گیا ہے سب نے جواب دیا کہ کوئی جانور اس طرف  
 نہیں آیا اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ شیر اس درخت کے قریب میں ہے جس کے  
 مچان پر اعلیٰ حضرت حضور پر نور تشریف فرما ہیں۔

اس اشارے میں ممتاز یا رخنگا فیل خاصہ علی مدد کو لیکر قریب آئے میں اعلیٰ حضرت  
 حضور پر نور سے اجازت لیکر مچان سے اترے اور ممتاز یا رخنگا کے ساتھ علی مدد ہاتھی  
 پر سوار ہوا ٹیپو خان بہادر جو کہ ہاتھی کے قریب بیٹھے ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں ایک  
 چور لالٹین تھی جسکی روشنی سے ہاتھی کے سامنے کوئی شے معلوم ہوتی تھی میں اس طرف  
 کو روانہ ہوا ہاتھی تقریباً سو گز چلا ہوگا کہ چور لالٹین کی روشنی سے مجھ کو دکھائی دیا کہ  
 راستہ میں مردہ شیر پڑا ہوا ہے۔

صاحبان شکار دوست میری اس وقت کی خوشی کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ کس  
 درجہ ہوگی اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے جس شیر کو شب کی تاریکی میں شکار کیا تھا اور  
 اس کے ملنے کی اس وقت میں بہت کم امید تھی اور اس کے ضرب پر ہونے کا زیادہ تر

اندیشہ تھا وہ ایسی آسانی سے سامنے پڑا ہوا لمبا سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور ہی  
اوس شیر کے شکار ہونے سے نہایت محظوظ ہوئے قریب دس بجے شب کے  
سواری مبارک فرود گاہ کو واپس آئی۔

۵ فروری کچھ کو سواری مبارک اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی مانگوٹہ سے روانہ ہو کر دوسرے  
روز گیارہ بجے رولنگ بخش حیدر آباد اسٹیشن ہوئی وہاں سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور  
گھوڑے پر سوار ہو کر دیوڑھی مبارک میں تشریف لائے۔

### مدرسہ اصفیہ کی بنیاد اور اس کا آغاز

جس زمانہ سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے مجھے فوجی خدمت مرحمت فرمائی ہے  
اوس زمانہ سے جو انون اور انسرون کی اولاد کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ میرے پیش  
نظر تھا اور ان کی ابتدائی تعلیم کے واسطے ہر ایک رجمنٹ میں بیٹے ایک ایک  
مدرسہ قائم کیا تھا اور نو ملازم جو انون کے ذمہ تین سال تک مدرسہ میں جانا اور  
ضروری تعلیم لینا لازم کیا تھا لیکن رجمنٹوں کے مدرسوں میں استادوں کی ماہوار  
کم ہونے کے سبب سے اچھے لائق تسلیم یافتہ مدرسین کا ملنا ناممکن تھا اور سرکاری  
بڑے مدرسے جیسے نظام کلج یا مدرسہ اغوہ سے رجمنٹوں سے بہت فاصلہ پر واقع تھے  
اس سبب سے سپاہیوں کے بچوں کو وہاں جاننا دشوار تھا ان وجوہ سے میں نے یہ  
تجویز کی کہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خاص فوج کے جو انون اور انسرون کے بچوں کی

تعلیم کے لئے ایک بورڈنگ ہوس قائم کیا جائے۔

چنانچہ ۱۹۹۷ء عیسوی میں اپنے اس دل ارادہ کو سب افسروں کے سامنے ظاہر کیا گو لکئڈہ برگئیڈ اور اسپتال سروس ٹرولیس کے کل افسروں نے میری اس رائے کے ساتھ اتفاق کیا اور بالاتفاق یہ امر قرار پایا کہ ہر ایک افسر اور سپاہی اپنی ایک ایک ماہوار اس مدرسہ کی تعمیر کے لئے دے اور اس کی تعمیر اور امتداد کی ماہواروں کے لئے سرکار سے بھی مدد مانگی جائے۔

ملک پیٹھ میں آسمان گڑھ اور ملٹن سرف خاص کی لین کے درمیان ایک خوش فضا قطعہ زمین اس مدرسہ کی بنا کے لئے انتخاب کیا گیا اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے پیشگاہ اقدس میں اس مدرسہ کی تعمیر اسکناہام (مدرسہ آصفیہ) رکھنے کے لئے درخواست پیش کی گئی حضور پر نور نے براجم خسروانہ ان دونوں درخواستوں کو منظور فرمایا۔

دوسری ربیع الاول ۱۳۱۳ھ بمطابق ۱۹۹۵ء عیسوی مدرسہ آصفیہ کا پایہ ڈالنے کے لئے مقرر کی گئی مدارالمہام سرکار عالی کا ارادہ تھا کہ پایہ قائم کرتے وقت بذات خود شریک ہوں لیکن اس تاریخ میں اونکا مزاج ناساز تھا وہ بذات خود شریک نہ ہو سکے اور بجائے مدارالمہام صاحب نواب فخرالملک بہادر معین المہام تعلیمات نے اس مبارک کلام کو انجام دیا مدرسہ آصفیہ کی بنیاد قائم کرتے وقت گو لکئڈہ برگئیڈ اور اسپتال سروس ٹرولیس کے کل افسر اور زمین کمیشن افسر اور فوجی جوان حاضر تھے شہر کے اعیان اور مغزین میں سے بھی اکثر حضرات تشریف لائے تھے غرض نہایت کامیابی

کے ساتھ مبارک ساعت میں مدرسہ آصفیہ کا پایہ تعلیم کیا گیا کیپٹن ممتاز یار جنگ بہادر  
 کو شروع سے اس مدرسہ کی بنا کی نسبت نہایت درجہ سعی و اہتمام تھا اور ایسے امور کے  
 ساتھ اونکو ہمیشہ سے دلچسپی رہی اسلئے مدرسہ کی تعمیر کا کام اون کے تفویض کیا گیا۔  
 اہالیان فوج نے جتنی کمک دینی چاہتے تھے وہی اوسمین کمی نہیں کی مدرسہ آصفیہ کی  
 تعمیر نہایت حسن انتظام سے شروع ہوئی ایک سال کی مدت میں مدرسہ کے کمرے  
 تعمیر ہو کر اس قابل ہو گئے کہ طلبہ اونہیں قیام کر کے اکتساب علم میں مشغول ہوں اور  
 سرکار کی جانب سے استادوں کی ماہوار کے لئے تین سو روپیہ ماہانہ مقرر ہو گئے۔  
 مدرسہ میں پڑھائی کے تین درجے رکھے گئے فٹ۔ سکند۔ تھرڈ۔ فوجی افسروں  
 کے فرزند فٹ کلاس میں شریک ہوتے اور نپندرہ روپیہ ماہانہ اپنے ذاتی اخراجات  
 کے لئے داخل کرتے پھر ایک لڑکے کے قیام کیلئے ایک ایک کر دیا جاتا تھا جو فیس  
 کہ اذکی طرف سے داخل ہوتی اوسمین اونکے کھانے وغیرہ روزمرہ کی ضرورتوں کا نہایت  
 اچھے طور پر اہتمام کیا جاتا تھا۔ سکند کلاس میں نو روپیہ اور تھرڈ کلاس میں تین روپیہ  
 طلبہ کی طرف سے ماہانہ داخل کیا جاتا تھا مینے میں ایک فوجی افسر مدرسہ کی ضروری  
 انتظامات کے واسطے سکریٹری مقرر کیا جاتا اور کیپٹن ممتاز یار جنگ بہادر عالم امور  
 کی کل نگرانی رکھتے تھے۔

ابتداء میں سرکار سے جب قدر مبالغہ کی امید تھی اتنی مدت نہ ملنے سے مدرسہ  
 کی تعمیر کی تکمیل جیسی کہ چاہے نہ ہو سکی لیکن جہاں تک ممکن ہوا اوسکی تعمیر کا سلسلہ



جاری رکھنے میں کوشش کی گئی۔

احمد یار خٹک مرحوم کی بی بی نے اپنی طرف سے مدرسہ میں تین ہال اپنے خاص اتہام سے تعمیر کرا دیے ہیں۔

مدرسہ کے مکانات اور طلبہ کے قیام کے کمروں کے سوا ایک مسجد کا مدرسہ کے ساتھ ہونا ضروری امر تھا اس لیے قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی چہل سالہ جوبلی کی مبارک تقریب میں جو رقم علاقہ صرف خاص میں جلسوں کے لئے جمع ہوئی تھی کمیٹی صرف خاص کی رائے سے پندرہ ہزار روپیہ اسمین سے مدرسہ اصفیہ کی مسجد کے لیے اس رقم سے مسجد کی تعمیر شروع کر دی گئی امید ہے کہ آئندہ سرکار کی اور تہوڑی امداد سے مسجد پوری ہو جائے گی لیکن مدرسہ میں ہنوز بہت کام باقی ہے تاوقتیکہ گورنمنٹ کی خاص توجہ اور مالیات فوج کی دلی کوشش صرف نہ ہوگی اور سو وقت تک اس کے مقاصد میں پوری پوری کامیابی ناممکن ہوگی۔ اقتراح مذکور کی وقت جو اسپچ میں نے دی تھی اور وہ اسپچ جمیع مقاصد مدرسہ اصفیہ کو شامل ہے اس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

۱۔ اسپچ

نواب فخر الملک بہادر و حاضرین۔

افواج گولکنڈہ بریگیڈ و ایمپریل سروس ٹروپس و جمعیت نظام محبوب صرف خاص انفنٹری اہل

رسالہ جوش کی مجموعی تعداد اندازاً پانچ ہزار ہوگی۔ افواج مذکور کے افسروں اور جوانوں کے لڑکے شمار میں چار سو سینسٹ ہیں۔ یہ لڑکے جنگی عمر بارہ سال سے کم ہے رسالہ کے مدرسوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ سب سے اوّل یہ امراض دیہے کہ میں ان بچوں کی موجودہ تعلیمی حالت کی ایک مختصر سی کیفیت بیان کروں۔

ان افواج کے ہر ایک رجمنٹ میں ایک استاد مقرر ہے جسے پندرہ روپیہ ماہوار دی جاتی ہے اس معلم کی علمی استعداد کا یہ حال ہے کہ سوائے معمولی اردو پڑھانے اور اسے کچھ تعلیم دینی نہیں آتی۔ یہ معلم رجمنٹ کے بچوں اور نو ملازم جوانوں کو صرف اردو سکھاتا ہے ظاہر ہے کہ جو تعلیم اس قسم کے معلمین کے ذریعہ سے دلائی جائے گی اس کا نتیجہ متعلمین کے حقیقین کیسا غیر مفید ہوگا۔ جب میں نے اپنی فوج کے افسروں سے اون کے بچوں کی تعلیمی حالت دریافت کی تو مجھے معلوم ہوا کہ زیادہ تر لڑکے جٹل اسکولوں میں جٹلایئے ذکر کیا ہے تعلیم پاتے ہیں اور انہیں سے بعض ایک یا دو گھنٹہ گھر پرانگریزی پڑھ لیتے ہیں جو ایک استاد پانچ چھ روپیہ ماہوار لیکر انکو سبق دیدیتا ہے ہماری فوج کے عہدہ داروں کے بچوں کی تعلیمی حالت واقعی قابل افسوس ہے بچپن سے ہی سواری اور دیگر فنون سپگرری کا شوق بد جہ غایت انہیں پایا جاتا ہے مگر پڑھنے کے طرف مطلق ان کی طبیعت کا رجحان نہیں ہوتا ان کے والدین بھی انکی تعلیم و ترتیب میں کافی کوشش نہیں کرتے صرف اونکے نام جٹل اسکولوں میں داخل کرا دیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہمارے بچوں کو یہاں خاطر خواہ علم حاصل ہو جائے گا۔ اسی غلط فہمی کا باعث ہے کہ سرکاری

کی کثیر التعداد افواج کے بہت کم افسروں کے لڑکے مدرسہ عالیہ و مدرسہ اعزہ وغیرہ کے فوادر سے متمتع ہوتے ہیں کیسے افسوس کا مقام ہے کہ موجودہ شائستگی اور فضیلت کے زمانہ میں جبکہ علم کا آفتاب نصف النہار کے قریب پہنچ گیا ہے اور ہماری گورنمنٹ اشاعت علوم کے لئے لکھو کہہا روپیہ صرف کر رہی ہے ہماری فوج کے افسروں کے بچے علم کی نعمت سے محروم رہیں۔

مدت سے میرا خیال تھا کہ ہماری فوج کے عہدہ داروں کے لڑکے اعلیٰ تعلیم سے مستفیض ہوں تاکہ وہ اس قابل ہو جائیں کہ حضور نظام کی فوجی خدمات کو خاطر خواہ طور پر انجام دے سکیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اس خیال کا حاصل عملی صورت میں ظاہر نہ ہو سکا۔ اور گو لکناڑہ برگائیڈ کے افسروں کے بچوں کی تعلیم جیسی کہ چاہیے تھی ویسی نہ ہو سکی جن افسروں نے گزشتہ بارہ سال سے نہایت محنت و جانفشانی کے ساتھ گورنمنٹ کی فوجی خدمت کی ہے انکے بیٹے اب سن میں پندرہ سولہ برس کے ہو گئے ہیں انکی دلی تمنا ہے کہ فوجی خدمت انکو ملے۔ مگر انگریزی علم میں کافی استعداد نہ رکھنے کے باعث وہ عہدہ کیڈٹ کے امتحان میں شامل نہیں ہو سکتے کیڈٹ کے عہدہ کے امتحان کے لئے جو نصاب مقرر کیا گیا اس میں درجہ مٹرکیو لیشن تک کی لیاقت ہونی ضرور ہے مگر استعداد لیاقت ان نوجوانوں میں نہیں ہے اگر فوجی افسروں کے بچوں کے لئے کوئی خاص سکول موجود ہوتا تو یہ نوجوان اپنے آپکو ان خدمات سے محروم نہ دیکھتے جن کے وہ دراصل مستحق ہیں اور ہمیں فوج کے لئے قابل افسروں کی کمی نہ ہوتی جسکی ہمیں ضرورت ہے۔

عہدہ داران فوج کے بچوں کی تعلیم کے بارہ میں میرا ہمیشہ سے یہ خیال تھا کہ ایک مدرسہ جسکے متعلق ایک بورڈنگ ہو جس میں ہوا کی تعلیم و تربیت کے لئے قایم کیا جائے اور اسکول کا طریقہ کوئی نیا نہیں ہے ہم مسلمانوں میں اس طریقہ کا ابتداء سے رواج تھا اور ہماری حیرت انگیز ترقی اور عروج کے اسباب میں سے بورڈنگ اسکول کے طریقہ سے استفادہ حاصل کرنا ایک ممتاز سبب تھا بغداد میں مدرسہ نظامیہ اور مدرسہ تاجیہ کی افسردگی بخش یادگارین ابھی تک قایم ہیں اور قسطنطنیہ کا مشہور و معروف مدرسہ محمدیہ کا نقشہ جسکے پرنسپل علامہ غزالی تھے اور جس سے ہزاروں علم کے پیاسے سیراب ہو کر نکلے ابھی تک نقش حجر کی طرح باقی ہے اور مسلمانوں کے علمی کمال کا زبان حال سے شاہد ہے۔

نور علم جس سے آج چہرہ یورپ کا منور ہو رہا ہے اسکی شاعین بورڈنگ اسکول ہی کے نیر اعظم سے نکلی ہیں کم سن بچوں کو ایک جگہ تعلیم و تربیت دینے اور ایک جگہ پرورش کرنے سے جو مفید نتائج مترتب ہوتے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں اور جو امر کہ مسلمانوں کے زوال علم اور یورپ کی ترقی علم کا باعث ہوا ہے وہ زیادہ تر یہ ہے کہ مسلمانوں نے تو بورڈنگ اسکول کے طریقہ کو بالکل فراموش کر دیا اور اہل یورپ نے کامل طور پر اوسکا اتہام کیا۔ اور اپنی اولاد کی تربیت و تعلیم کیلئے اقوی سبب جانا۔

ان امور پر غور کرنے کے بعد میں نے اس امر کو فیصل قرار دے لیا کہ جب تک ہم اپنی فوج کے بچوں کے لئے بورڈنگ اسکول نہ قایم کریں گے اور سوقت تک انکی تعلیمی حالت کی اصلاح کا امکان نہ ہوگا۔

نظربران میں نے یہ تجویز کی کہ عہدہ داران فوج کے بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے ایک بورڈنگ اسکول قائم کیا جاوے۔ موقع عمارت ملک پیٹہ ہوا اور مدرسہ کا نام مدرسہ افواج آصفیہ رکھا جائے۔ بورڈنگ اسکول کا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہو جس کا پریزیڈنٹ کمانڈر ہو اور ممبر دوسرے افسر ہوں اور انہیں سے ایک ممبر سکرٹری کو فریض کو انجام دے اس کمیٹی کا نام کمیٹی انتظام مدرسہ افواج آصفیہ ہوا اور ایک سب کمیٹی ہر ایک رجمنٹ کے لئے مقرر کی جائے جس کا پریزیڈنٹ کمانڈنگ آفیسر ہو اور چار ممبر ہوں جنہیں سے ایک سکرٹری کا کام کرے ”مدرسہ افواج آصفیہ“ کی شاخیں گولکنڈہ برکیٹ۔ ایمپریل سروس ٹروپن جمعیت نظام محبوب۔ ویلنٹین صرخاص میں نکالی جائیں اور ان کا انتظام بڑی کمیٹی کے ہاتھ میں ہو بورڈنگ کے اخراجات کی شرح استقدر ہو کہ فوج کے قلیل تنخواہ عہدہ دار اپنے لڑکوں کو اسکول میں داخل کر سکیں۔ اس مدرسہ میں ضروری مذہبی مسائل اور اردو فارسی و انگریزی کی تعلیم دی جائے اور انگریزی کا نصاب مٹریکیولیشن کے درجہ کے موافق رکھا جائے۔ فنون سپہ گری کے متعلق سواری۔ نیزہ بازی۔ پولو۔ فٹ بال کرکٹ۔ لائٹس۔ اور جمناسٹک وغیرہ کر تب سکھائے جائیں۔ طالب علموں کے اخلاقی قواعد کے نشوونما کا خاطر خواہ لحاظ رکھا جائے اور ان کے عادات اور سیرت و اخلاق کو ایسے سانچہ میں ڈھالا جائے جو کہ فوج کے ایک قابل مہذب اور شایستہ افسر کے شایان ہو۔ معلمین کے انتخاب میں یہ امر مد نظر رہے کہ وہ ذی استعداد اور مہذب و اخلاق اور نجیب و شریف اور صحبت یافتہ ہوں۔

بورڈنگ ہوس اور اسکول کی تعمیر کا تخمینہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کام کے لئے تین ہزار روپیہ مطلوب ہوں گے اب یہ سوال درپیش ہوا کہ اس روپیہ کی فراہمی کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کی غرض سے میں نے ایک دن گولکنڈہ برگائیڈ اور ایمپریل سروس ٹروپس کے تمام افسروں۔ جن کمیشنڈ افسروں اور جوانوں کو جمع کیا اور انہیں مخاطب ٹھہرا کر کہا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ علم کیسی بیش بہا اور لازوال نعمت ہے جو فائدے کے علم سے حاصل ہوتے ہیں وہ آپ پر ایسے مخفی نہیں کہ محتاج بیان ہوں بے علم شخص کو نہ صرف دنیا کی اور اپنی حالت سے بخیری ہوتی ہے بلکہ وہ خدا کو بھی نہیں پہچانتا نہ اسکے پاس دنیا کے حصول کا ذریعہ ہوتا ہے نہ دین کا۔ آپ لوگوں پر یہ بھی روشن ہے کہ آپ کے بچے علم کی برکت سے محروم ہیں اور اس لئے بہت کم توقع انہیں اس امر کی ہو سکتی ہے کہ انہیں وہ فوائد حاصل ہو سکیں جن کا استحقاق اگر سچ پوچھئے تو انہیں موروثی طور پر آپ لوگوں کی قابل قدر خدمات اور ایک عمر کی جانکاہی اور جانفشانی سے حاصل ہوا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ آپ کے بچے کیوں اعلیٰ تعلیم کے فوائد سے بے بہرہ ہیں۔

اسکا باعث صاف یہ ہے کہ قطع نظر اس امر کے کہ گولکنڈہ برگائیڈ کے غریب عہدار آج کل کی تعلیم کے گران اخراجات کے متحمل نہیں ہو سکتے یہ امر بھی ان کے بچوں کی تعلیم کا سدراہ ہے کہ بلکہ کا فاصلہ یہاں سے زیادہ ہے اور بچوں کو روزمرہ بارہ میل پاسبانہ مدرسہ جانا اور واپس آنا کمال زحمت اور تکلیف کا موجب ہے اور خاص کر برسات کے موسم میں جو تین مہینہ رہتا ہے انکا مدرسہ جانا گویا محال ہے لہذا ان بچوں کی



تعلیم کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ ہم خود اپنا ایک مدرسہ بنائیں جس کا انتظام ہماری اپنے ہاتھ میں ہو لیکن ایسا مدرسہ جس کے منتظم خود ہم آپ بھٹا اور حسین کہ ہم اپنی بچوں کے ساتھ تمام رعایتوں کا لحاظ رکھ سکیں اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک کہ ہم خود اس کے لئے روپیہ تدین نہ یہ روپیہ ہم بذریعہ چندہ کے جمع کر سکتے ہیں۔ بھٹی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ روپیہ جو ہم اس مطلب کے لئے اپنے جیبوں میں سے نکالیں گی ایک ایسی اصل ہوگا جس کا سود ایک قلیل زمانہ میں اصل سے ہزار درجہ زیادہ ہو جائے گا۔ اور ایک ایسا اس المال ہوگا جس کا نفع بے حد و بیشمار ہوگا۔ علم پر جو روپیہ صرف کیا جاتا ہے وہ کبھی رائیگان نہیں ہوتا۔

میری اس تقریر سے فوج کے تمام فوجی عہدہ دار جو اس وقت حاضر تھے استفادہ متاثر ہوئے کہ انہوں نے فوراً اپنی خوشی اور رغبت سے ایک کثیر التعداد رقم چندہ کی پیش کی افسروں نے اپنی نصیحت سنو اور سپاہیوں نے ایک معقول تعداد میں روپیہ دینے کا وعدہ کیا اور اس طرح پورا ایک آن کی آن میں قریب پندرہ ہزار روپیہ کے جمع ہو گیا جب روپیہ کی اتنی بڑی رقم جو فی الواقع توقع سے زیادہ تھی جمع ہو گئی تو خیال ہوا کہ ہمیں گورنمنٹ سرکار عالی سے اس کام میں موقع خاص اعانت کا اس سے بہتر نہیں مل سکتا کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی کام رفاہ عام کا ہو بلکہ خود اپنے ذمہ لیتی ہے تو لطف مدد اسے گورنمنٹ ہی دیا کرتی ہے اس لئے میں نے یہ خیال جناب نواب فخر الملک بہادر وزیر صیغہ تعلیمات کی خدمت میں

ظاہر کیا نواب صاحب نے اس رائے کو بہت پسند فرما کر تعمیر مدرسہ کے بارہ مین ہر طرح  
مدد اور کمک دینے کا وعدہ فرمایا۔ جب مدرسہ آصفیہ کے اسکیم عالیجناب نواب علیار المہار  
سرکار عالی کے خدمت میں پیش ہوئی تو مدار المہارم سرکار عالی نے بحال قدر دانی جس قدر  
رقم چندہ کہ اہالیان فوج نے جمع کی تھی اسی قدر رقم یعنی پندرہ ہزار روپیہ تعمیر مدرسہ  
کے لئے دنیا قبول فرمایا اور تین سو روپیہ ماہوار مدرسوں کی منظور فرمائی اس طرح تیس ہزار  
روپیہ کی رقم حسین سے نصف کا تعمیر عمارات مدرسہ اور نصف کا تعمیر مکان بورڈنگ  
ہوس کے لئے اندازہ کیا تھا جمع ہو گئی تب مین نے سوچا کہ اب توقف کو ذرا بھی  
راہ نہ دینا چاہیے گو لکندہ برگیڈ کے آغاز کو آج چودہ سال ہوئے اگر ابتدا ہی سے  
کوئی فوجی اسکول اس قسم کا قائم ہوتا تو فوج کے بچوں نے اتنا کس قدر ترقی کی ہوتی  
اور انکی حالت اس قدر قابل افسوس نہ ہوتی جیسی کہ اب ہے۔ نظر بران مین نے  
مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارات کے متعدد نقشے تیار کرائے اور انہیں سے ایک  
نقشہ منتخب کر کے جناب شمس العلماء مولوی سید علیہ صاحب بلگرامی معتمد تعمیرات عامہ  
کی خدمت میں نظر استصواب رائے بھیجا شمس العلماء نے اس امر میں نہایت  
قابل قدر اعانت فرمائی اور مسٹر مارج نے جو ولایت کے پاس کردہ ایک لالیق  
نوجوان انجینئر انکی ماتحتی میں ہین کمال محنت و قابلیت کے ساتھ ایک عمدہ نقشہ  
مرتب کیا اس نقشہ کے مرتب ہو جانے کے بعد ایک دن مدرسہ کی بنیاد ڈالنے  
کے لئے مقرر کیا گیا چند سال پیشتر جبکہ سرکار کے طرف سے قصبات اور دیہات میں

مدارس قائم ہوئے تھے تو لوگ اپنے بچوں کو مدرسہ بھیجنے میں بہت کچھ پس پیش کرتے تھے سپہ پیشہ لوگوں کا خیال تھا کہ جو اڑ کا علم پڑھے گا وہ کیا خاک لڑے گا تحصیل علم اور سپہ گری ان کے نزدیک گویا دو صند بن تھیں جن کا اجتماع محال تھا۔ کیا اس موقع پر ہمیں فخر نہیں کرنا چاہیے اور خوش نہیں ہونا چاہیے کہ ہمارے فرمانروا حضور پر نور کے مبارک عہد حکومت میں شوق علم کم تنخواہ پانے والے افسروں اور غریب سپاہیوں کے دلوں میں بھی جوش زن ہے انہوں نے اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم سے محروم رہنے کو افسوس کی نگاہ سے دیکھا اور اپنی روزمرہ کی ضروریات میں اپنے اوپر تکلیف گوارا کر کے نپندر ہزار روپیہ کی رقم نہایت کٹاؤ دلی اور فراخ حوصلگی سے پیش کی۔

میں یہاں پر اس امر کے گوش گزار کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ علاقہ فوج کے ملازمین سول اور جوڈیشل محکموں کے عہدہ داروں کے مقابلہ میں بہت کم تنخواہ پاتے ہیں حالانکہ ان کے اخراجات بہت بڑے ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے یونیفارم وغیرہ میں بہت سا روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے اور اور بہت سے مصارف ان کے ذمہ ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں غریب عہدہ داران فوج کا استقدر روپیہ اپنی جیبوں ہی کا لانا اس امر کی قوی دلیل ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم کو منجملہ ضروریات زندگی کے تصور کرتے ہیں۔

اس جگہ قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ غریب کم علم سپاہ پیشہ لوگوں کے دلوں میں شوق علم اس جوش کے ساتھ کیوں موجزن ہو رہا ہے اور کیا وجہ ہے کہ ان لوگوں نے

جنہیں سے اکثر اپنے بڑے کنبے کے اخراجات کے بھی بشکل کفیل ہو سکتی ہیں اس  
 مستعدی سے سرگرمی کے ساتھ اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے استقدر روپیہ دنیا گوارا  
 کیا جہاں تک کہ مجھے غور کرنے کا موقع ملا ہے اس شوق کی تحریک کے اسباب یہ  
 ہیں اول حضرت بندگالعالی حضور پر نور دام سلطنت کی توجہ اپنے مالک محروسہ میں  
 تعلیم پیدلانے کے طرف بدرجہ غایت مبذول ہے چنانچہ سرکار عالی کے آٹھ لاکھ روپیہ  
 سالانہ جو ایک لچھی خاص ریاست کی آمدنی ہے صرف تعلیم کے لئے صرف کیجاتی ہیں  
 دوم عالیجناب مدارالمہام سرکار عالی کو ترقی فنون و اشاعت علوم کا اس درجہ شوق ہے  
 کہ انہوں نے خاص اپنے جگر گوشہ نواب ولی الدین خان بہادر کو چہ سال کی سن میں  
 اپنے کنار عاطفت سے علحدہ کر کے انگلستان میں بغرض تعلیم بھیج دیا ہے جہاں وہ  
 اسٹین کالج میں علوم مغربی کی تحصیل میں مصروف ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے اپنی  
 ملک کے تعلیم کی توسیع میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ سوم، امرا و رؤسائے ہی اسی طرح  
 کا شوق تعلیم کے بارہ میں ظاہر کیا ہے اور حیدر آباد کے امرا وغرہ کے بچے پیہم بغرض  
 تعلیم ولایت کو چارہے ہیں۔ چنانچہ جناب نواب فتح الملک بہادر نے جنگلی علم دوستی کا  
 ذکرین کر چکا ہوں اپنے تین کم سن بچوں کو ولایت بھجوا دیا ہے جناب مہدوح کے  
 صاحبزادے بکمال شوق ولی ولایت میں تعلیم پا رہے ہیں۔

حضرات کیا اب ہی تعجب کا مقام ہو گا کہ کم معاش سپاہیوں پر ہی علم کے اسی  
 شوق کا علم طاری ہو جو اصحاب جاہ و کمند کے دامگیر ہیں؟ سو سائنٹی کا وجود جن

اصول سے مربوط و متحد ہے انہیں سے ایک نہایت زبردست اصول یہ ہے کہ جب سردار قوم کسی کام میں شوق ظاہر کرتا ہے تو رعایا بھی اسی کی نقش قدم پر چلتی ہے۔ ہمارے ولی نعمت ہندوگان حضرت کی توجہ اور نامداران ریاست کا شوق جب تعلیم کے طرف ہو تو کس طرح غریب کم استطاعت لوگ ہی اسی طرف اپنا میلان ظاہر نہ کریں۔ مالک محکمہ سرکار عالی میں مدرسہ افواج آصفیہ اول مدرسہ ہے جو بورڈنگ سسٹم پر جاری کیا جاتا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ سرکار عالی کی توجہ سے اس میں یوٹائیو مائترقی ظہور میں آئے گی۔

گو لکندہ برگیڈ اور ایمپریل سروس ٹروپس نے جب قدر روپیہ چندہ دیا ہے اس ایک سو پچون کے رہنے کے موافق بورڈنگ ہوس تیار ہو جائے گا۔ فٹ و سکندو تھرو کلاس کے کمزور کا طول ۳۴ فٹ عرض ۲۰ فٹ ہوگا ہر کمرے کی تیاری میں اندازاً (لے مالے) روپیہ صرف ہوگا۔

فٹ کلاس کے ایک کمرے میں چار طالب العلم رہیں گے۔ سکند کلاس کے کمرے میں آٹھ تھرو کلاس کے کمرے میں بارہ بورڈنگ اسکول کے احاطہ کا رقبہ موجودہ ضرورت سے بہت زیادہ رکھا گیا ہے تاکہ اگر بعد ازاں منظم اور افسران پاکہ اور دوسری افواج کے عہدہ دار اپنے بچوں کو مدرسہ میں بطور بورڈنگ کے بھیجا جائیں تو جس قدر تعداد لڑکوں کے ہواستفادہ جھروں کی تیاری کے لئے زرخندہ موافق مرقومہ بالا کے روانہ کرنے پر ان کے لئے بورڈنگ ہوس میں جدید کمرے تیار کر لئے جائیں گے

یہ کرے ان کے علاقہ سے نامزد ہون گے اور ان بچوں کو اسی فیس پر اور اسی ترقی کے ساتھ تعلیم دی جائے گی جو گولکنڈہ برگیڈ اور ایمپریل سروس ٹروپس کے بچوں کے ساتھ مرعی ہے اس مدرسہ کی تعلیم کے متعلق ایک امر اہم یہ ہے جس پر خاص طور سے زور دینا چاہتا ہوں یعنی مذہبی تعلیم۔

اس مدرسہ کے قایم کرنے سے جو مقصود ہے میں ہرگز خیال نہ کرؤں گا کہ اس کی تکمیل میں ذرہ بھی کامیابی حاصل ہوئی جو بچے کہ اس مدرسہ سے تعلیم پا کر نکلیں اگر ان کے اسلامی عقائد خراب ہوں اور وہ اپنے سچے مذہب کے فرایض کی پابندی میں کوتاہی کریں۔

اس لئے میری دعا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ حضرات بھی میرے ساتھ دل سے اس دعا میں شریک ہوں گے کہ اس مدرسہ سے بچے سچے مسلمان ہو کر نکلیں ان کی رگون میں ان کے لہو میں ان کے ارادوں اور جستجو میں جوش ایمان موج زن ہو اور وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی آنکھوں میں ایک نہایت شائستگی کی نظیر ہوں۔

جس تقریب سے آپ حضرات آج اس مقام پر تشریف لائے ہیں وہ مدرسہ آصفیہ کی مبارک بنا اندازی کی تقریب ہے۔

اس وقت عالیجناب نواب مدار الملہام سرکار عالی ناسازی مزاج کے باعث اس مبارک تقریب میں شریک نہ ہو سکے اسکا نہایت درجہ افسوس ہے لیکن بچہ امر بھی



بے انتہا مسرت کا سبب ہوا کہ نواب فخر الملک بہادر نے اپنی ولی عنایت اور خاص  
مہربانی سے مدرسہ کے بنیادی پتھر کا اپنے ہاتھ سے قایم کرنا قبول فرمایا ہے۔  
مین جناب نواب صاحب ممدوح کا اپنے اور تمام عہدہ داران فوج کی طرف سے  
تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مساجد اور مدارس کی بنیاد سازی کے رسوم بزرگان دین اور اکابران ملت کے  
توسل سے ادا کرنا جیسا قدیمی قاعدہ ہے اسی بنا پر پرسوں کے روز مولانا و مرشدنا سید  
شاہ عبدالرحیم صاحب قمیصی القادری سے جبکی ذات بابرکات ہر خاص و عام کے لئے  
منبع فیض ہے پائین ہے التجا کی گئی کہ اولاً اپنے دست مبارک سے تیمنا و تبرکات رسم  
بنیاد سازی مدرسہ ادا فرما دین شاہ صاحب قبلہ نے کمال مسرت سے اس اہتمام کو منظور  
فرمایا اور اپنے معصوم صاحبزادے صاحب کو ہاتھ سے مدرسہ آصفیہ کے پایہ کا مقام کھڑا دیا  
مین امید کرتا ہوں کہ آج کے روز نواب فخر الملک بہادر اس بنیادی پتھر کو جو کہ شمس العلماء کی  
سید علیہ صاحب بگڑی کے خاص اہتمام سے متعلق ہے اپنے ہاتھ سے پائیدار کی جگہ بن  
اوتارین گے اور اس تقری تہائی سے سینیٹ کے ساتھ پیوند و یکدم مدرسہ آصفیہ کی بنیاد  
دین و دنیا کے مصالح سے مستحکم فرما دین گئے۔

ایچ ایچ عالیجناب نواب فخر الملک بہادر وزیر تعلیمات

نواب میجر افسر الدولہ و حاضرین مجھے نہایت افسوس ہے کہ مدار المہام سرکار عالی آج

اس جلسہ میں بیاعت علالت مزاج کے شریک نہ ہوسکے اور جناب مہر و حسن نے مجھے بذریعہ ٹیلیفون کے اطلاع دی کہ انکی طرف سے میں شریک جلسہ ہوں۔  
دراصل جیسا کہ افسر الدولہ بہادر نے اپنی لایق اور پراثر اسپیچ میں بیان فرمایا ملک محروسہ کار عالی میں یہ مدرسہ افواج آصفیہ اول مدرسہ ہے جو کہ پور ٹانگ سٹم پر جاری کیا جاتا ہے۔

میں نہایت خوشی سے کہتا ہوں کہ جہانتک مجھے علم ہے افسر الدولہ بہادر نے جو امر شرح کیا اور جطرف اذکار ارادہ ہوا اسکو بہادر کرنے پورا کیا پس اس نیک کام میں جبکی کہ ہماری قوم کو بہت ضرورت ہے جب نواب صاحب نے انجام دینے کا ارادہ کیا ہے تو ہم کو کامل امید رکھنا چاہیے کہ وہ اسکو برابر انجام دینگے اور اس مدرسہ میں پوری پوری کامیابی حاصل ہوگی۔ میں اس امر کا آپ صاحبوں کے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ بحیثیت وزیر تعلیمات میں اس مدرسہ افواج آصفیہ کو ہمیشہ مدد دیتا رہوں گا۔ اور برابر میرے پیش نظر ہوگا کہ مدرسہ آصفیہ کو یوں فیوٹا ترقی ہو۔

اور نواب میجر افسر الدولہ بہادر نے جس غرض سے یہ مدرسہ جاری کیا ہے اللہ تعالیٰ اوس میں اونہیں کامیاب کرے۔ ہمارے آقا چارے ولی نعمت حضور پر نور دام سلطنتہ کو اپنے ملک کی طرف جبقدر توجہ مبذول ہے اس سے پوری پوری امید ہے کہ اس پرنسپل اور اس اصول پر اور چند مدارس بہت جلد ملک محروسہ کار عالی میں جاری کئے جاوین گے۔

بورڈنگ اسکول کے فوائد افسرالدولہ بہادر ابھی بیان کر چکے ہیں نہیں چاہتا کہ  
 اؤنکو اعادہ کروں۔ یورپ میں اعلیٰ درجہ کی ترقیوں کا باعث بورڈنگ اسکول کی سسٹم  
 ہے اور ہمیں ضرور ہے کہ اسکی ترقی اور جاری کرنے میں کوشش کریں عالیجناب نواب  
 خزانہ ملک بہادر نے تاریخ ۷ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ ہجری سے ساعت میں مدرسہ انوارِ آصفیہ  
 کی بنیاد االی۔ اعلیٰ حضرت حضور پر نور دام سلطنت کی صحت و سلامتی کی سب حاضرین نے  
 دعائیں اور خوشی کے نعرے مارے بڑے جوش ملی سے سپاہ نے ہپ ہپ ہرا کی  
 آوازیں بلند کیں اسکے بعد جلسہ ختم ہوا

## راہم کو بیگم غنایات شاہانہ حضور پر نور سے خطاب

### افسرالدولہ غنایت ہونا

۷ جمادی الاول ۱۳۱۳ھ ہجری مطابق ۶ ماہ نومبر ۱۸۹۴ء عیسوی میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور  
 نے برحمت شاہانہ و نوازش خسروانہ میرے اور محبوب یار جنگ اور اسدیار جنگ کے  
 خطبات جنگی پر لفظ دولہ کا اضافہ فرمایا۔ مجھے افسر جنگ سے افسر الدولہ کا خطاب غنایت  
 ہوا اور اسدیار جنگ کو اسدیار الدولہ خطاب عطا فرمایا گیا۔

محبوب یار جنگ بہادر کی ولی خواہش تھی کہ بیگمہ الطاف شاہی کو محبوب یار الدولہ  
 خطاب مرحمت ہو لیکن مستحکم جنگ کیلئے محبوب یار الدولہ خطاب تجویز ہو چکا تھا اس سبب سے  
 اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اؤنکو ناظم الدولہ کے خطاب سے عزت بخشی۔

لفٹ منٹ مرزا ابراہیم بیگ کا حیدر آباد پولو ٹورنمنٹ میں

## یا پور سے گزرنے کے انتقال کرنا

جس زمانہ میں راقم اعظم حضرت حضور پرنور کی سواری مبارک کے ہمراہ شیر کے شکار سے واپسی کے وقت ٹانگہ اوٹنے کے سبب سے گر پڑا تھا اور گرنے کے صدر سے تین پسلیاں توٹ گئی تھیں اسی زمانہ سے ڈاکٹروں نے پولو کھیلنے سے راقم کو ممانعت کی تھی اسلئے پولو ٹورنمنٹ میں راقم کے عوض مرزا ابراہیم بیگ کو لکھنؤ پولو ٹیم میں شریک ہو کر پولو کھیلتے تھے۔

۳۱ ماہ دسمبر ۱۸۹۵ء عیسوی مطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۱۳ھ ہجری کو سکندر آباد پولو گراؤنڈ پر حیدر آباد پولو ٹورنمنٹ ہو رہا تھا حسین جم کہانہ پولو ٹیم اور گو لکھنؤ پولو ٹیم تھے پولو شروع ہو کے قریب آدھے گھنٹہ کے ہوا ہو گا کہ کپٹن کیو برٹ کے یا پور سے ابراہیم بیگ کے یا بوکی ٹکڑے ہوئی ابراہیم بیگ کا یا بو گول فلاگ کے قریب اوٹکو لیکر گر پڑا اون کے سر میں ایسی ضرب آئی کہ بائیں کان میں سے خون جاری ہو گیا اور وہ بیہوش ہو گئے لوگ اوٹکو پولو گراؤنڈ پر سے اوٹھا کے سکندر آباد کے ہسپتال میں جو قریب تھا لے گئے پھر چند گھنٹوں کے بعد اوٹکو سیف آباد میں مکان کو لے آئے مرزا ابراہیم بیگ نے اسی صدر سے دوسرے روز انتقال کیا۔

۷ ماہ دسمبر کو جب وقت مرزا ابراہیم بیگ کا جنازہ دفن کے واسطے اوٹھایا گیا تو

ٹینوٹی فٹ نہراہ کے اکثر افسر فلڈر لیس مین ہلارم سے آئے اور اون کے جنازہ کے ساتھ ساتھ قبر تک گئے اور سکندر آباد کی فوج کے پولو کھیلنے والے افسر قریب قریب محل کے اونچی میت میں شریک ہوئے۔

ابراہیم بیگ کے انتقال کے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اون کے خور و سال افزہ کے نام چھتر روپیہ صدقہ منسوب میں تربیت و پرورش کے لئے اجرا فرمائے۔

ابراہیم بیگ نو جوان اور اچھے سوار اور پولو میں خوب مہارت رکھتے تھے جب ۱۳۱۳ھ ہجری مطابق ۱۸۹۵ء عیسوی میں حسب معمول قدیم اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک کوہ مولا علی کے عرس شریف میں رونق بخش ہوئی عرس شریف کے بعد دو مہینہ تک سرکار وہین پر رونق افزا رہے۔

۲۷ شعبان ۱۳۱۳ھ ہجری مطابق ۱۲ فروری ۱۸۹۶ء عیسوی کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور گھوڑے پر سوار ہوئے شرمگاہ کی طرف تشریف لے گئے واپسی کے بعد قمیص میں لگانے کے تین گھنڈیاں اور قمیص کی آستینوں میں لگانے کی دو جوڑ گھنڈیاں بھر عنایت فرمائیں جن کے درمیان حضور پر نور کے نوٹ مبارک نصب کئے ہوئے تھے اور اون کے اطراف میں نہایت بیش قیمت ہیرے تھے جن میں نے اس عنایت شاہانہ کا شکریہ ادا کر کے پیشگاہ اقدس میں نذر پیشکش کی۔

جب سے وہ گھنڈیاں مجھے عنایت ہوئی ہیں میں ان کو نہایت عزیز رکھتا ہوں اور فخر و مباہات کے ساتھ ان کو استعمال کرتا ہوں۔

گہنڈیان محنت فرمانے کے ایک ہفتہ بعد حضور پر نور نے - خسروانہ و نوازش  
شاہانہ ایک انگشتری بیچے عطا فرمائی۔ اس انگشتری کے درمیان ہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور  
کا فوٹو مبارک ہے اور اس کے اطراف میں ہیرے جڑے ہوئے ہیں۔

## صاحبزادہ نواب میر عثمان علیخان بہادر کا اسکارٹ رسالہ

### راقم کے تفویض ہونا

جنوری ۱۸۹۶ء عیسوی مطابق ۱۲ رجب ۱۳۱۲ء ہجری کو قدرت اعلیٰ حضرت  
حضور پر نور نے مجھے اسطور پر ارشاد فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب کے لئے چند سواروں کا ایک  
ایک اسکارٹ تعین کیا جائے گا ایک خوشگامی طرز کی یونی فارم کا نمونہ ملاحظہ میں پیش کیا  
جائے حسب الارشاد اقدس میں نے چند نمونے یونی فارم کے ملاحظہ اقدس میں پیش  
کئے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اُن نمونوں میں سے سیاہ باتا مائل بسبزی کے  
کوٹ کا ایک نمونہ پسند فرمایا کوٹ کا چہا تا زرد باتا کا اور اس کے اطراف میں مرغی  
نہایت خوشگام اور مزورون معلوم ہوتی تھی۔

حشیون کے سوجوان جو صف شکن جنگ بہادر کے ماتحت تھے صاحبزادہ صاحب  
کے اسکارٹ کے لئے تجویز فرما کے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اُن جوانوں کو میرے  
تفویض فرمایا انٹسٹ حبیب ابو بکر ان جوانوں کے سکندر ان کمانڈر تھے ان کو اپنے  
اسکارٹ کی کمان پر مقرر کیا اور ان جوانوں کے لئے زمین سامان اور جملہ متیار فوج



باقاعدہ کے شل تیار کے قواعد پر ٹیکہ بھی اوز کو تعلیم دی گئی۔ غرض تھوڑے زمانہ میں ان  
سوجوانوں کی حالت اچھی اور سپاہیانہ وضع ہو گئی۔

گنگ کوٹھی کے مغربی بجانب ان جوانوں اور اون کے گھوڑوں کے واسطے  
مین بنائی گئی یہ سوجوان صاحبزادہ صاحب کے اسکار کے سوا اور جگہ کارڈیوٹی اور  
گنگ کوٹھی کا بھی کام انجام دیتے ہیں۔

## تالیف شکارنامہ نظام

اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ۱۳۲۱ھ ہجری سے شیر کے شکار کا شوق فرمایا اور  
اکثر اوقات گرمیوں کے موسم میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک شیر کے  
شکار کے واسطے مختلف مقامات اضلاع مالک محروسہ میں رونق افزا ہوا کی غرض  
گیارہ سال کی مدت میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اکیس شیر شکار کئے جبکہ حالات  
مفصل طور پر وقت بوقت اپنے تحریر کئے تھے۔ ۱۹۹۷ء عیسوی میں اپنے اون  
کل حالات کو ترتیب و یکراہ ایک کتاب مرتب کی اور اوسکو موسوم بہ "شکارنامہ نظام"  
کیا اس کتاب میں جہان جہان شکار کے نازک اور دلچسپ واقعات سنجہ اون کے  
نوٹوں کی صورت کا نقشہ دکھلا دیا ہے۔

جب شکارنامہ مطبوع ہو کر مرتب ہو گیا تو اوسکو ۱۹۹۷ء عیسوی میں اپنے اعلیٰ حضرت  
حضور پر نور کے ملاحظہ اشرف مین اوسکو پیش کش کیا اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ملاحظہ کے

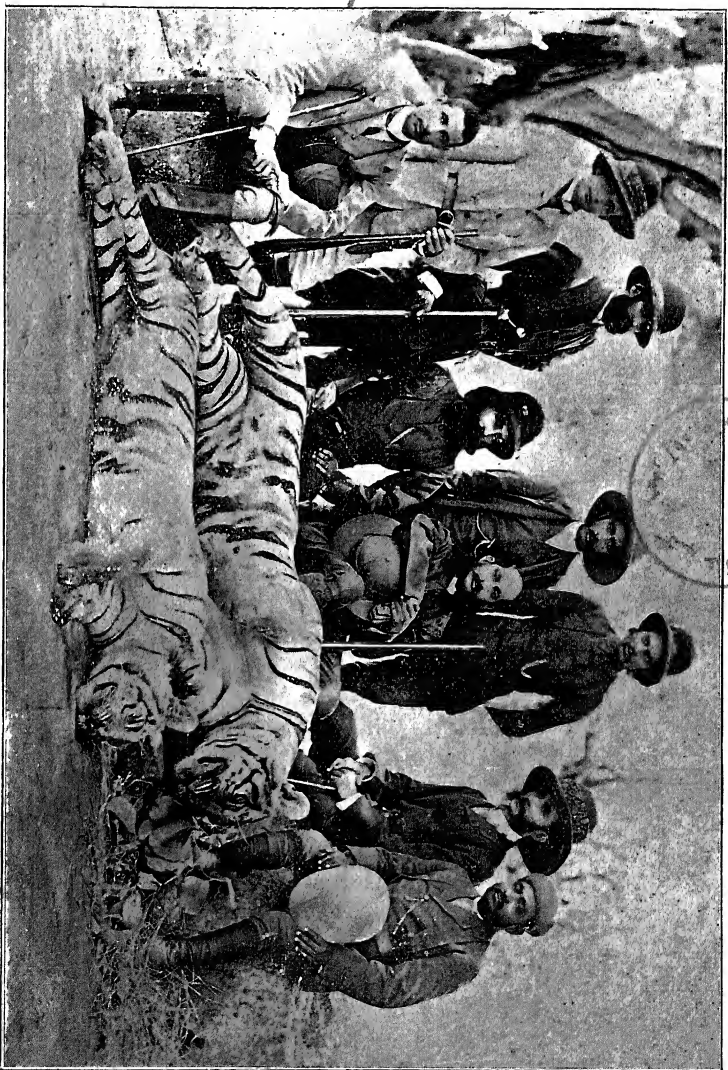
بعد اوس کتاب کو نہایت درجہ پسند کیا اور اکثر امرا اور مصاحبین کو اوس کے نسخے عنایت فرمائے۔

**اقتدارات عدالت دیوانی و فوجداری جو راقم کو ملے**  
 ۱۹۶۷ء عیسوی کے آخرین نظام ہائی کورٹ کی طرف سے یہ سفارش کی گئی کہ لوکلٹڈ  
 برگ کیڈ کی فوج قلعہ ٹولکنڈرہ میں مقیم ہے اور حیدرآباد اسپرٹل سروس ٹروپس بیرون قلعہ  
 اور خیریت آباد میں رہتی ہے ان دونوں مقامات کے فوجی حدود میں جو مقدمات  
 دیوانی اور فوجداری واقع ہوتے ہیں ان کے فیصلہ کے واسطے طلبی شہود میں عدالت  
 کو بڑی وقت ہوتی ہے اور اہل مقدمات کو پریشانی رہتی ہے ایسی حالت میں اندرون  
 حدود فوجی کے مقدمات کی دریافت اور تحقیقات کے اقتدارات کمانڈر ان فوج قلعہ  
 کو دے جائیں گے تو نہایت آسانی ہو جائے گی۔

جو وقت نظام ہائی کورٹ کی یہ تجویز مدارالمہام صاحب سرکار عالی کی خدمت میں  
 پیش ہوئی مدارالمہام صاحب نے اول درجہ کے مجسٹریٹ کے اقتدارات دیوانی اور  
 فوجداری مجبوراً حجت فرمائے اوس زمانہ سے حدود فوجی کے کل مقدمات دیوانی اور  
 فوجداری میرے پاس رجوع ہوتے ہیں اور وزیر خجاسب بہادر برگ کیڈ میجر میری مددگاری  
 کی حیثیت سے ان مقدمات میں مجبوراً دوستیہ ہیں۔

**گولکنڈرہ اسٹیڈ فارم کی ابتدا**

صفر ۱۳۱۳ ہجری مطابق ماہ جولائی ۱۹۶۷ء عیسوی میں یہ مسئلہ گورنمنٹ نظام



۱. سلطان الدوله امير جي افسر جنگ - ۲. اسد يار جنگ - ۳. علامه حضرت مريد گاه قاضي منظر يار جنگ - ۴. دو اور ميرزا ساجان شان يار جنگ - ۵. محبان يار جنگ - ۶. جنگ

کے پیش نظر آیا کہ حیدر آباد اسٹیڈ فارم میں (علاقہ نسل چوپایہ) کے اخراجات سالانہ قریب قریب ایک لاکھ روپیہ کے ہیں اور اس علاقہ میں ابتدا سے اس وقت تک کچھ ہی ترقی نہیں ہوئی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے اصطلیل میں ایک گھوڑا بھی حیدر آباد کنٹری برڈ کاپایا نہیں جاتا اور نہ سرکاری فوج میں کوئی ملکی گھوڑا دیکھا جاتا ہے سر آسمانجاہ مدارالمہام سرکار عالی نے اس مسئلہ پر غور کرنے کے بعد علی بن عبداللہ صاحب مہتمم نسل چوپایہ کو حکم دیا کہ بچہ کشی کے جب قدر گھوڑے ممالک سرکار عالی میں ہیں وہ سب بلکہ میں جمع کئے جائیں مدارالمہام سرکار عالی اون سب کے ملاحظہ کے بعد آئندہ انتظام انفرایش نسل چوپایہ کے باب میں حکم دینگے۔

نومبر ۱۹۶۷ء عیسوی کے آغاز میں بچہ کشی کے کل گھوڑے بلکہ میں جمع ہوئے۔ سر آسمانجاہ بہاور نے میجر گاف صاحب میٹری سکریٹری کو اور مجھے وہ سب گھوڑے دکھائے اور کہا کہ گذشتہ زمانہ میں انفرایش نسل اسیان کی کارروائی جہاں تک ہوئی وہاں قابل اطمینان نہیں پائی گئی اسلئے سرکار کو قدیم طرز عمل بدلنے کی نہایت ضرورت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آئندہ کے لئے اسٹیڈ فارم کی کارروائی کے متعلق رولس مرتب کئے جائیں اور علی بن عبداللہ کو ان پر عمل کرانیکے واسطے تاکید کیجائے۔

مدارالمہام سرکار عالی کے فرمانے کے مطابق حیدر آباد اسٹیڈ فارم کے لئے مینے ایک اسکیم مرتب کیا جسکی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

## بعالخدمت ہنر کسبشی نواب سرسما نجاہ بہادر مدار الملہام

### سرکار عالی

سرکار کے حسب الحکم مینے علی بن عبداللہ صاحب کے ساتھ بچہ کشی کے کل گھوڑے دیکھے اور افزائش نسل جو پایہ کی طرز کار روانی اون سے دریافت کی جس سے یہ معلوم ہوا کہ اون کے پاس کوئی لکھا ہوا دستور العمل موجود نہیں ہے اور نہ تحریری ہدایتیں اس علاقہ میں ہین کل امور علی بن عبداللہ صاحب کے زبانی احکام اور رائے سے انجام پاتے ہین اور اصل اونکی طرز کار روانی یہ ہے کہ اورنگ آباد۔ بیڑ۔ ہنگولی۔ جالندہ۔ مومن آباد۔ جملہ اضلاع مرہٹواڑی میں گنگاندی کے کنارے جہان جہان گھانس اچھی پیدا ہوتی ہے وہاں وہاں نسل گھوڑے رکھے جاتے ہین اور جب کبھی ٹیل پٹواری یا عامہ رعایا میں سے کوئی شخص اپنی مادیانین بھجاتے ہین تو اون مادیانوں کو وہ نسل گھوڑے دے جاتے ہین۔

اسپان نسل کی خرید اور اونکی نگہداشت اور خوراک وغیرہ اخراجات میں

مٹانے نہرارہ وچہ سالانہ سرکاری خزانہ سے صرف ہوتے ہین۔

قدیم حالات اور سابق کی طرز کار روانی پر جہاں تک مجھ کو علم ہوا ہے اوسکی نسبت

مینے اپنی رائے ظاہر کی ہے اور یہ بھی مینے بتلایا ہے کہ آئندہ اس باب میں کیا کرتا چاہیے۔

علی بن عبداللہ صاحب چودہ سال سے اس کام کو انجام دیتے ہیں اس مدت میں انہوں نے سرکار کی طرف سے نسلی گھوڑے خرید کر کے اضلاع میں رکھے لیکن مادیانوں کی خرید اور انکی افزائش اور ترقی کی نسبت مطلقاً انہوں نے توجہ نہیں کی ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ جب تک عمرہ مادیانین کثرت سے اضلاع میں موجود نہوں تو گھوڑوں کی نسل میں کیونکر ترقی ہو سکتی ہے۔

مجھے اس امر کا نہایت افسوس ہے کہ آج تک صرف بچہ کشی کے گھوڑے خرید کئے گئے اور انکی خوراک میں سرکاری لاکھوں روپیہ صرف ہوئے اگر نصف روپیہ مادیانوں کی خرید میں صرف ہوتے تو ملک و کن میں یقیناً آج کے روز ہزاروں کنٹری برو گھوڑے موجود ہوتے۔

علی بن عبداللہ صاحب نے چند روز نامی علاقہ اسٹیڈ فارم کے مجھے دکھائے جنکے دیکھنے سے یہ ثابت ہوا کہ ۱۸۷۹ء عیسوی سے سنہ حال ۱۹۴۳ء عیسوی تک چودہ سال میں انکو چودہ لاکھ نو ہزار روپیہ خریدی اسپان نسلی اور انکے اخراجات کے لئے سرکار سے بے گئے ان روپیوں میں سے قریب نو لاکھ کے نسلی گھوڑوں کی خرید میں صرف ہوئے۔

میرے خیال میں اگر نصف رقم یعنی ساڑھے چار لاکھ روپیہ میں مادیانین خرید کیجاتیں اور نصف رقم کے نسلی گھوڑے خرید کئے جاتے تو ملک کے واسطے نہایت مفید نتیجہ پیدا ہوتا۔ فی مادیان چار سو روپیہ یا کم و بیش قرار دیا جائے تو ساڑھے چار لاکھ روپیہ



کی نو سویا نہر را مادیانین خرید ہو سکتی تھیں اور یہ فرض کیا جائے کہ ان مادیانوں میں راج حصہ یعنی دو اڑھائی سو مادیانین بائج نکلتیں تب بھی ساڑھے سات سو یا آٹھ سو مادیانین بچے جفتین جن کے ساڑھے سات سو یا آٹھ سو بچے ہوتے اگر ان بچوں میں سے سو ڈیڑھ سو ضائع ہی جاتے تب بھی ساڑھے چھ سو سات سو بچے زندہ رہ کر گھوڑے ہوتے اور اسی طرح انکی ترقی کا سلسلہ قائم رہتا تو چودہ سال میں دس نہر گھوڑے مالک محروسہ کار عین پاؤ جاتے بعض گھوڑے علحضرت حضور پر نور کے اصطبل خاصہ کو لایں ہوتے اور بعض افسر کی سواری کو قابل ہوتے اور اکثر افواج باقاعدہ کے بکار آمد سمجھے جاتے اور ان سے بچے درجہ کے جتنے گھوڑے ہوتے وہ علاقہ نظم جمعیت میں سلیارون کے لئے زیادہ موزون اور مناسب خیال کئے جاتے۔

ان چودہ سال کی سرکاری کوشش اور چودہ لاکھ روپیہ کے صرف کے بعد نتیجہ نکلا کہ اب کے روز و کن کنٹری برڈ کا ایک گھوڑا نہ علحضرت حضور پر نور کے اصطبل خاصہ میں ہے اور نہ سرکاری فوج میں کوئی گھوڑا نظر آتا ہے۔

میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس چودہ سالہ مدت میں سرکاری چودہ لاکھ روپیہ بالکل بے محل ہوئے اور علی بن عبداللہ صاحب کی کوشش بالکل لکچا گئی سرکاری رقم خیر کے نقصان کے علاوہ ملی گھوڑوں کے انتخاب میں بھی بہت بڑی غلطیاں واقع ہوئی ہیں۔

اس وقت میں وہ نسلی گھوڑے جو مالک محروسہ سرکار عالی میں موجود ہیں اولاد

رہسکو مینے پچشم خود ملک پیٹر ریس کورس کے طویلون مین دیکھا ہے) واصل وہ گھوڑو  
 نہایت عمدہ اور بیش قیمتی اور شرط کے قابل ہیں اور خود علی بن عبداللہ صاحب کے بیان  
 سے ثابت ہوا کہ چند گھوڑے، مانک رونی اور سنی دس دس بارہ بارہ ہزار روپیہ کے  
 گھوڑے ہیں لیکن اونہوں نے فی راس دو دو تین تین ہزار کے حساب سے خرید کئے ہیں  
 جو نہایت ارزان خرید کئے ہیں۔ جب ایسے عمدہ قیمتی گھوڑے چودہ سال سے اسٹینڈرڈ  
 مین موجود ہیں اور ہر سال پانچ چہرے نئے گھوڑے عمدہ خرید کئے جاتے ہیں اگر کوئی  
 یہ پوچھے کہ انکی نسل کے عمدہ عمر فیکر کہاں ہیں تو میں یہ جواب دیتا ہوں کہ تخم اچھا تھا مگر  
 زمین قابل نہ تھی۔ اسلئے سب کوشش برباد گئی بقول سعدی شیرازی ۵

زمین شور سنبل بر نیارو درو تخم عمل ضائع مگردان

مالک محروسہ سرکاری کے اکثر اضلاع میں مجھے جانے کا اتفاق ہوا ہے مینے  
 کسی ضلع میں ایسی عمدہ مادیانین نہیں دیکھیں جو نسلی گھوڑے دینے کے لائق ہوں  
 اور اون سے عمدہ بچے پیدا ہونے کی امید ہو دیکھنی مادیانین چھوٹے چھوٹے قد کی  
 خنکے ہاتھ پاؤں پتلے پتلے کھن لابی لابی گامچیان خمیدہ پسلیوں کی ٹہیان اور  
 گردنوں کے نیچے کوتاہ ہوتے ہیں یہ کل علامتیں نسلی مادیانوں کے عیوب میں  
 سے ہیں جب ایسی مادیانوں کی اولاد ہوگی تو اون میں یہی عیوب موجود ہوں گے۔  
 علی بن عبداللہ صاحب نے جو نہایت قیمتی گھوڑے شرط کے لائق خوبصورت  
 بجئی سے خرید کر کے اضلاع میں بھجوائے اور رعایا کے پاس کی چھوٹے چھوٹے قد

پتلے پتلے پاؤں ہاتھ لمبی کمر والی گھوڑیوں کو وہ گھوڑے دے گئے بعد ازاں قیمتی گھوڑوں کا عمدہ نسلی مادہ بالکل بے محل صرف ہوا اور ان کے بچے مادیانوں ہی کی شکل کے سراپا عیب دار پیدا ہوئے۔

دکھتی مادیانوں کے ہاتھ پاؤں پتلے ہوتے ہیں اور شرطی گھوڑوں کی پاؤں کی ہڈیاں سوتی ہوتی ہیں۔ اور جب ایسی مادیانوں کو وہ گھوڑے دے جائیں۔ جنکے ہاتھ پاؤں پتلے ہوں تو ان کے بچوں کے ہاتھ پاؤں اور زیادہ پتلے ہوں گے۔ ایسی شان کا گھوڑا نہ شرط کے قابل ہوگا اور نہ فوجی نوکری اور محنت و مشقت کے لائق خیال کیا جائے گا اس لئے کہ فوجی کاموں کے لئے زیر دست اور مضبوط ہاتھ پاؤں اور پاؤں کی ہڈیاں چوڑی چکی اور کوتاہ مکر زیادہ مناسب ہے اگر مادیان اچھی نہ ہوگی اور گھوڑا اعلیٰ درجہ کا نسلی اوسکو دیا جائے گا اوسکا بچہ بھی اچھا پیدا نہ ہوگا۔ عمدہ شرطی نہاروں روپیہ کے قیمتی گھوڑے مرٹواڑی کے پٹیل پٹوار یونگی ٹوانیوں کو جو دے گئے ان کے قدیم بوجہ اوٹھانے والے یا بون کی نسل ہی خراب ہو گئی پتلے پتلے ہاتھ پاؤں کے بچے بارکشی میں کیا بکار آمد ہوں گے بارکشی سے ہی گئے اور شرط کے قابل ہی نہ رہے اور ایسے مجلس بچے پیدا ہوئے جو کسی کام میں نہ آسکے۔

علی بن عبداللہ صاحب سے اسٹڈ فارم کے انتظام میں تہایت درجہ غلطی واقع ہوئی مجھے یقین ہے کہ وہ میری اس تحریر سے متاثر ہوں گے اور ان کی طبیعت

غلطیوں کے اظہار سے ناگواری ہوگی لیکن مجھے اس موقع پر اظہار حق کرنا مقصود  
ہے نہ محض اون کے رائے کے نقصان سے بحث بقول قایل — حق  
انست وحق را نشاید نہفت۔

اب میں اپنا اسکیم حیدرآباد اسٹیڈ فارم کے متعلق اور پچھلے زمانہ کی بدظمیوں  
کی اصلاح کے بارہ میں سرکار کے ملاحظہ میں پیش کرتا ہوں اگر مدارالمہام سرکار عالی میر  
اسکیم پر غور فرما کے اسکی اجرائی کے واسطے حکم فرمائینگے تو پانچ سال کے بعد سرکار  
کو اسکا فائدہ بخش نتیجہ روشن ہوگا۔

الف۔ موجودہ انتظام حیدرآباد اسٹیڈ فارم کا بالکل موقوف کر دیا جائے اس  
علاقہ کا نام افزائش نسل جو پایہ ہے گھوڑوں کے سوا گائے بکری وغیرہ جانوروں  
کی نسل کی بھی ترقی شریک ہے اور ولایتی شارٹ ہارن بریڈ نسل پیل خرید کیے جاتے  
ہیں بلکہ ساڑھے سات سو روپیہ کا ایک شارٹ ہارن بریڈ اسٹریلین پیل اسوقت  
راجم پیٹھ میں علی بن عبداللہ صاحب کے پاس موجود ہے وہ اور سب مولیشی بچ کر دیو دیو  
اسلئے کہ یہ حیوانات اپنے ملک میں ہی بکثرت موجود ہیں اور بہتر سے بہتر اور  
انواع و اقسام کے ہر وقت میسر آسکتے ہیں سرکار کو ایسے جانوروں کی مطلق ضرورت  
نہیں ہے (افزائش نسل اسپان کی) سرکار اور فوج اور ملک کو ہر وقت احتیاج ہو  
اور اونکی پرورش مقدم ہے سرکار کو اس طرف پوری توجہ کرنی چاہیے۔

ب۔ نسلی گھوڑوں میں سے عمدہ قوم کے قوی اور توانا چار گھوڑے منتخب

کر کے رکھ لئے جائیں اور باقی کل گھوڑے ہرج کر دئے جائیں۔

ج۔ ایک لاکھ روپیہ سالانہ جو اسٹیڈ فارم کے مصارف میں صرف ہوتا ہو وہ بحال خود قایم رکھا جائے اس میں سالانہ چاس ہزار روپیہ کی مادیات میں خرید کی جائیں اور چاس ہزار روپیہ میں عمدہ نسلی گھوڑے خرید کئے جائیں اور ان کے اخراجات کی کل ضرورتیں پوری کی جائیں۔

د۔ اول سال میں ایک لاکھ روپیہ سرکار سے قرض بلا سودی کے طور پر دئے جائیں اور اس لاکھ روپیہ سے پرشن مادیات میں خرید ہوں اور مالک محروسہ کا عا کے اون اضلاع مرہٹواڑی میں پٹیل اور پٹوار یون کو قیمت سے ویک جائیں جن ضلعوں میں گھوڑوں کی پرورش عمدہ طور پر ہو سکے اور اون مادیات میں قیمت تبدیل پٹیل پٹوار یون سے چار سال کی مدت میں وصول کی جائے۔

ایک لاکھ روپیہ کی عمدہ مادیات میں خرید کرنے کے لئے دو تین تجربہ کار ہوشیار آدمی ایران کو بھیجے جائیں ایران سے نسلی مادیات میں خرید ہو کر باسانی آسکتی ہیں۔ تہوڑا زمانہ گذر کہ اس بارہ میں مینے عمر حال سوداگر سے بہی میں گفتگو کی تھی اون کے بیان سے معلوم ہوا کہ اگر اس طرف سے کوئی پارٹی بوشہر کو مادیات میں خرید کے واسطے بھیجے جائے تو وہ بہر طرح سے مدد دینگے اگر ایک لاکھ روپیہ کی مادیات میں فی اس حساب چار سو روپیہ خرید کیا جائیگی تو وقت واحد میں اڑبائی سو مادیات میں مالک محروسہ کا عا کی رعایا کے پاس موجود ہو جائیں گی اور ان کی نسل اپنے ملک میں کستدر پہلے گی۔

اور سرکار اور رعایا کو اون سے کس قدر کامیابی کا ذریعہ ہو گا زمیندار لوگ عمدہ عمدہ گھوڑی قیمت سے فروخت کر کے مالی نفع اڑھائی گنگے اور یہ رقم مادیانوں کے قیمت کی دو تین سال میں رعایا با قسط ادا کر دے گی۔

یہ امر یقینی ہے کہ جب مادیانین موجود رہیں گی تو اون کے بچوں کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے گا اگرچہ پید ہونے سے اون کو روکنا ہی چاہیے تو ناممکن ہو گا اس لئے کہ حیوانات کا توالد و تناسل بمقتضائے فطرت حیوانی ہے وہ کسی حالت میں موقوف نہیں رہ سکتا اور کیسے روکے نہیں رک سکتا اپنے ملک میں مادیانوں کو پہلانا اون کے بچوں کی تعداد وقتاً فوقتاً اپنے ملک میں زیادہ کرنا ہے۔

میں نے بعض زمینداروں سے دریافت کیا تو اونہوں نے کہا کہ اگر سرکار کو عمدہ نسلی مادیانین ملے گا وہ سگی تو ہم اون کو نہایت خوشی سے خرید کر کے اون کی نسل کی افزائش میں ہمیشہ کوشش کریں گے اس لئے کہ ہم لوگوں کو مالی نفع کا اس ذریعہ ہی بہت بڑا موقع ہو گا۔

## بچہ کشی کے گھوڑے

تجنی گھوڑوں کے انتخاب کے وقت ضروریہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارے ملک میں کس قسم کے گھوڑوں کی ضرورت ہے اور جن گھوڑوں کے بچے ہمارے ملک میں پیدا ہونگے اونہیں کیا اوصاف ہونگے غرض ملکی ضرورتوں کے لحاظ سے



گھوڑے نسل کے واسطے خرید کئے جائیں۔

پرنس یا دلییر یا کنسٹری برڈ ماویا نون کو ویلر تخی گھوڑے قدر قاست میں پندرہ کے ناپ کے ہاتھ پاؤں کے قوی اور مضبوط دنیا چاہیے جبکہ پاؤں کے ہڈیوں کا دور گھٹنے کے نیچے تک تقریباً آٹھ ساڑھے آٹھ انچ ہو اور مکر کوتاہ گردن دراز کا بچان چھوٹی ہون ان صفات کا نسلی گھوڑا تقریباً نہر آٹھ سو روپیہ میں مل سکیگا ابتدا میں ہر ضلع میں سو ماویا نون کے لئے ایسے دس گھوڑے رکھے جائیں اگر آئندہ ضرورت زیادہ ہو تو اوٹکی تعداد بحسب ضرورت بڑھا دی جائے رفتہ رفتہ جب اپنے ملک میں گھوڑے زیادہ ہو جائیں تو تبدیلیج یہ انتظام کیا جائے کہ تخی گھوڑے زمیندار لوگ بطور خود رکھیں سرکار اپنے قدیم تخی گھوڑے زمینداروں کے ہاتھ فروخت کر دے البتہ پانچ سال تک سرکاری تخی گھوڑے رکھنا ضرور ہے۔

مہتمم دکن اسٹیڈ فارم اس امر کی نگرانی کریں کہ گھوڑے کا نہ بچہ دو سال کا ہوتے ہی آختہ کر دیا جائے۔

کسی زمیندار یا جاگیردار یا پٹیل پٹواری کے پاس نہر گھوڑا بلا اجازت سرکار اور علاقہ مہتمم کے داغ کے نہ رکھا جائے۔

کوئی شخص ضلع میں نہر گھوڑا رکھنے کا مجاز نہ ہوگا۔

جو کنسٹری برڈ بچہ دو سالہ مہتمم دکن اسٹیڈ فارم کے خیال میں نسل کے قابل معلوم ہوگا تو او سپر تخی گھوڑے کا داغ دیکر نسل کے لئے چھوڑ دیا جائے گا مہتمم اسٹیڈ فارم کو

دفتر میں کل مادیانوں اور تختی گہوڑوں کے رجسٹر علیحدہ علیحدہ رکھے جائیں اور اضلاع میں جہاں کہیں پتے پیدا ہوں انکی اضلاع ہتھم اسٹیڈ فارم کو بقید تاریخ و ماہ ہونی چاہیو۔

ہر سال مالک محروسہ سرکار عالی کے اضلاع مرہٹو اڑی اور نگ آباد۔ ہنگولی موہن آباد بیڑ میں اسی ضلع کے پتے جس ضلع میں پیدا ہوں مختلف مہینوں میں جمع ہوں مثلاً اورنگ آباد کے ضلع کا ہارس شولینی نمایش اسپان ماہ اکتوبر میں اور ہنگولی کا ماہ نومبر میں موہن آباد کا ماہ ستمبر میں بیڑ کا ماہ جنوری میں ٹھیرایا جائے اور ہتھم حیدر آباد اسٹیڈ فارم ان چاروں مقامات کے ہارس شو میں جا کے سب بچوں کو دیکھیں جو پتے فوجی نوکری کے قابل خیال کے جائیں ان کے نشان اور علامات لکھ کر ان کے مالکوں کو پتہ کر دین کہ تیسرے سال اس گہوڑے کو سرکار خرید کرے گی اور اسکی قیمت تین سو روپیہ دے جائینگے اگر گہوڑے کا کوئی بچہ نہایت عمدہ اور امرا اور اغرہ کی سواری کے قابل نظر آئے تو اس کے مالک کو فہمائش کر دین کہ اسکی پرورش حفاظت سے کیجائے یہ بچہ جوان ہو کر معقول قیمت میں فروخت ہوگا۔ اور جو بچے چھوٹے قد کے معلوم ہوں وہ وقت پر پیریل ہوسٹس و پس کے ٹرانسپورٹ کیواسطے خرید کئے جائیں جب ہر قسم کے گہوڑے خرید کر جائینگے تو اضلاع کی رعایا کو انواع و اقسام کے منافع ہونگے اور سرکاری اور ملکی اغراض ہی آسانی سے حاصل ہو سکیں گے اور رفتہ رفتہ اسٹیڈ فارم کا خرچ سرکاری خزانہ سے کم ہوتا جائیگا۔

ہتھم کن اسٹیڈ فارم کو سالانہ نوکی ضرورت ہوگی تاکہ گہوڑوں کی بچہ تک وہ آختہ کریں اور قدیم نر یا بوا اضلاع میں جہاں کہیں جس کی پاس ہوں انکو بھی آختہ کریں اس کام کو انجام دینے کے لئے تعلیم یافتہ ہتھم سالانہ نوکی فوج یا ماخذ

سے مین بخوشی دوڑنگا اس اشتهام کے آغاز ہونے کے بعد جس وقت اور گنگا دھو من آباد  
 ہنگولی وغیرہ مین گھوڑوں کے نیچے جمع ہونگے مین ہی بخوشی ان مقامات مین جا کر  
 اونکو دیکھو گنگا اور بچوں کی پرورش کی نسبت زمینداروں کو بحسب ضرورت ہدایت  
 کرونگا۔ ایک اور ضروری امر خچروں کے پیدائش کا مالک محروسہ سرکار عالی میں ضروری  
 ہے چند نر گدھے امریکہ یا بصرہ یا بغداد سے منگوا کر رعایا کو دے جائیں اور اونکو تاکید  
 کی جائے کہ چھوٹی مادیانین جو ان کے پاس ہیں ان گدھوں سے ان کے نیچے لے  
 جائیں تاکہ خچروں کے پیدائش اپنے ملک مین شروع ہو جائے بار برداری کیلئے  
 خچر نہایت بکار آمد جانور ہے تھوڑی مدت مین خچروں کی افزائش سرکار عالی کو  
 ملک مین آسانی سے ممکن ہے۔

## حیدرآباد و ہارس شو

اشٹام مذکورہ بالا کے بعد چوتھے سال بلدہ مین ایک ہارس شو کی جائے اور مالک  
 محروسہ کے کل زمینداروں کے پاس کے گھوڑوں کے نیچے اور ننھی گھوڑے اور نسلی  
 مادیانین موسم سرما مین بلدہ مین پہنچ جائیں۔ چونکہ ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پور کو گھوڑوں کا  
 نہایت شوق ہے امید ہے کہ اعلیٰ حضرت حضور پور ان گھوڑوں کو بخوشی خاطر آئیں  
 ملاحظہ فرمائیں گے اور جن زمینداروں کے گھوڑوں کے نیچے شایستہ طور پر پرورش یافتہ  
 ہوں گے اون کو کچھ انعام عطا فرمائیں گے جس سے زمینداروں میں بڑی یون کو افزائش

نسل اسپان کا آئندہ زیادہ شوق پیدا ہوگا۔

افسردہ دولہ

۲۲ نومبر ۱۸۹۶ء عیسوی

میری یہ رپورٹ جب مدارالمہام صاحب کے ملاحظہ میں پیش ہوئی اسکو ملاحظہ فرماتے کے بعد نہایت پسند کیا اور میجر گارف صاحب نے بھی میری اس رائے کے ساتھ اتفاق کیا لیکن علی بن عبداللہ صاحب نے اس کے ساتھ اتفاق نہیں کیا اور انتظام اسٹینڈم اتو کمپری ہدایت کے موافق ناگوار خاطر ہوا میری رپورٹ کو پڑھ کر ایک انگریزی مثال دی جس کا مطلب یہ ہے کہ (کہنے میں اور کرنے میں بہت فرق ہے) میں نے جب یہ بات سنی تو علی بن عبداللہ صاحب سے کہا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے علی طور سے چند سال میں اس کی نتیجہ آپ کو دکھلا دوں گا اس گفتگو کے بعد جب ریمونٹ کے خرید کے واسطے میں بھی گیا تو میں نے عمر جمال سے گفتگو کر کے سید احمد رسائیدار کو ایرانی گھوڑے لانے کیواسطے ایران بھجوانے کا بندوبست کیا عمر جمال سودا کرنے میں بھی گورنمنٹ سے پاس پورٹ لیکر سید احمد رسائیدار کے ہمراہ دو مغلون کو بوشہر کی طرف پہنچا سید احمد تین مہینہ کی مدت میں سو اس ماویا میں ایران سے خرید کر کے حیدرآباد میں لائے وہ کل ماویا میں گو لکنڈہ لائبریری میں نے نوکر رکھ لیں اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ملاحظہ مبارک میں ان ماویا نون کو پیش کر کے میں نے ایک اسٹینڈ فارم قایم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا حضور پر نور نے میری اس اسکیم کو بہت پسند فرمایا اور اصطلح خاصہ سے نہایت عمدہ چار عربی

گہوڑے نسل کے واسطے عنایت کے۔

ویلیک گہوڑے نے اسٹریلیا سے منگواے اور ۱۸۹۷ء عیسوی سے مینے گو لکنڈہ اسٹیڈ فارم کا آغاز کیا پہلا سال تو اسکے ضروری انتظامات میں گزرا قلعہ کی مشرقی جانب مادیانین اور نسلی گہوڑے رکھنے کے لئے جگہ بنائی گئی چوتھے سال میں سترہ گہوڑے دو سالہ اور اڑھائی سالہ گو لکنڈہ لائسٹرین نوکر ہوئے اور بارہ یا پوٹرانسپورٹ میں دے گئے۔

۱۸۹۸ء عیسوی کے آغاز میں سات نر بچے گہوڑوں کے مینے اعلیٰ حضرت حضور پرپور کے ملاحظہ میں پیش کئے جنہیں سے چہرہ نر بچے ایک سالہ اور دو سالہ نذر کے طور پر پیشکش کئے گئے اس وقت سے اس وقت تک گو لکنڈہ لائسٹرین اسٹیڈ فارم کا انتظام قائم ہے جب ان گہوڑوں کے بچوں کی تعداد ستر اس تک پہنچی تو کل بچوں کو مومن آباد کو بھیج دیا اس لئے کہ مومن آباد میں گو لکنڈہ لائسٹر کا ایک اسکواڈرن متعین رہتا ہے مادیانوں اور کم عمر بچوں کے رکھنے اور پرورش کرنے کی اس سبب سے وہاں آسانی ہے بفضلِ الہی گو لکنڈہ اسٹیڈ فارم کی حالت نہایت اچھی ہے ابتدا میں جو سو مادیانین ایران سے خرید کی گئی تھیں ان کے بچوں میں اکثر مادیانین پیدا ہوئی تھیں رفتہ رفتہ وہ جوان ہو کر کچھ کشتی کے قابل ہو گئیں اور ان کے بچے پیدا ہوتے ہیں مجھے امید ہے کہ چند سال میں تمام گو لکنڈہ لائسٹرین سب دکھنی کنٹری برڈ گہوڑے ہو جائیں گے۔ الحمد للہ جو انتظام گو لکنڈہ اسٹیڈ فارم کا مینے کیا اوس میں

مجبوراً حساب و الخواہ کا بنیانی نظر آرہی ہے اسلئے میرا ارادہ ہے کہ اور دو سو ماویا میں ایران سے شنگا کے ہر ایک رجسٹر میں ماویا نوں کا ایک ایک ترپ بنایا جائے اور ان اصول پر کنٹری برڈ گھوڑوں کی تعداد آئندہ کے لئے بڑھائی جائے۔

## سرکاری کوٹھیاں اور جنگلات کا اہتمام راقم کے

سپر ہونا

اگرچہ سرکاری اکٹہ کثرت سے ہیں اور اونکی حفاظت اور نگرانی کے لئے سرکاری عہدہ دار مامور ہیں لیکن خاص خاص سرکاری کوٹھیں اور جنگل جو بہترین عمارتوں سے ہیں وہ مختلف علاقوں میں تھے اونکی صفائی اور درستی اور ترمیم و تہذیب فرنیچر کی غرض سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے اون کوٹھیوں اور جنگلوں کی نگرانی میری تفویض فرمائی اور حسب فرمان شاہی وہ کل اکٹہ میرے زیر اہتمام آگئے چنانچہ ایڈن باغ اور مکانات واقع نیلگری وغیرہ کے متعلق جو خاص فرمان رقمزودہ قلم مبارک ہے اونکی نقل ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

بیچ محلہ

افسر الدولہ بہادر

ایڈن باغ اور دو مکان واقع نیلگری سید روہرود یہ ہر مکان ہی تمہارے علاقہ میں دینے میں معتمد صاحب مرقع خاص کو لکھا ہے۔



علی بن عبداللہ صاحب کا مکان نو خرید واقع ملک پیٹہ قریب بنگلہ شترٹ کنگ کوٹھی  
اور اسکے بازو کے ایک یاد و مکان جو میون۔ اور مکان واقع الوال پٹے  
صاحب کی کوٹھی سے ملا ہوا اور دو مکان واقع نیلگری سیڈر وہیر وڈیہ سب  
مکانات سرکاری علاقہ صرخاص تمہارے علاقہ میں دے گئے ہیں۔

ان سب مکانات کی تمیز بھی علاقہ صرخاص سے ہوا کرے میں نے مقید صاحب  
صرخاص کو لکھا ہے۔

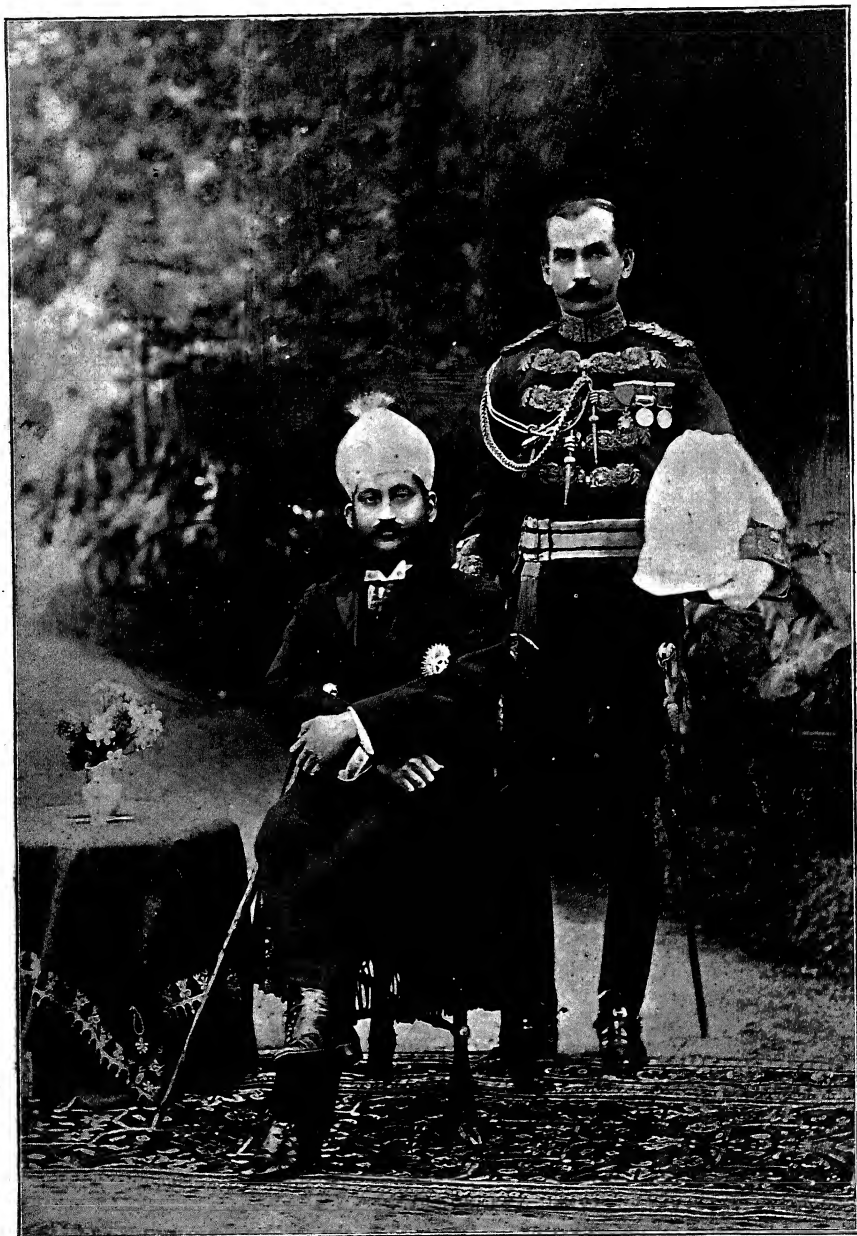
ان سب مکانات پر اب جو داروغہ و باغ کے واسطے مالی ہیں اگر وہ ہشیار و کار گزار  
ہیں تو اذکور کہا جائے نہیں تو کوئی ہشیار داروغہ اور باغ کے واسطے مالی تجویز کر  
مجھے اطلاع دیکر نئے رکھے جائیں فقطہ جمادی الاول ۱۳۱۲ ہجری روز شنبہ

شرح دستخط مبارک اعلیٰ حضرت حضور پر نور

ان کو ٹھہریوں اور بنگلوں کو حسب فرمان اقدس میں نے اپنے علاقہ میں لے لیا اور  
انکی صفائی اور درستی کے متعلق جواب اب استہ میں نے ملازمین کو ہدایت کو اسکی ہدایت  
کر دی اور جو شخص حکام کے واسطے موزوں تھا اسکے ذمہ وہ کام کروایا گیا۔

سرکاری فرمان مذکورہ بالا کے بعد دوسرا فرمان شاہی میرے نام صادر ہوا اس  
فرمان میں جو ممکنہ واقع سیف آباد کی تفصیل ہے اسکی نقل بھی ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

صفحه نمبر ۱۰۰  
ہندوستان کا عالی شان خزانہ پر نور دام سلطنت  
سیکس اور والدہ سیکس  
مقام سردار ویلا پاس



جناب صاحب زادہ صاحب قبلہ نواب میر عثمان علیخان بہادر کاسین شریف جب ۴۱ سال کا ہوا اور وقت بندگان حضرت نے بحال عنایت و قدر دانی مجھ کو ارشاد فرمایا کہ ”جس طرح تم نے میری کمسنی میں مجھے شوٹنگ سوار کی تعلیم دی تھی اسی طرح صاحب زادہ صاحب کی شوٹنگ اور سوار کی تعلیم میں تمہارے تفویض کرتا ہوں تم نے مجھے پہلے شوٹنگ اور بعد ریڈنگ اسکول شروع کرایا تھا صاحب زادہ صاحب کی تعلیم کا طریقہ بھی اسی طرح قائم کیا جاوے۔ چنانچہ تاریخ ۱۳۱۶ھ و قیعدہ ۱۳۱۶ھ روز دوشنبہ سے صاحب زادہ صاحب کی شوٹنگ شروع ہوئی۔

جناب صاحب زادہ صاحب کے شوٹنگ کے تعلیم کے متعلق بندگان حضرت نے جو عنایت نامہ میرے نام تحریر فرمایا اسکی نقل ذیل میں درج ہے۔

دائر ویلا

افسر الدولہ بہادر

صاحب زادہ صاحب کیواسطے بیولین میں نشانہ اندازی سیکھنے کیلئے ہفتہ تین دور دوشنبہ و چہار شنبہ مقرر کئے گئے ہیں ان دونوں روز صبح کو نشانہ بازی کا بندوبست کرو اور خود ہم حاضر رہ کر سکھایا کرو و آئندہ شنبہ سے اس ہدایت کو تعمیل کیجائے۔

حشر تخط مبارک

یکم و قیعدہ ۱۳۱۶ھ روز شنبہ

حسب الارشاد اقدس دو سکر روز صبح کو میں نے سلج خانہ شاہی سے دو بیولین

ایک دو ضربی اور ایک ایک ضربی روک ریفل تہری ہنڈرڈ سکٹی بور جناب صاحب زادہ صاحب کیلئے انتخاب کین اور بندگانِ عالی کی خدمت مبارک میں عرض کیا کہ سب اسباب صاحب زادہ صاحب قبلہ کی نشانہ اندازی کا تیار ہے حسب فرمان اقدس جناب صاحب زادہ صاحب قبلہ کی نشانہ اندازی کیلئے تاریخ ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۶ مقرر کی گئی اور ارشاد اقدس ہوا کہ اس روز خود بدولت بھی جو بلی قدیم میں یہ نقش نفیس رونق افروز ہو کر جناب صاحب زادہ صاحب کو نشانہ اندازی کی شق شروع کرائی گئے۔

چنانچہ تاریخ اور وقت مقررہ پر جو بلی قدیم میں ملازمان اقدس نے قدم رنجہ فرمایا۔ بندگانِ عالی کے رونق افروز ہونے پر میں نے اپنی انتخاب کی ہو میں روک نفیس ملاحظہ اقدس میں گزرا میں میری منتخب کردہ نفیس حضور پر نور نے پسند فرمائیں اور دست مبارک سے یہ بند و قین میرے ہاتھ میں دیکر جناب صاحب زادہ صاحب قبلہ کو نشانہ اندازی کی شق کرانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

صاحب زادہ صاحب قبلہ نے تاریخ ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۶ روز دوشنبہ کو صبح کے سات بجے جو بلی قدیم کے بیولین میں پچاس گز کے فاصلہ سے پہلے بار نشانہ اندازی کی شق فرمائی اور سوقت جو کیفیت میرے دل پر طاری ہوئی اور جو جوش و مسرت کہ میرے دل میں موج زن ہوا وہ کسی طبع زبانِ قلم سے ادا نہیں ہو سکتا۔ یعنی آج سے اونیس سال قبل کا حال میری نظر کے سامنے نمایاں تھا۔ جیکہ حضور پر نور بندگانِ عالی نے اسی مقام اسی فاصلہ سے نشانہ اندازی کی شق شروع فرمائے تھے ہفتہ میں

صفحہ نمبر ۴۴۴ مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ عثمان یارالدولہ بہادر ٹوئینٹی ففٹ کوئین ارون  
 ہوزارین تسلیم فوجی کے لئے شریک ہوئے



۴۴۳

دوروز صاحب زراوہ صاحب قبلہ کی نشانہ اندازی کے لئے مقرر کئے گئے صبح کے  
ساڑھے چھ بجے سے ساڑھے سات بجے تک دولت خانہ قدیم میں صاحب زراوہ  
صاحب قبلہ نشانہ اندازی کی مشق فرماتے تھے۔



سردار ویلا

افسرالدولہ بہادر

سیف آباد کے سب مکانات جو تعمیر ہو رہے ہیں اور جو ہو چکے ہیں اور مکانات کی ملا ہو باغ اور باغ سہلا  
 ہوا مکان اور بیلی صبا والا مکان اور سب مکانات کے سامنے کو باغ کمالی بالین و نیچے فرش و روشنی اور جو جو  
 نیچے اخراجات وغیرہ ہر وہ سب تمہارے علاقہ میں ہی بنی ہوئے ہیں صاحب ضرر خاص کو لکھا ہے کہ ذناظم الدولہ بہادر کو  
 اور جو جو جگہ علاقہ میں کام ہو اور کو لکھیں اور اس کی اطلاع ملے گی وہی دین تم سب کو منو کا چارچہ لو تو نقطہ تعمیر کے  
 علاقہ کا کام اور اب جو بن رہا ہے وہ ذناظم الدولہ بہادر کے علاقہ میں ہے لکھا ہے اور بنو گا فقط ۲۰ ہادی لکھائی  
 ۱۳۱۳ھ

شرحہ خطا علی حضرت حضور پر نور

ان مکانات شاہی کے علاوہ دیوانی علاقہ میں مندرجہ فلک نما اور عمدہ باغ تھا علیٰ مختصر  
 حضور پر نور نے اس کی نگرانی ہی میرے تفویض فرمائی اور اسکے متعلق خاص شاہی فرمان  
 میرے نام صادر ہوا جس کی نقل ذیل میں رقم کی جاتی ہے۔

سردار ویلا

افسرالدولہ بہادر

منزل فلک نما اور عمدہ باغ تمہارے سپرنٹنڈنٹ کے لئے مدار الملہام صاحب سرکار عالی کو لکھ دیا گیا ہے تم  
 اپنے قبضہ میں لو اور وہاں حسب مناسبت میسرم کی پیرے مقرر کرو دو ہاں کو سیف باکسر کے  
 ماسٹر کی کنجیاں ہی اسکے ساتھ بھیج دیجاتی ہیں۔

اسباب فریج وغیرہ کی ایک فہرست بھی بھیجی جاتی ہے اور راجہ مرلی منوہر بہادر کو لکھا

گیاتے کہ وہ اسباب کا مقابلہ تم سے کروین اب رسائی کے انجن آلات وغیرہ ہی سپرد  
کر لئے جائیں فقط ۹ صفر المظفر ۱۳۵۵ ہجری مقدس روز شنبہ

شرحہ تخط مبارک اعلیٰ حضرت حضور پر نور

فراین شاہی میں جتنے بیگلے اور کوٹھیاں تھیں اون سب کو بیٹے اپنے علاقہ  
میں حسب ہدایت سرکاری لے لیا اور ان امانت کی حفاظت اور نگرانی اور فرش فروش  
اور فرنیچر وغیرہ جملہ سامان کی آراستگی اور درستی اور انتظام کے واسطے ہشیار تجربہ کار  
داروغے مقرر کئے اور خود ذات سے ہی بیٹے اونکی نگرانی کی بدل کوشش کی اور  
بیٹے عثمان یار جنگ اپنے بڑے فرزند کو خاص طور پر مقرر کیا کہ وہ ہمیشہ ان عمارات  
شاہی کا دورہ کرتے رہیں۔

فلک نما کاسل جو بہترین عمارات شاہی میں سے ہے اسکا کل فرنیچر اور آرائشی  
سامان انگریزی مذاق کے موافق ہے اس لئے اس پالس کی نگرانی کے واسطے آغاز  
اتهام سے ایک یور وین نگران کار بیٹے مقرر کیا اور بنطور می اعلیٰ حضرت حضور پر نور  
ویژہ سوریہ مانہ اوسکی تنخواہ مقرر کی وہ یور وین نگران کار ہمیشہ فلک نما پالس میں ہا کرنا

مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ کی ابتدائی علمی

اور فوجی تعلیم اور اسکے متعلق مختصر واقعات

میرے بڑے فرزند مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ جب سن تین کو پہنچے

اور انکی معمولی تعلیم بلبدہ میں جہان شک ضروری تھی اوس سے اونہون نے کامیابی حاصل کی تو میں نے انکو بحال ۱۳۱۲ ہجری مطابق ۱۹۰۵ء عیسوی میں بمبئی کے سنر لولیس کالج میں بغرض ترقی تعلیم علمی پہیجا جب وہ اوس کالج سے تعلیم پا کر بلبدہ میں آئے تو میں نے انکی فوجی تعلیم کی طرف توجہ کی اور پیشگاہ اقدس اعلیٰ حضرت حضور پر نور میں عرض کیا کہ اگر انکی ابتدائی فوجی تعلیم برٹش رجمنٹ میں ہوگی تو نہایت مفید نتیجہ پیدا ہوگا اوس زمانہ میں جنرل سر رچرڈ اسٹوارٹ صاحب سکندر آباد کی فوج کے کمانڈنگ افسر تھے اونہون نے کمانڈر انچیف صاحب سے اجازت حاصل کر کے عثمان یار جنگ کو ٹینیونٹی فیسٹ ہونار میں فوجی تعلیم کے واسطے ۱۳۱۲ ہجری مطابق ۱۹۰۵ء عیسوی میں شریک کیا عثمان یار جنگ تین سال تک بلارم میں برٹش رجمنٹ کے ساتھ قیام پذیر رہے اور فوجی تعلیم کے زمانہ تک مثل دوسرے فوجی افسروں کے افسر کو ایڈیٹر ہی میں رہا کرتے تھے اور مس ہوس میں کھانا کھاتے تھے اس رجمنٹ کے کمانڈنگ کرنل مارٹن صاحب اور سب برٹش افسروں نے عثمان یار جنگ کو جب فوجی کام سیکھنے میں بدل سرگرم پایا تو نہایت مہربانی سے وہ سب انکی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔

اول سال میں اونہون نے ریڈنگ اسکول اور ٹرپ ڈرل میں کامیابی پائی دو سال اسکواڈرن ڈرل اور جنٹل ڈرل میں مشغول رہے تیسرے سال کپٹن فال صاحب نے عثمان یار جنگ کو اپنے ہمراہ کیا سپ میں لیجا کر گائٹس انس اور اوٹ پوسٹ ڈیوٹی کی تعلیم دی۔

۱۸۹۵ء عیسوی کے آخرین میں جب ٹینونٹی فٹ نہار نے سکندر آباد سے مصر کی طرف کوچ کیا تو اس وقت عثمان یار جنگ ٹینونٹی فٹ نہار سے رخصت ہو کر میری پاس بلدہ میں آئے مینے اونکو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں پیش کر کے عرض کیا کہ حضور پر نور اپنے فدوی زادہ کو فوجی خدمت سے سرفراز فرمائے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بمرحہ خسروانہ عثمان یار جنگ کو ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ مطابق ۲۰ ماہ نومبر ۱۸۹۶ء عیسوی میں گولکنڈہ برگینڈ مین کپٹانی کی ریانک عطا فرمائی اور گولکنڈہ لائسنس کی کمانڈ پر مقرر کیا عثمان یار جنگ نے اپنی فوجی خدمت کو نہایت شوق دلی اور مستعدی سے انجام دینا شروع کیا مجھے جہانتک ممکن تھا مینے اون کو فوجی تعلیم دینے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔

جملہ ملیٹری آفین و قوانین کے سوا سواری نیزہ بازی چوگان بازی وغیرہ میں بھی عثمان یار جنگ نے کامل درجہ مہارت حاصل کی۔

سکندر آباد کی فوج میں پیر چیس ایک مشہور اسپورٹ ہے جو برسات کے موسم میں ہوتی ہے جب وہ موسم آتا ہے تو ہر ایک رجمنٹ میں ایک بار پیر چیس کی دعوت دی جاتی ہے اور فوجی لوگ ایسے میدان میں جو اون کے رجمنٹ کی لین بر قریب ہوتا ہے پانچ چہرہ میل تک باڑیں لگاتے ہیں اور نالیان کہہ دیتے ہیں اور وقت مقررہ پر تمام فوجی افسر جو اس اسپورٹ کے ساتھ دلچسپی رکھتے ہیں اپنی اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اس جگہ جمع ہوتے ہیں اور باہم گھوڑے دوڑا کر باڑیں کداتے

جاتے ہیں اور جو جگہ اس اسپورٹس کے اختتام کے لئے معین ہوتی ہے وہاں پر ایک  
 نالی پندرہ بیس فٹ چوڑی پہلے سے کھدی ہوئی تیار رہتی ہے اور اوسمین پانی بہا رہتا  
 ہے اوس نالی کے پاس سب تماشائی اور خٹکین کھڑے رہتے ہیں جب وہ فوجی افسر  
 پانچ چہرہ میل گھوڑے دوڑا کے جہاں جہاں باڑیں ہوتی ہیں اونپر سے اپنے اپنے  
 گھوڑے کد کرتے ہیں تو اوس پانی بہری نالی پر سے اپنے گھوڑے کداتے ہیں جسوقت  
 فوجی افسر کل میدان اور باڑوں کو کد کرنا لی کے قریب پہنچتے ہیں تو ہر ایک افسر آپس  
 میں کوشش کرتا ہے کہ سب سے پہلے میں اپنے گھوڑے کو اوس نالی سے پار کروں جس کی  
 چوڑائی پندرہ بیس فٹ کے ہوتی ہے۔

اوسوقت ہر ایک سوار نہایت تیزی سے اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہے جس سوار  
 کا گھوڑا پہلے اوس نالی پر سے کود جاتا ہے تو اس شرط میں وہی بقت لیجاتا ہے عثمان یا خنگ  
 کے فوجی خدمت پر مقرر ہونے سے قبل ۱۸۹۳ء عیسوی میں مینے ملک پیٹریس کوہن  
 مین پیپر چیس مقرر کی اور بلارم اور سکندر آباد کے شوقین افسروں کو اوسمین دعوت دی۔  
 بلارم اور سکندر آباد کے ستائیس افسر اوس روز ملک پیٹریس میں جمع ہوئے اعلیٰ حضرت  
 حضور پر نور نے بھی اپنے قدم مہمنت لزوم سے اوس میدان کو شرف اندوز فرمایا۔

مدارالمہام صاحب سرکار عالی اور رزٹڈنٹ صاحب اور اکثر فوجی افسر اور بلدہ کے  
 امرا اور اغوا اوس موقع پر تماشائی بننے کے لئے جمع ہوئے ساڑھے چار بجے سب  
 شوقین افسر جو اس اسپورٹ میں شریک تھے اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے

پیپہ چیس کا کورس ملک پیٹیہ کی شہر کا گاہ سے شمال کی جانب راجہ مرلی منوہر کے باغ اور آسمان گڑھ سے گردش دیکر ملک پیٹیہ ہی کی شہر کا گاہ کے سامنے لایا گیا تھا اور واٹر جپ پانی کا نالہ اٹھارہ فٹ شہر کا گاہ کے سامنے بنایا گیا تھا اور اوسی جگہ علامت حضور پر نور اور سب امرا اور اعیان اور فوجی افسر تماشادیکھنے کے لئے کھڑے تھے۔

جب وقت سب گھوڑے دوڑانے والے افسر دور سے نظر آنے لگے اور سوت کل تماشائیوں کی نگاہیں ان کی طرف تھیں اور دیکھ رہے تھے کہ کس کا گھوڑا پہلے پہنچتا ہے اور واٹر جپ سے اول کون سوار اپنا گھوڑا کداتا ہے۔

اتفاق سے عثمان یار جنگ نے نہایت جیتی کی اور اپنے گھوڑے کو اتنا تیز کیا کہ سب افسروں سے پہلے واٹر جپ پر وہ آ پہنچے اور ان کا گھوڑا موسوم ہوا سب گھوڑوں سے اول پانی کا نالہ کو دیکھا۔ عثمان یار جنگ کا گھوڑا سب سے اول پہنچتا ہی علامت حضور پر نور نے براہ قدر دانی اور عزت افزائی اٹھارہ سرت کے لینے کلاپ فرمایا اور بمقدار امرا اور اعیان بلندہ اور دیگر تماشائی وہاں جمع تھے سب نے جوش دلی اور نہایت مسرت سے تالیان بجائیں پیپہ چیس کے بعد جرنیل سر جبرٹ اسٹوارٹ نے مجھے مبارکباد دی اور کہا کہ برٹش آرمی میں ایسے بہت کم افسر ہونگے جنہوں نے سولہ برس کے سن میں اتنے تجربہ کار افسروں کے مقابلہ میں پیپہ چیس میں کامیابی حاصل کی ہوگی جرنیل صاحب مجھ سے یہ باتیں کر رہے تھے کہ آسمانجاہ بہادر تشریف لائے اور انہوں نے نہایت مسرت کے ساتھ عثمان یار جنگ کی اس کامیابی کی مجھے مبارکباد دی



جنرل اسٹوارٹ صاحب نے اون سے کہا کہ آپ کے فرزند کی کامیابی کا اس شرط میں یہ دوسرا وقت ہے اس سے پہلے ہی عثمان یا جنگ قدیم تجربہ کار افسروں کے مقابلہ میں گوی بقت لے گئے ہیں آسمانجاہ بہادر نے جنرل اسٹوارٹ سے پوچھا کہ اس سے پہلے جو عثمان یا جنگ کو کامیابی ہوئی ہے اوسکی مطلق کیفیت ہماری سماعت میں نہیں آئی وہ کیفیت آپ بیان کریں ہم یہی اوشکے سننے کے مشتاق ہیں جنرل اسٹوارٹ صاحب نے مجھے پوچھا کہ آپ نے مارا المہام صاحب سے ہی اپنے فرزند کے شرط جتنے کا احوال بیان نہیں کیا آپ سب کیفیت سر آسمانجاہ بہادر کے سامنے بیان کیجئے تب میں نے آسمانجاہ بہادر سے کہا کہ سال گذشتہ مسٹر ہیوگاف اسٹریلیا سے دو یا بولے تھے ایک مشکلی یا بوا شٹارنگ نامی نہایت عمدہ تھا مسٹر ہیوگاف نے اوس یا بوا کو شرطی تعلیم دی اور سکندر آباد کی شرطوں میں اوسے شریک کیا گذشتہ ماہ نومبر میں جب سکندر آباد میں شرطین ہوئے تو اون شرطوں میں ایک باڑ کی شرط دو میل کے فاصلہ کی تھی جس میں سات جگہ باڑیں قائم کی گئی تھیں ایک باڑ چار فٹ بلند تھی۔ اور اوسکے سامنے تین فٹ چوڑی ایک نامی تھی اور نامی کے کنارہ پہ پہلیہر کی طرف ایک موٹی لکڑی آڑی لگائی گئی تھی اور یہ شرط تھی کہ گھوڑا اوس آڑی لکڑی اور نامی اور اونچی دیوار کو وقت واحد میں کودے اور اسکے سوا ایک بڑا مالہ اور چند اونچی اونچی دیواریں اور باڑیں تھیں چونکہ مسٹر ہیوگاف صاحب کا یا بوا کم عمر تھا اسلئے اوپر کم وزن دیا گیا تھا۔

مسٹر ہیوگاف ایک روز میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ عثمان یار جنگ کو متعدد بار میں نے سواری کرتے دیکھا ہے اونکی نشست نہایت عمدہ ہے اور اونکی سواری شہسوارانہ ہے اگر عثمان یار جنگ سکندر آباد کی باڑوں کی شرط میں میرے یا بو اسٹارنگ میر سواری ہوں تو مجھے امید ہے کہ میرا یا بو ضرور وہ شرط جیتے گا میں نے اون سے کہا کہ اگر عثمان یار جنگ رضا مند ہیں تو میں خوشی سے اونکو اجازت دیتا ہوں کہ وہ آپکے یا بو پر اس شرط میں سواری ہوں اونہوں نے کہا میں عثمان یار جنگ سے پوچھ چکا ہوں وہ نہایت خوشی سے میرے یا بو پر سواری ہونے کو آمادہ ہیں اس گفتگو کے بعد مسٹر ہیوگاف نے اس شرط میں عثمان یار جنگ کا نام لکھا دیا۔

دوسرے روز میرے ایک دوست کپٹن درملڈ نے مجھے پوچھا کہ آپ عثمان یار جنگ کو سکندر آباد اسپتال میں مسٹر ہیوگاف کے یا بو پر سواری ہونے کے لئے اجازت دی ہے۔ میں نے کہا ہاں مسٹر ہیوگاف نے مجھے درخواست کی تھی۔ اونہوں نے کہا کہ آپکو اس شرط کی باڑوں کا بھی کچھ حال معلوم ہے اوس میں اتنی اونچی اور خوفناک باڑیں ہیں کہ اکثر تجربہ کار قدیم شہسوار افسر اس شرط میں شریک ہونے کے لئے پس پیش کر رہے ہیں اس گفتگو کے سننے کے بعد میں اوسے روز شام کے قریب سکندر آباد ریلز کو رس پر گیا اور وہاں پہونچ کر باڑوں کو دیکھا تو دراصل باڑیں بہت اونچی اور مضبوط بنائی گئی تھیں کہ اگر گھوڑے کا پاؤں ذرہ ہی باڑ کو لگتا تو گھوڑے گر کرنے کا یقینی موقع تھا اور ہر ایک مقام خوف و خطر سے خالی نہ تھا چونکہ میں مسٹر ہیوگاف سے

کو زبان دے چکا تھا اس لئے اپنے خداوند عالم کے فضل و کرم پر تکیہ کیا اور دوسرے روز عثمان یار جنگ کو میں اپنے ساتھ شتر گاہ کو لے گیا۔

اوس اسٹیل جیس میں سات یا یو شریک تھے اور سات سوار خمین چہ یورپین قدیم تجربہ کار افسر تھے جنکو اکثر ایسی شرطوں میں شریک ہونے اور گھوڑ دوڑ کی تہا درجہ مشق اور عادت تھی جیسے کیٹن ڈیمانٹ مورلنی۔ کیٹن کیا کیٹن مارٹین ہین اور ساتوین عثمان یار جنگ تھے جو کم سن پندرہ سالہ لڑکے تھے جتنے لوگ وہاں موجود تھے ایسے مہلکہ میں اس کم سن لڑکے کے شریک ہونے سے افسوس کرتے تھے اور عثمان یار جنگ کی جرات اور مستقل فراہمی سے کمال تعجب کرتے تھے اور اسکے ساتھ بعض یہ بھی اعتراض کرتے تھے کہ اس کم سن لڑکے کے باپٹے ایسی نازک شرط میں شریک ہونے کے لئے کیونکر اجازت دی بہر حال جب شرط کے گھوڑے چھوٹے تو مجھے نہ مانگیا میں بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے فرزند کی سلامتی کی دعا خداوند عالم ہی مانگتا ہوا شرط کے چکر کے اندر اندر گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا گیا جس وقت سب گھوڑے اول باڑ پر پہنچے تو ایک گھوڑا اوس باڑ پر گرا اور دوسری اور تیسری باڑ پر سے سب گھوڑے کود گئے جب اوس باڑ پر پہنچے جس کے سامنے ایک نالی اور آڑھی لکڑی لگی ہوئی تھی اس نئی چیز کو دیکھ کر سب گھوڑے چکے اور دو گھوڑے جو عثمان یار جنگ کے آگے تھے وہ ذرہ رُکے مگر عثمان یار جنگ اپنے یا بو کو اتنا سیدھا لے گئے کہ وہ اوس باڑ پر سے صاف کود گیا اور اون کے بعد جن سواروں کے یا بو کو دے اونہیں سے

تین یا بواں باڑ پر گزرے اب کل تین سوار باقی رہ گئے ایک عثمان یار جنگ دوسرے  
 کپٹن مارس تیسرے ہزار کے ایک افسر یہ تینوں سوار نہایت تیزی سے بڑھے اور  
 بڑے نالہ کے قریب پہنچے یکا یک سینے دیکھا کہ دو سواروں کے یا بواں نالہ میں  
 گرے اور فقط ایک سوار منٹکی یا بواں نالہ سے پار ہوا وہ سوار میرا بیٹا عثمان یار جنگ تھا۔  
 باڑین کداتے وقت چھ افسر یکے بعد دیگرے یا بواں پر سے گرے اور فقط یہ کم  
 سن لڑکا سب باڑین کدا کر صحیح و سالم شرط جیتنے کے مقام پر پہنچ گیا۔

عثمان یار جنگ نے سلامتی کے ساتھ جو شرط جیتی سینے خداوند عالم کی بارگاہِ غت  
 میں اوسکا شکرا دیا اور اوسکے پاس جا کر سینے اوسکو گھوڑے پر سے اتارا اوسوقت  
 جتنے یورپین اور نیٹو میرے دوست وہاں جمع تھے میرے پاس آئے اور سب نے  
 مجھے مبارکباد دی۔

جرنیل پراٹر و صاحب نے فرط محبت سے عثمان یار جنگ کے سر پر ہاتھ رکھ کر مجھے کہا  
 کہ یہ تمہارا ہونہار لڑکا تمہارے خاندان کا نام کرے گا اور میرے پاس اگر مجھے  
 آہستہ طور پر یون کہا کہ دیکھا گیا کہ اس لڑکے کے مزاج میں چند خوبیاں جمع ہیں جو  
 بڑے بزرگ منشی کی دلیل ہیں ارادہ اور غمِ جزم اور استقلال مزاج اور تہوراسنے  
 اس شرط میں ترکیب ہونے کے لئے ارادہ کیا وہ کتنا بڑا ارادہ تھا جب باڑوں کے  
 دشوار گزار موقعون کو دیکھا تو ممکن تھا کہ اپنے ارادہ سے باز رہتا لیکن غمِ جزم نے اویں  
 ارادہ کے پورا کرنے پر اسکو ثابت قدم رکھا مستقل مزاجی اس درجہ ہے کہ گھوڑے کے

آغاز سے انتہا تک اسکی طبیعت میں جھپک پیدا نہیں ہوئی اور ہر باڑ کے کداتے وقت جس استقلال سے کام کرنا چاہیے تھا اوسکو چھوڑا تھور کی حالت یہ دیکھی گئی کہ جسوقت باڑوں کے پاس ولیر افسر گرے اگر بڑی باڑ کے پاس پہونچکر اونکی حالت کا اندیشہ کرتا اور اپنے یا بوکوروک کے اوسکو فصور مند ٹھہراتا کہ آگے نہ بڑھا اور باڑ کو دلاشکھا تو یہ امر ممکن تھا لیکن جرات اور شجاعت سے بڑھکر اپنی تھور کا درجہ دکھلایا اور نہایت چستی و ولیری سے گھوڑے کو اچھی حالت میں رکھے ہوئے سب باڑوں کے پار پہونچا جرنیل صاحب مجھے یہ باتیں کر رہے تھے کہ میری دوست ایک میم صاحبہ مس کین میرے پاس آئیں اور مجھے ہاتھ ملا کر کہا کہ نہایت ارمان سے کہتی ہوں کہ کاش اللہ تعالیٰ ایسا فرزند مجھے دیتا اور آجکے دن میں اوسکی مان ہوتی آپ میری طرف سے اس لڑکے کی والدہ کو بہت بہت مبارکبادیں اور ان سے میری طرف سے آپ کہیں کہ آپ بڑی خوش نصیب بی بی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی ہونہار اولاد عطا فرمائی۔ آسمانجاہ بہادر نے یہ کیفیت سنکر نہایت مسرت کیا تہ مجھے مبارکباد دی اور کہا کہ مجھے آپکے اس فرزند کے ساتھ نہایت محبت ہے امید ہے کہ یہ آئندہ آپکے خاندان کے فخر کا باعث ہوگا۔

سکندر آباد کے پیپہ جیسون میں عثمان یار جنگ اکثر شریک ہوئے اور اکثر بار انہیں کے ہاتھ میدان رہا اور سب سواروں سے اونکا گھوڑا آگے بڑھ گیا ان شرطوں کے چند روز بعد فوجی افسروں کی رائے سے تیندوے کا پہالہ سے نیکار کرنا قرار پایا

اور ایک تیندوا پکڑ کر منگایا گیا جب شکار کا وقت آیا تو اوسکا پنجرہ میدان میں رکھ دیا گیا  
 بلازم اور سکندر آباد کے شکار دوست افسر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر آمادہ شکار  
 ہوئے اور تیندوے کے پنجرہ کا دروازہ کھولا گیا تیندو اپنے پنجرے میں سے نکل کر نالوں کی  
 طرف چلا سب افسروں نے اوسکے پیچھے گھوڑے ڈالے اور اوسکا تعاقب کیا۔

عثمان یار جنگ اوس روز ایک سبزہ یا بوبصرہ نامی پر سوار تھے عثمان یار جنگ نے  
 نہایت مستعدی اور دلیری سے اپنے یا بوب کو تیز کیا اور تیندوے کے قریب چشم زلزلہ  
 میں پہونچ کر اول بہالہ اوسکے مارا عثمان یار جنگ کے بہالہ کے بعد دوسرے افسروں نے  
 قریب جا کر اوسپر بہالہ کے وار کئے تیندوے کے شکار میں پھلا بہالہ مارنا سخت  
 دشوار کام ہے اسلئے کہ تیندوے بڑا شیرید اور چست و چالاک و زندہ ہے چھوٹے  
 وقت وہ نہایت دلیر اور غضبناک ہوتا ہے جب گھوڑا اوسکے نزدیک پہونچتا ہے  
 تو وہ جست کر کے سوار اور گھوڑے دونوں پر حملہ کرتا ہے اور دونوں میں سے ایک  
 کو اگر اوسوقت احتیاط نہ کی جائے ضرور زخمی کرتا ہے زخمی ہونے کے بعد البتہ اوسکی  
 تیزی اتنی نہیں رہتی جتنی کہ چھوٹے وقت ہوتی ہے۔

عثمان یار جنگ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے ہمراہ سعادۂ شکار میں جانے  
 کا اکثر اتفاق ہوا ہے جب کہی اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک شیر کے  
 شکار کے واسطے اضلاع میں رونق افزا ہوتی ہے اعلیٰ حضرت حضور پر نور عثمان  
 یار جنگ کو ہمراہ اقدس لیجاتے ہیں اوفکوفیل خاصہ پر سوار رہ کر شکار کے چان کے



پیچھے کھڑا رہنے کے لئے اس واسطے حکم ہوتا ہے کہ اگر شیر حضرت کی گولی سے زخمی ہو کر نکل جائے تو عثمان یا رجبگ اوسکو اپنی گولی سے مار دین اکثر اوقات ایسے ارشاد کی تعمیل میں عثمان یا رجبگ کو کامیابی ہوئی ہے اور اعلیٰ حضرت حضور پر پلور کے زخمی کئے ہوئے شیر کو عثمان یا رجبگ مار کے سرکار کی پیشی میں لائے ہیں۔

عثمان یا رجبگ کی خدمت گزاری سے انتظام شکار اور انتظام سواری مبارک میں مجھے بہت بڑی ملک کا موقع ملتا ہے اکثر انتظامی ابواب سواری مبارک اور شکار کے سفر اور حضر میں اونکے سپر وکرتا ہوں اور وہ میرے حسب منشا کام انجام دیتے ہیں۔

۱۹۰۵ء عیسوی میں جو وقت سواری مبارک شیر کے شکار کے لئے نرسم پیٹھ میں رونق افزا ہوئی اوس وقت میرا مزاج نا درست تھا عثمان یا رجبگ نے شکار کا کل انتظام نہایت حسن و خوبی سے کیا ایک مہینہ میں روز تک سواری مبارک نرسم پیٹھ میں رونق افزا رہی جب موسم برسات کا آغاز ہوا تو سواری مبارک بلوہ کی طرف مراجعت فرما ہوئی سب سے پہلے محلات شاہی کے لئے انتظام کیا گیا کہ کل بیگمات سرکاری گاڑھیوں میں سوار ہو کے ہنگنڈہ کے اسٹیشن پر پہنچ جائیں گاڑھیوں میں گھوڑے لگائے گئے اور شاہی محلات کی بیگمات اونہیں سوار ہو کے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئیں۔

عثمان یا رجبگ سرکاری گاڑھیوں اور اسکارٹ کو روانہ کر کے خود گھوڑے پر

سوار ہوئے اور گاڑھیوں کے ساتھ ہوئے۔

نرسم پیٹھ کی آبادی سے گزرتے ہی جس گاڑھی میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی صاحبزادی صاحبہ قبلہ تشریف فرما تھیں، اس گاڑھی کے گھوڑے کی باگ بکسہ میں اٹک گئی گھوڑے کو چبان کے قابو سے باہر ہو گئے اور انہوں نے سیدہ راستہ چھوڑ کر جنگل کی راہ لی کو چبان نے ہر چند کوشش کی مگر گھوڑوں کے روکنے میں اوسکو کچھ کامیابی نہ ہوئی عثمان یار جنگ اوسوقت قریب تھے اوہوں نے دیکھا کہ گھوڑے گاڑھی کو لیکر تیز بہاگ رہے ہیں اور دونوں سائیس بھی گاڑھی پر سے گر گئے ہیں اور قریب ہے کہ گھوڑے گاڑھی کو لیکر ایک نالہ میں گرین عثمان یار جنگ یہ حالت دیکھتے ہی فوراً اپنے گھوڑے کو تیز دوڑا کہ گاڑھی کے گھوڑوں کی برابر آپہونچے اور گاڑھی کے بائیں طرف کے گھوڑے کی باگ اپنے دہنے ہاتھ سے پکڑ کے اوسکو روکنا چاہا لیکن گھوڑے استفد رتیز بہاگ رہے تھے کہ ایک ہاتھ سے وہ رک نہ سکے جب اس کشاکش سے عثمان یار جنگ نے سمجھا کہ گھوڑوں کا رکنا ناممکن ہے تو اوہوں نے اپنی سواری کے گھوڑے کو گاڑھی کے گھوڑے سے آنا ملایا کہ اپنے گھوڑے پر سے جبت کر کے گاڑھی کے بائیں جانب کے گھوڑے کی پشت پر جا بیٹھے اور گھوڑے کی گردن ہولپٹے اپنے ہاتھ اتنے بڑھائے کہ اونکی باگین باہوں میں آگئیں اور اونکو فوراً روک لیا۔ جو لوگ کہ یہ سب حوال دیکھ رہے تھے اور اسکا رٹ افسر جو پیچھے پیچھے

اپنا گھوڑا دوڑا رہے تھے اور گاڑی کے قریب آ پہنچے تھے اونکا یہ بیان تھا کہ عثمان یار جنگ کا گھوڑا گاڑی کے گھوڑوں سے اتنا مل گیا تھا کہ گاڑی کے دونوں گھوڑے اور تیسرا اونکا گھوڑا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک گاڑی ہی میں تین گھوڑے لگے ہوئے ہیں اور تینوں ایکدم بہاگ رہے ہیں اور روکنے کی کوشش میں عثمان یار جنگ ایسے معلوم ہوتے تھے کہ کچھ حصہ اون کے جسم کا اون کے گھوڑے پر ہے اور باقی سب جسم گاڑی کے گھوڑے پر ہے جتنی گاڑی نالہ کے قریب پہنچتی جاتی تھی۔ اوسقدر عثمان یار جنگ کی کوشش اوسکے روکنے میں بڑھتی جاتی تھی اور اونکی اوسوقت کی دلیری سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ اگر گاڑی کے روکنے میں اونکی جان بھی جاتی رہے تو وہ اوس سے دریغ نہ کریں اور حسب طور پر ممکن ہو گاڑی کو روکین غرض اس کوشش میں عثمان یار جنگ کو کامیابی ہوئی اور زامی کا خطرناک موقع بیکہ چار پانچ قدم کے فاصلہ پر رہا تھا اونہوں نے گاڑی روک لی۔ وہ نالہ تقریباً آٹھ فٹ عمیق تھا ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا اقبال تھا کہ ایسے خطرناک موقع سے زامی محلات کی گاڑی کو کچھ صدمہ نہ پہونچا ورنہ نالہ میں گاڑی کے گرہنے سے بگیمات کا کیا احوال ہوتا۔

گاڑی کے رکتے ہی دوسرے لوگ بھی دوڑے اور گاڑی کے اطراف میں جمع ہو گئے پھر گھوڑوں کی دوسری جوڑی بد لکر گاڑی میں لگائی گئی اور گاڑی اسٹیشن کو روانہ ہو کر خیر و سلامتی سے پہونچی۔

گاڑھی مین صاحبزادی صاحبہ قبلہ اور بعض بیگیاں شاہی سوار تھیں اونہوں نے سب ماجرا گاڑھی کے گہوڑوں کے بے تحاشا بہا گئے اور کوچبان کے اختیار سے باہر ہو جانے اور عثمان یار جنگ کی اوس وقت کی مردانہ کوشش اور اپنی جان کی پروا نہ کرنے اور اونکو عین مہلکہ پر روکنے کا پیشگاہ اقدس اعلیٰ حضرت حضور پر نور مین بیان کیا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے یہ سب واقعات سماعت فرمانے کے بعد اوسی وقت ایک سرفراز نامہ مجھے تحریر فرمایا اور نہایت عمدہ قیمتی ایک جیبی گہڑی طلانی جس مین آٹھ روز کے بعد کبھی دیکھائی تھی ہے مع ایک طلانی توڑے کے عثمان یار جنگ کو عنایت فرمائی۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا وہ عنایت نامہ کمال شاہانہ قدروانی اور ملوکانہ عزت افزائی سے ملوث تھا مینے اوسکو سر پر رکھا اور آنکھوں سے لگا یا غرض بلکہ مین پہونچنے کے بعد وہ عنایت نامہ اوس گہڑی کے ساتھ ہارنگٹن گہڑیاں ساز لندن کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ حضور پر نور کے اوس عنایت نامہ کے الفاظ گوہر بار کو گہڑی کی اندرونی دونوں طرف مین مینا کار حروف سے کندہ کر دے چند ماہ مین وہ گہڑی تیار ہو کر لندن سے میرے پاس آگئی فی الحقیقت وہ گہڑی عثمان یار جنگ کی اس نمایان خدمت کی یادگار اور وہ عنایت نامہ اقدس و اعلیٰ ہمیشہ کے لئے میرے کل خاندان کے فخر و مباہات کا کامل ذریعہ ہو گا۔

## عثمان یار جنگ کی شادی کتھانی کی مختصر کیفیت

۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ بمطابق ۳۱ اگست ۱۸۹۷ء عیسوی میں میری بڑے  
فرزند مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ کی شادی کتھانی سردار دلیر جنگ دلیہ ملک  
کی بڑی لڑکی سے ہوئی۔ اس مبارک تقریب میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ایسی  
شاہانہ عنایت اور خسروانہ عزت افزائی فرمائی کہ ہمارے سارے خاندان کی ہسٹری  
میں ہمیشہ کے لئے باعث افتخار و مباهات سمجھی جائے گی۔

چونکہ سردار دلیر ملک کا مکان سکندر آباد میں واقع ہے اس سبب بازگشت کے  
روز مغرب کے بعد دولہ اور دلہن سکندر آباد سے سیف آباد تک روشنی میں آئے۔

روشنی کا پہلے سے اہتمام کیا گیا تھا دولہ کے مکان راحت منزل واقع سیف آباد  
سے سکندر آباد تک تالاب کے بند کی دونوں طرف اور راستوں پر ٹٹیان بانہی گئی  
تھیں ان ٹٹینوں اور شعلوں اور بیچ شاخوں کی روشنی کے علاوہ تخت روان کی روشنی  
کا نہایت خوبی سے انتظام کیا گیا تھا سکندر آباد سے رخصت ہو کر دولہ اور دلہن رات  
کے آٹھ بجے راحت منزل کے قریب پہنچے کل براتی اور جلوس دولہ اور دلہن  
کے جلو میں تھا۔

اوسوقت ہمارے اعلیٰ حضرت حضور پر نور چوکڑے میں سوار اسکاٹ شاہی  
کے ساتھ سیف آباد کے شاہی مکان کے سامنے تشریف لائے اور نبواز شہنشاہانہ

وسر فرازی عثمان یار جنگ کی برات کا ملاحظہ فرمایا جتنا جلوس اور روشنی تھی وہ سب اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی نگاہ مبارک کے سامنے سے گزری اسکے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور سیف آباد پالس میں تشریف لے گئے۔

میں اوس وقت عثمان یار جنگ کو برات میں سے ہمراہ لیکر اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بطرح بندگانِ عالی نے اس مبارک تقریب میں رونق افزائی فرمائی ہے اوس طرح غریب خانہ میں تشریف فرما ہو کے دلہن کی نذر لین ہم سب کی یہ دلی آرزو ہے کہ جیب دلہن و ولہ کے گہر میں اوترے تو سب سے پہلے اپنے مالک اپنے خداوند نعمت حضور پر نور کے پیشگاہ میں نذر دے حضور پر نور کی یہ خاص عزت افزائی اور سر فرازی ہمارے خاندان میں ہمیشہ کے لئے یادگار اور موجب افتخار ہوگی حضور پر نور نے میری اس عرض کو شرف قبول بخشا اور بجمال عزت افزائی راحت منزل میں تشریف لائے اور زمانہ مکان میں رونق افزا ہوئے یہی دلہن کو میانہ سے اوتار کے مکان میں نہیں لائے تھے کہ حضور پر نور زمانہ مکان میں داخل ہو گئے۔

میری اہلخانہ نے سب سے پہلے حضور پر نور کے پیشگاہ میں نذر پیش کش کر کے عرض کیا کہ حضور پر نور سند پر تشریف رکھیں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ سند پر دلہن کو بٹھلاؤ میری اہلخانہ نے مکرر عرض کی کہ سند پر سرکار ہی رونق افزا ہوں اور دلہن کی نذر لین حضور پر نور نے شاہانہ نوازش سے میری



الہ خانہ کی اس عرض کو پذیرا فرمایا اور مسند پر رونق افزا ہوئے اور دہلی کی نذرلی  
پہرہ کو لہ کی نذرلی اوسکے بعد میرے تمام گہروا لون کی نذرین لین نذرین لینے کے  
بعد تھوڑی دیر تک رونق بخش غریب خانہ رہے پہرہ خواست فرما کے دیوڑھی  
مبارک کو تشریف لگئے۔

## سی۔ آئی۔ بی کا خطاب

۱۸۹۷ء عیسوی میں ہر مجسٹی کوئین امپرس مرحومہ کی جو بی کی تقریب لندن میں  
بڑی دھوم دھام سے ہوئی اوس شاہانہ جلسہ میں جیسے یورپ کے روسا اور امرا کو  
شرکت کیواسطے دعوت دی گئی تھی ہندوستان کے معزز اور نامور افسروں کو بھی  
اوس شاہانہ جلسہ میں مدعو کیا تھا۔

ہر مجسٹی وی کوئین امپرس نے اس تقریب میں مجھے خطاب سی۔ آئی۔ بی۔  
کمپائین آف دی انڈین امپائر مرحمت فرمایا۔

۷۔ محرم ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۲۲ ماہ جون ۱۸۹۷ء عیسوی کو ڈیوڑھی مبارک  
میں انگریزی دربار ہوا ملک مظہ نے لندن سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک  
میں ایک خریطہ مع ایک تمغہ کے پہنچا تہا زریڈنٹ صاحب نے وہ خریطہ اور تمغہ اعلیٰ  
حضور پر نور کی خدمت عالی میں پیش کیا اسکے بعد دربار خواست ہوا اور بارہ سے  
رخصت ہونے کے بعد زریڈنٹ صاحب اور افسران سکندر آباد نے مجھے

سی۔ آئی۔ بی کے تمغہ کی مبارکباد دی۔

## اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا سفر کلکتہ

ہزارکلسنسی لارڈ کمرزن ویسراے گورنر جنرل کشور ہند جبکہ سال گزشتہ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء عیسوی میں ولایت سے ہندوستان میں تشریف لائے تو انہوں نے ایک اشتیاق نامہ بمقتضائے قدیمی تعلقات گورنمنٹ انڈیا اعلیٰ حضرت کی خدمت مبارک میں باین مضمون تحریر فرمایا کہ آئندہ موسم سرما میں حضور پر نور چند روز کے لئے کلکتہ میں تشریف لاکر مجھے ملاقات فرمائیں اور میرے یہاں ہوں تو مجھ کو نہایت مسرت ہوگی چونکہ حضور پر نور لارڈ کمرزن کی خوش اخلاقی اور بزرگ منشی کا احوال پہلے سے سماعت فرما چکے تھے اس اشتیاق نامہ کے پہونچنے سے حضور پر نور کے دل میں یہی ویسراے کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ اور اعلیٰ حضرت نے ہزارکلسنسی ویسراے گورنر جنرل لارڈ کمرزن کی دعوت کو بکمال خوشنودی خاطر قبول فرمایا۔ اور اشتیاق آمیز الفاظ سے جواب نامہ ادا کیا۔ سفر کلکتہ کے باب میں اعلیٰ حضرت قدرتشہ نے تمامی امور بذات خود سرٹریوریوٹن صاحب زریڈنٹ حیدرآباد سے طے فرمائے اور موافق رائے ویسراے بہادر کے تاریخ ۲۳ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء عیسوی کلکتہ میں پہونچنے کے لئے مقرر کی گئی۔

جب اس مبارک سفر کا زمانہ قریب آگیا تو سواری مبارک کی روانگی کے لئے

۱۵ ماہ شعبان مطابق ۱۹ ماہ ڈسمبر ۱۸۹۹ء عیسوی مقرر ہوئی اور مجھے ارشاد اقدس ہوا کہ اس سفر کا جلد انتظام کیا جائے۔ حسب الحکم اقدس میں نے چار اسپیشل ٹرینوں کے تیاری کا ٹرافک مینجر سے بندوبست کیا اور دو اسپیشل ٹرینیں گاڑی گھوڑے اور جملہ شاہی سامان روانہ کیا۔ تیسری اسپیشل ٹرین امرائے دولت اور چند مصاحبین روانہ ہوئے چوتھی اسپیشل ٹرین حضور پر نور مع اسٹاف کے حیدرآباد سے کلکتہ کو روانہ ہوئے روانگی سے قبل حضور پر نور نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ جب قدر ممکن ہو سواری مبارک کے ہمراہ لوگ کم رہیں کیونکہ سابق میں جب وقت سواری اعلیٰ حضرت قدر قدرت کی ۱۸۸۳ء عیسوی کو لارڈ رین کے زمانہ میں کلکتہ میں رونق افزا ہوئی تھی تو اس وقت امرائے آخرہ اور تمامی ملازمان ہمراہی کی تعداد سات سو پچپن تھی اس حکم کی بنا پر ہر ایک کارخانہ کے ملازمین اور ہمراہیوں کی فہرست پیشگاہ اقدس میں پیش کر کے ان کے باب میں حکم حاصل کر لیا۔ اور ہر ایک علاقہ میں حسب الحکم اقدس اس کی اطلاع دیدی امرائے دولت اور مصاحبین میں سے حسب تفصیل ذیل تھے۔

نواب مدار الملہام سر قاری الاحزاب اور۔

نواب سر خورشید جہاں پور۔

دادرا ملک بہادر۔

مولوی احمد حسین صاحب۔

فصیح الملک بہادر۔

لقمان الدولہ بہادر۔

اسد یار الدولہ بہادر۔

عثمان یار جنگ بہادر۔

ناصر نواز الدولہ بہادر۔

اقبال یار جنگ بہادر۔

افضل نواز جنگ بہادر۔

سٹراجرٹن۔

عزیز یار الدولہ۔

۵ ابر شعبان المعظم ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۹ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء عیسوی روز شنبہ  
کو صبح کے ساڑھے سات بجے اعلیٰ حضرت قدر قدرت کی سواری مبارک سرور ویلا  
پالس سے حیدر آباد ریلوے اسٹیشن میں داخل ہوئی۔ تمام امرا و اغراء جاگیردار۔  
منصبدار و عہدہ داران سرکاری جنرل ٹکڑ صاحب کمانڈنگ حیدر آباد بستی پور  
و افسران حیدر آباد کنٹنٹنٹ اسٹیشن پر حاضر تھے۔

برٹش انفنٹری لکشیہ جنٹ کا گارڈ آف آنر ایک سرجوان رینک انڈیل  
مع کلرو پیاتڈ کے حیدر آباد اسٹیشن کے اندر اور حیدر آباد انسپیکٹر کا گارڈ آف آنر  
ریلوے اسٹیشن کے باہر کھڑا تھا حیدر آباد امپیریل سروس ٹروپس کے دو نوٹن  
رہنشین راستے دو نوٹن طرف صفت بستہ حاضر تھیں۔

اعلیٰ حضرت قدرت گاڑی سے اوٹر کر اسٹیشن میں رونق افزا ہوئے اور  
 سب امرا و اعزہ کا سلام لیتے ہوئے جنرل ٹکڑ صاحب کو ہمراہ لیکر پرنس انفٹری کے  
 گارڈ آف آنر کا ملاحظہ فرمایا پھر منصرف ہوئے اسٹیشن نہ ٹیڈنٹ اور جنرل ٹکڑ صاحب سے  
 رخصت ہو کر خاصہ کی سلون میں رونق بخش ہوئے۔ سب امرا و اعزہ و حاضرین آداب  
 بجالائے۔ سرکاری اسپیشل اسٹیشن سے جسوقت روانہ ہوئی ہر خاص و عام کی زبان سے  
 یہ صدا بلند ہوئی۔

یہ سفر رفتنت مبارک بار

یہ سلامت روی و باز آئی

آٹھ بجے اعلیٰ حضرت قدرت حضور پر نور و ام سلطنت کی اسپیشل حیدر آباد  
 روانہ ہو کر گلبرگ خریف میں دو بجے پہنچی۔ اسوقت صوبہ دار صاحب اور کل عہدہ داران  
 ضلع اسٹیشن پر حاضر تھے۔ شب کو اعلیٰ حضرت نے اسپیشل ٹرین اسی میں استراحت فرمائی  
 دوسرے روز شہ کے آٹھ بجے اسپیشل روانہ ہوئی۔ اور ۲۳ دسمبر کی شام کو سواری  
 مبارک کلکتہ میں داخل ہوئی ویسٹ بسٹ بھادور کو وائیڈ گیگ اور انڈسٹری سے گارڈ آف آنر کے حاضر تھے  
 سکریٹری ویسٹ بسٹ بھادور اور سکریٹری کو ملاقات فرمائی اور اسٹیشن کیلئے سوار ہو کر قیام گاہ شاہی  
 کی طرف عام ہو کر رات کی دونوں طرف تاشا یوکانہایت درجہ ہجوم تھا۔ اس موقع پر ہر شخص  
 یہی چاہتا کہ ایک نظر و کن کے بادشاہ کا جمال جہان آرا دیکھے لیکن باز و حام کیوجہ  
 پیچھے کے لوگ آگے نہیں آسکتے تھے۔ غرض اسٹیشن سے سواری مبارک کے لئے ہوتی قیام گاہ

شاہی جو مکان موسوم بہ پالس کورٹ ہے اور اس کے متصل دوسرا مکان اسی احاطہ میں واقع ہے اور ویسراے گورنر جنرل کی طرف سے اعلیٰ حضرت کے قیام کے لئے پہلے سے وہ مقرر کیا گیا تھا سواری مبارک وہاں رونق افزا ہوئی جب سواری مبارک فرود گاہ شاہی میں داخل ہو گئی تو انڈرسکرٹری اور ویسراے کے دونوں ایڈیٹنگ اعلیٰ حضرت سے رخصت ہو کر واپس گئے۔ دوسرے روز یکشنبہ کو گیارہ بجے اعلیٰ حضرت تاقدر قدرت حضور پر نور دام سلطنت کی مزاج پرسی کے لئے ویسراے گورنر جنرل کشور ہند نے اپنے دو ایڈیٹنگ ایگل آف سنکٹ اور کیپٹن ٹاکس کو بھیجا۔ اعلیٰ حضرت تاقدر قدرت نے دربار ہال میں برآمد ہو کر اون سے ملاقات فرمائی۔ دونوں ایڈیٹنگ ویسراے کی طرف سے حضور پر نور کے مزاج اقدس کا احوال دریافت کر کے رخصت ہوئے۔

۲۲ ماہ شعبان ۱۳۱۵ ہجری مطابق ۲۶ ماہ دسمبر ۱۹۹۷ء عیسوی روز شنبہ کو ویسراے گورنر جنرل بہادر کے انڈرسکرٹری کیپٹن وڈ اور ملیٹری سکرٹری کیپٹن دی آنریبل بیرنگ اور ایڈیٹنگ ایگل ٹاکس مع اسٹیٹ کیئر جیج اور ویسراے کے باڈی گارڈ کے جبکہ ایک بجنے میں ۵ منٹ باقی تھے فرود گاہ شاہی میں حاضر ہوئے۔

اعلیٰ حضرت تاقدر قدرت برآمد ہو کر مع ویپوشن کے اسٹیٹ کیئر جیج میں ہوا ہو کر گورنمنٹ ہوس کی طرف رونق افزا ہوئے۔ گورنمنٹ ہوس نہایت



حسن و خوبی کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا باڈی گارڈ کے جوان دربار ہال کے ستونوں کے پاس کھڑے ہوئے تھے جیسا سرخ دریں سفید بیاک گروڈ مین نہایت خوشنما معلوم ہوتا تھا سرکاری اسٹیٹ کیمرے گورنمنٹ ہوس کے سامنے کھڑی ہوئی۔ گارڈ آف آنر فرسٹ لائی وی فارن سکریٹری اور دو ایڈیکانگ اعلیٰ حضرت کی پیشوائی کے لئے گاڑی تک آئے اور حضور پر نور کو بڑے دربار ہال میں لے گئے۔ ولیمسٹون گورنر جنرل بہادر مقام جلوں سے لب فرش تک جو تقریباً چالیس قدم ہو گا حضور پر نور کی پیشوائی کے واسطے تشریف لائے اور اپنے مہمان عزیز سے ہاتھ ملایا حضور پر نور نے اس موقع پر صاحب زادہ حسنا کا ولیمسٹون سے انٹرویو کر لیا بعد ازاں ولیمسٹون اور اعلیٰ حضرت خاص اجلاس کی جگہ تشریف فرما ہوئے ولیمسٹون نے اپنے جلیل القدر مہمان کو اپنے دہنی بازو کی طرف بٹھلایا۔ بائیں طرف فارن سکریٹری اور انڈسٹری اور چند عہدہ داران علاقہ فارن ڈپارٹمنٹ اور ولیمسٹون کے ایڈیکانگ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے حضور پر نور کے بعد صاحب زادہ صاحب اور رزبڈنٹ صاحب حیدر آباد اور اون کے بعد امرات دولت اصفیہ اور صاحبین اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے۔ ولیمسٹون گورنر جنرل بہادر و سب پاؤ گھنٹہ کے اعلیٰ حضرت سے گفتگو کرتے رہے۔

حضور پر نور اور ولیمسٹون بہادر کے درمیان صاحب زادہ صاحب کی تعلیم کی نسبت دیر تک گفتگو رہی۔ رخصت کے وقت ولیمسٹون بہادر نے کہا کہ شام کو شرمٹون میں حضور سے پہر ملاقات ہوگی۔ ولیمسٹون بہادر سے حضور پر نور رخصت ہو کر قیام گاہ شاہی

## اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا شرتون مین تشریف فرما ہونا

ساڑھے تین بجے سواری مبارک اسٹیٹ کیرئج مین شرتون کے ملاحظہ کے لئے روانہ ہوئی۔ حضوری باڈیگارڈ کو یہ اول روز تھا کہ اپنے پادشاہ کے اسکارٹ کا فخر حاصل ہوا۔ کپٹن عثمان یار جنگ بہادر باڈیگارڈ کا ڈریس پہنے ہوئے رایل کیرئج کی دہنی طرف اور سب ٹنٹ شاہ منرا بیگ بائیں طرف گاڑی کے آگے دو جوان اوڈوالنس پارٹی کے ان کے بعد آٹھ جوان اور رایل کیرئج کے پیچھے آٹھ جوان ان کے پیچاس قدم پیچھے دو جوان ان کے بعد مصاحبین کی گاڑیاں تھیں غرض اس موقع پر شرتون کا تماشا تو برائے نام تھا تمام حکومت بادشاہ و کن کی سواری کا توڑک اور شاہانہ حشمت و شان دیکھنے کا دل سے مشتاق تھا۔ جعفر سے سواری مبارک گزرتی ہر ایک تماشا دیکھ کر دل سے دعا دیتا تھا۔ سرکاری گاڑی مین مرشد زادہ صاحب اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی بائیں طرف تشریف فرما تھے سرکار نے مجھے اپنے سامنے گاڑی مین بیٹھنے کا اعزاز بخشا۔ سواری مبارک ساڑھے چار بجے ریس کورس پر پہنچی اعلیٰ حضرت گاڑی سے اوتر کے ریس اسٹانڈ کی طرف متوجہ ہوئے ریڈنٹ صاحب سہرپور پلوٹن اعلیٰ حضرت کو گراڈ اسٹانڈ پر لے گئے ایک خاص مقام اعلیٰ حضرت اور اسٹاف کے لئے مقرر کیا گیا تھا جہاں اعلیٰ حضرت نے رونق افروز ہو کر شرتون دیکھیں

ولیسراے کپ کی شرط میں نو گھوڑے شریک تھے یہ شرط چری نامی گھوڑے نے جیتی اس شرط کے بعد حضور پر نور گراڈ اسٹاڈ سے گھوڑوں کا ملاحظہ فرمانے کے لئے نیچے تشریف لے گئے۔ ولیسراے اور لیڈی کزن کلکتہ کلب کے خیمہ میں چائے پی رہے تھے۔ سکرٹری کلب حضور پر نور کو کلب کے خیمہ میں لے گئے۔ ہنر اکسلنسی لارڈ کزن نے اعلیٰ حضرت اور مرشدزادہ صاحب کو لیڈی کزن سے انٹرویو کرایا۔ حضور پر نور لارڈ اور لیڈی کزن نے باہم ملکر چائے نوش کی۔ شرطوں کے بارہ میں چند منٹ تک گفتگو رہی اسکے بعد اعلیٰ حضرت رخصت ہو کر دوسری شرط ملاحظہ فرمانے کے واسطے تشریف فرما ہوئے شرطوں کے بعد اعلیٰ حضرت قدر قدرت اسٹیٹ کیتج میں سوار ہو کر قیام گاہ شاہی میں تشریف لائے۔

## گورنمنٹ ہوس میں اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا ڈنر اور

### بعد ڈنر کے ایوننگ پارٹی

۲۲ شعبان روز سہ شنبہ کو ولیسراے گورنر جنرل کشور ہند نے اعلیٰ حضرت کو ڈنر میں مدعو فرمایا اور بعد ڈنر کے سات سو یورپین اور نیٹو خٹلمینوں کو حضور پر نور سے مشرف ہونے کے لئے دعوت دی۔ انتی معزز مہمان لیڈیان و خٹلمین مثل ممبران کوئٹل و جنرل افسر اور بڑے عہدہ دار فارن آفس کے ڈنر میں شریک تھے اعلیٰ حضرت قدر قدرت ٹھیک آٹھ بجے گورنمنٹ ہوس میں تشریف فرما ہوئے اور مجھے

سواری مبارک کے ہمراہ ڈنر مین شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ڈنر کے بعد حضور پر نور اور لیڈی کرزن دیر تک باتیں کرتے رہے قریب ساڑھے دس بجے کے حضور پر نور اپنے معزز میزبان سے رخصت ہو کر قیام گاہ شاہی کو مراجعت فرما ہوئے۔

۲۴ شعبان روز پنجشنبہ کو صبح کے نو بجے اعلیٰ حضرت قدر قدرت نقشب گورنر بنگال سر جان وڈ برن کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے مین یہی ہمراہ رکاب اقدس تھا بعد ملاقات نقشب گورنر کے ریا مکن انڈکینی کی شاپ مین سواری مبارک رونق افزا ہوئی۔ وہاں سے جانس انڈھاٹ مین فوٹو گرافر کے اسٹوڈیو مین تصویر کچھوانے کے لئے تشریف لے گئے وہاں سے تین بجے سواری مبارک پالس کورٹ کو واپس آئے۔

## ولیسر اے گورنر جنرل کا حضور پر نور کی باز دید کو آنا

۲۵ شعبان ۱۳۱۲ ہجری مطابق ۲۹ دسمبر ۱۸۹۹ء عیسوی روز جمعہ کو ساڑھے گیارہ بجے حسب الحکم اقدس مدار الملہام بہادر و سر خورشید جاہ بہادر و دار الملک بہادر اور راقم ولیسر اے گورنر جنرل کشور ہند کے لانے کے لئے گورنمنٹ ہوس کو گئے فارن سکریٹری اور ایک ایڈیکانگ ولیسر اے کے گاڑیوں تک استقبال کے واسطے آئے ایک بجے ولیسر اے گورنر جنرل کشور ہند مع فارن سکریٹری سر ولیم کننگھم و پرائیوٹ سکریٹری مسٹر لارنس و ملیٹری سکریٹری میجر بینگس و انڈر سکریٹری فارن

ڈپارنمنٹ کیپٹن وڈائیڈیکانگ کیپٹن بیکر کا کیپٹن ناکس پالس کورٹ (ایٹھتر روڈ) کے قیام گاہ شاہی میں تشریف فرما ہوئے گا روڈ آف آنر نے سلامی دی رائل سلوٹ کی توپیں سر ہوئیں۔ اعلیٰ حضرت قدر قدرت سیڑھیوں تک ولیسرائے کو سینے کے واسطے تشریف لائے اور شیک ہینڈ کرنے کے بعد حضور پر نور اور ولیسرائے مع تمامی اسٹاف کے دربارِ سال میں تشریف لے گئے۔

اعلیٰ حضرت نے ولیسرائے کو اپنی دہنی طرف بٹھلایا اور تمام ممبران اسٹاف ولیسرائے کو رنر جنرل کشور ہند اپنے اپنے مقامات پر درجہ بدرجہ کر سیون پر بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ سب امرا و مصاحبین ولیسرائے کو نذرین دین چنانچہ اول مدار الملہام سرکار عالی نے اون کے بعد خوشید جاہ بہادر نے پھر سب ممبران اسٹاف اعلیٰ حضرت نے حسب طرح کہ کر سیون پر بیٹھے ہوئے تھے اوسی سلسلہ سے ولیسرائے کو نذرین دین۔ رزیدنٹ صاحب ایک ایک کا نام نذر دیتے وقت بیان کرتے جاتے تھے جو وقت راقم کے نذر کی فہرست آئی اور رزیدنٹ صاحب نے میرانام لیا اوس وقت ولیسرائے نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور سے کہا کہ انکا نام تو افسرِ خجک ہے انکو افسرِ الدولہ کیوں کہتے ہیں اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ دولائی کا خطاب میں ان کو دیا ہے ولیسرائے نے فرمایا کہ کیا یہ خطاب پہلے خطاب سے بڑا ہے اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ارشاد کیا کہ دولائی کا خطاب خجکی سے بڑا ہوتا ہے غرض رخصت کے وقت اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے ولیسرائے کو اپنے دستِ مبارک سے

پان اور حطر دیا اور مدار المہام سرکار عالی نے سب ممبران ولیسرائے کو عداویان دیا اعلیٰ حضرت  
 قدر قدرت ولیسرائے کے ہمراہ گاڑی تک تشریف لے گئے ولیسرائے بہادر حضرت  
 کے وقت اعلیٰ حضرت اور صاحبزادہ صاحب سے شیک مہینڈ کر کے اپنی گاڑی میں سوار  
 ہوئے جو ڈیوٹیشن ولیسرائے بہادر کو لانے کے لئے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے  
 حسب الحکم کیا تھا ولیسرائے نے فرمایا کہ وہ ڈیوٹیشن پہر گورنمنٹ ہوس کو جانے کی  
 تکلیف نہ کرے شام کو حضور پر نور اسٹیٹ کیرئج میں سوار ہو کر دریائے کنارے  
 ہوا خوری کو تشریف فرما ہوئے۔

۴۴ شعبان روز شنبہ کو ساڑھے گیارہ بجے اعلیٰ حضرت قدر قدرت ولیسرائے  
 گورنر جنرل کشور ہند سے خاتلی طور پر ملاقات کے لئے تشریف لے گئے راقم ہمراہ کتاب  
 اقدس تھا جو وقت سواری مبارک گورنمنٹ ہوس میں پہنچی کارڈ آف آنر نے سلامی  
 ادا کی ولیسرائے کے دو ایڈیکانگ گاڑی تک آئے پرایوٹ سکریٹری مسٹر لارنس  
 سیرپون کے اوپر آکر اعلیٰ حضرت سے ملے اور ہندگان حضرت کو خاص ولیسرائے  
 کے آفس میں لے گئے راقم اور ولیسرائے کے دونوں ایڈیکانگ ڈرائنگ روم  
 میں ٹہرے ولیسرائے اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی ملاقات کے وقت فقط مسٹر لارنس  
 پرایوٹ سکریٹری باریاب رہے۔

کامل ۳۳ منٹ تک پرایوٹ انٹرویو رہی اسکے بعد اعلیٰ حضرت حضور پر نور  
 مع مسٹر لارنس کے باہر تشریف لائے اور گورنمنٹ ہوس کی تصویریں وغیرہ ملاحظہ



فراتے رہے پہر مسٹر لارنس یرایوٹ سکریٹری نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کو گاہی تک پہنچایا رخصت کے وقت مسٹر لارنس نے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا فوٹو مبارک چاہا حضور پر نور نے راقم کو حکم دیا کہ ایک فوٹو پر خاص دستخط مبارک لیکر مسٹر لارنس کے پاس بھیج دو قریب ڈیڑھ بجے کے سواری مبارک گورنمنٹ ہوس سے پالس کوٹ مین واپس آئی ساڑھے چار بجے سواری مبارک اسٹیٹ کیمرے میں شرتون کے ملاحظہ کے لئے رونق افزا ہوئی سب مصاحبین سواری مبارک کے ہمراہ تھے شرتون کے ملاحظہ کے بعد سواری مبارک سیر کے واسطے لب دریا پر رونق افزا ہوئی وہاں سے پہر سات بجے اعلیٰ حضرت حضور پر نور ڈیڑھ ہی مبارک مین واپس تشریف لائے۔  
 ۷ اشعبان روز یکشنبہ کو تین بجے مہاراج کوچ بہار اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی ملاقات کے واسطے آئے۔

ساڑھے تین بجے کلکتہ کے مسلمانوں کی جانب سے اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں ڈیپوٹیشن حاضر ہوا اعلیٰ حضرت مع مصاحبین کے دربار ہال میں رونق بخش ہوئے پہلا ڈیپوٹیشن جس کے سکریٹری مسٹر عبدالرحمان بیراسٹراٹ لافرنڈ نواب عبداللطیف خان بہاور تھے پیشگاہ اقدس میں پیش ہوا اس ڈیپوٹیشن میں بنگالہ کے معزز چالیس ممبر تھے۔

سکریٹری نے عرض کی کہ اعلیٰ حضرت کی رونق افزائی سے کلکتہ کے تمام مسلمانوں کو خاص طور پر دلی خوشی حاصل ہوئی اس ملک کے سب مسلمان اعلیٰ حضرت کے عمود دولت

کے واسطے دعائے خالصانہ کرتے ہیں اعلیٰ حضرت نے سکریٹری سے ارشاد فرمایا کہ آپ ہماری طرف سے سب ممبران سوسائٹی سے کہدین کہ تم لوگوں کے دیکھنے سے نہایت مسرت حاصل ہوئی اور حضور پر نور امید کرتے ہیں کہ تمہاری سوسائٹی جن اغراض سے قائم ہوئی ہے اُن اغراض میں تم لوگوں کو کامیابی پورے طور پر حاصل ہوگی ساڑھے چار بجے علیگڑھ کالج کے تریسٹون کی طرف سے ڈیپوٹیشن پیش ہوا پہلے محسن الملک بہادر سکریٹری کالج آداب بجالائے پہر ہر ایک ممبر نے یکے بعد دیگرے آداب عرض کیا سکریٹری نے ہر ایک ممبر کا نام پیشگاہ شاہی میں عرض کیا محسن الملک بھائی نے کالج کے متعلق ایک مختصر مضمون بیان کیا پہر ڈیپوٹیشن رجسٹر ہو۔

اعلیٰ حضرت نے دریائے سیر کے واسطے خاصہ کی گاڑی طلب فرمائی اور مع مضافین کے تفریح کے واسطے دریائے طرف تشریف فرما ہوئے۔

۲۸ شعبان ۱۳۱۵ ہجری مطابق غرہ جنوری ۱۹۰۷ عیسوی روز دوشنبہ کو شام کے وقت سرکاری سامان ریلوے اسٹیشن کو روانہ ہو چکا تھا ارشاد اقدس ہوا کہ باقی ماندہ سامان پہر ریلوے اسٹیشن کو روانہ کیا جائے اور شب کے نو بجے سواری مبارک کی گاڑیاں وغیرہ حاضر رکھی جائیں حسب حکم اقدس عمل کیا گیا۔

ساڑھے نو بجے اعلیٰ حضرت حضور پر نور مع ہمراہیان سواری مبارک کلکتہ قیام گاہ شاہی سے روانہ ہو کر باوڑہ ریلوے اسٹیشن پر تشریف لائے اور اسپیشل بین روٹن آؤا ہوئے اور دوسری اور تیسری اور چوتھی اسپیشل کی روانگی کے لیے

حکم اقدس صادر ہوا اس سببے سرکاری اسپیشل کلکتہ کے اسٹیشن سے روانہ ہوئی اور ۲۹ شعبان کو شبکے نو سبے بنارس میں داخل ہوئی اعلیٰ حضرت شب کو اسپیشل ٹرین ہی میں تشریف فرما رہے۔ دوسرے دن صبح کے وقت مہاراج بنارس مع پوٹیکل ایجنٹ اور مغزین بنارس کے اسٹیشن پر آئے اور اعلیٰ حضرت سے ملاقات کی گارڈ آف آنر نے شاہی سلامی ادا کی اعلیٰ حضرت مع مہاراج بنارس اسپیشل کیانچ میں مہاراج صاحب کے پالس کو تشریف لیگئے اعلیٰ حضرت نے پالس میں داخل ہونے کے بعد مہاراج صاحب کو پان پھول ویکر رخصت کیا پھر شام کے پانچ بجے مہاراج بتلاس کی بازو پید کے واسطے اعلیٰ حضرت رام نگر کو تشریف لے گئے مہاراج صاحب دروازہ تک آئے اور اعلیٰ حضرت کو شاہی جلوس کی جگہ لے گئے پاؤ گھنٹہ تک اعلیٰ حضرت حضور پر نور وہاں رونق بخش رہے عطر اور پان پیش کش کیا گیا اعلیٰ حضرت اس کے بعد رخصت ہو کر قیام گاہ شاہی میں مراجعت فرما ہوئے مہاراج صاحب کے ایڈیکلنگ کمپٹن ڈنڈسٹری پرتھ اوسنگھ نے مہاراج صاحب کی طرف سے نہایت عمدہ مہمانی کا انتظام کیا جسکی نسبت اعلیٰ حضرت نے خوشنودی خاطر مبارک ظاہر فرمائی۔

غزہ رمضان روز چہار شنبہ کو شبکے گیارہ سبے سرکاری اسپیشل بنارس سے روانہ ہوئی اور بخیر و سلامتی گلبرگہ شریف میں داخل ہوئی۔

چونکہ روانگی سواری مبارک سے تین چار روز پہلے اعلیٰ حضرت کو نہایت درجہ کم فرصتی رہی تھی گلبرگہ میں تشریف فرما ہونے کے بعد کئی روز تک ضروری کاغذات

متعلقہ امور سلطنت جو ملاحظہ طالب تہ پیش نظر نور رہے۔

۱۹ تاریخ رمضان المبارک سے ۲۶ تک اعلیٰ حضرت حضور پر نور گلبرگہ شریفین رونق افزار رہے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر اتوار پر نیاز کی تیاری کی گئی اور کثرت سے روزمرہ مساکین اور محتاجین کو بریانی و مریضہ کھلایا گیا اور جب تک گلبرگہ شریفین میں اعلیٰ حضرت قیام فرما رہے اکثر گھوڑے کی سواری اور باڑین کدانے اور نیزہ بازی اور لائٹس وغیرہ تفریح کے کاموں سے خاطر اقدس کو مشغول رہا ایک دن دیر تک باڑ کدائی ہوتی رہی اعلیٰ حضرت نے پانچ فٹ کی بلندی تک باڑ کدائی اور اوس روز مجھے اور عثمان یار جنگ اور فٹنٹ شاہ مرزا بیگ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے نک ٹائی کے تین تین جواہر نگارین مرحمت فرمائے۔

۲۰ ماہ رمضان المبارک کو حضور پر نور نے مجھے ارشاد فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب کو نیزہ بازی اور ٹینٹ پگنگ شروع کرائی جائے حسب الحکم اقدس ۱۹ تاریخ ماہ رمضان کو صاحبزادہ صاحب نے گلبرگہ شریفین میں ٹینٹ پگنگ شروع کی۔ سلیس گھوڑا جو نہایت شایستہ تھامینے اسکام کے واسطے تجویز کیا اول روز صاحبزادہ صاحب یہاں سے کڑی لینے کی مشق کی جب کڑی لینے میں ہاتھ صاف ہو گیا تب ٹینٹ پگنگ شروع کی گئی بلکہ میں سرکار کے مراجعت کے بعد ہی حسب الحکم اقدس یہ مشق جاری رہی ہفتہ میں دو روز بندوق سے نشانہ اندازی اور دو روز نیزہ بازی کی مشق میں چٹاڑ صاحب مصروف رہا کرتے تھے۔

۲۹ رمضان المبارک کو صبح کے چار بجے اعلیٰ حضرت حضور پر نور اسپیشل مین رونق افزا ہوئے اور شام کے چار بجے سرکاری اسپیشل حیدر آباد اسٹیشن میں داخل ہوئی تھرڈ کلاس انفنٹری علاقہ سبڈری فوج کے سوجوان گارڈ آف آنر کے مع شاہی نشان کے حاضر اسٹیشن تھے اونہوں نے شاہی سلامی ادا کی تمام امرا اور غرہ سلطنت آداب بجالائے سرٹریور پلوٹون رزٹڈنٹ حیدر آباد نے اعلیٰ حضرت سے شیک ہینڈ کیا اور خبرل وڈ ہو س کا اعلیٰ حضرت سے انٹرویو س کرایا۔

اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے قدم مہمنت لزوم کی خوشی میں حیدر آباد اسٹیشن نہایت عمدگی سے آراستہ کیا گیا تھا اور ایک تخت شاہی جلوس کے واسطے بچھایا گیا تھا جس پر چند کرسیاں رکھی گئی تھیں اعلیٰ حضرت شاہانہ کرسی پر رونق افزا ہوئے اور مرشدزادہ بلند اقبال ایک کرسی پر بیٹھے اعلیٰ حضرت حضور پر نور ٹریور پلوٹون صاحب کو بھی ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا اس موقع پر رعایا کے بلندہ حیدر آباد اور سکندر آباد کی طرف سے خیر مقدم شاہی کے اظہار مسرت میں ایک اڈریس پیش ہوا اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے بحال طلاقت لسانی اور فصاحت بیانی اس اڈریس کا جواب ادا فرمایا۔ پیراسٹیٹ کیا رچ مین مع جناب مرشدزادہ صاحب بلند اقبال رونق بخش ہو کر بلندہ میں تشریف فرما ہوئے۔

سواری مبارک کے اسکارٹ مین کل افسران افواج باقاعدہ اس ترتیب سے شریک تھے رائل کیا رچ کے سامنے سب افسران تو پخانہ افواج باقاعدہ ان کے بعد

افسران امپیریل سروس ٹرولپس اور ان کے بعد نشان شاہی اور افسران چارج باڈی گارڈ رائل کیا ریج کی دہنی طرف رہنے کا افتخار سینے مع اپنے فوجی اسٹاف کو حاصل کیا بائیں طرف سینر افسر اور افسران پلٹن اور رگیولر ٹرولپس ان کے بعد افسران افریکن کیولری گارڈ اور تھرڈ لائنرز اور گولکنڈہ لائنرز ہمراہ اب اقدس رہتے غرض اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی سواری مبارک اس شاہانہ توڑک و احتشام کیساتھ خیر و سلامتی سے دولتخانہ قدیم میں داخل ہوئی۔

## جنگ چین

جس زمانہ میں یورپ کی سلطنتوں نے چین پر فوج کشی کی تو اس موقع پر برٹش گورنمنٹ کی طرف سے مجھ کو بھی اس جنگ میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ چین کا ملک ہندوستان کے شمال و مشرق میں واقع ہے۔ منچوریا۔ منگولیا۔ تبت۔ وغیرہ ملک ہی اسی میں داخل ہیں چین کے توابع میں منچوریا سب سے عمدہ اور نہایت زرخیز ملک ہے اسکی آبادی ایک کڑوڑ چالیس لاکھ آدمی کی ہے اس کے علاقہ میں پہاڑ بہت ہیں جن پر اکثر برف بھی رہتی ہے۔ ان ہر فستانی پہاڑوں میں انواع و اقسام کے درند و غیرہ جانور سفید بچہ۔ سفید شیر۔ سفید تیندوا جکوا سنویٹر ڈکھتے ہیں بکثرت پائے جاتے ہیں سمور۔ قاقم۔ سنجا۔ وغیرہ قسم کے جانور بھی وہاں ملتے ہیں انکو پوستیں نہایت بیش قیمت ہوتے ہیں اور ایام سرمایہ میں امرائے یورپ انہیں



اکثر چیتے ہیں۔

خصوصاً سبیل جانور جو لومڑی کے قریب قریب جوتا ہے اسکے ایک ایک پوست کی قیمت چودہ پنڈہ ڈالتر تک ہوتی ہے اسکے پوست کا پورا اور کوٹ نہار دو ہزار ڈالتر تک ملتا ہے۔

چین کا پائے تخت شہر پکن ہے۔ ٹانگن۔ کانٹن جو بڑے بڑے شہر ہیں۔

تجارت میں مشہور مقامات ہیں۔ مانچس خاندان چین میں حکمران ہے۔ اس خاندان کا اول بادشاہ چنچی نامی ۱۸۴۳ء عیسوی میں تخت نشین ہوا۔ ۱۹۰۵ء عیسوی میں جب کہ میں چین کو گیا تھا اسی خاندان کا نوان بادشاہ۔ کو انگو۔ سند آراءے حکومت تھا مگر چونکہ نو عمر تھا اس لئے ملکہ لنسی لنسی جو سابق بادشاہ کی بی بی اور امور سلطنت کی پوری مختار تھی کاروبار سلطنت کی نگرانی کرتی تھی اور اب تک وہی حکومت کر رہی ہے۔

چینی لوگ اپنے ملک میں کسی ملک کے آدمی کا آنا پسند نہیں کرتے عالم کے کل اقوام سے وہ ہمیشہ جدا رہے ہیں اور اب تک پی وہ الگ ہی رہنا چاہتے ہیں۔ البتہ غیر ملک والوں کی تجارت چین میں ہوتی ہے جب اہل یورپ نے سترہویں

صدی میں یہاں آمد و رفت شروع کی تو انہوں نے اسے ناگوار سمجھا۔ ابتدا میں ہر چند یورپ والوں نے نرمی سے کام نکالنا چاہا لیکن چین والوں کو کسی طرح اختیار کا آنا گوارا نہوا۔ اس واسطے غیر سلطنتوں کی چین والوں سے لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ ان میں فرانس اور آئرلینڈ برمن نے انہیں مجبور کیا اور ان کے ملکوں پر زبردستی سے

قبضہ کر کے چین میں داخل ہو گئے چونکہ انگریزی سلطنت اپنی ہمہ سلطنتوں سے ہمیشہ پیش قدمی کا ارادہ رکھتی ہے اس لئے اس سلطنت کے لوگوں نے یہی وہاں آمد و رفت شروع کر دی مگر اس موقع پر انہوں نے نہایت ترقی اور ملائیت سے کام لیا اور ملک گیری سے بہت ہی کم تعلق رکھا جو کچھ یہ کیا وہ صرف تجارت کی غرض سے کیا۔ اسی وجہ سے روس و فرانس کے مقابلہ میں برٹش کا ملک چین میں بہت ہی کم ہے۔

چین میں مخفی اکثر سوسائٹیاں ہیں۔ انہیں ایک سوسائٹی جس نے رفتہ رفتہ بہت بڑی قوت حاصل کر لی تھی اپنا نام خوشو رکھا تھا۔ چینی زبان میں خوشو کا وہی معنی ہے جو انگریزی زبان میں باکس کا معنی ہے باکس انگریزی میں مشت زن پہلوان کو کہتے ہیں یہ ایک ایسا طاقت ور گروہ تھا جسکی شاخیں تمام سلطنت میں پھیلی ہوئی تھیں۔

برادرانہ مساوات۔ باہمی اتفاق و اتحاد حقوق کی حفاظت۔ اور آزادی اسکی اغراض میں داخل تھی۔ فری میشن کی طرح ایک پرانی سوسائٹی تھی جنگ سے پہلے اسکے ممبروں کی تعداد ایک کڑ وڑ تک پہنچ گئی تھی اسکے جلسے خفیہ اور کارروائیاں پوشیدہ اشارات و کنایات سے ہوا کرتی تھیں ہر ایک مجلس کے لئے جدید مجسمہ پہنچانے کا کام اسکے چند اراکین کے سپرد تھا جو اپنے فرایض کے انجام دینے کے لئے ہر ایک جایز و ناجایز ذریعہ سے کام لیتے تھے۔ پہلے یہ فرقہ

معاشرتی امور میں کوشش کرتا تھا۔ مگر خباثت کے کئی سال پہلے اس نے ملکی معاملات میں ہی قدم رکھا تھا۔ ہر ایک ضلع کی انجمن میں ایک میئر ٹینس اور زونا سب۔ وہ میئر ٹینس کے ماتحت کام کرتے تھے یہ ہی کہتے ہیں کہ سب ۱۸۹۵ء عیسوی کی جنگ چین جاپان کے بعد اہل چین کی طبالیع میں عام طور پر جنگی ولولہ پیدا ہو گیا اور اس جوش نے جو تمام ملک میں پھیلا ہوا تھا ایک قسم کی بے قراری و لون میں پیدا کر دی تو ۱۸۹۸ء عیسوی میں ان کے بعض لوگوں میں سے صوبہ شانڈنگ کی رعایا نے اپنی گورنمنٹ سے درخواست کی کہ چونکہ ہم سوا قع جنگ میں اپنے ملک اور قوم کی حمایت کی غرض سے بطور والٹیر حصہ لینے کے آرزو مند ہیں۔ ہمیں فوجی پہلوانی ورزش اور فنون جنگ سیکھنے کی اجازت دیجائے گورنمنٹ نے ان کی یہ استدعا منظور کی پھر اس کے بعد وہ کو بتدریج وہ ترقی ہوئی کہ اسکی شاخیں ملک کے اکثر حصوں میں پھیل گئیں اور ایک قلیل زمانہ میں ایسا زبردست گروہ بن گیا کہ اسکی قوت کا اثر سلطنت پر ہی پڑنے لگا شاہنشاہ چین جو بالکل عیش پسند اور آرام طلب تھا اس لیے اپنے اوقات کی قدر نہ کر کے محلات میں پڑا رہتا تھا۔ ملکہ نسی نسی جو اہل یورپ کی برخلاف تھی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں رکھتی تھی۔ اور اکین سلطنت نے بادشاہ پر کچھ ایسا دباؤ ڈال رکھا تھا کہ آخر میں اس نے ۲۴ جنوری ۱۹۰۰ء عیسوی کو حکمرانی سے بالکل کنارہ کر لیا اور سوقت ان کے سرور نے چاہا کہ غیر ملک والوں اور اہل یورپ کو اپنے ملک سے نکال دیں۔ ملکہ نسی نسی اور اکثر اکین سلطنت

اس ارادہ میں اونکو تائبہ دی جس سے اونہوں نے ۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۱ء عیسوی کو پاؤ ٹنگ  
 نو کے متصل تشرچینی عیسائیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور جو چینی جنرل اس ہنگامہ کے فرو  
 کرنے کے لئے بھیجا گیا اسے بھی اونہوں نے ہلاک کر دیا۔ ۲۷ مئی کی شام کو  
 لوہان ریلوے کا ایک اسٹیشن لیو لیونامی جو پکن سے ۲۹ میل کے فاصلہ پر تھا  
 جلا ڈالا اور وہاں سے پکن کی طرف بڑھے اور اکثر شہروں کی یوروپین آبادی  
 برباد و ویران کر دی۔ جرمن کے سفیر کو قتل کر دیا۔ دوسرے سفیرون اور اونسکے  
 ہملہ بیون نے جنگی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی یہ فتنہ دیکھ کر چاہا کہ وہاں سے کچھ  
 مگر تمام راستے پہلے سے مسدود کر دیے گئے تھے کوئی موقع نجات کا نظر نہ آیا  
 یورپ کو جب اس ہنگامہ اور قتل و تباہی کی خبر پہنچی تو اونہوں نے دفتر دول خارجہ  
 کو اس فتنہ کے فرو کرنے کے لئے لکھا اور سخت تاکید کی۔ اور اپنے اپنے سفیرون  
 کے بچاؤ اور مقاصد کی حفاظت کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ ٹخین میں چھ روسی  
 ایک فرینچ ایک اٹالین اور دو انگریزی جنگی جہاز بھیج دیے گئے امریکا جاپان  
 جرمن۔ اٹلی۔ کے جہازوں میں ایک ایک سو سپاہیوں کا دستہ دریا کے کنارہ  
 آؤترا اور اونہوں نے پکن کا ارادہ کیا۔ یہاں پر اگرچہ چینی جنرل نے مزاحمت  
 کی مگر یہ فوج اپنی دلیری سے آگے بڑھ کے پکن پہنچ ہی گئی۔ جب پکن میں  
 روز بہ روز فساد بڑھتا گیا تو دول خارجہ کے سفیرون نے اپنی اپنی سلطنتوں کی  
 مزید کمک طلب کی۔

اس موقع پر ملک چین نے پہلے وزیر اکو موقوف کر دیا اور ایسے نئے وزیر مقرر کئے جو کل بکسرون کے موید اور طرفدار تھے۔ پیکین کی سرکاری فوج انکی تائید میں اڑھتھ کھڑی ہوئی جسکی تعداد پچاس ہزار سے بھی زیادہ تھی پھر تو مسعودون کا یہ غلبہ ہوا کہ انہوں نے پیکین کے تمام سفارت خانوں کا محاصرہ کر لیا اور بیس ہزار چینی سپاہ شہر کے اندر اور اسقیدر باہر موجود ہو گئی۔

جاپانی کالتسار جو چین میں تھا وہ بھی مارا گیا اور مغربی دریا کے علاقہ میں بھی نجات پھیل گئی ٹیچن میں تمام پروٹسٹنٹ گرجے جلادے گئے۔ ۳۱ جون کو بکسرون نے صدر ہادلیسی عیسائیوں اور یورپینوں کو قتل کر ڈالا نپان میں بھی شورش برپا ہو گئی جب شورش زوفاوکی یہہ نوبت پہونچی تو سلطنت برطانیہ۔ فرانس۔ روس۔ جرمن جاپان وغیرہ نے جنگ کا اشتہار دیا اور دول یورپ کی فوج آگے بڑھی اور عامہ جون کو ٹاکو۔ پر قبضہ کر لیا جسکا مفصل احوال میں آئندہ لکھوں گا۔

سلطنت چین نے مسعودون کے غلبہ کو دیکھ کر دول یورپ کے سفیر وٹکو نوٹس دیا کہ جو بیس گھنٹہ کے اندر پیکین کو خالی کر کے چلے جائیں۔ مگر انہوں نے راستہ کی بد امنی کے باعث پیکین کے چھوڑنے سے غدر کیا۔ دوسری تیسری جولائی کو باغیوں نے ٹیچسن پر حملہ کیا پانچوین کو سوکڈن میں جو صوبہ منچوریا کا دارالحکومت ہے قساو برپا ہو گیا۔ اسوقت پیکین میں چینی عہدہ دار بھی آپس میں لڑنے لگے اور ۱۱ جولائی کو باغیوں نے ٹیچسن پر سخت حملے کئے مگر پیا کر دے گئے ہمارے



برطانیہ نے بھی ماہ جون کے آغاز میں ہندوستان سے چین کو فوج روانہ ہونے کے لئے حکم دیا۔ گورنمنٹ ہند نے تعمیل حکم شاہی میں نہایت سرعت کی۔ جنرل سرفرد گینزلی چینا اسپڈ لیشنری فورس کے اول برگیڈ کی کمانڈ پر جنرل سوفارمس اسٹوائٹ دوسری برگیڈ پر جنرل لارن کیمل تیسری برگیڈ پر جنرل رچرڈسن مقرر ہوئے۔ ہندوستان سے پیاپتے تین برگیڈ روانہ ہو گئیں۔ جب چوتھی برگیڈ کو بھی چین جانے کے لئے حکم ہوا تو جنرل کمین صاحب اسکی کمان پر مامور ہوئے۔

یہ صاحب قدیم زمانہ کے میرے دوست تھے۔ اورنگ آباد میں یہ اور میں ایک مدت تک رہے تھے اور بارہا ملکر سیر و شکار اور نیزہ بازی وغیرہ فوجی کرتب کیا کرتے تھے اس زمانہ میں جب کبھی لڑائی کا ذکر آتا تو یہ کہتے تھے کیا اچھا ہو کہ ہم اور آپ دونوں کو باہم لڑائی میں جانے کا اتفاق ہو۔ اور حسب طح یہاں پر نیزہ بازی ٹینٹ پیکنگ اور شپ کٹنگ میں کثرت کرتے ہیں اوسی طرح سرکار انگریزی کے دشمنوں پر اپنے ہتھیاروں کو ہم آزمائیں اور میدان جنگ میں فن سپاہ گری اور حرب دکھلائیں۔

اس خدمت پر تقرر ہوتے ہی جنرل کمین کا ایک خط مجھ کو پہنچا جس میں انہوں نے اپنے پہلے زمانہ کی گفتگو کو مجھے یاد دلایا تھا اور جنگ میں شریک ہونے کیلئے لکھا تھا میں نے جنرل صاحب کی اس تحریر کا شکریہ ادا کر کے جواب دیا کہ میں نہایت



خوشی سے اس لڑائی میں آپ کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن اوہر تو مجھے حضور پر نور سے اجازت لینا ہوگی۔ اور اوہر گورنمنٹ ہند سے اسکی منظوری کی ضرورت پڑے گی۔

جنرل صاحب نے میری اس تحریر پر بطور خود گورنمنٹ ہند سے جنگ چین میں میرے شریک ہونے کے لئے بندوبست کر لیا اور گورنمنٹ ہند کی جانب سے فارن سکریٹری کا تار اس مضمون کا میرے نام آگیا کہ اگر قدرت اعلیٰ حضرت جنگ چین کو آپکا جاتا منظور کر لیں تو آپ کا تقرر جنرل کمندر کے اسٹاف میں کیا جائیگا۔ جنرل کمندر نے گورنمنٹ ہند سے جب اس بارہ میں تحریک کی تو اوسی کیساتھ ۱۰ اگست ۱۹۱۷ء عیسوی کو ایک تار میرے نام پہیجا جسکا ترجمہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔

میں نے ریڈنٹ صاحب کو ایک تار پہیجا ہے آپ اوں سے ملاقات کریں اور جنگ چین میں اپنی جانب کے باب میں اون سے گفتگو طے کر لیں اور حضور پر نور کی خدمت مبارک میں میری طرف سے عرض کریں کہ اگر حضور پر نور میرے اسٹاف میں چین جانے کے لئے آپکو اجازت عطا فرمائیں گے تو یہ امر خاص میری ذاتی محتوی کا باعث ہوگا اسکے نتیجہ سے مجھکو اطلاع فرمائی جائے۔

اس تار کے وصول ہونے کے بعد میں نے تمام کیفیت حضور پر نور کی خدمت

مبارک مین عرض کی اور پیشگاہ خسروی سے جنگ چین مین جانے کے واسطے مجھ کو اجازت عطا ہو گئی جب یہ خبر ریڈنٹ صاحب کو معلوم ہوئی تو اوہ خون سے اول مجھے بیمار کیا دوی اور پھر شملہ کو ایکستار ہیکر فارن سکرٹری کو اسکی اطلاع کر دی۔

چونکہ اوسوقت مین طرہ سچ کا اسباب میرے پاس مہیا تھا مجھے اوسکی تیاری مین کسی قسم کی تاخیر نہیں ہوئی۔ جنرل صاحب کی صلاح سے مینے سواری کر گھوڑوکی بجائے دو یا بوجو ہمارے پولو کے بہترین یا بون مین سے تھے اپنے ہمراہ لیئے اور اون دو لوٹن کو وقار مولابخش خان کے ساتھ بمبئی کو روانہ کیا۔ اور مین خود ۲۱ اگست ۱۹۰۰ عیسوی کی شام کو حضور پر نور کی خدمت مبارک مین اداب رخصتی بجالانے کے لئے حاضر ہوا۔ قدر قدرت اعلیٰ حضرت نے براجم خسروانہ بطور امان گیارہ اشرفیان میرے بازو پر باندھیں اعلیٰ حضرت سے رخصت ہو کر جناب صاحبزادہ صاحب کی خدمت مین اداب عرض کرنے کے لئے کنگ کوٹھی گیا پھر وہاں سے رخصت ہو کر اپنے بنگلہ راحت منزل کو آیا اور دوسرے دن صبح کو بمبئی روانہ ہوا۔ اسٹیشن پر کثرت سے افسران فوج اور دیگر احباب و اعیان بلد مشایعت کے لئے تشریف لائے تھے سب سے رخصت ہو کر ریل پر سوار ہوا۔

قریب ہارہ بجے کے ٹرین واڑی کو پہونچی۔ جنرل مکن صاحب بھی اوسی ٹرین مین آکر مجھے واڑی مین ملے یہاں سے ہم روانہ ہو کر ۲۳ اگست کی صبح کو بمبئی داخل ہوئے اور بمبئی سے روانہ ہو کر ۲۵ اگست ۱۹۰۰ عیسوی کی شام کو چھ بجے کے

بعد ہم کلکتہ پہنچے۔

مین گریٹ ایسٹرن ہوٹل میں ٹھہرا۔

چین جانے کے لئے گورنمنٹ ہند نے ہمارے لئے جو جہاز مقرر کیا تھا اویکا

نام ورو ہا تھا۔ جنرل صاحب نے جانتے ہی اون تمام افسروں اور سپاہیوں کو جو اس جہاز میں جانے والے تھے اطلاع دی کہ یکم ستمبر شنبہ کے روز صبح کے پانچ بجے سب آکر جہاز پر موجود ہو جائیں چنانچہ تاریخ اور وقت مقررہ پر سب حاضر ہو گئے۔ جہاز پر اول گھوڑے چڑھائے گئے پھر پلٹن کے سپاہیوں نے اپنا اپنا سامان و اسباب لاکر بیچے کے ٹوک پر رکھا۔

سات بجے جنرل صاحب مع تمام افسروں کے جہاز میں سوار ہو گئے۔ افسروں اور فوج وغیرہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

برگیڈیر جنرل جیمس ٹرنر کمین کمانڈنگ فورسز برگیڈ چائنا اکسپڈیشنری فورس  
میجر راجہ گنگا سنگھ ہمارا جہیکانیئر کمانڈنگ بیکانیئر انفنٹری۔

میجر کاکس۔

کیپٹن کرافورڈ۔

کیپٹن وائٹسن۔

بیکانیئر انفنٹری کے سپاہی۔

برٹش فیلڈ باسٹیل کے آدمی۔

کیمپ فالورنح سائیسان وغیرہ۔

۱۱۰

میزان کل

۵۹۰

افسرون کے گھوڑے

۲۴

مہاراجہ گوالیار اس زمانہ میں کلکتہ ہی میں مقیم تھے سات بجے وہ بھی جہاز پر آئے اور سب افسرون سے ملاقات کی۔ حسب طرح نوابوں اور ہند کے راجاؤں نے چین میں گورنمنٹ ہند کی فوجی اغراض کے انجام دہی کے لئے اپنی اپنی خدمتیں پیش کی تھیں اور اس طرح مہاراجہ گوالیار نے بھی چین میں افواج سرکاری کئے تھی سپاہیوں کی تیمارداری کے واسطے ایک ہاسٹل شب پیش کرنا چاہا تھا جب اس خدمت کو گورنمنٹ ہند نے قبول کر لیا تو مہاراجہ گوالیار نے ایک جہاز میں ایک روپیہ میں خرید کیا اور اوس میں تمام اسباب ہاسٹل شب کا مہیا کر کے سرکار کو دیدیا مہاراجہ موصوف اس وقت اس جہاز کے دیکھنے کے لئے آئے تھے پہلے اس جہاز کا نام فرمکا تھا مگر اب گوالیار رکھا گیا۔

یہاں پہلو معلوم ہوا کہ مہاراجہ بیکانیر ہی اس جہاز میں جنگ چین کو جانیوالے ہیں جس میں ہم جانے والے ہیں چونکہ مہاراجہ موصوف سے اور بیکانیر سے ملاقات تھی اونکی خبر سن کر مجھے نہایت خوشی ہوئی۔

مہاراجہ بیکانیر کے رخصت کرنے کو اونکے ملک کے بہت سے لوگ جہاز پر آئے تھے بندرگاہ میں ان لوگوں کا بڑا ازدحام تھا۔ مہاراجہ بیکانیر کا سن اس وقت

قریب بیس سال کے تھا۔ برٹش گورنمنٹ کی طرف سے مہاراجہ موصوف کو آنریری ممبری کا عہدہ عطا ہوا تھا۔ پیکانیئر لفتننٹ کی کمان وہ خود کرتے تھے جو اس وقت ہمارے جہاز میں جانے والی تھی۔ مہاراجہ موصوف کی انگریزی بول چال نہایت شستہ اور صاف ہے۔ غرض مہاراجہ صاحب اپنی دوستوں اور عزیزوں سے رخصت ہو کر ہماری ساتھ جہاز پر سوار ہوئے۔

یکم ستمبر ۱۹۰۱ء عیسوی کو صبح کے آٹھ بجے دردا جہاز کلکتہ سے روانہ ہوا یہ جہاز برٹش انڈیا کمپنی کا قدیم وضع کا ایک چھوٹا کارگو شپ یعنی بار برداری کا جہاز ہے اسکی گشت کلکتہ سے رنگون اور ہانگ کانگ تک رہا کرتا ہے اس جہاز کی خدمت و صفائی اور کھانے پینے کے انتظام سے پی۔ اینڈ۔ او۔ کمپنی کے جہازوں کو کچھ بہت نہیں۔ اس میں اول درجہ کے بارہ مسافروں کے لئے جگہ تھی ہندوستان سے چین کی فوج بھجوانے کے لئے گورنمنٹ ہند نے اس قسم کے تیس جہاز برٹش انڈیا کمپنی سے کرایہ پر لئے تھے۔

ہمارے جہاز کا کرایہ ایک سو پونڈ یعنی پندرہ روپیہ روزانہ تھا جسکی مجموعی ماہانہ رقم پینتالیس ہزار روپیہ ہوتے ہیں یہ کل جہاز سرکار کے کام میں جیتا ہے کہ ملک چین میں انگریزی فوج رہی۔

کلکتہ کے نیچے سمندر نہیں ہے بلکہ دریا ہے گنگا کی ایک شاخ ہے جسے ہو گلی کہتے ہیں جب تک ہمارا جہاز اس دریا میں رہا آہستہ آہستہ چلتا رہا اور جب

کے قریب ہم مقام جمیس ڈومری میں پہنچے یہاں پانی کم تھا۔ جہاز کو بڑی احتیاط اور  
 خبرداری سے لئے جاتے تھے کچھ زمانہ ہوا کہ ایک جہاز جمیس ڈومری نام پتھر سے  
 ٹکرا کر یہاں ڈوب گیا تھا اس واسطے اس خوفناک مقام کا نام اوسی غرق شدہ  
 جہاز کے نام پر رکھ دیا گیا ہے شام تک اسی طرح جہاز آہستہ آہستہ چلتا رہا شام  
 کو ایک مقام پر اوسکا لنگر ہوا۔ رات کو ندی میں چلنا خطرناک تھا اس لئے  
 رات میں ٹھہر کر صبح کو دھان سے روانہ ہوئے اور کلکتہ سے انٹی میل جلیکے  
 بعد سمندر میں جا پہنچے یہاں سے خلیج بنگالہ شروع ہوئی ہے جہاز کی رفتار  
 یہاں سے جنوب اور مشرق کی طرف تھی اور وقت بارش ہو چکی تھی ہوا تند  
 چل رہی تھی۔ دریا سوچین مارا تھا۔ جہاز کو جنیش ہو رہی تھی اس سبب سے سبکے  
 سرون میں چکر پیدا ہو گیا۔ بہت تھوڑے افسر اور سپاہی ایسے تھے جو اس  
 بحری بیماری میں مبتلا نہ تھے۔ تمام پلیٹن کے سپاہی اپنی اپنی جگہ پڑے ہوئے  
 تھے سوا جہاز کے ملازمین کے اور کوئی چلتا پھرتا دکھائی نہ دیتا تھا۔ شام کے  
 ڈسٹرین دو تین افسروں کے سوا کوئی میسر پر نہ گیا۔ سمندر میں گردش سر اور ابتدائے  
 دو تین روز فراج کا ناساز رہنا ایک معمولی بات ہے۔ جن صاحبوں کو دریائی سفر  
 کا اتفاق ہوا ہے وہ اسے بخوبی جانتے ہیں چوتھے روز صبح کو ابر رفع ہو گیا۔  
 آفتاب نکلا۔ دریا میں جو تلاطم تھا وہ کم ہو گیا۔ گویا اہل جہاز کو عید ہو گئی فی الجملہ  
 سبکے فراج درست ہوئے سپاہیوں نے کہا ناپچکانا شروع کیا افسروں نے



یہی اوٹھکر ڈریس پہنے۔ برکفا سٹ۔ اور لنچ پر سب لوگ برابر آئے۔  
 بیکانیر رجمنٹ کے پاس پہلے ہنری مارٹنی ریفلیں تھیں۔ چین کی لڑائی کو روانہ  
 ہوتے وقت میگزین ریفل یعنی لی سٹ فورڈ ریفلیں انہیں دی گئی تھیں۔  
 ان دونوں قسموں کے ریفلیوں میں بڑا فرق ہے ایک ریفل کی مشق سے سپاہی  
 دوسرے ریفل سے کام نہیں کر سکتا۔ اس واسطے ۶ ڈسمبر کی صبح سے اسباب کی  
 انسپکشن اور میگزین ریفل کی قواعد شرح ہوئی۔ جہاز کا ایک طرف کا حصہ جسے  
 ڈک کہتے ہیں سپاہیوں کی قواعد کے واسطے بالکل خالی کر دیا گیا۔ پچاس پچاس  
 سپاہی اپنے اپنے اوقات میں صبح کے آٹھ بجے سے شام کے چار بجے تک  
 ڈرل کرتے اور میجر کا کس اور کیپٹن کرافرڈ سپاہیوں کو میگزین ریفل کی تعلیم  
 دیتے تھے اسکے بعد کا کس صاحب نے لکڑی کے دو ٹکڑوں پر ایک چاند ماری  
 قد آدم برابر بنائی اور ایک بلی ڈوری سے جہاز کے پیچھے باندھ دی وہ چاند ماری  
 کبھی ڈوبتی کبھی اوچھلتی جہاز کے پیچھے پیچھے چلی آتی تھی جب یہ چاند ماری تیار ہو گئی  
 تو بیکانیر پلٹن کے پچاس پچاس سپاہی اپنی اپنی ریفلیں لیکر جہاز کے آخری حصہ  
 پر جاتے اور چاند ماری پر فیر کرتے تھے جس روز سے یہ نشانہ اندازی شروع ہوئی  
 سب افسر فکرو ایک اچھا شغل مل گیا۔

مہاراجہ بیکانیر اور سب افسر وقتاً فوقتاً نشانہ اندازی میں مشغول رہتے  
 تھے پھر ریوالور کی پریکٹس کا انتظام کیا گیا ایک اور چاند ماری ریوالور کیلئے

بنائی گئی جس میں کئی افسر شریک ہوتے تھے۔

غرض ہمارے جہاز والوں کا کل وقت صبح سے شام تک فوجی قواعد اور سپاہیانہ مشاغل میں گزرتا اور بڑا لطف رہتا تھا۔ ابتدا میں دریا کو دیکھ کر سپاہیوں کو جو وحشت ہو گئی تھی وہ سب بے فاع ہو گئی۔

اس زمانہ میں دو ٹین بار بارش بھی ہوئی مگر دریا کو کچھ زیادہ تلام نہ ہوا اسلئے جہاز پر سب خوش و خرم رہے۔

پہلے دریائے ہوگلی سے نکل کر جب ہم سمندر میں آئے تھے تو ہمارے جہاز کی رفتار جنوب و مشرق کی جانب تھی چار روز تک براہِ ہم اسی سمت کو چلے گئے پانچویں روز ہم جزیرہ نمائے ملایا۔ اور جزیرہ سماترا کے درمیان انہائے ملاکامین ہو کر گزرے سنگاپور ہم کو دور سے نظر آیا۔ لیکن ہمارا جہاز وہاں نہیں ٹھہرا ایک مقام سے ہمارے جہاز کی رفتار کی سمت بدل گئی بجائے جنوب مشرق کے ہم شمال شرق کو جا رہے تھے نوین روز ہم بحر چین میں داخل ہو گئے۔ چودھویں ستمبر زورِ جمعہ کو صبح کے آٹھ بجے دور سے ہمیں جزیرہ ہانگ کانگ کے پہاڑ دکھائی دئے مینے اور سب افسروں نے اپنی اپنی دوڑ بینیں لگائیں ویر تک ہانگ کو دیکھتے رہے دو گھنٹہ اور چل کر ہمارا جہاز دو پہاڑوں کے درمیان سے گزرا اور بندرگاہ ہانگ کانگ میں پہونچ کر لشکر انداز ہوا۔ اسی جگہ دریای سی جسے دریای مغرب بھی کہتے ہیں۔ صوبہ ٹیان سے نکل کر بحر چین میں گزرتا ہے۔ یہاں بحیرہ رین اٹٹاف افسر ہمارے

جہاز میں آئے اور کہا کہ فی الحال فوراً تہہ برگائیڈ کو ہانگ کانگ سے ہی میں قیام کرنے کے واسطے سرکار سے حکم ہے آئندہ جنرل سر الفرڈ گیسلی کے پاس سے جب طرح حکم آئیگا اوس سے اطلاع دیجائے گی۔ اتنا کہ ہم کو یہی خیال تھا کہ ہمارا جہاز سیدہ والی۔ والی۔ ہائی۔ والی کے راستے سے چین دار السلطنت چین کو جائے گا لیکن جب ہم نے یہ سنا کہ ہم کو ہانگ کانگ ہی میں تا حکم نہائی توقف کرنا پڑے گا تو ہم سب کو سخت افسوس ہوا اسلئے کہ چینیوں کی سرحد والی ہائی والی۔ یا شنکھائی سے شروع ہوتی ہے۔ جن مواقع جنگ کیواسطے ہم گئے تھے وہ سب ان مقامات سے آگے تھے بہر حال فوراً تہہ برگائیڈ ہانگ کانگ میں اوتری بیکانیر القنطری کا اسٹون کٹرائینڈ میں کیمپ ہوا جنرل کمین مع اسٹاف کے ایک اسٹیل شپ ہائی جیامین اوتھے۔ میں ہی اوی جہاز میں جنرل جٹا کے ساتھ قیام پذیر ہوا۔ یہ اسٹیل شپ زخمی افسروں اور سپاہیوں کے لئے تھا اس میں بڑے بڑے بارہ کمرے تھے درمیان میں کہانے پینے پیٹنے کا ہال تھا بچے ہی بہت وسیع جگہ تھی چونکہ اوس وقت کوئی فوجی آدمی زخمی موجود نہ تھا اسلئے یہ جہاز جنرل صاحب راہنکے اسٹاف کے قیام کے لئے ویدیا گیا۔

ہمیں اس میں ہر طرح کا آرام تھا۔ صرت اس میں اگر کچھ تکلیف تھی تو یہی تھی کہ کنارہ سے تین میل کے فاصلہ پر سمندر میں کہڑا تھا۔ ہانگ کانگ کو اگر جانا چاہتے تو کشتیوں میں جانا پڑتا تھا۔

ہمارا جہ بیکانیر ہانگ کانگ ہوٹل میں فروکش ہوئے تھے قریب قریب روز

کے صبح کو وہ کشتی میں سوار ہوتے۔ اور اپنی رحبت کو دیکھنے آیا کرتے تھے جزیرہ ہانگ کانگ میں ایک کلب تھا اس کے ممبروں نے ہمارے سب فور تہہ برگیزڈ کے افسروں کو اپنے کلب کا ممبر بنایا۔ ایک روز شام کے وقت ہم سب انر ملکر ہانگ کانگ کلب کو گئے۔ اس کلب کا مکان دریا کے کنارہ نہایت عمدہ موقع پر سہ منزلہ بنایا گیا ہے اسکی عمارت بہت وسیع ہے جس میں ممبروں کے قیام کے لئے قریب تیس کمروں کے بنے ہوئے تھے۔

لائسہ بری نہایت اچھی۔ کہانے کا انتظام بہت عمدہ۔ ہر ایک مقام صاف پاکیزہ اور آراستہ تھا۔ پولو کلب۔ کرکٹ۔ اور لائٹس کلب ہی اس سے متعلق تھے دوسرے روز اسکے سکریٹری نے ہمیں پولو میں آنے کے لئے دعوت دی اگرچہ ہمارے یابون کو جہاز میں کھڑے کھڑے چودہ روز سے زیادہ گزر گئے تھے۔ اس وقت سواری کے قابل نہ تھے تاہم چند افسر پولو دیکھنے کو گئے۔ ہانگ کانگ کے تجارت پیشہ اور ہانگ کانگ کے رحبت کے عہدہ دار چہوٹے چہوٹے یابون پر پولو کھیلتے تھے یہ یابو بالکل ترکی یابون کے مشابہ تھے پولو کا میدان ہاپی والی کے قریب دریا کے کنارہ واقع تھا اس سے تھوڑے ہی فاصلہ پر پریس کورس اور ریس اسٹیڈیم ہی اچھے موقع پر تھی۔ جب ہمارے یابو سواری کے قابل ہو گئے تو ہمارا جہ پکانیر کپٹن واٹسن اور مینے ہانگ کانگ کلب والوں کے ساتھ پولو کھیلا شروع کیا ہی جگہ ایک روز ۲ ستمبر کو جرنیل کن صاحب کے ساتھ امپریس آف چاپان جہاز پر مین گیا یہ جہاز بہت بڑا اور

نہایت عمدہ تھا اس قسم کے تین جہاز ہیں۔ امپریس آف جاپان۔ امپریس آف چائنا  
 امپریس آف انڈیا۔ یہ تینوں جہاز ہانگ کانگ سے باکوبا کو جاتے آتے رہتی ہیں  
 ہانگ کانگ کا یہ جزیرہ ۱۸۳۹ء عیسوی سے گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ میں ہے  
 اسکا طول نو میل اور عرض دو میل سے چھ میل تک ہے۔

۱۸۹۸ء عیسوی میں ہانگ کانگ کے مقابل تقریباً دو میل مربع ایک قطعہ اور  
 قرب و جوار کے اور چند جزیرے بھی گورنمنٹ برطانیہ کو مل گئے ہیں جو مواقع جنگ  
 کے لحاظ سے نہایت مفید ہیں اس لئے کہ جنگی اصول پر اس مقام سے جزیرہ ہانگ  
 کانگ پر گولہ باری ہو سکتی تھی۔ انگریزی حکومت کے قبضہ میں اس زمین کے آجانے  
 سے وہ خطر و فح ہو گیا ہے اسکا مستقر و کٹورہ یہ شہر دریا کے کنارہ شمال کی جانب پہاڑ  
 کے اوپر آباد ہے اسکی آبادی پہاڑ کے دامن سے اوپر کی طرف چوٹی تک چلی گئی  
 ہے جسکی بلندی دو ہزار فٹ کے قریب ہے یہاں جب قدر رعایا مزدور۔ تجارت پیشہ  
 لوگ ہیں وہ سب چینی ہیں جس طرف دیکھو چینی ہی چینی نظر آتے ہیں اسجد بڑش گورنر  
 رہا کرتے ہیں اسکے سوا ایک جہل مع اسٹاف کے اور ایک پلٹن جسے ہانگ کانگ  
 رجمنٹ کہتے ہیں ایک گرسن باٹری دو کمپنیں بڑش رجمنٹ کی یہاں ہمیشہ مقیم رہتی  
 ہیں گو یہاں ہی انگریزی عملداری ہے مگر ہندوستان کے اور یہاں کے آئین و  
 قوانین میں بڑا فرق ہے یہ بندر گاہ فری پورٹ ہے ہر ایک قوم اور ملت اور ہر ایک  
 سلطنت کے جہاز خواہ تجارتی ہوں خواہ جنگی تجارتی اور جنگی دونوں غرضوں سے یہاں

آمد و رفت کر سکتے ہیں کسیکو ممانعت نہیں یہاں کسی چیز کا محصول ہی نہیں لیا جاتا اسلئے کہ کسی چیز کا یہاں زیادہ خرچ نہیں ہے صرف ایک بحری اسٹیشن ہے۔

جرمن۔ فرانس۔ آسٹریا۔ جاپان۔ اٹلی وغیرہ سلطنتوں کے کانسل ہی یہاں رہتے

ہیں اور سب یورپین سلطنتوں کے چیدہ چیدہ آدمی اس مقام پر نظر آتے ہیں۔

اگرچہ مجھے یہاں ہر طرح کا آرام تھا مگر مجھے شب و روز یہی فکر تھی کہ میں کسی طرح پیکن پاسے تخت چین کو پہنچوں اس لئے کہ جنرل سرائفرڈ گیسلی کمانڈنگ چائینا اکسپڈیشنری فورس اور سات آٹھ سلطنتوں کے کیمپ وہاں ہیں۔ اور پیکن کے اطراف میں بکسر قوم کے لوگ جو آمادہ وقتہ و فساد ہیں۔ اونکی تاویب کے لئے جو فوج جاتی ہے اوسکے ساتھ میں ہی شامل ہو جاؤں اور لڑائی میں شریک ہونیکا موقع مجھے ملے۔

میں نے جنرل گیزلی کو اس بارہ میں تحریر کیا اور جنرل صاحب سے ہی کہا کہ آپ جنرل گاس کاٹن صاحب کو لکھیں کہ وہ کسی صورت سے مجھے پیکن روانہ کریں غرض جب قدر مجھے ممکن تھا۔ اپنی کوشش میں کوئی دقیقہ بینے فرو گزاشت نہیں کیا۔ چودہ روز ہانگ کانگ میں مجھے اسی ترو میں گزر گئے پندہروین روز میں اپنے کمرے میں تنہا بیٹھا چین کے ملک کا نقشہ دیکھ رہا تھا کہ میجر گیبل صاحب میرے پاس آئے اور مجھے پوچھا آپ پیکن کو کس روز روانہ ہوں گے میں نے اونسکے اس سوال سے نہایت تعجب کیا اور اون سے کہا کہ ہنوز مجھے کچھ حکم نہیں ملا۔ اونہوں نے کہا کہ میں نے ہیڈ کوارٹرز میں آپ کا نام اون افسروں کے ساتھ لکھا دیکھا ہے جو سرائفرڈ گیزلی کو اسٹاف



مین جانے والے ہیں۔ یہ خوشخبری سنتے ہی مین چیف اسٹاف افسر کرنل گارمن کے پاس گیا۔ اون سے اس خبر کی مجھے پوری تصدیق ہو گئی اسکے بعد جنرل مکنز صبا نے بھی سرکاری طور پر اسکی اطلاع دی۔

چیف اسٹاف افسر نے مجھے لکھا کہ دنو اسانامی، جہاز جو ۱۸ ستمبر ۱۹۰۱ء عیسوی کو ہانگ کانگ سے پکین جانے والا ہے آپ کے لئے پایج مقرر کیا گیا ہے میرے اجاب نے میرے پکین جانے کی خوشخبری اور سرفرد گیزلی کمانڈنگلن چیف چائنا اکسپیشنری فورس کے اسٹاف مین مقرر ہونے سے مجھے مبارکباد دی بہرین فور تہہ برگیڈ کے سب افسروں سے رخصت ہو کر اٹھائیسویں ستمبر روز جمعہ صبح کے وقت نو اساجہاز پر گیا۔ دن کے بارہ بجے ہمارے جہاز کانگریا ہانگ کانگ سے روانہ ہوا۔ تین روز دریا میں سخت تلاطم رہا بارش خوب ہوتی رہی۔ چوتھے روز مطلع صاف ہو گیا۔ آفتاب نکل آیا۔ جہاز میں جنبش کم ہو گئی۔ ۴ مارچ اکتوبر روز پختہ کو ساتویں روز ہمارا جہاز جزیرہ وائی ہائی وائی مین پہنچ گیا۔ یہ چھوٹا سا جزیرہ انگریزی حکومت کے تحت میں ہے ۱۸۹۵ء عیسوی میں جب چین و جاپان میں لڑائی ہو کر چین کو شکست ہوئی تھی تو چین کی سلطنت کو ادا لئی تاوان جنگ کے لئے ایک کڑور اٹھارہ لاکھ پونڈ کی ضرورت تھی۔ برٹش گورنمنٹ نے یہ قرضہ باہن شرط دینا منظور کیا کہ سلطنت چین جزیرہ وائی ہائی وائی کو اس رقم کی کفالت میں برٹش گورنمنٹ کے تفویض کردہ سلطنت چین نے اس شرط کو منظور کر لیا۔

اور بحیرہ پورٹ آر تھروس کے اور صوبہ شانٹنگ جرمن کے قبضہ میں ہے اسی طرح والی ہائی والی برٹش گورنمنٹ کے قبضہ میں دیدیا پورٹ آر تھروس سویل پر جنوب کی طرف والی ہائی والی ایک شہر ہے اور اسکے متعلق ایک جزیرہ لیوننگ اور کئی اور چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں انکے سوا زمین کا ایک اور قطعہ مل چوڑا جو خلیج کے ساحل پر واقع ہے اسی میں داخل ہے۔

جزیرہ میں گیارہ برج جدید طرز کے بنے ہوئے ہیں جن پر بڑی بڑی توپیں رکھی ہیں۔ لیکن اسکے شمال مشرق کی طرف سے جو اکثر بحری طوفان آتے رہتے ہیں۔ اور اسکے خشکی کی جانب پہاڑی بلندیاں ہیں ان کی وجہ سے بالکل غیر محفوظ ہے سرکار انگریزی نے جو اسے لیا اس سے بڑا فائدہ ہوا اگر برٹش گورنمنٹ کے قبضہ میں یہ نہ آتا اور یورپ کی کوئی دوسری سلطنت اس پر اپنا قبضہ کر لیتی تو انگریز فوائد میں بڑا دخل واقع ہوتا۔

تھرڈ برگ کیڈ جیکلی کمان پر خیرل ریڈ صاحب تھے کچھ مدت سے وہ یہاں مقیم تھے گذشتہ ہفتہ میں انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ فوراً شانکا ہی کو ان میں پہونچنے اپنا قبضہ قلعہ پر کر لیں حسب حکم سرکار دو جنگی جہازوں میں تھرڈ برگ کیڈ وہاں کو روانہ ہوئی۔ لیکن ان سے پیشتر ایک جنگی جہاز نہایت سرعت سے شانکا ہی کو ان میں پہونچ گیا۔ بکسر لوگ برٹش فوج کے آنے کی خبر سنتے ہی قلعہ خالی کر کے فرار ہو گئے۔ اس جہاز کے کپٹن نے بندرگاہ میں لنگر کیا۔ اور دولت انگلشیہ کا

جہٹ اقلہ پر چڑھا دیا اسکے بعد تھرڈ برگیڈ ہی وہاں پہنچ گئی۔ والی بالی والی۔ مین چار روز  
 رہنے کا ہمو اتفاق ہوا۔ اکثر اسباب ہمارے جہاز سے اوتارا بھی گیا اور سیلون سیکشن  
 یعنی جنگی غبارہ کا سامان۔ اور چار انجنیر ہمارے جہاز پر بٹھلائے ہی گئے اور ایک کشتی  
 بھی ٹاکو پور نچانے کی غرض سے ہمارے جہاز کے عقب میں باندھی گئی اور اسٹو بر کو دو  
 بجے کے وقت جہاز یہاں سے روانہ ہوا۔ اگرچہ ٹاکو تک یہاں سے صبح چوبیس گھنٹہ  
 گھنٹہ کا راستہ تھا مگر چونکہ کشتی جہاز کے ساتھ بندھی ہوئی تھی اسلئے اسکی رفتار بھی  
 کر دی گئی تھی۔ اڑتالیس گھنٹہ میں شب چہاند شبینہ کو ہم ٹاکو پہنچے۔ جب صبح ہوئی تو کئی  
 جزیرہ بالستی ہمیں نظر نہ آئی مگر بینکس جہاز جن میں بعض جنگی اور بعض ٹرانسپورٹ تھے  
 ہمیں دکھائی دے۔ جہاز کے کپٹن سے معلوم ہوا کہ یہاں سے تھوڑی دور بڑا کھردریا ہے  
 پھو۔ شروع ہوتا ہے اسکے قرب میں پانی دس بارہ فیٹ سے زیادہ گہرا نہیں ہے  
 اسواسطے کوئی جہاز آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بینک کے پاس اسی مقام میں دفانی جہاز  
 اگر کھڑے رہا کرتے ہیں ٹاکو کا قلعہ یہاں سے آٹھ میل کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ  
 واقع ہے یہاں سے دفانی کشتی میں بیٹھ کر وہاں پر جاتے ہیں اگرچہ اسوقت ایک  
 دفانی کشتی تیار تھی جس میں تمام افسر سپاہی اور گھوڑے ٹاکو جاسکتے تھے لیکن دریا میں  
 تلاطم زیادہ تھا اسلئے کپٹن نے کہا کہ جب تک دریا کو سکون نہ ہوئے میں کشتی کو  
 جہاز کے پاس نہیں لاسکتا اور فوڈ تک سمندر میں جوش رہا اور ہم اسی جگہ رہے یہاں  
 انگریزی گورنمنٹ کے دو مار پیڈ و بولٹ اور دو کروڑ اور بھی کھڑے تھے انکے

سواجرمن کے چار۔ جاپان کا ایک۔ اسٹریلیا۔ اور فرینچ کے دو دو جہاز یہاں پر موجود تھے  
 روسی جہاز یہاں نہ تھے ان کے جہاز پورٹ آر تھر مین رستے ہیں جو یہاں سے تقریباً ڈیڑھ  
 میل پر مشرق کی طرف بہتے یہاں سے یکن جانے کے دو راستے ہیں ایک ٹاکو سے  
 ہے کہ کشتی پر سوار ہو کر دریائے پیہو کے راستے سے جاتے ہیں اور دوسرا وہ راستہ  
 ہے کہ بارہ میل سیڑھ تک کشتی میں جاتے ہیں۔ اور وہاں سے ریل میں براہ ٹنچسن یکن کو  
 پہنچتے ہیں اگر منزل منزل جانا چاہیں تو اسی راستے سے براہ پیہو یکن کو جاتی ہیں  
 پیہو چین میں بڑا مشہور دریائے یکن چین دو تون شہر اسکے کنارہ آباد ہیں پچلی میں  
 جا کر یہ دریا سمندر میں مل جاتا ہے۔

”سراکٹو پر روز چٹبندہ کو ایک دھانی کشتی ہمارے جہاز کے پاس لائی گئی آئین  
 کل افسر مع گھوڑوں اور سامان کے سوار ہوئے۔ کشتی روانہ ہوئی اسی روز شام کی وقت  
 بائیں ہاتھ کی طرف ہلکوتا کو کا قلعہ نظر آیا یہ قلعہ چین کے مشہور مقامات سے ہے۔  
 اور دریا سے ملا ہوا ہے چند روز قبل جو یہاں جنگ ہوئی تھی اس کا احوال اس مقام  
 پر تحریر کیا جاتا ہے۔“

## جنگ ٹاکو

یکن پائے تخت چین میں جب یکسرون نے دول یورپ کے سفیرون کا محاصرہ  
 کر لیا اور دول یورپ کی طرف سے شہنشاہ چین کو اون کے بارہ میں لکھا گیا تو شاہ چین

یہ جواب دیا کہ بکسرون نے جو سلوک کہ دوسروں کے ساتھ کیا ہے وہ سلوک ہمارے ساتھ بھی کر رہے ہیں یہ لوگ اس قدر طاقت ور اور سرکش ہو گئے ہیں کہ ہماری حکومت کو بالکل خیال میں نہیں لاتے۔ جب دول یورپ نے شاہنشاہ چین کو بکسرون کی تہذیب اور اقوام اور ان کے فتنہ و فساد کے فرو کرنے سے محبور پایا اور اپنے سفیروں کی نازک حالت پر غور کیا کہ وہ ایک زمانہ سے محصور ہیں اور ان کی نجات کا کوئی راستہ نہیں نکل سکتا تو یورپ کی ہر ایک سلطنت نے اس موقع پر اپنی فوجی قوت سے کام لینا چاہا۔ یہاں تک کہ دول یورپ کی فوجیں بکسرون کے فتنہ کے فرو کرنے کی غرض سے پکن کے قریب پہنچ گئیں۔ سب سے پہلے سرکار انگریزی کے دو جنگی جہاز جنہیں سے ایک کا نام ٹریبل اور دوسرے کا پاورفل تھا۔ زیر حکم ایڈمرل سمور۔ واڈمرل بروس کے قلعہ تاکو کے قریب آپہنچے۔ چونکہ یہ مقام پکن کے راستہ میں واقع تھا اس موقع پر ضرور تھا کہ آگے بڑھنے سے پہلے اسے اپنے قبضہ میں لے لیتے لیکن قلعہ نہایت مضبوط اور مستحکم تھا اور اسپر جرمن ساخت کی عمدہ عمدہ توپیں چڑھی ہوئی تھیں۔ اور یکاخی چین کا سپاہ سالار جو رشتہ میں شاہنشاہ چین کا بہنجا تھا۔ پانچ ہزار فوج کے ساتھ اسکی حراست پر متعین تھا اس لئے اسکا فتح کرنا آسان نہ تھا سر سمور نے جو ایک بڑے مدبر اور بحری فوج کے تجربہ کار افسر تھے یہ خیال کیا کہ اگر دوسرے ان جہازوں کا انتظار کیا جائے جنہیں جنرل سرفورڈ کینزلی کے ساتھ انگریزی فوج آ رہی ہو معلوم نہیں کہ بکسرون کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں اور ان سفیروں کی ایک

زمانہ سے کچھ خبر ہی معلوم نہ تھی سر سہوڑ نے چاہا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو اپنی فوج کو وہاں  
لیجا کر سفیرون کو اس مہلکے سے نجات دلایں اس واسطے انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا  
کہ جس طرح ہو سکے اپنی موجودہ فوج ہی سے کوئی تدبیر کر کے یہ قلعہ لے لیا جائے۔

اقتاب غروب ہوتے ہی ایڈمرل صاحب نے دو نون جہازوں کے افسروں کو  
حکم دیا کہ ہر ایک جہاز سے پان پان سو آدمی کشتیوں پر سوار ہو کر صبح صادق سے  
پہلے پہلے روانہ ہو جائیں اور طلوع آفتاب سے قبل بندر گاہ ٹاکو پر پہونچکے قلعہ پر حملہ آور  
ہوں افسران فوج کو ایڈمرل سہوڑ صاحب نے یہی بتا دیا کہ جنرل یکاشی کو یہ معلوم ہو چکا  
ہے کہ ہمارے جہاز قریب پہونچ چکے ہیں انہوں نے اتنا کہ برجون پر سے اپنے  
توپخانہ کو فیر کا حکم جو نہیں دیا غالباً ان کا یہ خیال ہو گا کہ پہلے ہماری طرف سے لڑائی  
کی ابتدا ہو۔ اور پہلے ہم فیر کریں۔ یا ان کا یہ مقصد ہو گا کہ ہم قلعہ کے قریب پہونچ کر  
اون کی توپوں کی زد میں لے بھی طرچ سے آجائیں بہر حال انہیں کسی طرح یہ خیال  
نہیں ہے کہ ہم جہاز سے اتر کر ایک قلیل جماعت کے ساتھ اون کے استوار قلعہ  
پر حملہ آور ہوں گے اس صورت میں اگر ہماری فوجی کشتیاں روانہ ہونگی تو قلعہ کے  
جنوبی جانب بندر گاہ کو روانہ ہونگی۔ اسی وقت ہم اپنے دو نون جہازوں سے جس قدر  
عجلت کے ساتھ ممکن ہو گاشیل کے گولے شمالی طرف سے کثرت سے قلعہ پر اتریں گے  
تاکہ قلعہ میں ہل چل مچ جائے اور سب لوگ ہمارے جنگی جہازوں کے موقع کی طرف  
متوجہ ہوں چونکہ ہمارے جہازوں کا موقع قلعہ کی مشرقی سمت کو ہے اور بندر گاہ



جنوب کی طرف واقع ہے اس لئے حملہ آور کشتیوں کی طرف اونکا خیال کسی طرح رجوع نہ کر گیا اور ہماری فوج بلا مزاحمت بندرگاہ میں پہنچ جائے گی۔

تمام شب افسران فوج اور سپاہی حملہ کی تیاری میں مصروف رہے حقیقتہً یہ ایک بڑا معرکہ کا کام تھا۔ سامنے یہ ایک نہایت حصین و استوار قلعہ تھا جہیں پانچ سو سپاہ مسلح دشمن کی تاک میں موجود تھی۔ اور ادھر صرف ایک ہزار آدمی تھے جو اس ہم کے سر کرنے کو جانے والے تھے اس اثنائے شب کے بارہ بجے پاورفل جہاز کے پیچھے سے کچھ فاصلہ پر یکایک سپرچ لاسٹ دکھائی دی جس سے معلوم ہوا کہ کوئی اور جنگی جہاز آرہا ہے یہ برقی روشنی ہوتی ہے جو موقع خطر سے بچنے کے واسطے دکھائی جاتی ہے سگنل سے معلوم ہوا کہ یہ جاپان کا جنگی جہاز ہے اس کیفیت کے معلوم ہوتے ہی سر سمیور ایڈمرل نہایت خوش ہوئے اور انہوں نے فوراً ہیملیو کے ذریعہ جاپانی جہاز کے خبر لے کر اپنے جہاز پر بلایا۔ جب جاپانی ایڈمرل آیا تو سمیور نے اپنا ارادہ اس ظاہر کیا اور جو انتظام انہوں نے حملہ کے لئے کیا تھا اس سے اطلاع دیکر دریافت کیا کہ آپ ہماری مدد کے لئے کتنی جاپانی فوج روانہ کر سکیں گے جاپانی ایڈمرل نے پانچ سو سپاہی دینے کا وعدہ کیا اور یہ کہا کہ صبح کو گولہ باری میں ہی ہمارا جہاز انگریزی جہازوں کے ساتھ شریک رہے گا۔ غرض صبح صادق سے قبل تینوں جہازوں نے قلعہ پر گولہ باری شروع کر دی اور اسی وقت ہمارا انگریزی اور پانچ سو جاپانی سپاہ کشتیوں میں سوار ہو کر بندرگاہ کو روانہ ہوئی۔

جس وقت یہ چھوٹی کشتیاں جنگی جہازوں سے جدا ہو کر چلی تھیں اور سوقت ان کی حالت نہایت خطرناک تھی اگر اہل قلعہ کی ذرہ نظر ہی اونپر پڑ جاتی تو چند گونہ نہیں وہ ان سب کو غرق کر سکتے تھے۔ ٹریبل اور پاورفل جہازوں نے قلعہ پر اس مستعدی اور سرعت سے گولہ باری کی کہ قلعہ کے تمام لوگ جو خواب غفلت میں بیٹے تھے اور ان کا یہ خیال تھا کہ دن نکلنے کے بعد قلعہ کے برجوں پر سے جہازوں پر گولہ انداز کر نیگے ایسے اضطراب اور بدحواسی کے ساتھ اوٹھ کر جہازوں کی طرف متوجہ ہوئے کہ بندرگاہ کی کسی نے خبر تک نہ لی اور یہ سب کشتیاں خمین صرف پندرہ سو دلاور سپاہ تھی بلا مزاحمت کسی کے خیر و سلامتی کے ساتھ روز روشن ہونے سے قبل ہی بندرگاہ میں پہنچ گئیں اور خشکی میں کل سپاہ آرام سے جا اوتری اس موقع پر چینی اور روس اور فرینچ کے لوگوں کا بیان ہے کہ ان سلطنتوں کی فوجیں ہی اوس وقت میں دوسری جانب سے پہنچ گئی تھیں اور ٹاکو کے قلعہ پر حملہ کرتے وقت یہ کل سپاہ شریک تھی مگر صورت واقع پر غور کرنے سے اس بیان کی صحت باور نہیں کی جاسکتی اور صحیح یہ امر ہے کہ یہ فوجیں انگریزی فوج کے اول حملہ کی وقت نہیں پہنچی تھیں اور شریک حملہ نہیں تھیں۔

غرض انگریزی اور جاپانی سپاہ قلعہ پر حملہ آور ہوئی۔ اودھر شمالی جانب میں تین جنگی جہازوں سے ہی زور و شور سے گولہ باری ہو رہی تھی کہ قلعہ کا جنوبی حصہ دو گھنٹہ کے اندر اندر دولت انگلشیہ اور جاپان کے ہاتھ آ گیا۔

اس لڑائی میں جو افسر شریک تھے اور ہونے لڑ جانے کے لوگوں کی بہادری و جرات کا جو احوال مجھے بیان کیا وہ نہایت تعریف کے قابل ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ جاپان کو کل پانسو سپاہی تھے اور قلعہ پر جدہرے اونہیں چڑھنا تھا اور ہر چڑھائی نہایت سخت تھی مگر یہ لوگ کمال جرات اور ہمت سے چڑھ رہے تھے اور دشمن کے گولوں سے گر جاتے تھے مگر ان کی دلاوری اور بہور میں کسی قسم کا فرق نہ آتا تھا اس معرکہ میں ان کے جو سپاہی خمی ہوئے ڈاکٹر لوگ فوراً ان کو زخموں پر اہتمام میں لے لیتے اور ان کی مرہم پٹی میں مصروف ہو جاتے تھے اور ہر ایک کام اس ہمت و مستعدی سے کیا جاتا کہ جس سے اہل جاپان کی نہ صرف بہادری بلکہ اس سے ان کا ہر ایک انتظام قابل تعریف سمجھا جاتا تھا جنوبی جانب میں قلعہ ٹاکو کے جو دروازہ تھا وہاں کے دربان اور سپاہی آرام سے بے غم سو رہے تھے ان کے خواب و خیال میں ہی نہ تھا کہ کوئی فوج اون پر حملہ کرے گی بلکہ جو سپاہی اس وقت ہوشیار تھے وہ بھی فیصلوں پر چڑھ کر جہازوں کا تماشہ دیکھنے میں مصروف تھے اس اثنائے میں انگریزی اور جاپانی فوج باآسانی قلعہ میں داخل ہو گئی باہر سے قلعہ کے اندر پہنچنے تک انگریزی فوج کے کل سات اور جاپانی فوج کو نو سپاہی مارے گئے چینیوں کے تقریباً سو ویرے سو آدمی مقتول ہوئے اس وقت اہل قلعہ نے جتنی توہین کہ قلعہ پر تھیں ان سب کے منہ جنگی جہازوں کی طرف کر کے گولباری شروع کر دی لیکن گہرا ہٹ اور اضطراب سے جو گولے چلائے جاتے وہ سب ہوائی ہو جاتے تھے ان سے جہازوں کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچتا تھا۔

یکاشی کو جس وقت یہ خبر پہنچی کہ یورپین فوج جنوبی دروازہ سے قلعہ میں

داخل ہو گئی اور جاپانی فوج بھی اون کے دوش بدوش چلی آرہی ہے اس خبر کے سنتے ہی اوسکے ہوش اوڑ گئے اوسوقت اوسے جبرلی حیثیت سے لازم تھا کہ اپنی فوج کی دل افزائی کر کے اون کی ہمت بڑھاتا اور حملہ آوروں کی مدافعت پر اونہیں آمادہ کرتا۔ اس لئے کہ پورا قلعہ ابھی تک چینیوں ہی کے قبضہ میں تھا دن بھی ہتھوڑ پورا روشن نہیں ہونے پایا تھا وہ اسوقت میں بہت کچھ تدبیر کر سکتا تھا مگر بجائے تدبیر جنگ کے اوس نے خود سب سے پہلے اپنے بھاگنے کی تیاری کی۔

ملک چین میں یہ بات مشہور ہے کہ بڑے بڑے فوجی افسر شاہنشاہ اور جب کہیں جنگ پر جاتے ہیں یا اونہیں کوئی دشمن کہی چڑھ آتا ہے تو لڑائی سے پہلے اپنے بھاگنے کا انتظام اور بھاگ کر چھپ رہنے کا مقام تجویز کر رکھتے ہیں۔ تا بحالت شکست دشمن کے قبضہ میں نہ آجائیں چنانچہ جوقت شاہنشاہ چین نے سنا تھا کہ انگریزی جہاز اور فوج آرہی ہے تو اوس نے (۱۲۰) میل کے فاصلہ پر اپنی شکار گاہ میں اپنے پناہ گیر ہونے کے لئے مقام تجویز کر لیا تھا۔ اور جب جہاز اور فوج قریب پہنچ گئی تو امپریس اور چند نمبران رایل فیلڈ کے ساتھ اپنے ہتھنگ سیٹ کو روانہ ہو گیا یکاشی نے بھی بھاگ کر اپنے چہنیے کا وہی مقام مقرر کیا تھا اور قلعہ ٹاکو سے شاہی شکار گاہ تک جو تقریباً ڈھائی سو میل کا فاصلہ تھا کھارون کی ڈاک بٹھا کر بھی تھی کہ جوقت قلعہ ٹاکو میں اوسپر عرصہ

ننگ ہو تو قلعہ چھوڑ کر شاہشاہ کے پاس آسانی پہنچ جائے یکاشی نے جب سنا کہ انگریزی اور جاپانی فوج قلعہ کے اندر آگئی تو اہل قلعہ کو بحال خود لڑنا چھوڑا اور پاکی میں سوار ہو کر قلعہ کے چور دروازہ سے بہاگ نکلا اور شاہشاہ چین کے پاس شکار گاہ کو چل دیا۔

چونکہ کثرت گولہ باری سے قلعہ میں ایک عظیم تہلکہ پڑ گیا تھا اس لئے چینی فوج کے تمام افسروں نے ملکر چاہا کہ جنرل یکاشی کے پاس جائیں اور اس سے کچھ تدبیر بوجھیں۔ لیکن جب جنرل صاحب کو دیکھتے ہیں تو اونکا پتہ نہیں تلاش کے بعد معلوم ہوا کہ چینیوں کے دستور کے بموجب جنرل صاحب میدان جنگ کو چھوڑ کر اپنی جان بچانے کی غرض سے فرار ہو گئے یہ سنتے ہی تمام فوجی افسر بیدل ہو گئے اور یہ خبر طرفۃ العین میں تمام لشکر میں شہر ہو گئی۔ جتنے چینی افسر تھے جد ہر اونکا جی چاہا بہاگ نکلے۔ یہہ دیکھ کر جو گولہ انداز کہ قلعہ کے برجوں پر سے گولہ باری کر رہے تھے وہ بھی تو بین چھوڑ چھوڑ کر بہاگ گئے۔ بچوں اور عورتوں سے تو قلعہ اس سے پہلے ہی خالی ہو چکا تھا قبل از طلوع آفتاب مردوں سے بھی خالی ہو گیا۔ جاپانی فوج کو چینیوں کے ساتھ لڑنے سے پہلے تجربہ ہو چکا تھا اور اونکو معلوم تھا کہ چینی فوج دشمن کا دباؤ پڑتے ہی بہاگ نکلتی ہے اور انہوں نے بلند یوں پر سے جب چینیوں کو بہاگتو دیکھا تو انگریزی فوج کے کمانڈر کو مبارکباد دی اور کہا کہ اب آگے بڑھنے میں ہلکی نہ کیجئے اگر سبھی آگے بڑھینگے تو جہاز کے گولوں سے آپ کی فوج کو ضرر نقصان

پہنچے گا چینی فوج کو آپ اطمینان سے بھاگ جانے دیجئے اور قلعہ کی فصیل پر  
سے ہیلیوگراف کے ذریعہ اشارہ کیجئے تاکہ جہازوں پر سے گولہ اندازی موقوف  
کر دیں اور جہاز بندرگاہ کی طرف بڑھائے جائیں۔

چنانچہ جاپانی افسروں کی رائے کے مطابق انگریزی فوج میں ہی عمل کیا گیا  
بلند جگہوں پر چڑھ کے دور بینوں سے دیکھا نو ساری چینی فوج جسکا جدہر کو منہ اڑھتا  
اودہر کو بھاگتی جاتی نظر آتی تھی۔

جسوقت قلعہ کے برجوں پر سے توپوں کا چلنا موقوف ہو گیا تو جنرل سر سیمور کو  
یہ شبہ پیدا ہوا کہ ہماری سپاہ جو کشتیوں میں گئے ہیں شاید چینی فوج نے اسے آتے  
دیکھ لیا ہے اور ہماری فوج سے مقابلہ کر رہی ہے اس خیال سے انہوں نے اپنے  
جہاز کو بندرگاہ کی طرف بڑھایا اتنے میں انگریزی فوج کے افسروں نے قلعہ پر  
سے یہ سنگل دیا کہ قلعہ پر ہمارا قبضہ ہو گیا ہے جہازوں کو آگے بڑھاؤ۔ دونوں جہازوں  
پر یہ سنگل وقت واحد میں پہونچا اس فتح کی خبر معلوم ہوتے ہی جہاز کے سپاہیوں  
نے اس زور و شور سے خوشی کے نعرے مارے کہ جسکی آواز قلعہ کی فصیل تک پہونچی  
طرفہ اعمین میں دونوں جہاز لنگر گاہ پر پہونچ گئے اور ٹاکو کا مستحکم قلعہ دولت  
انگلشیہ کے ہاتھ آ گیا بکسروں نے دول خارجہ کے سفیروں کو پیکن میں جو محصور  
کر رہا تھا اور یہاں تک تنگ کر دیا تھا کہ کسی طرف سے کھانے پینے کا سامان ان کے  
پاس کچھ بچا سکتا تھا۔ جب ان کے پاس کھانے کی جنس کم رہ گئی تو انہوں نے



چاہا کہ شاہنشاہ چین سے رسد کے باب میں کچھ مدد مانگین یہ سفیر جس مکان میں رہتے  
 تھے وہ ایوان شامی سے بالکل متصل نہا صرف ایک دیوار اونکے درمیان حائل تھی  
 اور ایک نہر مکان سفارت سے ایوان شاہی میں جانی تھی اور وقت سر میگز انلڈ  
 سفردولت انگلشڈ نے چارون طرف کے راستے سدود دیکھ کر اس نہر کی موری کے  
 راستہ سے ایک شخص کو شاہنشاہ چین کے محل میں بھیج کر یہ کہلوایا کہ آپ بکسرون  
 کے ہاتھ سے تنگ آگئے ہیں اور فوجی کمک ہمیں نہیں دے سکتے ہیں مگر اس نہر کے  
 ذریعہ کہا نے پینے کا سامان تو کچھ ہمیں بھیج سکتے ہیں سفرون کا خیال تھا کہ شاہنشاہ  
 کہا نے پینے کا کچھ نہ کچھ سامان ہمارے لئے ضرور بھیجیں گے اور وقتاً فوقتاً وہ اسکا  
 خیال رکھینگے بخلاف اسکے شاہنشاہ نے دو بڑے بڑے تر بوز بھیج دیے اور کہلا بھیجا  
 کہ جیسے کہا ہے پسے کی تنگی آپ کو کون پر ہے ویسا ہی حال ہمارا بھی ہے۔ اس  
 وقت یہ دو تر بوز حاضر ہیں انکو بہتیا سون

لیگنشن میں جو لوگ موجود تھے اونہیں سے میرے بعض دوست بیان کرتے  
 تھے کہ افسرون کو اور اونکی مہون۔ اور بچوں کو بایس روز تک برابر نصف خوراک  
 ملتی رہی تمام افسر اور اون کے ہمراہی اور ملازم جو لیگنشن میں موجود تھے باری باری  
 سے اپنے اپنے وقت پر پہرہ دیتے تھے اور بکسرون کے دفع کے لئے نہایت  
 دلیری سے بندہ وقین چلاتے تھے سفارت گاہ کو اونہوں نے اپنی طرح استوار  
 کر لیا تھا اگر اون کے پاس خوراک موجود رہتی تو نہایت اطمینان کے ساتھ وہ

بکسرون لڑتے اسپر ہی روزمرہ لڑائی ہوتی اور گولے گولیاں چلتی رہتی تھیں۔ جتنے دنوں تک لڑائی رہی وہ جنگ کے عادی ہو گئے دشمن سے لڑنا اور اوسکا دفع کرنا۔ اوس کے معمولی کاموں میں داخل ہو گیا تھا۔

میرے ایک دوست بیان کرتے تھے کہ ایک روز شام کے وقت مس میگلڈ کے پاس میں موجود تھا اون کے بچے ٹینس کورٹ میں کھیلنے لگے چلے گئے۔ مس میگلڈ انلڈ نے اون سے کہا بیٹا وہاں بنانا بکسرون کی گولیاں آتی ہیں۔ کہیں تمہیں کچھ نقصان نہ پہونچے لیکن بچوں نے روزمرہ کا کام سمجھ کے گولیوں کی کچھ پرواہ نہ کی اور کھیلنے کو چلے گئے اور بمشکل واپس بلائے گئے۔

جب شاہنشاہ چین نے سنا کہ قلعہ ٹاکو انگریزی فوج نے فتح کر لیا اور اوسکے جہاز اور فوج پیکن کی طرف بڑھتی چلی آتی ہے تو شباشب مع اسپرس اور چند ممبران رائل فیملی اور حشم و خدام کے اپنی فسکار کا کیطرف جو وہاں سے (۱۲۰) میل کے فاصلہ پر تھی کوچ کر دیا۔ اور وہاں جا کر سپاہ گزین ہوا۔ لیکن بکسر براہر لڑتے اور سفیرون کا محاصرہ کئے بڑے تھے۔

جب شاہنشاہ کے فرار ہونے کی خبر سفارت گاہ میں پہونچی تو سب کو بڑی خوشی ہوئی اور اونہیں اطمینان ہو گیا کہ اب ہماری فوج قریب آگئی ہے اوسوقت اون کے پاس صرف تین ہی دن کے کھانے کا سامان باقی رہ گیا تھا مسٹر میگلڈ انلڈ نے یہ معلوم کرتے ہی اپنے ایک چینی ملازم کو بہت بڑے انعام کا امیدوار کر کے

ایک خط دیا اور شہر کے راستہ سے اسے روانہ کیا خط میں انہوں نے اپنا تمام حوالہ لکھ دیا اور قاصد سے زبان کہا کہ جہان کہیں کوئی شخص یورپ والوں میں سے تجھے مل جائے تو یہ خط اسے دیدینا۔

ادھر قلعہ ٹاکو پر جب انگریزی فوج کا قبضہ ہو گیا تو سر سیمور کا جنگی جہاز ٹریبل لنکر گاہ میں پہنچا۔ وہ خود جہاز سے اتر کے قلعہ میں آئے اور وہاں کاکل انتظام انہوں نے اپنے ہاتھ میں لیا شام تک جنرل گیزلی ہی چار جہازوں میں فرسٹ اور سکنڈ برگیڈ کے ساتھ ٹاکو میں پہنچ گئے اس جگہ پہنچ کر انہیں جب معلوم ہوا کہ ٹاکو کے سر قلعہ پر اپنا قبضہ ہو گیا اور شاہنشاہ چین اپنی دارالسلطنت سے بھاگ گیا ہے تو جنرل گیزلی نے اپنی فوج کو چار حصوں پر منقسم کر کے پکین کا ارادہ کیا اس انتشار میں جرمن فرینچ اور روس کی فوجیں ہی پہنچ گئیں۔ بکسرون نے ان فوجوں کے آنے کی خبر سنی تو سفارت گاہ کا محاصرہ چھوڑ کر فوراً بھاگ گئے جنرل گیزلی کی سکنڈ برگیڈ کو جو اس وقت پکین کے جنوبی جانب حملہ آور ہو رہی تھی شاہنشاہ چین کی فوج کے اور بکسرون کے کچھ آدمی شہر سے بھاگتے ہوئے ملے۔ دسویں بمکال لائنز سے ایک روز مقابلہ ہی ہوا۔ لیکن چینی فوج کچھ ایسی شکستہ خاطر اور بد دل تھی کہ ان کے قدم جم نہ سکے اور اول ہی دہلے میں فرار ہو گئی۔ جنرل گیزلی اور کچھ فوج جاپانیوں کی شام کے پانچ بجے کے قریب پکین کے پاس پہنچی۔ روس۔ جرمن اور فرینچ کی فوجیں ہی ان کے عقب میں تھوڑے فاصلہ پر تھیں۔ چونکہ بکسرون ان کے پہنچتے ہی پکین

سے سب بہاگ گئے تھے جنرل صاحب پیکن مین پہونچنے کے ساتھ ہی مع افسروں کے ایوان سفارت میں داخل ہو گئے۔ اوسوقت محصورین کو جو کچھ خوشی تھی بیان سے باہر ہے۔

سٹریٹڈ ایلڈ نے جنرل گینزلی سے ہاتھ ملایا اور سب افسروں نے اونہیں مبارکباد دی دوسرے روز تک یورپ کی باقی ماندہ فوجیں بھی وہاں داخل ہو گئیں اور باہمی مشورہ سے یہ قرار پایا کہ شہر کے جنوبی جانب روسی فوج اترے اور شمالی جانب مین جرمنی فوج کی فرود گاہ رہے اور مغربی طرف انگریزی فوج کیمپ کرے اور مشرقی سمت مین فرینچ فوج مقیم ہو۔

چنانچہ جنرل گینزلی صاحب نے جنرل ریچرڈسن صاحب کو کوس کے برگینڈ کے ہٹل آف میونسپل مین اوتارا اور سنار مین اسٹورٹ کو تارٹری مین ٹھیلا یا۔ اور خود ایوان سنارٹ کے قریب ایک شاہی مکان مین فروکش ہوئے چین مین پیکن سے جنوب مغرب کی طرف تقریباً ساڑھے کوس کے فاصلہ پہ ایک بڑا شہر پوٹنگ ہے اس شہر مین مشنری کے امریکن اور فرینچ چالیں آ دیونس کو چینیوں نے قتل کر ڈالا تھا۔

پیکن مین یورپین افواج پہونچنے کے دو ہفتہ بعد یہ خبر ہی آئی کہ پوٹنگ نو مین بکسر لوگ جمع ہو رہے ہیں اور انکارا وہ ہے کہ پیکن مین دوسری سلطنتوں کی جوا فواج ہے اوسپر حملہ کریں اوسوقت سب یورپین سلطنتوں کے اتفاق سے تمام

یورپین افواج کے کمانڈر انچیف کونٹ والڈرسن تھے۔

کادنٹ موصوف نے یہ خبر سنتے ہی حکم دیا کہ ہر ایک سلطنت کی تہوڑی تہوڑی فوج لیجاسے اور پانچ ہزار فوج پوٹنگ فوکوروانہ کیجاسے جنرل گینزلی نے برٹش فوج میں سے ایک رسالہ ایک پلٹن اور ایک توپخانہ لیا اور افواج متفقہ کے ساتھ پوٹنگ فوکوروانہ ہوئے جرمن۔ فرینچ اور جاپانی فوج ہی اون کے ہمراہ ہوئی۔ روسیوں کی فوج اس میں اس لئے شریک نہ تھی کہ ایک ہفتہ قبل سپین کو چھوڑ کر منچوریا کی طرف چلی گئی تھی جنرل گینزلی ان تمام افواج کے ساتھ نوین روز پوٹنگ فوجیں داخل ہوئے لیکن اس فوج کی آمد کی خبر سن کر تمام یکسر لوگ منتشر اور پراگندہ ہو گئے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ اب میں اپنے ٹاکو سے روانہ ہونے کا حال تحریر کرتا ہوں۔

ہم ٹاکو سے روانہ ہو کر شام کے چہرے سیدھ پہنچے۔ یہاں گھوڑے توکشی سے اوتار لئے گئے مگر تمام افسر جس اسٹیشن میں آئے تھے اسی میں رہتے دوسرے روز صبح کو نو بجے سب افسر ریل میں سوار ہوئے۔

تیس سال کا زمانہ ہوا کہ گورنمنٹ چین نے ٹاکو سے سپین تک ریلوے لائن بنوائی تھی۔ اسکا اکثر حصہ انگریزی انجینئروں کی تجویز سے تیار ہوا ہے لیکن ریل کو چینی لوگ ہی چلاتے تھے جب سے یہ لڑائی شروع ہوئی اور چینی فوج نے شکست کھائی تو اس ریلوے لائن پر حملہ آور سلطنتوں نے باتفاق باہمی قبضہ کر لیا تھا۔ مگر اسکا انتظام جرمن۔ فرانس۔ جاپان انگریزی حکومتوں کی رضامندی سے روس کے

سپر کر دیا گیا تھا۔ اسلئے کہ جب پیکن پر دول متحدہ کا قبضہ ہو گیا تو اس ریلوے کے متعلق بحث پیش ہوئی۔ چونکہ جرمن - فرانس - برٹش وغیرہ سلطنتوں کی فوجوں میں انجنیر اور ریلوے لائین کے انتظام کرنے والے آدمی موجود نہ تھے اور راسی فوج میں انجنیروں کی دو کمپیاں موجود تھیں اس لئے اس کا انتظام انہیں کے حوالہ کر دیا گیا تھا۔ اس وقت سیہو سے پیکن تک سب ریلوے لائین پر روسی لوگوں کے ادٹ پوسٹ تھے لیکن ریلوے لائین تمام دول متحدہ کے کا آتی تھی۔ بارہ بجے ہماری ٹرین ٹیچسن پہونچی۔ میں اور میجر وٹل صاحب کیسریٹ کے بنگلہ میں اوترے۔ ملک چین میں ٹیچسن مشہور شہر ہے حال میں لڑائی کے وقت چین کی فوج اس شہر میں جمع تھی اس لئے یورپین افواج کو اس شہر پر ہی گولہباری کرنی پڑی تھی گو لون کے صدر مون سے شہر کا تمام شمالی حصہ چین اکثر بڑی بڑی عمارتیں تھیں۔ خراب اور ویران ہو گیا تھا۔

چھ سو برس سے کچھ زیادہ ہوئے کہ قبلا خان نے اس مقام سے ایک نہر نکالی تھی تاکہ پیکن سے کانٹین جانے میں آسانی ہو جائے یہ نہر نہر اعظم کے نام سے مشہور ہے۔ اور دنیا کے عجائبات میں سے ہے چھ سو میل بہ کر دیا ہے ہوانگ اور یانگ ٹشی پر سے گذرتی ہوئی لانگ چونگ پہونچکر سمندر میں گرتی ہے یہاں پہونچنے سے پہلو معلوم ہوا کہ قلعہ پوٹنگ فو اور اوسکے اطراف میں تین ہزار چینی لوگ تھے اور امکار اودہ تھا کہ پیکن پر حملہ کرین اس واسطے تمام سلطنتوں کے



اتفاق سے ہر ایک سلطنت کی فوج میں سے تھوڑی تھوڑی فوج جمع کر کے پانچواں  
 فوج وہاں بھیجی گئی تھی۔ اس میں سے جرمن۔ برٹش برگیڈ پیکن سے روانہ ہو چکے ہیں  
 انگلش برگیڈ کے ساتھ خود جنرل گینزلی گئے ہوئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہاں  
 ایک بڑی سڑک آرائی ہوگی چونکہ مجھے میدان جنگ میں جانے کا کمال شوق تھا۔  
 افسر کمانڈنگ ٹینچسن سے ملا اور اون سے کہا کہ مجھے جنرل گینزلی صاحب کے اٹھانے  
 میں شریک ہونا ہے جو فرسٹ برگیڈ کے ساتھ پیکن سے پوٹنگ فو کو روانہ ہو چکے  
 ہیں۔ آپ پوٹنگ فو کو میری روانگی کا انتظام کر دیجئے تاکہ میں اون کے پاس  
 جلد پہنچ جاؤں۔ افسر کمانڈنگ ٹینچسن نے کہا کہ الوریٹن آج شام کو ریل پر سے  
 یہاں اترے گی۔ اور اوسے وقت کشتیوں میں سوار ہو کر پوٹنگ فو کو روانہ ہو جائی  
 اگر آپ ان کے ساتھ جائینگے تو پانچویں روز جنرل گینزلی صاحب کے کالم سے  
 مل جائینگے لیکن کشتیاں چھوٹی چھوٹی ہیں انہیں گھوڑے نہیں جاسکتے۔ آپ کو  
 گھوڑے چھوڑنا پڑینگے۔ اور اگر گھوڑے ہی ساتھ لیجانا منظور ہے تو کچھ توقف  
 کرنا چاہیے۔ ایک ہفتہ کے بعد سوار فوج روانہ ہوگی اوسکے ساتھ گھوڑے ہی جائینگے  
 چونکہ پیکن سے فوج روانہ ہو چکی تھی۔ اور مجھے نہایت جلد سرفرڈ گینزلی صاحب کے  
 پاس پہنچنا تھا اگر دیر ہو جاتی تو میں اون کے ساتھ میدان جنگ میں شریک  
 نہ ہو سکتا۔ اس واسطے میں نے اپنا کل سامان اور گھوڑے اپنے اڑولی مولا بخش خان کے  
 ساتھ ٹینچسن میں چھوڑ دئے اور لوئی فارم کے کوٹ اور برجیس کے سوا جو پہنچے

ہوئے تھا ایک خاکی کوٹ اور برعس اور دو فلائین کے شرٹ اور ضروری بستر  
 ہمراہ لے لیا۔ اور ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء عیسوی روز شنبہ کو شام کے پانچ بجے اور  
 پلٹن کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر پوٹنگ فو کو روانہ ہوا۔ اور پلٹن کے کل تین سو  
 سپاہی تھے اور اسکے کمانڈنگ کپٹن داؤد خان تھے کپٹن پرائیڈ اس جہنٹ کے  
 ساتھ انسپکٹنگ افسر تھے تیس تیس سپاہی ایک ایک کشتی میں بٹھلائے گئے  
 ایک کشتی افسروں کے لئے دی گئی جس میں کپٹن پرائیڈ میجر وٹل۔ اور میں سوار ہونے  
 ہمارے ریور کالم میں کل ساڑھے تین تہین ہر ایک کشتی کو بارہ بارہ ملاح کھجوں  
 سے چلاتے تھے ہماری کشتیاں تمام شب چلتی رہیں۔ سردی نہایت تھی۔ پلٹن  
 کے سپاہیوں کو ٹچسن میں گرم لباس دیا گیا تھا مگر جلدی کے باعث تقسیم نہ ہو سکا تھا  
 سردی سے اونہیں بہت تکلیف رہی دوسرے دن صبح کو نوبے کے قریب  
 کشتیاں ٹھہر کے سپاہیوں کو کنارہ پر اوتارے۔ اونہوں نے وہاں کھانا پکا کر کھایا  
 اور گرم لباس اونہیں دیا گیا وہ اونہوں نے پہنا بارہ بجے ہماری کشتیاں ندی  
 میں پہر روانہ ہو گئیں یہ ندی جس میں ہماری کشتیاں جاری تھیں ایک تالاب میں  
 لگتی تھی۔ دو بجے کے قریب ہماری کشتیاں اوس تالاب میں پہنچیں تالاب تقریباً  
 چودہ میل لمبا اور چھ میل چوڑا ہے ملاحوں کے بیان سے معلوم ہوا کہ اسکا دور  
 بجاس میل کا ہے۔ اسکا پانی کہی خشک نہیں ہوتا یہاں بطین ترخاب کثرت سے  
 دیکھنے میں آئے۔ چار گھنٹہ برابر اس تالاب ہی میں کشتیاں چلتی رہیں۔ پھر اس سے

نکل کر ایک دوسری ندی میں داخل ہو گئیں جو بوٹنگ فوکی طرف کو بہتی ہے غروب  
آفتاب کے بعد شام کے قریب پہر کشتیان ٹھہرائی گئیں اس سفر کے تمام راستہ  
میں یہی قاعدہ رہا کہ تمام دن کشتیان ندی میں چلتیں اور شب کو ندی کے کنارہ  
پر باندہ دی جاتیں۔ سپاہی لوگ کنارہ پر اترتے کھانا پکاتے اور کھاتے تھے  
اور طلوع آفتاب کے وقت اپنے منزل مقصود کو کوچ کرتے تھے۔

دوسرے دن صبح کو ملاحوں نے حسب معمول کشتیوں کے بادبان پہرہ کو  
چونکہ ہوا موافق تھی کشتیان خوب تیزی سے چل رہی تھیں۔

آج فجر کے وقت ہم کشتی کے سامنے کھڑے تھے ہنسنے دیکھا کہ چار لاشیں ندی  
میں پڑی ہوئی ہیں۔ چینی لوگوں سے دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جو فوجی لوگ  
اپنے لشکر سے علیحدہ ہو جاتے ہیں انکو وہاں کی رعایا قتل کر کے ندی میں پھینک  
دیتی ہے ان لاشوں کی حالت ایسی متغیر ہو گئی تھی کہ انکی تمیز نہ ہو سکی کہ وہ کس گروہ  
اور کس قوم کے لوگ ہیں۔ ندی کے کنارہ جا بجا زمین گاؤں ملتے تھے چونکہ ہمارے  
ساتھ تین سو سپاہی تھے گاؤں والے چینی ہم سے نہایت ادب اور اخلاق سے پیش  
آتے تھے لکڑی گوشت پہلی جس کسی چیز کی ضرورت فوجی لوگوں کو ہوتی اسی وقت  
لاکر حاضر کر دیتے تھے جب ان چیزوں کی قیمت انکو دی جاتی تو وہ نہایت تعجب کرتے  
اور کہتے تھے کہ پہلی جو فوج گئی اس نے ہمیں کسی چیز کی قیمت نہیں دی بلکہ جو شے  
انہیں مطلوب ہوئی ہم سے انہوں نے زبردستی چھین لی دریافت کرنے سے

معلوم ہوا کہ وہ روسی سہنے جو ایسا برتاؤ گاؤن والوں سے کرتے تھے۔  
 روسی فوج کے آدمی اس ملک میں بہت ظلم کرتے ہیں کسی چیز کی قیمت نہیں  
 دیتے رعایا کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتے ہیں جرمن اور فرنچ فوج کا ہی یہی  
 حال ہے اصل سبب اس جبر اور تعدی کا یہ ہے کہ اون سلطنتوں کی طرف سے کیمسریٹ  
 کا فوج کے لئے بالکل انتظام نہیں ہے اسلئے جہاں کہیں وہ لوگ جاتے ہیں اپنی  
 ضرورتوں کی وجہ سے عامہ رعایا پر دست تپاول دراز کرتے ہیں اور ہر ایک چیز  
 مفت لے لیتے ہیں جس سے غریب بچا رہے نقصان اٹھاتے ہیں اور انگریزی  
 فوج جب کہیں کو جاتی ہے تو اون کے ساتھ کھانے پینے اور رہنے بچانے کا  
 سامان ضرورت سے بھی زیادہ رہتا ہے اگر نپدرہ روز کا سفر ہوتا ہے تو بیس روز کا انتظام  
 کیا جاتا ہے کیمسریٹ ڈپارٹمنٹ اسی اہتمام کے لئے مقرب ہے قبل اسکے کہ فوج  
 روانہ کی جائے فوج کی ضرورتوں کے لحاظ سے پہلے کیمسریٹ کا بندوبست کیا جاتا  
 ہے اگر خشکی کا سفر ہوتا ہے تو پھر گاڑھیاں۔ اور اگر دریائی سفر ہوتا ہے تو کشتیاں  
 غرض جس قسم کی بار برداری کی جہاں کہیں ضرورت ہوتی ہے وہ سب پہلے سے مہیا  
 کی جاتی ہے منسل پر پہونچتے ہی لیشن کا ترم بجایا جاتا ہے ہر ایک رجمنٹ کے  
 سپاہی اپنے علاقہ کے کیمسریٹ میں مقررہ جگہ پر جمع ہو جاتے ہیں ایک روز پیشتر  
 سپاہیوں کو اون کی ضرورت کے لائق بڑی کشادہ دلی سے خوراک اور دیگر سامان  
 تقسیم کیا جاتا ہے کسی قسم کی تنگی اور کفایت شعاری نہیں کی جاتی۔ اس سبب انگریزی

دو ج کو لوٹ کھسوٹ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

چین کے ملک میں سٹرکین تو شاندار بنا دی ہوئی ہیں بلکہ اچھی سڑک تو اضلاع میں کہیں نظر نہ آئی۔ وہاں ندیاں بکثرت ہیں۔ اکثر بلکہ قریب قریب کل گاؤں اور شہر ندیوں کے کنارہ آباد ہیں۔ چھوٹی چھوٹی ندیاں اور جھیلیں بڑی بڑی ندیوں میں جاملتی ہیں جہاں کہیں سفر کرتے ہیں یا مال و اسباب بغرض تجارت لیجاتے ہیں تو وہ سب دریا یا راستوں سے کشتیوں کے ذریعہ جاتا ہے۔ بلکہ روزمرہ کی چیزیں ہی جیسے برہاجی ترکاری وغیرہ ہے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں یا شہر کو کشتیوں ہی میں لیجاتی ہیں۔ ملک چین میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر جانے کا بڑا ذریعہ کشتیاں بھی جاتی ہیں گاڑی گھوڑے کے عوض کشتیاں ہی کام میں لائی جاتی ہیں چھوٹی چھوٹی ندیوں کا چین کے تمام ملک میں ایک جال سا بچھا ہوا ہے کوئی جگہ ندی سے خالی نہیں۔ بعض جوبڑے بڑے دریا ہیں اونہیں دفغانی جہاز چلتے ہیں۔ چین کا ساحل جو طول میں کئی ہزار میل ہے اور چھ اس سفر میں اس کے بہت بڑے حصہ کے دیکھنے اتفاق ہوا ہے اس میں صدا بندرگاہیں ہیں اونہیں بہت بڑی تجارت ہوتی ہے اور یہ وئی ملکوں سے بکثرت مال آتا ہے اور اسی طور پر یہاں سے ہی ہر قسم کا مال اور سامان دوسرے بیرونی ملکوں کو کشتیوں کے ذریعہ براہ دریا جاتا ہے یہہ بندرگاہیں جہاں کی اور بندرگاہوں سے حفاظت اور آرام میں کم نہیں۔

۱۲۱ اکثر بدیشہ بند کے روز چھبے ساری کشتیاں روانہ ہوتی ہیں آٹھ بجے

کے قریب جہین ایک بڑا گاؤں ملا جسکی تقریباً دو ہزار کی آبادی تھی۔ دریا کے کنارے  
 فرینچ پلٹن کی چالیس کشتیاں کھڑی تھیں یہ ہی پوٹنگ فو اکسپڈیشن کو جانے والی تھیں  
 اسکے بعد جرمن کی بھی اکتیس کشتیاں ملین جنہیں اونکا اسٹور ہرا تھا۔ اسی روز بارہ  
 بجے کے قریب ندی کے کنارے نیٹو کیولری کی ایک مگڑی جہین دور سے دکھائی  
 دی جہین بارہ سپاہی ایک یورپین افسر کے زیر کمان تھے۔ جب وہ مگڑی قریب آئی  
 تو معلوم ہوا کہ وہ تھروڈ بھی کیولری کی پارٹی ہے یہ مگڑی رکنا سٹنگ کے لئے  
 اپنے سکند کالم سے آگے گئی تھی اونکا کالم وہاں سے سات میل پر تھا۔

۱۷ اراکٹو بر کو ہماری کشتیاں مقام چولی کو مین پہنچیں۔ یہ بہت بڑا گاؤں  
 ہے کہ پکین اور پوٹنگ فو کے درمیان راستہ پر واقع ہے اس مقام میں جینیون  
 نے ندی پر بہت بڑا لکڑی کا پل بنایا ہے کشتیاں اسکے نیچے سے گزرتی ہیں  
 ہم اس جگہ شام کے چار بجے پہنچے یہاں ہیکو ہانگ کانگ رجمنٹ بھی ملی جو  
 کرنل ریٹا لاک صاحب کے زیر کمان تھی۔ اونکی زبان معلوم ہوا کہ الورا پیر بل سروں  
 ٹروپس پلٹن کو ان کے ساتھ رہنے کے لئے حکم ہے اس واسطے تمام کشتیاں ندی  
 میں پل کے پاس کھڑی کی گئیں۔ ہانگ کانگ پلٹن اور پلٹن۔ وکٹوریہ رجمنٹ  
 جہین آسٹریلیا کے ساتھ سپاہی تھے یہ سب ایک جگہ فراہم ہو گئے۔ سر شام ٹامین  
 اور فرینچ فوج کی کشتیاں بھی یہاں پہنچ گئیں۔

برٹش گورنمنٹ کی فوج کا پہرہ راستہ پر کھڑا کر دیا گیا تاکہ کوئی سپاہی گاؤں میں



جا کر کسی چینی باشندہ پر تبریز یا دتی نکرے اس واسطے انگریزی فوج کا سپاہی کوئی  
 نہ گیا مگر جرمن اور فرینچ کے سپاہیوں نے گاؤں میں خوب لوٹ مچائی ہماری کشتیوں  
 کی مغربی سمت ساڑھے چار بجے ہیلیوگراف کی چمک معلوم ہوئی کرنل ریٹیک نے  
 فوراً ایک سگنلنگ پارٹی کو حکم دیا کہ ایک بلند مقام پر ہیلیوگراف نصب کر کے  
 دریافت کریں کہ وہ ہیلیوکس فوج کا ہے جرمن اور فرینچ والوں نے ہی اپنے  
 اپنے ہیلیوگراف لگائے چونکہ یورپ کی کئی سلطنتوں کی فوجیں تمام ملک میں جا بجا  
 پہلی ہوئی تھیں اگر دن میں یا شب میں کسی ہیلیوکس کی چمک کہی دکھلائی دیتی تو ہر ایک  
 سلطنت کی فوج اپنا اپنا ہیلیوگراف کے دریافت کرتی کہ وہ ہیلیوکس کے علاقہ کا ہے  
 برٹش سگنلنگ پارٹی نے فوراً کرنل ریٹیک کو خبر دی کہ جرینل لارن کیل کمانڈنگ  
 سکند برٹش کالم جنکی فوج تین میل کے فاصلہ پر مقیم ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ ۱۹ اکتوبر  
 روز پنجشنبہ کو جنرل سرائفر ڈگیزلی کا کالم پوٹنگ فوین داخل ہوگا۔ تمہارا ریور کالم  
 جوشیتون میں جاتا ہے اسے ہی اوسے روز پوٹنگ فوین داخل ہونا چاہیے۔  
 میں یہ اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ اور افسروں کے ساتھ میں نے اپنے گھوڑے  
 ٹینس میں چھوڑ دئے تھے کہ وہ کشتیوں میں ہمارے ساتھ چل نہیں سکتے تھے  
 اب یہاں خیال آیا کہ جوقت ہم پوٹنگ فوین پہونچینگے تو سواری کے لئے بڑی  
 دشواری ہوگی مگر یہاں ممکن ہو تو کسی گاؤں میں سے ایک دو یا بوضرور خرید لینا  
 چاہیے مگر ایک جمنٹ کے ساتھ سرکاری طور پر ایک چینی مترجم رکھنا تھا جاری

کشتی میں بھی ایک چینی مترجم یا نگ نامی تھا۔ اسے تھوڑی آنکھ نری بھی آتی تھی۔  
 میں نے اس سے کہا کہ راستہ میں اکثر بڑے بڑے گاؤں ملتے ہیں انہیں  
 غالباً سواری کے یا بوقیمت سے مل سکیں گے اس نے کہا کہ یا بو تو ہر ایک گاؤں میں  
 تھے لیکن فوج کو دیکھ کر ان لوگوں نے اپنے جانور جنگلوں میں بھیج دیے ہیں تاکہ  
 کوئی اون سے زبردستی چھین نہ لے۔

میں یا نگ کو ہمراہ لیکر کشتی سے اوترا۔ اور جو راستہ ندی کے کنارہ کنارہ  
 جاتا تھا اس راستہ سے دو میل کے قریب پہونچا تھا کہ ایک بڑا گاؤں ندی کے  
 کنارہ پر نظر آیا۔ یا نگ اور میں دونوں اس گاؤں میں گئے جب ہم نے یا بو دریافت  
 کئے تو گاؤں کے لوگوں نے صاف انکار کیا اور کہا کہ کوئی یا بو ہمارے گاؤں میں  
 نہیں ہے جب ہم نے اونہیں روپیوں کی تہلی دکھلائی۔ اور کامل اطمینان دلایا کہ  
 جو مال تم سے لیا جائے گا اسکی واجب قیمت تمہیں دے جائے گی اور بلار صامندی کوئی  
 چیز نہ لی جائے گی تب ایک شخص نے یا بو دکھانے کا اقرار کیا اور تھوڑی دیر میں  
 دو یا بو اس نے حاضر کئے۔ اونہیں ایک سترنگ اور دوسرا سمند تھا دونوں یا بو خوب  
 مضبوط تھے ناپ میں تقریباً تیرہ دو کے ہون گے اور پیگو کے یا بون کے ہم شکل  
 معلوم ہوتے تھے میں نے جب اس سے قیمت پوچھی تو اٹھائیس ڈالر دونوں یا بون کی  
 قیمت بتلائی۔ ایک ڈالر تقریباً ساڑھے تین روپیہ کلدار کا مساوی ہوتا ہے۔  
 میں نے وہ قیمت دیکر دونوں یا بو خرید کر لئے چینی مترجم نے کہا کہ اب آپ کو ایک ما تو

کی ضرورت ہے مافوق چینی زبان میں سائیس کو کہتے ہیں غرض کہ چینی مترجم نے ایک سائیس بھی یا لون کی خدمت کے لئے ساٹا لرا ہوا رہا پر نوکر کہا دیا یہ چینی سائیس دو لون یا لون کو ندی کے کنارہ کنارہ لیکر چلنا اور شام کے وقت جب ہماری کشتیاں کنارہ پر ٹھہرتیں تو ہمارے یا بو بھی کنارہ پر باندھ دی جاتے تھے ندی کے کناروں پر دو لون جانب گہانس اتنی گنجان تھی کہ اوسین سے آدمی کا گزرنا مشکل تھا اور اوس کے اطراف میں میدان اور کثرت سے زراعت تھی جو ار اور مکا کے کہیت منزلوں تک چلے گئے تھے جس مدی میں اس وقت ہم جا رہے تھے اوس کا نام فو ہو تھا یہ پیہو ندی کی ایک شاخ ہے جو دریائے شامل ہو جاتی ہے اس ندی کے دو لون طرف جا بجا تالاب اور جھیلین بھی ہیں۔ اکثر مقامات پر یہ ندی خود تالابوں اور جھیلوں میں پیہو ٹپکراؤں سے ملحق ہو جاتی تھی یہ تالاب بہت بڑے بڑے ہیں اور وسیع رقبوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جس جگہ ندی تالاب یا جھیل میں شامل ہوتی ہے تو اوس جگہ ندی کے کناروں پر بیدل چلنا سخت مشکل بلکہ بعض مقامات پر ناممکن ہے بعض جگہ کنارہ پر کچھ راستہ ہوتا ہے تو ملاح کشتی کی رسیاں پکڑ کے اوس پر چلتے ہیں۔

منزل بمنزل خشکی کے راستہ سے لڑائیوں میں جانے اور کوچ مقام کرنے کا مجھے بارہا اتفاق ہوا تھا۔ لیکن کشتیوں کے اکسپڈیشن کا یہ اولیٰ ہی موقع تھا جس وقت ہم ٹخپن سے کشتیوں میں روانہ ہوئے تو ہمارے ساتھ ہی فوج بڑے انتظام

سے روانہ ہوئی تھی۔

ہر ایک پلٹن کی تعداد کے موافق کشتیان لائی گئیں۔ اور ہر ایک کشتی کے سامنے بیس بیس سپاہیوں کی تکڑیاں آئین پہلے سپاہیوں نے اونچن اپنا اپنا سبب بہر اپہر خود سوار ہو گئے کشتیوں پر نمبر ڈالے گئے اول کشتی کمانڈنگ افسر کی تھی اور دو برٹش افسروں کی وسط میں۔ اور کل سپاہیوں کی کشتیان چھیہ تھیں ہماری کشتی میں تین افسر تھے سب کے پاس سوا یونی فارم اور رستہ کے اور کچھ سامان نہ تھا سپاہ کی ہر ایک کشتی میں ایک ایک وہ عہدہ دار تھا جو اس سکشن کی کمان کرتا تھا۔ جب یہ سب کشتیان تیار ہو گئیں تو کمانڈنگ نے فارورڈ کا ترم بجاایا۔ ترم کی آواز پر سب کشتیان روانہ ہوئیں۔ ہر روز یہی قاعدہ تھا کہ دن کے نو بجے کمانڈنگ افسر ہالٹ اور دسمونٹ کا ترم بجاتے اور سب سپاہی اپنی اپنی کشتیوں سے اوتر اوتر کے آدھے گھنٹہ تک باہر رہتے پھر دسمونٹ کے ترم پر کشتیوں میں سوار ہو کر روانہ ہو جاتے تھے۔ اگر زدی کے کنارہ راستہ درست ہوتا تو سب سپاہی فام ہو کر دو تین میل تک پیادہ پا ہی چلتے تھے۔

شلم۔ مولیٰ وغیرہ ترکاریوں کے کہیت ندی کے دو لڑن طرف اکثر دکھائی دیتے تھے لیکن ہماری فوج کے سپاہی کبھی اون کے نزدیک نہ جاتے۔ بخلاف انکے فرنیج اور جرمن کی بلٹین جو ہمارے ساتھ ساتھ تھیں اون کے سپاہی جب کشتیوں سے اوترتے تو جو چیز پاتے اسکو لوٹ لیتے تھے یورپ کی جن جن

سلطنتوں کی فوجیں اس وقت ملک چین میں گئی تھیں۔ ان کا احوال اور ان کی یونی فارم اور ان کے انتظام کی طرز اور انداز تو اجمالاً میں آئندہ لکھوں گا۔ لیکن اس موقع پر جو فوج فرینچ اور جرمن کی ہمارے رپورٹ کا لم کے ساتھ تھی اوسکی سپاہیانہ روش انگریزی فوج کے سپاہیوں کی روش سے مقابلہ کر کے دکھاتا ہوں ہمارے کتاب کے ناظرین کو ان دونوں کے درمیان آسمان اور زمین کا فرق نظر آئے گا ہم یہہ سنا کرتے تھے کہ فرینچ اور جرمن کی فوج میں نہایت دلچسپی ہے ان کے سپاہی اپنے افسروں کے بڑے فرمان بردار اور اطاعت گزار اور فوجی قاعدہ کے پابند ہیں۔ ان کی دیسی۔ اور یونی فارم نہایت درست رہتی ہے طبیعت کے بڑے چالاک اور چست ہوتے ہیں لیکن انکی اس وقت کی حالت دیکھ کر مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ سب خوبیاں انہیں ان کے خاص ملکوں جرمن اور فرینچ میں پریڈ اور قواعد کرتے اور ہیڈ کوارٹر میں رہتے وقت شاید ہوتی ہونگی۔ اس لئے کہ جو جنرل آرڈر تمام سلطنتوں کے جنرل کی طرف سے شایع ہوا تھا اور ضروری انتظامات کے ضوابط سے افواج کو اطلاع دی گئی تھی اوسکی ایک کاپی ہمارے پاس ہی آئی تھی اوس میں چودہ باتیں لکھی تھیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ راستہ چلتے وقت کوئی سپاہی کسی گاؤں والے کو تکلیف نہ دے اور نہ زبردستی سے کوئی چیز لے۔ اسباب کا لوٹنا بالکل ممنوع سمجھا جائے جو چیز یعنی منظور ہو وہ قیمت دیکر لی جائے۔

ان احکامات کی تحت برٹش اور جاپانیز فوج نے تعمیل کی اور باقی دوسری

ساطشون کی فوج نے باطل اس کے برعکس عمل کیا جہاں چہ مقام سیہو میں ہماری کشتی  
 کھڑی تھی شے کے آٹھ سبے بندوق کی آوارائی دریافت کرنے سے تھوڑی دیر  
 کے بعد یہ معلوم ہوا کہ چار چینی شخص ایک چوٹی سی کشتی میں ترکاری بہر کے لاکھتے  
 ایک فرینچ سپاہی نے زیر دستی کر کے باقیمت اون سے ترکاری لینا چاہا چینیوں نے  
 مفت دینے سے انکار کیا فرینچ سپاہی نے اونہیں سے ایک چینی کے گولی ماری  
 چینی کی دہنی پسلی میں گولی لگا کے پست سے نکل گئی یہ حالت دیکھتے ہی جان کے  
 خوف سے باقی تینوں چینی کشتی سے پانی میں کود پڑے اونہیں سے دو توندی میں  
 دھین پر ڈوب گئے ایک پیر کر باہر نکل آیا اور برٹش کبب میں پہونچ کر اوسنے  
 اس واقعہ کی خبر دی برٹش کیمپ سے دو تین مزدور اوسکے ساتھ گئے جس چینی کے  
 گولی لگی تھی کشتی میں زخمی پڑا تھا۔ اوسکی سب ترکاری فرینچ سپاہی لے گئے  
 تھے چینی مزدور اوس ستم رسیدہ زخمی کو اٹھا کر انگریزی لشکر میں لے آئے ڈاکٹر  
 نے ہاسپٹل میں رکھ کر اوسکا ضروری علاج کیا ہماری کشتیوں میں سے چند افسروں  
 نے جا کر اوس زخمی کو دیکھا اور جو شخص ندی میں پیر کر زندہ آیا تھا اوسکی زبان یہہ  
 سب ماجرا سنا تھوڑی دیر کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہو گئے یہ نہیں معلوم کہ وہ  
 زخمی مر گیا یا زندہ رہا۔ اور نہ یہ سننے میں آیا کہ جس فرینچ سپاہی نے گولی ماری تھی  
 کسی نے اوس سے باز پرس کی یا نہ کی خبر ل آڈر میں جو بہ حکم سختی سے تحریر تھا کہ  
 سوا وقت جنگ اور مقابلہ کے بے سبب چین کی رعایا میں سے کسی کو کوئی اذیت



نہ پہونچائے اور نہ کوئی شے بلامقصد کسی سے لے اسکی بجائے فرنچ فوج کے سپاہیوں نے چینی ترکاری فروش کو بندوق سے مار ڈالا۔ اور انکی ترکاری کی کشتی سب لوٹ لی اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ دوسری سلطنتوں کی فوجی بد نظمی اور سپاہ کی عدول حکمی کس حد تک ہے اور انگریزی فوج کی تہذیب اور فرمان برداری کہاں تک ہے کہ انگریزی فوج نے اوس زخمی کو فرنچ کے کیمپ سے طلب کر کے اپنے پاس ہاسپٹل میں رکھا اور اوسکے علاج اور تیمارداری کی طرف متوجہ ہوئی۔

اوسوقت میں فرنچ اور جرمن اور اٹالین فوج کے چند لوگ ہمارے ریلورکالم کے ساتھ تھے جب ہماری کشتیوں کے قریب وہ نظر آتے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ تیغدار فوج کے لوگ کسی مقام کو جا رہے ہیں یہ نہیں کہتا کہ جنگ کے وقت بلکہ ایسے کیمپلین میں جبکہ لایٹ مارچنگ آرڈر میں نہایت عمدہ طور پر رہنا سپاہی کو ضرور ہے اور ایسے مواقع پر سپاہی کو اپنی ریفیل ایچی طسج رکھنی اپنی یونی فارم برابر پہنتی اور دیکھنے والوں کی نگاہوں میں جالاک وچست نظر آنا اذکی خان سپاہی کے لئے نہایت ضروری امر ہے۔

ہانگ کانگ انفنٹری اور الور انفنٹری کے سپاہی ڈریس پہنے ہوئے جب کشتی سے اتر کر راستہ میں چلتے۔ اور اونسکے افسر بھی اونسکے ساتھ ہوتے تو بالکل اذکی وضع اور قطع ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے بڑے کیمپ آف انگریزائیز میں مسند پٹا

کی وضع و قطع ہوتی رہے سپاہی خاکی یونی فارم پہنے ہوئے سر پر بڑی بڑی لنگیاں  
باندھے سا برون کے بلٹ۔ خاکی کلوک لگائے۔ ریفلیں ہاتھ میں لئے ہوئے  
ایسے چپت و چالاک نظر آتے تھے گویا قدر رتنے انہیں خاص سو لجر اور میدان  
جنگ کے لئے پیدا کیا ہے۔

جب وقت پوٹنگ نو کی طرف فوج کو جانے کے واسطے حکم ہوا تو اس کے  
چار کالم کئے گئے تھے اور چاروں کالموں کے جنرل کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ  
علحدہ علحدہ راستوں سے جائیں ٹخپس کے دو کالموں اور اس کالم کے درمیان  
جو پیکین سے روانہ ہوگا اگرچہ اسی میل کا فاصلہ رہے گا مگر ان چاروں کالموں کو ایک  
ہی روز ۱۹ اکتوبر کو پوٹنگ نو میں پہنچنا چاہیے۔ اس حکم کے مطابق چاروں  
کالموں کی فوج تاریخ مقررہ پر پوٹنگ نو کے پاس جا کر جمع ہو گئی۔ جنرل سرفرڈ  
گینرلی صاحب کو وہاں پہنچنے پر یہ خبر ملی کہ بکسرگوک جو برسرِ بغاوت تھی یورپین  
فوج کی چڑھائی کی خبر انہوں نے جب سے سنی تو شہر کو چھوڑ کر سپارڈون میں  
جا چھپے ہیں معمولی ہتھیاروں کے سوا ان کے پاس کچھ توپیں ہی ہیں۔

جنرل سرفرڈ گینرلی نے کل جنرلوں کو طلب کر کے یہ تجویز کی کہ بڑا شہر کالم  
شمالی دروازہ کی طرف شہر سے باہر اترے اور شہر کے اندر شمالی حصہ کا بندوبست  
رکھے جرمن کالم جنوبی دروازہ کی طرف اور فرینچ واطالین کالم شرقی و غربی حصوں میں  
فروکش ہوں اور ان طرفوں کا انتظام کریں۔

اسکے بعد جنرل صاحب خود پوٹنگ فوشہر میں آئے وہاں کا چینی گورنر انکی پیشوائی کے لئے آیا خزانہ اور قلعہ کی کنجیاں پیش کیں۔ جنرل صاحب نے خزانہ کے زر نقد کو شمار کرنے کے لئے حکم دیا۔ کل تین لاکھ اکتیس ہزار پیل نکلے۔ یہ چینی سکے ہے جو سات شلنگ یا سو پانچ روپیہ چہرہ دار کا مساوی ہوتا ہے۔ روپیہ شمار کرنے کے بعد خزانہ پر جرمن اور برٹش سپاہیوں کا پہرہ مقرر ہو گیا۔ اور دروازہ پر مہر لگا دی گئی۔ پھر جنرل صاحب شہر کے اندر گورنمنٹ ہوس میں اترے جس میں لی ہنگ چنگ چین کا مشہور وزیر اور یہاں کا سابق گورنر اپنی گورنری کے زمانہ میں رہا کرتا تھا یہ مکان نہایت وسیع ہے اور اس میں کتنے ہی کمرے ہیں۔

درمیان کے کمرے میں جنرل صاحب تھے اور اطراف کے کمرون میں اسٹاف کو جگہ دی گئی تھی اسی روز میں ہی پوٹنگ فوشہر نچا۔ اور جنرل گینرلی سے ملا صاحب موصوف نہایت مہربانی سے پیش آئے۔ اور اپنے برگیڈیئر کو حکم دیا کہ ایک ٹرانسپورٹ کارٹ بچو اگر میرا تمام سامان کشتی سے منگالین اور جنرل گینرلی صاحب نے اپنے کمرے کی برابر میرے قیام کے لئے لی ہنگ چنگ کے ایوان ہی میں ایک کمرہ دیا۔

پوٹنگ فوشہر کی آبادی تخمیناً چار لاکھ آدمیوں کی ہوگی۔ شہر پانچ میل کے دور میں آباد ہے۔ شہر کے اطراف میں بڑی بلند فصیل ہے جو تقریباً ساٹھ فیٹ ارتفاع میں ہے اسکے چار دروازہ مشرق مغرب جنوب شمال کی طرف ہیں اور انہیں

سمتوں سے موسوم ہیں مکانات پختہ ایک منزلہ۔ لیکن گلی کو چے سیلے اور خراب صفائی کا نام زمین یہ شہر یکن پاسے تخت چین سے جنوب مشرق کی طرف واقع ہے چین کے اس حصہ میں یہ ایک ضلع ہی نہیں بلکہ ایک صوبہ کے درجہ میں ہے لی ہنگ چنگ جو اس وقت شہنشاہ چین کی طرف سے وول یورپ کے ساتھ صلح کے شرائط طے کرنے کے لئے یکن میں مختار کل مقرر کیا گیا تھا جب یہاں کی گورنری سے وزیر ہو کر یکن کو گیا تھا تو اسکی جائے ایک اور گورنر مقرر ہوا تھا اور اس تمام علاقہ کا حاکم تھا اس کے ماتحت چار بڑے بڑے عہدہ دار مثل کلکٹریا ڈپٹی کمشنر ضلع کے تھے اور ہر ضلع کا مالی کام کرتے تھے۔

چینی فوج یہاں بہت تحلیل رہتی تمام صوبوں میں کل پانسوا آدمی ہوں گے چین کی رعایا اور خزاہین کے لئے زیادہ کو تو الی اور فوج کی ضرورت ہی نہیں ہے اسلئے کہ یہ لوگ اپنی سرکار سے سرکشی ہی نہیں کرتے اور خود امن پسند ہیں ان کے مزاجوں میں ایسی غربت ہے کہ لڑائی کے پاس نہیں جاتے فوجداری مقدمات حاکم ضلع کے پاس بہت ہی کم آتے ہیں۔

چینی لوگوں کی جب کہی آپس میں تکرار ہوتی ہے تو صرف درشت الفاظ ہی استعمال کرتے ہیں لیکن ایک دوسرے پر کسی اپنا ہاتھ نہیں اٹھاتا۔ مار پیٹ کو محیوب اور مذہب کے برخلاف سمجھتے ہیں۔

غرض دوسرے دن صبح کو جنرل صاحب نے تمام فوج کا ملاحظہ کیا۔ شام کو چینی قوم

کے مخبروں سے معلوم ہوا کہ بکسر لوگ بہاڑوں میں جمع ہیں۔ جنرل صاحب نے دواسکو ڈرن  
تھرو بھی لائنسز کے اونچی خبر لانے کے واسطے روانہ کئے جب یہ اسکو ڈرن بکسروں  
کے گاؤں کے پاس پہنچے تو اونہوں نے انہیں بند و قین چلائیں۔ ایک سپاہی رنجی  
ہوا۔ بکسروں کے یہی چند آدمی مارے گئے۔ سر شام یہ اسکو ڈرن اسی روز واپس  
آگئے۔ دوسرے روز ۲۳ راکٹوبر کو جنرل صاحب نے ایک کالم بکسر کی کرنل فیض  
اونچی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جس میں تھرو بھی لائنسز اور سولہ بگال لائنسز کا ایک  
ایک اسکو ڈرن اور جوہیس پنجاب انفنٹری کی نصف پلٹن تھی۔ اس کالم سے بکسروں  
کا مقابلہ ہوا۔ انگریزی فوج کے تین سپاہی اور ایک افسر رنجی ہوا۔ اور بکسر لوگ  
قریب چالیس کے مارے گئے اور ان کے بچیس بچر اور یا بو گرفتار ہوئے۔ اور  
آٹھ توہین ہاتھ آئیں یہ کالم تیسرے روز پوٹنگ تو کو واپس گیا۔

۲۴ راکٹوبر کو اٹالین کرنل نے جنرل گینرلی صاحب کو رپورٹ دی کہ اٹالین  
پلٹن کے بیس سپاہیوں پر جو رکتا سیٹس کے لئے گئے تھے یکایک بکسروں نے  
بند و قین چلائیں۔ اور اس اٹالین پارٹی اور ہیڈ کو اسٹرک کے درمیان آکر دیرہ سو بکسروں  
نے راستہ سدود کر دیا ہے اونہیں کا ایک سپاہی کسی جیلہ سے نکل کر خبر دینے کو آیا ہے۔

جنرل گینرلی صاحب نے فوراً سولہ بگال لائنسز کا ایک اسکو ڈرن اٹالین پلٹن  
کے ساتھ لک کر روانہ کیا اس فوج کے پہنچتے ہی بکسر لوگ فرار ہو گئے۔ اٹالین  
پلٹن کا ایک سپاہی مارا گیا اسی روز فرنیچ پلٹن سے بھی بکسروں کا مقابلہ ہوا۔ چہ

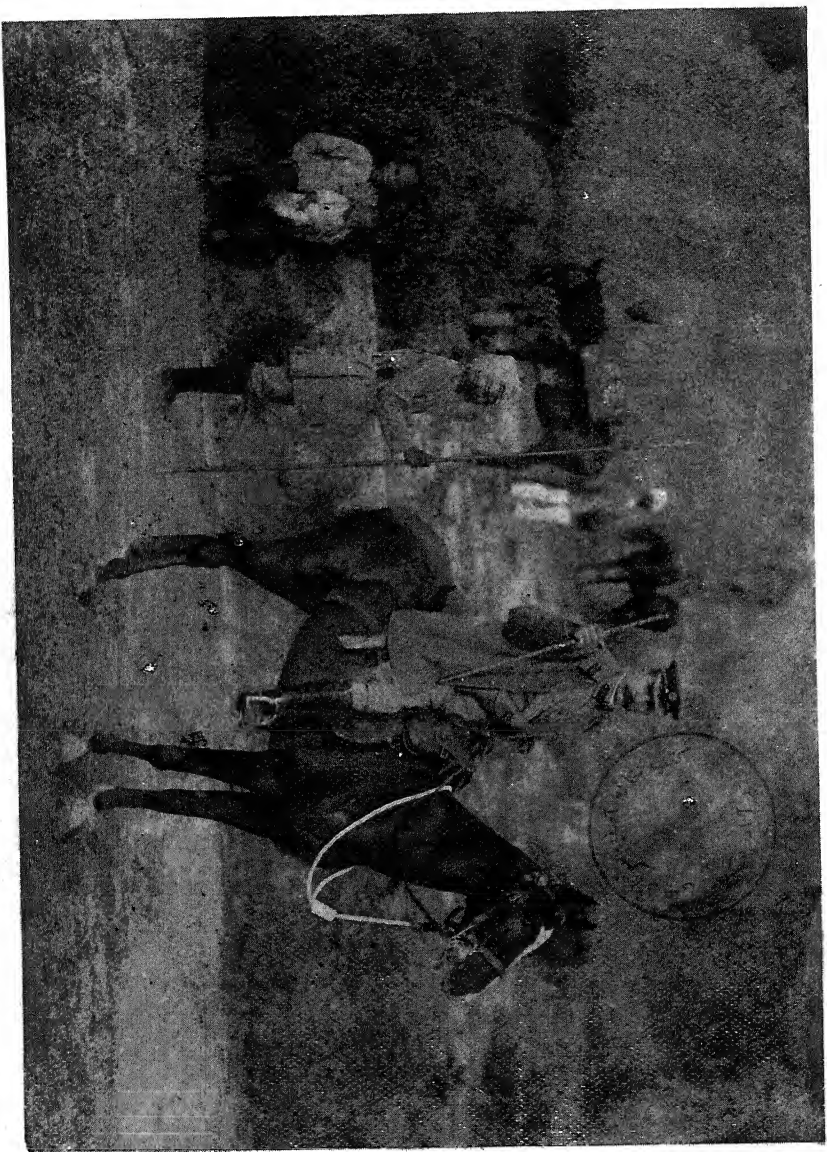
فرینچ سپاہی زخمی ہوئے اور بایئس بکسروں سے گئے۔

چونکہ بکسروں نے اہل یورپ کی مشنریوں پر انواع و اقسام کے ظلم و ستم کئے تھے اس لئے ضرورت تھا کہ اس جابرانہ حرکات کی اونکو سزا دی جاتی ہے۔ پوٹنگ فوکی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد جب واپسی کا ارادہ ہوا تو جنرل گینرلی صاحب نے جرمن اور فرینچ جنرلوں کو بلایا۔ اور اون کے اتفاق سے یہ تجویز کی کہ جس مندر میں پادریوں اور عیسائیوں کو بکسروں نے قتل کیا ہے اسے پامال کرنا ضرور ہے اور سکوڈائی ٹاؤن میں سے اور ادینا چاہیئے۔

یہاں سے فوج کے چار کالم کر کے مختلف راستوں سے پکین کو روانہ کیا جائے۔ یہ فوج بکسروں کو اون کے ظلم و ستم کی پاداش میں جہاں پائے قتل کرے اور جہاں جہاں اون کے گاؤں ملتے جائیں وہاں وہاں اونکو آگ دیتی جائے خصوصاً مقام لٹاک فٹنگ کے باشندوں سے جنہوں نے پادریوں کو قتل کیا ہے پورے طور سے انتقام لیا جائے اور اون کے گاؤں تاراج کر دے جائیں اور یہ کالم یہ مہات سر کرتے ہوئے پکین پہنچ جائیں۔ ان کالموں کی روانگی کی تاریخ ۲۸ اکتوبر قرار پائی۔ چونکہ جنرل گینرلی صاحب منزل بمنزل براہ راست پانچ وزین پکین پہنچنے والے تھے اس موقع پریشی سے یہ مناسب سمجھا کہ میں جنرل رچرڈسن صاحب کے ساتھ جاؤں جو چار کالموں میں سے ایک کالم کے افسر مقرر ہوئے تھے ان کے ہمراہ جانے سے چین کا ملک بھی میرے دیکھنے میں آئیگا اور لڑائی کا بھی موقع ملے گا۔



صفحہ ۵۳۱ افسر الملک کے درکار پوٹنگ فوٹو شمالی سیکرین مائیکرو پیسٹ میں کو روڈ انڈیا



جنرل گیزلی صاحب نے جنرل رچرڈسن صاحب کے اسٹاف میں مجھے مقرر فرما دیا۔

۲۸ اکتوبر ۱۹۰۰ء عیسوی کو جنرل گیزلی صاحب براہ راست پکین پاسے تخت چین کو روانہ ہو گئے۔ اور جنرل لارن کیبل صاحب دو پلٹنیں ایک رسالہ اور ایک توپخانہ کے ساتھ مشرقی پہاڑوں کے راستے ٹنچسن کو گئے اور جنرل رچرڈسن صاحب نے ایک رسالہ ایک پلٹن۔ ایک توپخانہ لیکر لانگ فانگ کی طرف کوچ کروایا۔ مین ہی اون کے کالم کے ساتھ چلا گیا۔

جنرل صاحب نے سولالانگ زرے سے ایک گھوڑا میری سواری کے لئے مقرر کیا اور شل دو سکرافسرون کے ایک چھوٹا سا خیمہ ہی مجھے دیا مین اوپر تحریر کر آیا ہوں کہ مینے اپنا سامان گھوڑے اور ارٹولی وغیرہ سب ٹنچسن میں چھوڑ دئے تھے اب وہ وہاں سے پکین آگئے تھے میری درخواست پر جنرل گیزلی صاحب نے پوٹنگ نو سے پکین کو مار دیا تھا کہ یہ کل سامان پوٹنگ نو میں پہنچا جائے چنانچہ سولالانگ خانہ و قدار گھوڑے وغیرہ سامان لیکر پکین سے میری طرف کو چلے تھے لیکن قبل اسکے کہ وہ پوٹنگ نو میں میرے پاس پہنچیں مین جنرل رچرڈسن کے کالم کے ساتھ لانگ فانگ کو روانہ ہو گیا مینے ہر خیمہ کو شش کی کہ لانگ فانگ کے پارچ میں میرے گھوڑے اور سامان میرے پاس آجائے اس لئے کہ جنرل رچرڈسن صاحب کا ارادہ تھا کہ لمبے لمبے کوچ کر کے بکسرون کے شہروں اور مقامات پر تاخت کریں اس موقع پر مجھ کو اپنے گھوڑوں اور سامان کی نہایت ضرورت تھی لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ پوٹنگ نو

کے محلے میں جیسے میرے گھر ٹرے سامان اور آدمی بچے دور رہتے تھے ویسے ہی لاناگ فاناگ کے حملہ میں بھی وہ مجھ تک نہ پہنچ سکے۔

غرض ۲۸ اکتوبر کو ہمارا کالم آستوگاؤن میں پہونچ کر مقیم ہوا دوسرے روز سولہ میل کی مسافت طے کر کے مقام پانی کان ٹم میں پہونچا بکسروں کا یہ ایک بڑا مقام تھا دوسرے روز یہاں قیام کر کے ۳۰ تاریخ کی صبح کو فوجی پارٹیوں سے اس مقام کا محاصرہ کیا گیا تاکہ بکسر کہیں بھاگ نہ جائیں اور جنرل صاحب خود گاؤن کے اندر گئے۔ تین شخص جو اہل مشتری کے قتل میں شریک ہوئے تھے یہاں گرفتار کئے گئے اور انکو اسی وقت گولی سے مار دینے کا حکم دیا گیا۔ میجر اینچلو صاحب نے اون تینوں کو علیحدہ علیحدہ کھڑا کیا۔ اور سولہویں رسالہ میں سے بارہ سپاہیوں کو حکم دیا کہ چار چار سپاہی ایک ایک بکسر پر بیٹل بیٹل قدم کے فاصلہ سے بندوقین فیہ کرین۔ غرض تینوں مجرموں کو مار کر اون کے مکانات جلادے۔ اور یہاں ان لوگوں کا جو مندر تھا اسے بھی ڈاٹنا مٹ سے اڑا دیا۔

۳۱ اکتوبر کو چوبیس میل چل کر ننگ کنگ میں ہم پہونچے۔ بکسروں کا یہ ایک بڑا شہر ہے اس میں فرنیچ کے پادریوں اور اون کی عورتوں اور بچوں کو بکسروں نے جنوں کے مہینے میں قتل کیا تھا۔ جنرل صاحب نے شہر کے دروازوں پر بیٹن اور رسالہ کا گارڈ متعین کیا کہ بکسر لوگ باہر نکل کر بھاگ نہ جائیں۔ اور فوج کو کیمپ میں اترنے کے لئے حکم دیا۔ ۲

آج ہمارے کالم کو راستہ میں دو ندیوں پر سے عبور کرنا پڑا راستہ یہی تو پختانہ کو  
لئے اچھا نہ تھا۔ ہماری فوج اس مقام پر پانچ بجے بعد پہونچی۔ چین کے ملک کے اس  
نواح میں آجکل پانچ بجے سے پہلے آفتاب غروب ہو کر اندھیرا شروع ہو جاتا ہے  
سب سے پہونڈا دن یہاں آٹھ گھنٹہ کا اور سب سے بڑی رات سولہ گھنٹہ کے قریب ہوتی  
ہے آج تمام دن سرد ہوا چلا کی اور پہاڑوں پر برف بھی گرتی رہی۔ شب کو چند  
سائیس سردی سے ٹھٹھک گئے جب اوٹکو آگ سے سنیکا اور اونکی مالش کی گئی تب  
اون کے ہاتھ پاؤں سیدھے ہوئے اور جوڑ بند کھلے۔ بالٹیوں میں پانی جم کر برف  
ہو گیا تھا گرم چار کی پیالی اگر منہ تک لائی جاتی تو منہ تک پہونچتے پہونچتے  
سرد ہو جاتی تھی۔ گھوڑوں کی رکابوں کا لوہا اتنا سرد ہو جاتا کہ رکاب میں پاؤں کو  
کے بعد تھوڑی دیر میں سن ہو جاتا تھا۔ اس واسطے جرمن فرینچ اور اٹلی کی کیوریوں  
میں رکاب پر ایک تکر لکڑی کا لگاتے تھے کہ سوار کا پاؤں بجائے لوہے کے  
لکڑی پر رہے سردی سے ہمیں لگانی بھی چھوڑ دی گئی تھی اس لئے کہ لوہے  
کی ہر ایک چیز سردی کی شدت سے جسم کے قریب آئے ہی ناگوار معلوم ہوتی تھی  
جو گرم لباس ہم کلکتہ سے اپنے ساتھ لائے تھے وہ یہاں ہمارے کچھ کام نہ آیا  
گرم لباس کچھ تو ہمیں گورنمنٹ کیمسٹری سے ملا۔ اور کچھ ہم نے خود بازار سے خرید کیا۔  
صبح کو نو بجے کے قریب جنرل صاحب شہر کی طرف بڑھے۔ دشمن کی نہ تو  
کوئی فوج مقابلہ کو آئی۔ اور نہ قلعہ پر سے کوئی توپ چلی جنرل صاحب قلعہ میں داخل ہوئے

قلعہ کا حاکم مینڈرین نامی پیشوائی کے لئے آیا اور جنرل صاحب کو سرکاری مکان میں لے گیا۔ جنرل صاحب چینی گورنمنٹ ہوس میں اوتیرے اور اوس سے کہا کہ جن بکسروں نے تمہارے شہر میں پادریوں کو قتل کیا ہے وہ مجرم بکسروں کے حوالہ کر دیجئے اور چالیس ہزار ڈالر جرمانہ داخل کیجئے مینڈرین نے کہا کہ دو مجرم تولی ہنگ چنگ کے حکم سے تھوڑا زمانہ گزرا ہے کہ قتل ہو چکے اور اون کے سر قلعہ کی دیوار سے لٹکا دئے گئے ہیں جو اس وقت تک موجود ہیں۔

چین کے ملک میں یہ دستور ہے کہ قلعہ کی دیوار پر لوہے کی ٹوکریاں رسیوں سے اوڑھان رہتی ہیں جب کبھی کوئی مجرم قتل کیا جاتا ہے تو اوس کا سر ایک ٹوکری میں رکھ دیتے ہیں وہ کچھ زمانہ تک اوڑھان رہتا ہے اون دونوں مجرموں کے سر ہی قلعہ کی دیوار سے اوڑھان تھے۔

جرمانہ کی نسبت مینڈرین نے کہا کہ ایک مہینے کی مدت میں یکن ہجرون گا۔ جنرل صاحب نے اس وعدہ کے متعلق اوس سے ایک نوشتہ لے لیا اور کمپ میں واپس چلے آئے وہاں سے دو کوس پر بکسروں کا ایک اور گاؤں تھا حکم دیا گیا کہ وہ جلا دیا جائے۔ چنانچہ آگ لگا کے اسے خاک سیاہ کر دیا۔

یکم ماہ نومبر کو جنرل صاحب نے یہ حکم دیا کہ آج چوبیس میل پاچ کر کے سر شام پان چوبیس مقام کا محاصرہ کیا جائے گا صبح کے سات بجتے ہی فوج کا کوچ ہو گیا بارہ بجے ایک گھنٹہ کے لئے راستہ میں ٹھہیرے تاکہ سب افسر اور سپاہی کھانا کھا لیں

اور گھوڑوں کو بھی پانی پلا کر روانہ کہا انس کہا دین۔ اسکے بعد پہر کو ج کر دیا چار بجے کے قریب اڈولنس پارٹی کا ایک سپاہی دوڑتا ہوا آیا۔ اور اوس نے کہا کہ دشمن کے کچھ سوار اور پیادے راستہ کے دہنی طرف نظر آتے ہیں۔ جنرل صاحب نے فوراً کالم کو ہالٹ کا حکم دیا۔ تو پتخانہ اور پلیٹن آگے بڑھائی گئی تھوڑی دیر کے بعد افسران چارج اڈولنس پیروں کی تحریری رپورٹ پہنچی کہ چینی فوج کے تقریباً تین سو سوار۔ اور پانسویادے ویرہ میل کے فاصلہ پر دکھائی دیتے ہیں۔ اور سب ایک جگہ کھڑے ہیں جنرل صاحب نے اسی وقت ایک افسر پیروں کو دشمن کی خبر لانے کے واسطے بھیجا چونکہ دشمن کے اور ہماری فوج کے درمیان گاؤں اور درخت حامل تھے دشمن کی فوج ہمیں نظر نہیں آتی تھی اس واسطے ہم آگے بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ ہم گاؤں سے آگے نکل گئے۔ جیہی ہم گاؤں سے نکلے ہیں کہ ہمارے ایک سوار نے ایک سرخ کاغذ لاکر جنرل صاحب کو دیا یہ سرخ کاغذ چینی فوج کے جنرل کا درنٹنگ کارڈ تھا۔ چین کے ملک میں درنٹنگ کارڈ کا قدیم سے دستور ہے۔ سرخ کاغذ پر چینی حروف میں نام لکھا ہوتا ہے اور سپاہی نے زبانی بھی کہا کہ چینی فوج کے چھ سپاہی صلاح کا جہنڈا ہلاتے ہوئے آگے آئے اور میں سے ایک نے جو افسر معلوم ہوتا ہے یہ کاغذ دیا ہے اگرچہ انکی زبان ہماری سمجھ میں نہیں آتی لیکن قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنرل گریمسٹن صاحب سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جنرل صاحب نے چینی مترجم کو جنرل گریمسٹن صاحب کے ساتھ مع اوس سپاہی کے



بہجاکہ مفصل احوال دریافت کر کے اطلاع دیں۔

اس اثنائے میں ہمارا کالم گاؤں سے گزر کر ایک میدان میں پہونچا اور چینی سوار اور پیادے ہمیں بخوبی نظر آنے لگے۔

جنرل صاحب نے توپخانہ کو ایکشن پر آنے کے لئے حکم دیا۔ چاروں توپیں فوراً ایکشن پر لائی گئیں (یعنی دشمن پر فیر کرنے کو تیار کی گئیں) کمانڈنگ توپخانہ نے جیجنک ڈسپٹش کے آلہ سے دیکھ کر دو ہزار فیٹ کے فاصلہ پر شش باندہی توپوں میں شیل بہر کے جنرل صاحب کے حکم کے منتظر ہوئے۔ جنرل صاحب نے کہا کہ جب تک میں خود حکم نہ دوں فیر نہ کیا جائے پلٹن کو توپخانہ کے لفٹ پر کھڑا کیا اسلئے کہ وہی طرف کی زمین ناقص تھی رسالہ کو وہی طرف اسکو اڈرن کالم میں فارم کیا۔ غرض کہ تمام برگیڈ کو نہایت خوبی کے ساتھ اٹاک فارمیشن میں تیار کیا۔

جنرل صاحب کو اس بات کا اشتہار تھا کہ اول چینی فوج کی طرف سے فیر ہو تو ہم توپخانہ کو فیر کا حکم دین چینی فوج کے رسالہ کو ہم برابر دیکھ رہے تھے پلٹن رسالہ سے ذرہ فاصلہ پر تھی۔ ہم سب افسروں نے اپنے اپنے ریوالور بار کر لئے جنرل رچرڈسن صاحب کی طرز کار روائی سے معلوم ہوتا تھا کہ جب وہ توپخانہ کو فیر کا حکم دینگے تو فوراً رسالہ کو فلینگ اینگ کے لئے آگے بڑھائینگے۔ غرض اسوقت سب کے دلوں میں ایک جوش پیدا ہو رہا تھا اور خیال تھا کہ طرفین میں ابھی لڑائی ہوگی۔ اور سپاہ کو اپنی دلیری اور بہادری کے دکھانے کا موقع ملے گا۔

اسی اثنائیں ہماری بائیں طرف سے بندوق کی آواز آئی۔ چونکہ اوسطرف گنجان  
 درخت تھے یہ معلوم نہ ہوا کہ کس نے بندوق چلائی جنرل صاحب نے ایک افسر کو خبر لانے  
 کے لئے بھیجا اوس افسر نے چند منٹ کے بعد واپس آکر بیان کیا کہ چینی فوج کے چہر  
 سپاہی جنہیں ایک افسر ہی تھا صلح کا جھنڈا لیکر ڈوہڑی پارٹی کے پاس جاؤ ولین پارٹی کو افسر  
 کہا کہ تم سب لوگ اپنے ہتیار رکھ دو۔ پانچ نے تو ہتیار رکھ دئے لیکن ایک نے جو افسر تھا۔  
 اپنے ہتیار نہیں رکھے اور اپنی فوج کے طرف پلٹ جانے کا ارادہ کیا اوسوقت ترمیٹر  
 نے جو ڈوائس پارٹی کے ساتھ تھا اوسے روکنا چاہا جب وہ نہ رکا تو ترمیٹر نے اوپر  
 ریوالتور کا فیر کیا۔ وہ افسر گولی کہا کر زمین پر گر گیا۔ چینی مترجم کی زبان معلوم ہوا کہ وہ افسر  
 چینی رسالہ اور پلٹن کا جنرل تھا اور وہ لوگ بکسر نہیں ہیں۔ بلکہ امپیریل آرمی یعنی شاہی  
 فوج چین کے سپاہی ہیں۔ لی ہنگ چنگ کے حکم سے بکسرون کو اوسطرف سنرا  
 دینے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ جنرل صاحب نے یہ شکر کیا کہ جھوٹا بکسرون سے  
 جنگ کرنے اور اونہیں منرا دینے کا حکم ہے امپیریل آرمی سے لڑائی کی اجازت نہیں  
 جنرل صاحب نے چینی مترجم کے ذریعہ اون سواروں سے جنہوں نے ہتیار رکھ دئے  
 تھے کہلایا کہ جھوٹا امپیریل آرمی سے کچھ سروکار نہیں۔ تمہارا جنرل اپنی غلطی سے مارا  
 گیا۔ اگر کہڑا رہتا تو ہمارے سپاہی ہرگز اوسپر فیر نہ کرتے آپ لوگ اپنے لشکر میں جا کر  
 بہ کیفیت بیان کر دیں۔ اور میں خود ہی جا کر تمہارے افسر سے یہ بات کہو گا چنانچہ  
 جنرل صاحب نے فوج کو حکم دیا کہ اپنی جگہ پر کھڑی رہے اور اپنے اسٹاف میں سے

جھوٹے گروہ کو ہر گز مستثنیٰ نہ کیا اور مترجم کے ذریعہ تمام واقعات بیان کئے اور جو غلطی ہوئی تھی اسے خوب سمجھا دیا۔ جب ہم چینی رسالہ کے پاس پہنچے تھے تو اون کے طرز اور انداز سے مترشح ہوتا تھا کہ وہ نہایت خوف زدہ ہیں۔ اول صف میں تقریباً تین سو سوار ہون گے اور کی یونی فارم عجیب تماشے کی تھی۔ ایک ڈھیلہ کرنا جس طرح کہ چینی لوگ اکثر پہنتے ہیں۔ سینہ پر ایک گول نشان جس میں چینی تحریر سے اسپیریل آر می لکھا تھا۔ اسی طرح ایک گول نشان پشت پر بھی تھا۔ اس میں اون کے رجمنٹ وغیرہ کا ہی نمبر تھا۔ ریفیل پشت پر سلنگ کی ہوئی۔ تلوار زین میں سامنے لگی ہوئی بعض کے ہاتھوں میں بہالے اور بعض کے ہاتھوں میں جھنڈیاں سب ریفیلین ان کے پاس جرمن ساخت کی تھیں۔ چینی پلٹن ہم سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی۔

اوسے روز سر شام ہماری فوج مقام پانچو میں پہنچی۔ دوسرے دن یکم نومبر کی صبح کو یہاں مقام رہا۔ بکسروں کے اجتماع کی خبر لانے کے لئے چاروں طرف فوج کی ٹکڑیاں روانہ کی گئیں۔ جنرل صاحب کا حکم تھا کہ گاؤں والوں کی کسی چیز کو کوئی ہاتھ نہ لگائے ہاں اگر بار بار بر داری کے جانور۔ خجہر۔ یا بو اونٹ مل جائیں تو اونہیں کیمپ میں لے آئیں۔ چنانچہ اچھکی تارنج ساٹھہ خجہر۔ اور یا بو۔ اور چالیس اونٹ سپاہی اپنے ساتھ لشکر میں لائے۔

۲ نومبر کو آٹھ بجے سب فوج نے پانچو سے کوچ کیا۔ راستہ میں ایک

بڑی ندی سے عبور کرنا تھا اس لئے جنرل صاحب نے کل سات میل چلنے کے لئے آج حکم دیا۔ قریب دس بجے کے ہم ندی کے کنارہ پہنچے۔

سب سے پہلے بار برداری کے خچر وغیرہ ندی سے پار کئے گئے۔ پھر تو پچانہ ندی سے پار ہوا۔ ندی میں تقریباً ساڑھے تین فیٹ پانی تھا۔ کنارہ پر ریت زیادہ تھی تو پچانہ بڑی مشکل سے پار ہوا۔ اسکے بعد رسالہ اور پیر ملیٹن نے عبور کیا۔ دس بجے سے غروب آفتاب تک جنرل صاحب مع اسٹاف کے ندی کے کنارہ کھڑے رہے جب سب فوج کیمپ میں اور ترکی تو سب سے آخر وہ کیمپ میں آئے۔

۳ نومبر کی صبح کو نو بجے لشکر کا کوچ ہوا تین بجے لانگ فائیگ کے علاقہ میں پہونچا مخمرون نے بیان کیا تھا کہ بکسرون کا یہ ایک گاؤں ہے۔ چارنہر ایکسپر کے قریب یہاں جمع ہیں۔ لیکن جب ہم یہاں پہونچے تو ریگنا سیرنگ پارتیز اور کیمپ پٹرول کی زبانی معلوم ہوا کہ بکسرون چھوڑ کر بیارٹون میں جا چکے ہیں۔

۴ نومبر کو یہاں مقام کیا گیا پانچویں تاریخ کی شب کو اتنی سردی بڑی کہ ندی کا بانی جم گیا۔ برف جنگل میں چاروں طرف جمی ہوئی ایسی معلوم ہوتی تھی گویا میدان میں ایک سفید چادر بچھی ہے طلوع آفتاب سے قبل ہی تند ہوا چلنا شروع ہوئی چونکہ یہ ہوا برفستانی پہاڑوں کی طرف سے آتی تھی اسکی وجہ سے سردی بدرجہا بڑھ گئی ہوا کا ہر ایک جھوکا دل پر سخت ناگوار گزرتا تھا۔ جب قدر گرم لباس ہمارے پاس تھے وہ ہم نے سب پہن لئے تھے لیکن سردی کا کچھ چارہ نہ ہوتا تھا۔ چار۔

کافی تیار کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن نہ آگ روشن ہوتی تھی اور نہ نوکروں سے سردی کے باعث کام ہو سکتا تھا۔ باقی گرم کرنے کے ظروف میں برف ڈال کر آگ پر رکھتے تو اس میں آگ کی گرمی بڑی دیر میں اپنا اثر کرتی تھی۔

جنرل صاحب نے نو بجے تک تو قف کیا کہ سردی کم ہو جائے آخر مجبوری فوج کی تیاری کا ترم بجا دیا۔ سپاہیوں نے بمشکل گھوڑوں پر زین باندھے اسباب نچرون پر بار کیا۔ لیکن اس وقت ایک اور مشکل کا سامنا پڑا۔ لانگ فٹنگ جو شمال کی طرف واقع تھا وہاں جاتا تھا اور شمالی پہاڑوں سے ہوا بھی آ رہی تھی۔ جب چلنے کا ارادہ کیا تو سرد ہوا کے زور سے گھوڑوں کے منہ پٹ پٹ جاتے تھے سواروں کے منہ اور کان سردی کی شدت سے سن ہو گئے۔

اگرچہ افسروں کے پاس گرم لباس نجوبی تھا۔ جسم پر فلائین کے موٹے کرتے اونکے اوپر جاکٹ اور اونٹن پر یونی فارم کے موٹے خاکی کوٹ اور کوٹون پرفرنی چینی لومٹری اور گلہری غیسرہ کے پوسٹینون کے استر کے اور کوٹ ہاتونین امریکہ کے دستانے جکے استربالون کے تھے یہ سب پہننے تھے لیکن اسپر ہی اس شدت سے سردی معلوم ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے تمام رسالہ اور توپخانہ کے گھوڑوں پر کمل اور کملوں کے اوپر زینین بند ہی تھیں۔ مگر گھوڑے سردی سے کانپ رہے تھے اس روز بمشکل بارہ میل کی منزل طے کی گئی اور خدا خدا کر کے لانگ فٹنگ پہنچے اس وقت جنرل صاحب نے یہ تدبیر کی کہ چونکہ ہوا کی شدت

ورمزدی ہے آج کیمپ کے ڈیرے کھڑے نہوسکیں گے اور صبح سے فوج میں  
 سپاہیوں کو کچھ کھانا پانی ہی نہیں ملا ہے آج کسی بستی کے اندر مکانوں میں  
 اوترا بہتر ہوگا جب لاناگ فاناک گاؤں میں لشکر پہنچا تو جنرل رچرڈسن  
 صاحب نے وہاں کے منیڈرین سے کہا کہ ہمارے لشکر کے آدمیوں کو گاؤں  
 کے اندر اوترنے کی اجازت دیجئے ہم لوگ کسی گاؤں والے کو تکلیف ندینگے  
 گاؤں کے مکانوں میں صرف شب گزاریں گے اور صبح ہوتے ہی چلے جائیں گے  
 منیڈرین نے اسے منظور کر لیا۔ جنرل صاحب نے خود جا کر رسالہ اور پلٹن۔ اور  
 توپخانہ کو اوترنے کی جگہ بتلائی۔ رسالہ گاؤں کے باہر ایک بڑے دیول میں  
 مقیم ہوا۔ توپخانہ شہر میں ایک ایسی جگہ اوترا جو بطور سر اس کے تھی۔ پلٹن شہر نیاہ  
 کے خالی مکانات میں فروکش ہوئی۔ جنرل صاحب مع اسٹاف کے ایک بڑے  
 مکان میں اوترے شب کو گاؤں میں بخوبی آرام پایا اسکے بعد ایک ہفتہ تک  
 کوچ مقام کرتی ہوئی ہماری فوج پکین پاسے تخت چین کے قریب جا پہنچی۔  
 اور ۶ ماہ نومبر کو ہمارا کالم پکین میں داخل ہو گیا۔ جنرل رچرڈسن کو سر الفرڈ گیزلی  
 صاحب نے اطلاع دی کہ آپ مع اپنی فوج کے ٹپل آٹ سپاہیوں میں قیام کریں۔  
 پکین پہنچنے کے بعد میں جنرل رچرڈسن صاحب سے رخصت ہو کر سر الفرڈ  
 گیزلی صاحب کے پاس گیا۔ جنرل صاحب موصوف اپنے اسٹاف کے ساتھ لیکیشن  
 کے قریب ایک مکان میں مقیم تھے اونہوں نے مجھے اپنے پاس اوتارا۔ اور



ایک کمرہ میرے رہنے کو خالی کر دیا۔ اسی روز ایک مہینہ پندرہ دن کے بعد میلہ سامان اور گھوڑے اور میرے آدمی چھینٹن ٹچسین میں چھوڑ آیا تھا مجھے یہاں ملے کھانے کے وقت مین پر سفید چادر ڈیکھی گئی۔ اور کھانا حسب معمول کھانے میں آیا۔ اگرچہ سردی یہاں بھی بہت تھی لیکن ہر ایک کمرہ میں آتش دان تھے۔ تمام کمروں میں دروازے خوب اچھے آئینہ دار لگے ہوئے تھے جبکی وجہ سے ہوا اندر نہ آسکتی تھی اور اچھی طرح روشنی رہتی تھی اور ہر قسم کا اسباب آرام و راحت کا یہاں پر مہیا تھا۔

دوسرے روز میں جنرل اسٹوارٹ صاحب سے ملنے کے لئے گیا جو ٹارٹر سٹی میں ٹھہرے ہوئے تھے اون سے ملاقات کرنے کے بعد فرسٹ برگید کے دوسرے عہدہ داروں سے بھی ملاقات ہوئی۔ آج بھی سردی بشت تھی گیارہ بجے گھوڑوں کو پانی پلانے کے واسطے نکال رہے تھے تو کشتوں سے نکالتے نکالتے پانی جم جاتا تھا۔

۸۔ نومبر کو مہاراجہ بیکانیر بھی ٹچسین سے یکن پہونچے۔ اور مہاراجہ گوالیار کے پاس ٹارٹر سٹی میں فوکش ہوئے۔ شام کو میں اون سے ملنے کو گیا۔ مہاراجہ بیکانیر اور مہاراجہ گوالیار دونوں سے ملاقات ہوئی اور یہ قرار پایا کہ دوسرے روز بمبکو جنرل صاحب سے اجازت لیکر مکانات شاہی کی سیر کو جائیں ایوان شاہی پر تمام دول متحدہ کے پہرے تھے جنرل گیزلی صاحب نے ہمارے ارادہ سے دوسری سلطنتوں کے سپاہ سالاروں کو اطلاع دی۔ پہرہم ۹۔ نومبر کو گیارہ بجے کے

قریب شاہنشاہ چین کے خاص محلات کی سیر کیواسطے گئے۔

مہاراجہ گوالیار۔ مہاراجہ بیکانیر اور مین اور کپٹن اسیس محلات شاہی کے دیکھنے کے وقت ہمراہ تھے۔ چینی زبان میں شاہی مکانات جس نام سے موسوم ہیں انگریزی میں اوکٹر جبرڈینسی (یعنی وہاں تک کسی کی رسائی نہیں ہوتی) عمارت شاہی کا ایک عظیم الشان دروازہ نظر آیا جسکی چہیت چینی عمارت کے طرز پر مبنی ہوئی تھی۔ وہ عمارت ہمارے شہر اورنگ آباد کے بہر کل کے دروازہ کی عمارت سے مشابہ تھی۔ جب اس جلوخانہ سے نکل کر ہم آگے گئے تو ہمیں ایک بہت بڑا وسیع میدان ملا چینی مترجم کی زبانی معلوم ہوا کہ شاہنشاہ چین کی برآمدی کے وقت اس میدان میں دونوں طرف چینی فوج کھڑی رکھا کرتی ہے جب ہم یہاں سے اور آگے بڑھے تو ہمیں ایک بہت بڑا مال ملا جس میں دربار عام ہوا کرتا ہے اسکے وسط میں ایک تخت رکھا تھا۔ اور تخت کے دونوں طرف بڑے بڑے چھ چھ فیٹ اونچے شمع دان تھے۔ یہاں پر ہمیں قرائین سے معلوم ہوا کہ ان مکانات میں جو سامان پہلے تھا وہ لوٹ لیا گیا ہے۔ مہاراجہ بیکانیر اور مہاراجہ گوالیار اور میں ہر ایک چیز کو دیکھتے اور جو امر ہمارے ذہن میں قابل استفسار ہوتا۔ چینی مترجم سے اسکو ہم پوچھتے جاتے تھے۔ اس کے بیان سے معلوم ہوا کہ شاہنشاہ چین جو وقت اپنے زمانہ خانہ سے برآمد ہوتے ہیں تو تمام اہل بار اوکو دیکھتے ہی سجدہ کی وضع سے زمین پر سر کرکھڑتے ہیں اور جب شاہنشاہ

حکم دیتا ہے تو سجدہ سے سراوٹھاتے ہیں۔ اگر شاہنشاہ کسی وزیر سے بات کرے تو وزراء دولت گھٹنوں کے بل کھڑے رہ کر جواب دیتے ہیں۔ گھٹنے ٹیکنے کے واسطے خاص قسم کے تکیے بنے ہوئے ہیں۔ لیکن وزراء کے سوا اگر کسی عہدہ دار سے بادشاہ مخاطب ہو تو اسے سجدہ ہی میں پڑے پڑے جواب دینا واجب ہوتا ہے مگر نے یہی بیان کیا کہ شاہنشاہ کی سواری اچانا اگر شہر میں جاتی ہے تو اول تمام شہر میں ندا دی ہو جاتی ہے سواری نکلنے کے وقت تمام شہر کے دوکاندار اپنی اپنی دوکانیں۔ اور شہر کے تمام باشندے اپنے اپنے مکانوں کے دروازے بند کر لیتے ہیں۔ کوئی متفنن گھر کے باہر نہیں رہنے پاتا سب لوگ مکانوں میں بند ہو جاتے ہیں۔

بادشاہ کی جلو میں بڑے بڑے گھنٹے ٹرتے ہیں۔ ایک گھنٹہ کو دو گھار ایک آگے اور ایک پیچھے کندھوں پر رکھے لٹکائے ہوئے چلتے ہیں سواری جاتے وقت گھنٹے بجتے جاتے ہیں تاکہ مخلوق کو بادشاہ کی سواری کی خبر معلوم ہو جائے بادشاہ ایک بڑی پالکی میں سوار ہوتا ہے وہ پالکی ہی عجیب و غریب شکل کی ایک چھوٹے سے گنبد کے طور پر ہے جسکے آگے پیچھے ڈنڈے دو ڈھائی سو فینٹ لمبے چلے گئے ہیں اسے ڈھانچے میں سو آدمیوں سے لیکر ہزار آدمی تک اوٹھاتے ہیں۔ حرم سرا سے شاہی کے دروازوں پر پہنچ کر پاس قدیم زمانہ کے تیر و کمان اور تلواریں رشتی ہیں۔ زمانہ مکانات میں پلنگ

اور مسہریوں کی بجائے چبوترے بنے ہیں۔ اور ادنیٰ پریشی اور جالی کے پھر جان پڑے ہیں۔ سردی کے موسم میں باہر سے اون کے اندر آگ ڈال دی جاتی ہے کہ مکان گرم رہیں لیکن امکانہ شاہی اور دوسرے مکانات کی طرز تعمیر میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے اگر کچھ فرق ہے تو اتنا ہی ہے کہ شاہی عمارات کے سفال اور خشت سب زرد ہوتے ہیں اور دوسرے مکانات کے زرد نہیں ہوتے مینے جہاں تک مکانات دیکھے اونہیں شاہی اور عامہ رعایا کے سب مکانات ایک مندرجہ سفال پوش تھے۔

شاہی مکانات کی کرسیاں بہت بلند اور اونکی سیڑھیاں سنگ مرمر کی تھیں اور اون کے دو جانب سنگ مرمر کی تختیاں لگی تھیں اونپر ایک بڑے اثر و سہے کی شکل بنی تھی جو ایک چہرہ کی کو نگل رہا تھا۔ چینی مترجم کی زبانی معلوم ہوا کہ اثر و سہے سے مراد چین سے ہے اور چہرہ کی سے مراد جاپان گویا اس امر کا ثبوت تھا کہ چین اور جاپان میں ہمیشہ سے دشمنی ہے۔

دوپہر سے شام تک ہننے محلات شاہی کی خوب سیر کی۔ پہر ہم سب اپنی اپنی فرود گاہ کو واپس چلے آئے۔

۱۰۔ ارنو مبر کو صبح کے وقت چار اجدہ سید ہیا اور مہارا جہ بیکانیر جنرل گیزلی صاحب کی ملاقات کو آئے۔ جنرل صاحب کے ساتھ برک فٹ کہا کردیر تک باتیں کرتے رہے اسی روز شام کو میں مہارا جہ بیکانیر اور مہارا جہ سندھیا کے ساتھ اونکی

فرد گاہ کو گیا۔ اور اون کے ساتھ ساتھ پکین کے شمالی حصہ میں پہر کر سیر کی۔  
 ۱۱۔ نو مہر کو (ٹیمپل آف ہیون) آسمانی مندر کے دیکھنے کو گیا۔ یہ مندر  
 شاہی معبدوں میں سے ہے اسکی عمارت نہایت بلند اور دروازہ عالیشان ہے  
 دروازہ سے گزرنے کے بعد اول ایک چوٹا سا صحن ملا۔ پھر ایک بہت بڑا کمرہ  
 دیکھنے میں آیا۔

بڑے بڑے قد و قامت اور مختلف شکلوں اور صورتوں کے بت کھڑے  
 تھے چینی مترجم کی ربانی معلوم ہوا کہ ان میں سے ہر ایک بت ایک خاص کام  
 کے لئے مخصوص ہے کوئی بت پانی برساتا ہے کوئی بیماری دفع کرتا ہے۔  
 کوئی تجارت میں نفع رسانی کا کام کرتا ہے۔ کوئی زراعت میں سرسبزئی شادابی  
 کی خدمت انجام دیتا ہے۔ کوئی بچوں کی پیدائش اور پرورش میں مدد کرتا ہے  
 کوئی بوڑھوں بچوں کی حفاظت کرتا ہے۔ غرض اسی طرح کی انواع و اقسام کی  
 خدمتیں ان کے سپرد ہیں۔ یہ سب بادشاہی معبد میں اپنے اپنے دیوتاؤں کے  
 آپجنتوں اور کارپردازوں کے طور پر ہیں۔ بادشاہ چین کا مرتبہ اون دیوتاؤں  
 سے کم اور اون کے گماشتوں سے بڑا ہے۔ اگر کسی سال بارش نہ ہو تو بادشاہ  
 کی طرف سے مندر کے بڑے پجاری کو شاہی فرمان پہنچتا ہے کہ آپ ہاری  
 طرف سے پانی کے بت سے کہہ دو کہ خشک سالی اور پانی کے قحط سے مخلوق کو تکلیف  
 ہے وہ جلد پانی برسائے گا بندوبست کرے۔ اور پانی کے دیوتا سے کہہ کر پانی

برسوائے اگر اسکے خلاف ہوگا تو تجویز مناسب کی جائے گی۔ بڑا بچاری اوس  
 شاہی فرمان کو دیکھتے ہی نہایت تعظیم و تکریم سے پانی کے بستے کے سامنے  
 لیجاتا ہے اوس وقت فرمان لاسنے والا چوبدار اور کل اسٹاف کے لوگ اپنی  
 اپنی جگہ کھڑے ہوتے ہیں۔ بڑا بچاری شاہی فرمان اوس بستے کے سامنے پڑھتا  
 ہے اگر اسپر ہی پانی اور چند روز نہ برسے تو دوسرا فرمان پانی کے بستے کے نام  
 پہونچتا ہے اور بچاری کو حکم ہوتا ہے کہ پانی کے بت کو سناؤ ویکھو جو اعزاز اور  
 خطابات تکو دے گئے تھے وہ سب مسترد کر لئے گئے اور تکو دیوتاؤن کی  
 صف میں جو جگہ دی گئی تھی تم اوس سے خارج کر دے گئے اور بچاری کو حکم  
 ہوتا ہے کہ وہ اوس بت کو وہاں سے نکال کر دھوپ میں ڈال دے اور جب تک  
 پانی نہ برسے اوسے دھوپ اور سروی میں دولت اور خواری کے ساتھ پڑا  
 رہنے دے بچاری اس حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اگر اسکے بعد پانی برس گیا تو پھر  
 شاہی فرمان کے بموجب بت کو خلعت وغیرہ پہنایا جاتا ہے اور حسب دستور  
 سابق دیوتاؤن کی صف میں اوسکی جگہ دیکھائی تھی وہ وہاں تک کہ وہ  
 بت میدان اور دھوپ ہی میں پڑا رہتا ہے اگر اچھا نا کسی سال شروع سے  
 ہی بارش اچھی ہوتی ہے اور پانی وقت پر برستا ہے تو بادشاہ کی طرف سے  
 پانی کے بت کو زیور اور جواہرات اور خلعت پہنایا جاتا ہے اور خطاب اور  
 اعزازی مراتب دے جاتے ہیں۔ یہ خطاب اور خلعت وغیرہ ایک نئی غرت



مینڈرین نہایت توڑک و احتشام کے ساتھ بڑے بجاری سکے پاس لیجاتا ہے  
بڑا بجاری جسکی حالت ایک بڑے متمول زمیندار کی سی ہے یہ خبر شکر پشوانی  
کو آتا ہے۔ اور پھر مینڈرین۔ اور بجاری دو لون ملکر آسمانی مندر میں داخل ہوتے  
ہیں۔ پانی کے بت کو غسل دیا جاتا ہے اور اسے اوسکی جگہ سے چندا پنجرہ آگے  
بڑھا کے خلعت وغیرہ پہنایا جاتا ہے پھر شاہی فرمان پڑھ کر اسے سنا یا جاتا ہے  
غرض کہ دنیا کے تمام مذہبوں سے چینیوں کا مذہب بالکل نرا لاس ہے  
چینیوں کے مذہبی خیالات دنیا سے انتقال کے بعد روح اور ہشت اور دوج  
اور ثواب و عذاب کی بہ نسبت جو کچھ ہیں اون سے ثابت ہوتا ہے کہ ان  
لوگوں نے ان امور کو بچوں کا کھیل سمجھا ہے اگر میں ان حالات کو تفصیل سے  
لکھوں تو ایک دوسری کتاب ہو جاوے گی۔ چینیوں کا اپنے بادشاہ کی نسبت  
یہ خیال ہے کہ بادشاہ (نقل کفر کفر نباشد) خدا کا قریب واسطہ و ارمیوٹ  
ہوتا ہے اور خدا کے اراکین دولت جن کے واسطے سے دنیا کا وجود قائم  
ہے روحانی خلقت ہیں جو مختلف ناموں سے مشہور ہیں۔ اور مختلف کام دنیا  
کے ان کے سپرد ہیں اور ان کے مختلف صورتیں ہیں اون ہی کے ہم صورت  
مٹی کے بت بنا کر وہ لوگ مندرون میں رکھتے ہیں۔ معاذ اللہ بادشاہ خدا  
کا رشتہ دار ہے اور اراکین ملازم ہیں بادشاہ کا درجہ سب بتوں سے زیادہ  
ہے اسلئے بادشاہ کو اختیار ہے کہ جس بت کو چاہے سرفراز کرے اور جسکو

چاہے ستر اوسے۔ اونہیں اعتقادات میں سے ایک بڑا اعتقاد یہ ہے کہ جب بادشاہ یہاں پر ایک ماہی کے بت کو سرفراز کرتا ہے اور خلعت پہناتا ہے تو دوسرے عالم میں خدا کی طرف سے روحانی بت یعنی رکنِ خدا کی کو بھی سرفرازی ہوتی ہے اگر یہاں اسکو ستر اہو تو وہاں بھی خدا کی طرف سے اس رکن کو ستر ادیجاتی ہے۔

شہر پکن کے شمالی حصہ میں بڑے بڑے تجارت کی دوکانیں ہیں قہرّم کا چینی اسباب وہاں ملکتا ہے۔ راستے نہایت وسیع اور فراخ ہیں دکان کے سامنے دو طرف سڑکوں کے زمین پر تیار کا فرش بچھا کر اور پال ڈال کے کثرت سے چھوٹی چھوٹی دوکاندار بیٹھتے ہیں اور اونہیں انواع و اقسام کا مال شپین وغیرہ فروخت ہوتا ہے گورستہ کی گرواڑتی ہے اور سامان خراب ہوتا ہے مگر وہ اس کی کچھ پروا نہی کرتے ہر ایک موسم میں انکی دوکانیں زمین پر لگی رہتی ہیں۔ تاتار شہر میں بھی شینہ فروشوں کی کثرت سے دوکانیں ہیں یہ وہاں نہایت دولت مند ہیں۔ انکی تجارت کا کاروبار بڑے وسیع پیمانہ پر چلتا ہے ہر چند کہ اس زمانہ میں۔ جرمن فرنیچ۔ اور روسیوں وغیرہ نے بازار کے تمام مال اور اسباب کو لوٹ لیا تھا مگر پھر بھی انواع و اقسام کا سامان کثرت سے موجود تھا۔

ان بازارات کی سیر کے بعد ہم ایک شاہی حکیم کے مکان میں گئے یہاں ہننے دیکھا کہ دو خانہ میں انواع و اقسام کی گولیان ہیں۔ شیشے اور دوا خانہ کے

ظروف توڑے پہوٹے پڑے ہیں۔ مترجم کے بیان سے معلوم ہوا کہ یہ شاہشاہ چین کے خاص حکیم کا دواخانہ ہے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں روپیوں کی دوائیں لوٹ میں تلف ہو گئیں۔ اکثر شیشوں میں گولیاں تھیں۔ جنہر طلائی ورق مراد تھے۔ مترجم نے کہا کہ ان گولیوں میں عنبر اور مشک خالص۔ اور میوہائی وغیرہ قیمتی اشیاء پڑے ہیں۔

امراء دولت ایک ایک گولی کے پچاس پچاس سو سو ڈالر قیمت دیکر لیا کرتے تھے لیکن افسوس کہ ایسی بیش بہا ادویہ فرینچ اور روسی وغیرہ فوجوں نے بڑی بیدردی سے غارت اور برباد کر دیں یہ لوگ لوٹ کے وقت بڑے بڑے مرتبانوں کو اس خیال سے کہہ لیتے تھے کہ انہیں شاید و سکی ہوگی۔ لیکن جب انہیں اپنا مقصود نہ پاتے تو بے تمیزی سے زمین پر پھینک کر توڑ ڈالتے تھے اس طرح سے لاکھوں روپیوں کا دواخانہ برباد ہو گیا۔

پسین میں جو وقت یورپ کی فوج داخل ہوئی تو روس۔ فرینچ۔ جرمن اور اٹلی کی فوجوں نے شہر کو لوٹنا شروع کیا۔ لیکن جنرل سرفروڈ گیزلی صاحب نے حکم دیا کہ کوئی انگریزی سپاہی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب افسران فوج نے دیکھا کہ تمام سلطنتوں کے آدمی شہر کو لوٹ رہے ہیں تو انہوں نے جنرل صاحب سے کہا کہ اگر ہم نہ ہی ٹوہین گے تب ہی بدنامی سے نہیں بچ سکتے آپ ہمیں لوٹنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے جنرل صاحب نے کہا کہ اس قسم کی لوٹ

کہ سوٹ سے سپاہیوں کے اخلاق بکڑ جاتے ہیں لیکن ایسی حالت میں کہ تمہارا سامنے دوسری سلطنتوں کی فوجیں لوٹ رہی ہیں تو بہتر ہو گا کہ سو سپاہی ایک افسر کی ماتحتی میں شہر کو جائیں۔ اور جو دو کانین دکانداروں سے خالی ہوں۔ اور ان کا سامان جمع کر کے لے آئیں۔ اور ایک شاہی بڑے مکان میں جمع کر دیں غرض اس کام کے واسطے ایک پارٹی تیار کی گئی اور اس کا نام ارکینائیزو لوٹنگ پارٹی رکھا۔ اور جس مکان میں یہ سامان جمع کیا گیا اس کا نام پرائیزو گو دام رکھا گیا۔ ایک ہفتہ کے اندر وہ بڑا مکان رشیمین اور شیمین کے قیمتی سامان بھر گیا۔ ایک روز میں اور جنرل رچرڈسن صاحب پرائیزو گو دام میں گئے اور ساجنٹ میجر سے پوچھا کہ ان رشیمین تھانوں کے گمٹے جو ہرے ہیں کیا ہم قیمت دیکر ان سے لے سکتے ہیں انہوں نے کہا کہ آپ جس قدر سامان چاہیں یہاں سے لے سکتے ہیں فی تھان دو ڈالر قیمت مقرر کر دی گئی ہے میں نے اور جنرل رچرڈسن صاحب نے چند تھان اوٹھا لئے اور انکی قیمت اپنے نام لکھ دی۔ حیدر آباد میں پہونچ کر جب میں نے ان تھانوں کی قیمت دریافت کی تو فی تھان چالیس روپیہ کا اندازہ کیا گیا۔

اس کے بعد ہم شاہنشاہ کا محل گراما دیکھنے کو گئے جو پکین سے تھوڑی دور واقع ہے اسکی عمارت بھی قریب قریب اور شاہی مکانات کے ہی راستہ میں جب ہم جا رہے تھے تو ہمیں جنگل میں ادھر ادھر متفرق جگہوں میں مٹی کے

ڈھیر دکھائی دے دریافت کرنے سے چینی مترجم نے بیان کیا کہ یہ چین والوں کی قبریں ہیں۔ چین میں ہمارے ملک کی طرح قبرستان کے لئے کوئی خاص مقام نہیں ہے بلکہ چینی جب مرتے ہیں تو اون کے خولش و اقارب اپنے مذہب کے شاستری کے پاس جاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ مردہ کو کہاں دفن کیا جائے وہ منجم شاستری کچھ حساب لگا کر بتلا دیتا ہے کہ فلان رخ اور فلان سمت میں فلان قسم کے درخت یا مکان کے پاس اتنے گز کے فاصلہ سے اس مردہ کے دفن کی جگہ ہے وہاں اسے لیجا کر گاڑ دو شاستری کی ہدایت کے موافق اوسی جگہ مردہ دفن کر دیا جاتا ہے۔

اور یہ بھی دستور ہے کہ مردہ کو اپنی زندگی میں جو چیز مرغوب اور پسند تھی مثلاً تلوار یا کوئی زیور یا کپڑا یا کتاب وغیرہ وہ ہی میت کے ساتھ صندوق میں رکھ کر دفن کر دیا جاتی ہے چینیوں کی قبریں یہی پختہ نہیں ہوتیں مٹی کا ایک بچا ڈھیر ہوتا ہے جو زمین سے کئی فیٹ بلند بنا دیتے ہیں۔ لیکن وہاں کی مٹی میں کچھ ایسی قوت ہے کہ زمانہ دراز تک وہ ڈھیر بحال خود برقرار رہتے ہیں برسات وغیرہ سے اونہیں بہت کم نقصان پہونچتا ہے۔

اشنائے گفتگو میں میں نے چینی مترجم سے اونکی شادی کے دستور کو دریافت کیا تو اس کے بیان سے ثابت ہوا کہ چینیوں کی شادی کے دستور بہت کچھ ہمارے ہندوستان کے ہندو کے رسموں کے مطابق ہیں۔

یہ چینی مترجم جو ہمارے ساتھ رہا کرتا تھا اسکی ڈاڑھی میں صرف دو تین بال تھے مگر بڑے لمبے لمبے جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بڑی احتیاط سے بڑھائے گئے ہوں گے۔ مینے ان بالوں کے بڑھانے کا سبب پوچھا تو اوس نے بیان کیا اول تو اہل چین کی ڈاڑھی میں بہت بال نہیں ہوتے اور اگر ہوتے ہی ہین تو وہ انہیں منڈوا دیتے ہین۔ لیکن اگر کسی شخص کے پوتا پیدا ہوتا ہے تو اوسے ڈاڑھی رکھنا لازم ہوتا ہے گو کتنے ہی بال ہوں ایک ہو یا دو ہوں وہ ڈاڑھی کے بالوں کی نہایت احتیاط سے حفاظت کرتا ہے ہرگز کترنے منڈمنے اور توٹنے نہیں دیتا اذکا خیال ہے کہ اگر دادا کی ڈاڑھی یا مویچوں کی بال کو کوئی صدمہ پہونچے گا تو اوس سے پوتے کی جان کو ضرور نقصان ہوگا۔ اسی واسطے سات سال ہونے جبکے کہ میرے پوتا پیدا ہوا ہے مینے اپنی ڈاڑھی کے ان دو تین بالوں کو منڈوانا چھوڑ دیا ہے اور پوتے کی خاطر سے انہیں نہایت حفاظت سے رکھتا ہوں کسی طرح ٹوٹنے نہیں دیتا۔

چین کے امرا اور مغز اپنے ناخن نہیں تراشتے اون کے ناخن بڑھتی بہتر ایک ایک ویڑہ ویڑہ انچہ کے ہو جاتے ہین جو ہمارے ملک والوں کی نظروں میں نہایت ہی بد نما معلوم ہوتے ہین لیکن چین والوں کے لئے لازم غرتے خیال کئے جاتے ہین۔ اذکا خیال ہے کہ ناخن بڑھانا امارت اور مالدار ہونے کی دلیل ہے گویا اوسکے تمام کام خدمت گزار اور نوکر چاکر کرتے ہین۔



اور اذکو گھر کی کوئی چیز چھونے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یاد دوسرے لفظوں میں یون کہا جائے کہ جب ناخن بڑھ جاتے ہیں تو وہ خود کسی کام کو اپنے ہاتھ سے اچھی طرح نہیں کر سکتے پہرے ب اون کے ناخن ایک بار بڑھ جاتے ہیں تو انوکا توٹ جانا بھی نحوست اور بد بختی خیال کیا جاتا ہے اسلئے ضرور ہوتا ہے کہ وہ اپنی ناخنوں کی نہایت حفاظت کریں۔

۲۔ امرا اور دولتمندوں کے سوا اہل حرفہ اور مزدوری پیشہ اپنے اپنے ناخن تراشتے ہیں۔

چین کے ملک میں دودھ کا بالکل استعمال نہیں ہے۔ مینے اپنے اس کئی مہینے کے سفر اور قیام میں دودھ مطلق نہیں دیکھا وہ لوگ دودھ کے لئے مویشی نہیں پالتے کہا نے میں بجائے گہی کے چربی استعمال کرتے ہیں۔ چینی لوگ انواع و اقسام کی چٹنیاں۔ آچار۔ اور مربے ہی کہاتے ہیں۔ شیر مینیاں بہت بانرو اور سلیقہ سے بنائی جاتی ہیں۔ بادام۔ پستہ وغیرہ پر خشک جڑ ہانے کا عام رواج ہے اور بہت نزاکت اور نفاس سے چڑھائی جاتی ہے۔

مجھے بعض چینی امرا کی ڈنر پارٹیوں میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا لیکن چونکہ اون کے کھانوں کی کیفیت میں پہلے ہی سن چکا تھا۔ بخر شیرینی کے مینے اور کسی چیز کی طرف رغبت نہیں کی۔ دعوت میں جانے سے میرا مقصود ہی تھا کہ اون کے کھانوں کو دیکھوں۔ کیلکٹون کا شوربا۔ پپی پانی۔ اونکی غذا اون میں

نہایت مرغوب۔ اور بامزہ غذا تصور کی جاتی ہے۔ کتون کے اون بچون کو جن کی  
 ابھی آنکھیں نہ کھلی ہوں او بالتے ہیں۔ اور اون کے گوشت کے سمو سے بناتی  
 ہیں۔ بڑی چمکا ڈرین ہی مرغ کی طرح اون کی غذاؤں میں اچھا کھانا ہے۔  
 ابابیل جو ایک قسم کی دریائی گھانس سے گھونسلہ بناتی ہے چینی لوگ اوسکو  
 پکا کر کھاتے ہیں اور نہایت عمدہ غذا جانتے ہیں سفید چوہوں کا گوشت بھی  
 بہت بامزہ تصور کرتے ہیں۔ اون کے گوشت کے کباب اور سمو سے اونکو  
 نزدیک پاکیزہ غذاؤں میں سے ہیں انکے سوا اونکی اور بہت سی غذائیں سنو  
 میں آئین جن کے ذکر سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہے۔ آدمی کے گوشت کی  
 نسبت بھی مشہور ہے کہ چینی لوگ کھاتے تھے۔ لیکن ایک زمانہ سے یہ فعل  
 مذموم روک دیا گیا ہے غالباً دول خارجہ کا یا چین کے ملک میں مسلمانوں  
 کی کثرت آبادی کا اثر ہے۔ چین میں یہ انواع و اقسام کے گوشت جو کھائے  
 جاتے ہیں ظاہراً اسکا سبب یہی ہے کہ سرد ملکوں میں گوشت کھانہ کی خواہش  
 طبیعی طور پر ہوتی ہے۔ چنانچہ انسان کے اور سیاح حیوانات کے سوا جو چرند  
 جانور جیسے ریچرہ وغیرہ ہیں۔ گرم ملکوں میں ہرگز گوشت نہیں کھاتے۔ اگر وہ  
 سرد ملکوں میں چند نسلوں تک رہتے ہیں تو اونہیں بھی مثل دزدوں کے گوشت  
 کھانے کی عادت ہو جاتی ہے اور چرند جانوروں سے خارج ہو کر دزدوں میں  
 داخل ہو جاتے ہیں۔

چین میں جانوروں کی استفادہ کثرت ہی نہیں ہوتی جیسے کہ گرم ملکوں میں  
ہے شائد حیوانات کی کمی کی وجہ سے ان لوگوں نے مکروہ جانوروں کے کھانے  
کی عادت ڈالی ہے اور ان بدترین جانوروں کے کھانے پر مجبور ہیں۔

چینیوں کے کھانا کھانے کی یہی عجیب و غریب وضع ہے چین میں اکثر  
لوگ چاول بہت کھاتے ہیں۔ غریب لوگ تو زمین پر بیٹھتے ہیں لیکن کھانا رکابی  
میں نکال کر تپائی یا دوسری بلند چیز پر اتنا اونچا رکھتے ہیں کہ منہ کے قریب پہنچ  
جاتا ہے امرا میز پر کھاتے ہیں وہ بھی میز کرسی اتنی اونچی رکھتے ہیں کہ کھانا  
کھانے کے وقت رکابی اونکے منہ کی برابر رہتی ہے رکابی کے ساتھ ہر  
ایک کے پاس دو تیلیاں ہی رہتی ہیں۔ تیلیوں سے چینی لوگ کھانا کھاتے  
ہیں۔ آپ کو تعجب ہو گا کہ تیلیوں سے کھانا کیونکر کھایا جاتا ہو گا۔ وہ دونوں  
تیلیوں کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں۔ اور اون سے ایک ایک چاول  
اٹھا کر منہ میں ڈالتے جاتے ہیں۔ چینیوں کا کھانا کھاتے ہیں۔ اگرچہ بہت  
وقت صرف ہوتا ہے خصوصاً امرا۔ اور موزین کا کہ وہ بہ نسبت ہمارے دیر تک  
کھاتے رہتے ہیں لیکن تیلیوں سے وہ جس سرعت سے کھانا کھاتے ہیں ہم  
اونکی برابر اس قدر جلد نہیں کھا سکتے۔ انہیں بچپن سے ہی عادت ہوتی ہے۔  
گوشت وغیرہ کو ہاتھ سے توڑ کر لقمہ کر لیتے ہیں کھانا کھاتے وقت کانٹے یا چمچ  
وغیرہ کبھی استعمال نہیں کرتے۔

چینی عورتوں کے لئے اگرچہ مذہبی طور سے پردہ کی ضرورت نہیں ہے لیکن مغزین میں عورتوں کا باہر جانا اور غیروں کے سامنے نکلنا معیوب سمجھا جاتا ہے وہ عورت بہت خوش نصیب تصور کی جاتی ہے جو شادی کے روز شوہر کے گھر میں آئے اور مرتے دم تک باہر نہ نکلے۔

یہ جو مشہور ہے کہ چینی عورتیں آہنی جوتے استعمال کرتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے اصل اسکی اسفند ہے کہ جب مغز چینوں کے گھر میں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو فوراً اوسکے پاؤں میں کپڑے کی پیٹیاں باندھ دی جاتی ہیں۔ وہ پیٹیاں ہمیشہ بند ہی رہتی ہیں۔ جن سے اوار اعضا کے ساتھ اون کے پاؤں بڑھنے نہیں پاتے اور رفتہ رفتہ پاؤں چھوٹا ہو کر پاؤں کے نیچے کی وضع بالکل بگڑ جاتی ہے میں چین کے ملک سے چینی عورتوں کے استعمال کرنے کے جوتے لایا ہوں جو میرے ڈرائنگ روم میں موجود ہیں۔ انکا طول چھ انچ سے زیادہ نہیں ہے چین کے لوگوں سے جب اسکا سبب دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ شاہنشاہ چین نے ایک مرتبہ مینا بازار لگایا تھا اور اوسوقت اوس کے روبرو بہت سی حسین اور جمیل عورتیں آئی تھیں۔ اونہیں سے ایک عورت کے پاؤں نہایت چھوٹے چھوٹے تھے۔ شاہنشاہ نے اوسکے پاؤں کو دیکھ کر بہت پسند کیا اور یاسمن کے پھول سے انکو تشبیہ دی اسکا کچھ ایسا اثر ہوا کہ مغزین میں عورتوں کے پاؤں چنبیلی کے پھول کی صورت پر ہو جانے کے

لئے کوشش کی گئی۔ اور اس خیال نے ایسی ترقی پائی کہ رفتہ رفتہ دو تمدنوں میں ایک رسم ہو گئی۔ اور اب تک یہی رسم جاری ہے۔ بیٹی باندھنے سے اون کے پاؤں کچھ ایسے چھوٹے اور کمزور ہو جاتے ہیں کہ عورتیں سیدھی چل ہی نہیں سکتیں۔ پاؤں بد نما اور چلتے وقت خمیدہ دکھائی دیتے ہیں۔ چینی عورتوں کے جسم پر ڈھیلا پاجامہ ہوتا ہے جو زیادہ تر لینگے سے مشابہ ہے اور سینہ بند پر کرتا۔ اور کرتے پر ایک چوڑا کمر بند یا پٹی باندھتی ہیں اور مغز عورتیں پاتا یہی پہنتی ہیں۔ اور اون کا لباس اکثر ریشمین اور سنبال اور قاقم کا ہوتا ہے اون کے سر کے بالوں میں گلاب کے پھول اور کبھی کبھی مصنوعی پھول ہی ہوتے ہیں۔

چھتری لیکر پہرنا عورتوں کا اچھا فیشن خیال کیا جاتا ہے۔ غریبوں کی عورتیں اپنے بچوں کو اپنی پیٹھ پر باندھ لیتی ہیں۔

مسلمان عورتیں جو تاناری کہلاتی ہیں اون کا اکثر لباس چینی عورتوں کا سا ہوتا ہے لیکن اونکی جوتیوں کے تلے زیادہ اونچے ہوتے ہیں۔ مرد ڈھیلا پاجامہ کرتا۔ اور قبا پہنتے ہیں جسکی آستین لمبی ہوتی ہیں۔ مغزین اکثر ریشمی لباس اور موسم سرما میں پشمینہ سنبال اور قاقم پہنتے ہیں۔ عام چینی لوگ ہنگالین کی طرح سر پر کچر نہیں رکھتے البتہ مغزین میں ٹوپی اوڑھنے کا رواج ہے تمام چینیوں میں چوٹی رکھنے کا دستور ہے ایام طفولیت سے مرتے دم تک چوٹی

کے بال قطع نہیں کرتے انکا کاٹنا اون کے مذہبی ممنوعات میں داخل ہے  
 اونکا خیال ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو دیوتا مردے کو چوٹی پکڑ کے آسمان  
 پر لیجاتے ہیں۔ اگر پیدائش کے بعد کسی کی چوٹی کٹ جائے تو اوپر کنہیتے وقت  
 وہ چوٹی ٹوٹ جاتی ہے اور وہ مردہ نیچے گر پڑتا ہے دیوتاؤں کے پاس جانے  
 سے محروم رہ جاتا ہے۔ فوجی سپاہیوں کا یونی فارم الخالق کی طرح کا ایک  
 انگڑا ہے جو تاسے جکاسینہ گول اور اوپر چھنی حروف میں فوج کا نشان رہتا ہے  
 سپاہی ڈھیلے پانجام پر موزہ پہنتے ہیں یا پٹی باندھ لیتے ہیں۔

عہدہ داروں اور افسروں کی ٹوپیوں پر ٹین ہوتے ہیں ان ٹینوں کے  
 رنگوں سے فوج کے مختلف اقسام معلوم ہو سکتے ہیں۔

جنگی فوج کے افسروں کے نیلے۔ عدالتی عہدہ داروں کے کالے اور ایسی  
 ہی دوسرے محکموں اور سرشتوں کے دوسرے رنگوں کے ٹین ہوتے ہیں۔  
 چین میں بڑے گھوڑے نہیں ہیں۔ چھوٹے یا بوتڑکی یا یون کی مثل اچھے مضبوط  
 اور چالاک ہوتے ہیں۔ لیکن خچر بہت بڑے اور صورت اور شکل کے اچھے  
 ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہاں خچروں پر سوار ہونا کچھ معیوب نہیں سمجھا جاتا  
 مغزین اور امرا اون پر بے تکلف سوار ہوتے ہیں۔ اور بازاروں میں  
 پھرتے ہیں۔

چینی لوگوں کا سلام چن چن ہے۔ جب ایک دوسرے سے راستے



میں ملتا ہے تو چین جن کہتا ہے اسکا معنی مزاج فیض ہے۔

چین میں ندیوں کی کثرت کے باعث چاول بہت پیدا ہوتے ہیں۔  
انواع و اقسام کے چاول وہاں دیکھنے میں آئے۔ سفید اور زرد جو ار اور مونگ  
ہی پونگ نو کے علاقہ میں بہت دیکھی گئی۔ وہاں کی زمین نہایت زرخیز اور  
ملک خوب سرسبز و شاداب ہے۔

انگور۔ اور ناشپاتی بھی کثرت سے ہی اس زمانہ میں ناشپاتی کا موسم  
اگرچہ آخر ہو چکا تھا۔ لیکن پہرہ ہی ہمیں جا بجا راستہ میں اچھی اور نہایت بامزہ  
ناشپاتیان بکثرت ملتی تھیں۔

شہر یوکن کے ایک حصہ میں جو تاتار شہر کے نام سے مشہور ہے مسلمان  
رہتے ہیں۔ چین میں مسلمان کب آئے اور کیوں کر آئے یہ تو مجھ چین والوں  
سے معلوم نہ ہو سکا مگر عربی تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ چین میں مسلمان  
ہجرت کی اول صدی کے آخر یا دوسری صدی کے آغاز میں پہنچ گئے تھے۔  
لیکن یہ مضمون اور اسکی تحقیقات استقدر طولانی ہے اور روایتیں ایسی  
مختلف واقع ہوئی ہیں کہ اس کتاب میں اونکے لکھنے کا موقع نہیں ہے۔

بہر حال مسلمان بکثرت بلکہ کڑوڑوں ہیں۔ میں نے جہاں تک اونکو دیکھا  
مجھے اونکی شکل و شمائل۔ لباس طرز معاشرت۔ اور بود و باش کی حالت میں  
بد مذہب والوں سے کچھ فرق نظر نہ آیا۔ اگر کچھ فرق ہے تو اتنا ہی ہے کہ

عام چینی سر برہنہ رہتے ہیں اور مسلمانوں کے سروں پر سیاہ ٹوپیاں ہوتی ہیں اور اون کے سروں پر چوٹیاں نہیں ہوتیں۔

مسلمانوں کے مکانات کے دروازوں پر کہیں کہیں کوئی خط سے بسم اللہ بھی لکھی ہوتی دیکھی گئی۔ تاتار شہر میں مسجدیں بھی ہیں مگر مسجدوں کی کثرت نہیں اور انکی وضع بھی مسجدوں کی سی نہیں ہے اور دوسری عمارتوں میں اور انہیں کچھ فرق نہیں پایا جاتا۔ البتہ اون پر بسم اللہ اور دیگر آیات قرآنی لکھی ہوتی ہیں گویا مسجد کی ہی ایک بڑی علامت ہے۔ عربی خط کی شان بالکل پیچیدہ اور کوئی خط کے طرز پر ہے۔

چینیوں کے ہاتھ کا عربی خط ہمارے ملک کے معمولی استغداد کے آدمی نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ چینی مسلمانوں سے میں نے اون کے خیالات مذہبی کو بہت کچھ دریافت کرنا چاہا مگر میرا مترجم نہ تو استدرا مگر بڑی جانتا تھا۔ اور نہ اردو زبان کہ مجھے اون خیالات سے آگاہ کرتا۔ اور نہ کوئی ایسا چینی مسلمان ملا جو میرے خیال کے موافق جواب دے سکتا مجھے چینی مسلمانوں کے لہجے سے استدرا معلوم ہوا کہ اگر وہ لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو اون کا تلفظ ہماری سمجھ میں اچھی طرح ہرگز نہ آسکیگا۔ چینی اور عربی ملکر ایک لہجہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے ہمارے کان محض نا آشنا ہیں۔

چینیوں کی صنعت اور حرفت قدیم زمانہ سے مشہور چلی آئی ہے مگر انہوں نے

اپنی تجارت کو اپنے ہی ملکوں میں محدود کر رکھا ہے اسکی خاص وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چین کا ملک وسیع ہونے کے باعث اوفکوا پنا مال اور سامان تجارتی باہر بیجانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی اگر اپنے ملک سے وہ باہر بھی جاتے ہیں تو ملک چین ہی کے اطراف و حواض اور قرب و جوار کے جزیروں میں جیسے شنگھائی۔ ہانگ کانگ۔ والی ہائی والی۔ پو کو پو وغیرہ میں انہیں آمدورفت کرتے ہیں اور ان سے آگے نہیں بڑھتے۔

روپیہ کی قسم سے چین کے ملک میں تقریباً سکہ ہے جسکو ڈالر کہتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں یہ رائج ہے اور تانبے کے پیسوں کا عام طور سے بڑا دواج ہے پیسہ میں چو کوئی ایک سوراخ ہوتا ہے اس سوراخ میں ستلی ڈالکر سوسو پیسوں کے ہار پرولیتے ہیں۔ ایک ڈالر کے سو پیسے ہناتے جاتے ہیں چینی لوگ جب سودا خریدنے بازار کو جاتے ہیں تو جتنے ڈالروں کی اشیاء خرید کرنا چاہتے ہیں فی ڈالر کے حساب سے اتنے ہی پیسوں کے بار اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں۔

ڈالر کے سوا ایک اور سکہ سلور شوز کے نام سے موسوم ہے دینے چاندی کا جوتا یہ سکہ ڈھائی تولہ کی مقدار سے سوسو تولہ تک ہوتا ہے۔ اگر کسی کو نصف یا ربع یا جتنی مقدار کے ٹکڑے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ سنار سے اسے اوتنا قطع کر لیتا ہے اور وہ ٹکڑا کام میں لاتا ہے جب اس قسم کے

دو چار تکرے کسی کے پاس جمع ہو جاتے ہیں تو جس وزن کا وہ چاہتا ہے سنار اوسکو فوراً ڈال دیتا ہے دیر نہیں لگتی سناروں کے پاس اسکے سانچے موجود رہتے ہیں۔  
 لاکسچین مین افیون کا استعمال بہت ہے چین مین افیون دوسرے ملکوں سے آتی ہے امر اور غربا سب افیون کا استعمال کرتے ہیں۔

## چین مین چائے منچوریا کے ضلع مین بہت پیدا ہوتی ہے

اول قسم شاہی اور شاہی خاندان کے استعمال کی چائے ہے اس چائے کو دوسری چائے کی طرح آگ پر رکھ کر خشک نہیں کرتے بلکہ اوسے فقط دھوپ کی گرمی سے خشک کرتے ہیں اس واسطے اوسے آئگریزی مین سن دھوپنی ڈیوٹی دھوپ مین خشک کی ہوتی چائے کہتے ہیں اس قسم مین اول درجہ کی چائے کی قیمتانی پونڈ چودہا ڈالتر تک ہوتی ہے۔ اس گران قیمت پیر ہی پر چائے دستیاب ہونی دشوار ہے بڑی کوشش اور تلاش سے اس قسم کے تیسرے درجہ کی چائے کسی امیر یا رئیس کی وساطت سے فی پونڈ چودہ پنڈرہ ڈالر کو مل سکتی ہے ورنہ میسر نہیں آتی۔ اسکے پتے زعفران کے پتوں کی طرح بالہ یک اور لمبے لمبے ہوتے ہیں اور اونہیں چھوٹی چھوٹی گرہیں ہوتی ہیں۔ اور یہ چائے نہایت خوشبودار اور باغزہ ہوتی ہے اور بغیر دودھ اور شکر کے استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن اگر رنگ زورہ زیادہ ہو جاتا ہے تو اسکے مزہ مین تلخی آ جاتی ہے جسے بہت

کوشش کی کہ قدر قدرت اعلیٰ حضرت حضور پر نور کے واسطے شاہی قسم کی چائے  
میں سے اول درجہ کی کچھ چائے اپنے ہمراہ لیجاؤں لیکن مجھے دستیاب نہ ہو سکی  
دوسرے درجہ کی چائے فی پونڈ سات ڈالر کچھ بہت ہو گئی تھی۔ اسے میں  
حیدر آباد دلایا تھا۔

دوسری قسم کی وہ چائے ہوتی ہے جسکو منڈرین ٹی (یعنی امرائے چین  
کی چائے) کہتے ہیں یہ چائے بھی بہت لطیف اور با مزہ ہوتی ہے چین میں فی پونڈ  
دو ڈھائی ڈالر کو ملتی ہے اس قسم کی چائے پینے کا مجھ کو اکثر اتفاق ہوا ہے لیکن  
یہ چائے بھی چین میں بہت مشکل سے بہم ہوتی ہے۔ لیکن میں مسٹر گرین ریڈ  
ایک امریکن سوداگر تھے۔ ان کے ذریعہ سے میں نے اس چائے کا انتظام کیا تھا  
وہ اس قسم کی چائے میرے لئے چین سے بھیجا کرتے تھے۔

تیسری قسم کی عام استعمالی چائے ہوتی ہے اس چائے کا رنگ سنہرا ہوتا  
ہے اور چین میں اسکا استعمال کثرت سے ہے۔

چوتھی قسم کی چائے غربا اور مزدوری پیشہ لوگوں کے استعمال کی ہوتی ہے  
اسکا رنگ مائل بسا ہی ہوتا ہے اور اس قسم کی چائے کا اکثر سفوف بکتا ہوا  
ہے اور جب اسے چین کے باشندے بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔

چین میں چائے کی یہاں تک کثرت ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی ٹوکان میں  
جو اچا دل مونگ وغیرہ غلہ کے ساتھ چائے کا بھی تھیلا رکھا رہتا ہے یہ وہاں عام

خوراک کی اشیاء کی طرح فروخت ہوتی ہے۔

غرض وٹیرہ مہینے تک بیٹے جنرل گیزلی صاحب کے پاس رہ کر چین کی خوب سیر کی اور اس مدت میں چین کے حالات سے کما حقہ واقفیت مجھ کو حاصل ہوئی اس زمانہ میں چینی بالکل مغلوب ہو گئے تھے صلح کی کارروائی جاری تھی۔ اور آئندہ لڑائی کی کسی قسم سے امید نہ تھی جنرل کاؤنٹ والڈرسی فیلڈ مارشل کی رائے سے یہ امر قرار پایا تھا کہ موسم سرما ختم ہونیکے بعد دہل یورپ کی کل فوجیں اپنے اپنے ملکوں کو واپس ہو جائیں۔

اس موقع پر جنرل گیزلی صاحب نے مجھے ہمارا جہسندھیا اور ہمارا جہ بیکانیر کو یہ صلاح دی کہ پکین میں تین مہینے رہنے کی بجائے اگر آپ اس فوج کے ساتھ جو ہندوستان واپس جانے والی ہے ہندوستان پہنچ جائیں تو بہتر ہوگا سمجھنے جنرل گیزلی صاحب کی رائے کے ساتھ اتفاق کر کے ہندوستان کی طرف مراجعت کا ارادہ کیا۔

خصت کے وقت جنرل گیزلی صاحب مجھے ہمارا جہسندھیا اور ہمارا جہ بیکانیر کو فیلڈ مارشل کاؤنٹ والڈرسی کی ملاقات کے واسطے اپنے ہمراہ لے گئے کاؤنٹ موصوف شاہی مکانات میں مقیم تھے اون کے دروازہ پر جرمن فوج کا گارڈ نہایت توڑک و اچٹام کے ساتھ یونی فارم پہنیے موجود تھا ملاقات کے وقت کاؤنٹ موصوف نہایت تپاک سے پیش آئے ہمارا جہسندھیا ہمارا جہ بیکانیر



اور مجھے دیر تک باتیں کرتے رہے پھر ہم اون سے رخصت ہو کر اپنے مستقر کو واپس آئے۔

۷۔ ہر ماہ ڈسمبر ۱۹۰۱ء عیسوی کو جنرل گینرلی اور دوسرے دوستوں سے رخصت ہو کر مہاراجہ سندھیا۔ مہاراجہ بیکانیر۔ اور مین پکین سے روانہ ہوئے اور تیسرے روز ٹم ٹمپسن پہونچے یہاں وائیس لیس ٹیلیگراف اسٹیشن یعنی بغیر تار کے خبر رسانی کا تار گہر تھا جو افسروہاں مقرر تھے اونہوں نے سب آلات اور خبر رسانی کے طریقے بتلائے یہ ٹیلیگراف نہایت تعجب انگیز ہے۔ سرسری نظر سے اس کے اصول برابر سمجھ میں نہیں آتے۔

دو دن کے روز ٹمپسن مین جنرل کمشنر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مہاراجہ سندھیا یہاں سے اپنے جہاز کو الیاز پیر سوار ہو کر تشریف لیگے مین دو سے جہاز پیر سوار ہو کر وائی وائی وائی کو روانہ ہوا اس شام ہمارا جہاز ٹاکو پہونچا۔ یہاں ٹریل۔ اور پاورل دونوں جہاز کھڑے تھے۔ پاورل جہاز مین پیرل سرحد تشریف رکھتے تھے اونہوں نے ہم کو اپنے جہاز پر بلوایا۔ چونکہ ہمارا جہاز سندھیا کا جہاز ہم سے اول وہاں پہونچ چکا تھا۔ وہ صبح ہی سے اس جہاز مین تشریف رکھتے تھے ہم بارہ بجے وہاں پہونچے تھے ہم نے اڈمرل صاحب کے ساتھ بیچ کھایا اور جہاز کی خوب سیر کی۔ مہاراجہ سندھیا نے ایک روز اوسی جگہ قیام کیا لیکن مین اوسی روز وہاں سے روانہ ہو گیا۔



چھٹے روز ہمارا جہاز ہانگ کانگ پہونچا۔ یہاں پہونچتے ہی سرہنری بلیک گورنر ہانگ کانگ کا ایک خط منجھو ملا جس میں اوہون نے اپنے پاس فروکش ہونے کے لئے مجھے دعوت دی تھی۔ میں نے اون کی دعوت کو نہایت خوشی سے قبول کیا۔ اور جہاز سے اترتے ہی گورنمنٹ ہوس کو روانہ ہوا۔

اس مدت میں سرہنری بلیک اور لیڈی بلیک کے پاس گورنمنٹ ہوس میں قیام پذیر رہا پھر ہمارا جہاز وہاں سے روانہ ہوا چودہ روز تک دریائی سفر میں گزرے اس وقت دریائے تھامس کم تھا نرج اپہار ہا۔ جہاز میں مسافر ہی تھوڑے تھے۔ ۲۸ دسمبر کو صبح کے چھ بجے ہمارا جہاز کلکتہ پہونچا۔ میں جہاز کے کپٹن اور دوسرے دوستوں سے رخصت ہو کر کلکتہ کے گریٹ ایسٹرن ہوٹل میں فروکش ہوا۔ یہاں سفر کی ماندگی کے باعث میں نے دو تین روز آرام لیا۔

پھر جنوری ۱۹۰۱ء عیسوی کو ریل پر سوار ہو کر حیدرآباد کی طرف عازم ہوا اور گیارہویں تاریخ حیدرآباد میں داخل ہوا۔ اسٹیشن پر میرے احباب اور افسران فوج جو میری ملاقات کے لئے آئے تھے اون سے میں ملاقات کر کے سیدھا ڈیوڑھی مبارک میں آیا۔ اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک میں میں نے اپنی حاضری کی نظر گزارائی۔ دوسرے روز قدر قدرت اعلیٰ حضرت دیر تک جنگ چین کے حالات استفسار فرماتے رہے۔

میں نے جو عجائب و غرائب ملک چین کے اس طولانی سفر میں بچشم خود دیکھے تھے

یاسے تھے اور جو جو واقعات جنگ چین کے میری نظر سے یا میری وہاں قیام کے زمانہ میں دوسرے مقامات پر گزرے تھے اون میں سے اکثر خدمت اقدس و اعلیٰ میں عرض کئے۔

اوسے زمانہ میں ولایت کے تارون سے معلوم ہوا کہ ملکہ منطیہ و کٹوریہ ملکہ انگلستان و قیصر ہندوستان کا نراج علیل ہے یہ علالت ایسی بڑی ہے کہ ۱۷ جنوری ۱۹۱۷ء کو ملکہ و کٹوریہ کے جہان نمانی سے ملک جاودانی کو رحلت کی۔

الحمد للہ کہ جلد اوّل

سوانح افسری

یعنی ۱۔ یف۔ کمرنل نواب افسر جنگ اخترالدولہ سر افسر الملک بہادر کے سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ وی۔ او۔ اے۔ ڈی۔ سی۔ کمانڈر انچیف افواج باقاعدہ مالک محروسہ سرکار اصفیہ نظامیہ ختم ہوئی اور دوسری جلد لارڈ کیزل کے شریف ادوی حیدر آباد کے مضمون سے آغاز ہوئی۔

# معذرت

سوانح افسری کے طبع ہوتے وقت سہو کا تہیجے بعض مقامات پر الفاظ غلط  
 ریر ہو گئے ہیں اس لئے ایسے تمام الفاظوں کی تصحیح کر کے ایک تختہ غلط اور صحیح  
 الفاظ کا اس کتاب کے آخر میں شامل کیا گیا ہے۔ ناظرین کتاب ہذا سے استدعا ہے کہ  
 ملاحظہ کے وقت بعض مقامات پر جو الفاظ غلط پائے جاوین انکو اس تختہ غلط و صحیح  
 میں ملاحظہ فرمائیں۔

## تختہ غلط و صحیح سوانح افسری جلد اول

| صفحہ | سطر | غلط               | صحیح              |
|------|-----|-------------------|-------------------|
| ۶۰   | ۱۰  | فار بن سکرٹری     | فارن سکرٹری       |
| ۸۲   | ۱۲  | تہین              | نہین              |
| ۹۶   | ۱۰  | سقارت             | سفارت             |
| ۹۷   | ۱۶  | خاگ               | خاک               |
| ۹۸   | ۳   | سر بوتس کیو کناری | سر بوتس کیو کناری |
| ۱۰۶  | ۳   | کوٹھیا            | کوٹھیان           |
| ۱۲۷  | ۳   | کوہنلن            | کوہنلین           |
| ۱۵۱  | ۴   | ہائیون            | ہائیون            |
| ۱۵۵  | ۱۵  | ادائی شکریہ       | بعد ادائی شکریہ   |



|                 |                 |    |     |
|-----------------|-----------------|----|-----|
| بہتیت           | بہتیت           | ۵  | ۱۶۵ |
| افروختہ         | افروختہ         | ۹  | ۱۶۶ |
| منع کرینہیں     | منع کرتے ہیں    | ۱۱ | "   |
| ایسی حالت       | اسی حالت        | ۱۱ | "   |
| تسلط            | تسلط            | ۳  | ۱۶۷ |
| اسوقت اس انتظام | اسوقت اس انتظام | ۱۲ | ۱۷۳ |
| حفظ ماتقدم      | تقدم بالتحفظ    | ۱۱ | ۱۷۶ |
| اتفاق           | اتفاق           | ۱۶ | "   |
| ۱۲۹۸ء           | ۱۳۹۸ء           | ۲  | ۲۲۹ |
| ۱۳۱۵ء           | ۱۳۲۵ء           | ۱۳ | "   |
| سرچارلس گاف     | سرہیوگاف        | ۱  | ۲۳۲ |
| چارلس گاف       | ہیوگاف          | ۱۰ | "   |
| قابلیت          | قابلیت          | ۱۱ | ۲۳۶ |
| چارلس گاف       | ہیوگاف          | ۱  | ۲۴۰ |
| ستاق            | ستاق            | ۱۲ | ۲۸۶ |
| بارن دیہان      | بارن ڈیہان      | ۷  | ۳۱۲ |
| بارن            | بارن            | ۱۳ | "   |



|                   |                         |               |     |
|-------------------|-------------------------|---------------|-----|
| ٹوج               | ٹوج                     | ۱۶            | ۳۱۳ |
| بارن ڈیہان        | بارن ڈیہان              | ۲             | ۳۱۳ |
| "                 | "                       | ۵             | "   |
| "                 | "                       | ۶             | "   |
| "                 | "                       | ۸             | "   |
| "                 | "                       | ۱۳            | "   |
| لبنے              | بٹے                     | <del>۱۵</del> | ۳۱۶ |
| جیوانی خصال       | جیوانی خصال             | ۱۵            | "   |
| کاوری             | گاڈری                   | ۸             | ۳۳۴ |
| چالیں کوس         | بیں کوس                 | ۱۱            | ۳۴۰ |
| مانل بسیاہی       | مانل بسیاہی             | ۳             | ۳۳۶ |
| حرفون             | حرفون                   | ۹             | ۳۹۰ |
| توالج             | توالج                   | ۱۱            | ۳۶۵ |
| اسٹولپروٹ         | اسٹولپروٹ               | ۱۲            | "   |
| کمانڈنگ مقرر ہوئے | اس سترین فقرہ بڑایا گیا | ۳             | ۳۸۲ |
| نارین             | سوفارین                 | ۴             | "   |
| جزیرہ ملا         | جزیرہ نمائے ملایا       | ۹             | ۳۹۰ |

# Age Group furnished Khan Tephani

|            |            |    |     |
|------------|------------|----|-----|
| دریا       | آبنائے     | ۹  | ۴۹۰ |
| جھہ کو     | جھہ لو     | ۱۳ | "   |
| آئی لینڈ   | انیڈ       | ۸  | ۴۹۱ |
| والی       | وائی       | ۱۳ | ۴۹۲ |
| ریس اسٹانڈ | ریس اسٹیڈ  | ۱۴ | "   |
| ہنگ سیٹ    | ہنگ سیٹ    | ۱۵ | ۵۰۴ |
| پڑے        | پڑے        | ۱۴ | ۵۰۸ |
| سفات       | سنارت      | ۱۱ | ۵۱۰ |
| راشن       | لیشن       | ۱۴ | ۵۱۶ |
| ڈسپلین     | ڈسپلین     | ۶  | ۵۲۳ |
| کیپ لاکف   | کیپلین     | ۱۱ | ۵۲۵ |
| مشتری      | مشتری      | ۷  | ۵۳۲ |
| ڈسپلا کرتا | ڈسپلا کرتا | ۵  | ۵۳۸ |
| کنون       | کھتوں      | ۱۰ | ۵۴۲ |
| کیپٹن اسپس | کیپٹن اسپس | ۴  | ۵۴۳ |
| کھپٹون     | کھپٹون     | ۱۶ | ۵۵۴ |
| ڈرائی      | ڈرائی      | ۸  | ۵۶۳ |

|     |     |     |
|-----|-----|-----|
| 145 | 145 | 145 |
| 145 | 145 | 145 |
| 145 | 145 | 145 |

NOT TO BE ISSUED